فتوحات اہل حدیث

المعروف

میزان مناظرہ

حصہ اول

تالیف

سلطان المناظرین حضرت العلام

حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

محدث روپڑی اکیڈمی

جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور

وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتَابَ وَالۡمِيۡزَانَ لِيَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ

تالیف

سلطان المناظرین رئیس المحققین

حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور پاکستان

نام کتاب .... فتوحات اہلحدیث المعروف میزان مناظرہ

مولف .... سلطان المناظرین رئیس المحققین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

طبع .... دوم

تعداد .... ایک ہزار

قیمت ....

سن اشاعت ۲۰۰۱ء

کمپوزنگ .... **حافظ نصراللہ بھٹی**

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی

جامع القدس چوک دالگراں لاہور

فہرست مضامین

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

فتوحات اہلحدیث المعروف میزان مناظرہ اپریل ۲۰۰۱ء میں ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی تھی اور تقریباً ۲ ماہ کے اندر ختم ہوگئی اور اس کی مانگ بدستور جاری ہے اس سے آپ اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ کر سکتے ہیں اب یہ کتاب دوسری بار طبع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے پہلے ایڈیشن میں کتابت کی غلطیاں رہ گئی تھیں اس ایڈیشن میں ان غلطیوں کی تصحیح کی گئی ہے اور اس ایڈیشن کو پہلے ایڈیشن سے بہتر بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

اس ایڈیشن کے شروع میں مولانا محمد اسحاق بھٹی مولانا سعید مجتبیٰ صاحب اور ملک عبدالرشید عراقی صاحب، اور پروفیسر حافظ عبدالرحمان لدھیانوی کے تعارفی مضامین اور حضرت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی مختصر حالات زندگی کا اضافہ کیا گیا ہے ان مضامین میں حضرت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی شخصیت اور کتاب کے تعارف میں آپ کو خاصی معلومات حاصل ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے درجات بلند فرمائے اور اس کتاب کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس پر ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے طالب ہیں۔

آخر میں اپنے برادر اکبر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنکی شفقت اور رہنمائی میرے لئے سرمایہ حیات ہے۔

اس کے علاوہ کتاب کی اشاعت پر ملک بھر کے روزناموں اور ہفت روزہ جرائد نے جاندار تبصرے شائع کئے تھے ہم صرف ہفتہ روزہ اہل حدیث اور الاعتصام کے تبصرے شامل کتاب کر رہے ہیں

خادم العلماء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

ناظم **محدث روپڑی اکیڈمی** چوک دالگراں لاہور

تقریظ

محدث روپڑی اکیڈمی کی طرف سے نئی شائع شدہ کتاب ''فتوحات اہل حدیث المعروف میزان مناظرہ'' وصول پائی نہایت شکرگزار ہوں کہ اس گوشہ فقیر کو آپ نے یاد رکھا اور نہایت عمدہ اور معلومات سے پر کتاب عطا کی۔

بلاشبہ حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مناظر اور حاضر جواب تھے حریف کو دلائل کی گرفت میں لینا اور بحث میں اسے عاجز کر دینا ان کا کمال تھا اس کتاب میں آپ نے ان کے مناظروں کو جس انداز میں مرتب کر کے شائع کیا ہے اس پر اس پر آپ اور محدث روپڑی اکیڈمی کے ارکان مبارک باد کے مستحق ہیں کتاب معلومات کا خزینہ ہے اور مناظرانہ دور کا بہترین آئینہ۔

حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسلک اہل حدیث کی خوبیاں اور صداقتیں جس اسلوب میں بیان فرماتے تھے وہ انہی کا حصہ تھا انکی ہر بات ذہن میں اترتی اور دل میں اپنی جگہ بناتی جاتی تھی وہ صاف گو عالم دین اور بلند آہنگ مقرر تھے انکی وفات کے ساتھ ہی مناظروں کا ایک دور ختم ہو گیا اور مسلک اہل حدیث کی تبلیغ کا ایک روشن باب اختتام کو پہنچ گیا میں انکی مجلسوں میں بھی بیٹھا ہوں ان سے بہت دفعہ بہت سے مسائل پر گفتگو کے مواقع بھی میسر آئے ہیں ان کی عام مجلسوں میں تقریریں بھی سنی ہیں ان کے خطبات جمعہ میں بھی حاضر ہوتا رہا ہوں علیحدگی میں بھی ان سے بات چیت کا سلسلہ چلتا رہا ہے میں نے ان کو ہر موقع پر اپنے مسلک کے سچے خادم اور پرزور مبلغ پایا ہے اپنے مسلک کے سلسلے میں وہ کسی قسم کی رعایت اور لحاظ وملاحظے کا قائل نہ تھے وہ منبر ومحراب سے لے کر نجی محفلوں تک کتاب وسنت کے داعی اور فرامین خدا ورسول ﷺ کے شیدائی تھے ان کی زبان ان کے ذہن کی

ترجمان، ان کا لہجہ انکے دل کا عکاس اور ان کی آواز ان کی صداقت کا اعلان تھی۔

انکے مناظروں کا یہ مجموعہ انتہائی دلچسپ ہے میں نے اسے دو دن میں پڑھ لیا تھا یہ ایک پرانی تاریخ اور عہد رفتہ کی ایک روح پرور دستاویز ہے جو محدث روپڑی اکیڈمی نے شائع کر کے اہل حدیث کی موجودہ نسل کو دی ہے تا کہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے اکابر نے کس لگن اور جدوجہد سے اپنے مسلک کی اشاعت اور ترویج کی ہے اور اس کے لئے انہیں کن کن مقامات میں جانا پڑا اور کس قدر دور دراز کے سفر کرنا پڑے ہیں۔

میں اس پر آپکو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ اپنے اسلاف کی کتابیں شائع کرتے رہیں گے اور انکے دینی اور علمی کارناموں کو اجاگر کرنے کا فریضہ انجام دیں گے۔

آپ اپنے اشاعتی ادارے کا محدث روپڑی اکیڈمی بہت اچھا نام رکھا ہے ہر حال کتاب بہت عمدہ ہے جلد، ٹائٹل، کاغذ، کمپوزنگ شان دار ہے۔

محمد اسحاق بھٹی

تاثرات

از: پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی ڈائریکٹر جنرل کالجز پنجاب۔

حضرت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ محتاج تعارف نہیں انکے متعلق حسان بن ثابتؓ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں کہا ۔

ما ان مدحت محمداً بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

حضرت حافظ روپڑیؒ نے اوائل عمر میں ہی دین حنیف کی خدمت کرنا شروع کر دی تھی تقریر، تحریر اور مناظرہ انکا خاص موضوع رہا ہے فن مناظرہ میں کمال حاصل تھا اپنے مقابل کو حاضر جوابی سے زیر کر لینا انہی کا خاصہ تھا غالباً 1961ء کی بات ہے کہ جامع مسجد مبارک اہلحدیث کچہری روڈ وہاڑی میں سالانہ کانفرنس تھی حضرت عبدالقادر روپڑیؒ کی تقریر کے دوران ایک غیر اہلحدیث مقامی خطیب کا رقعہ آیا کہ میں آپ سے فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ میدان مناظرہ کے شاہسوار حضرت حافظ صاحبؒ رقعہ پڑھتے ہی پہلوانوں کی طرح سٹیج پر ہی بیٹھکیں نکالنا شروع کر دیں اور اسے اسی وقت آنے کی دعوت دی یہ اس کی دعوت کو قبول کرنے کا ایک جارحانہ انداز تھا وہ اپنے لاؤلشکر سمیت آ پہنچا گفتگو شروع ہوئی چند ہی لمحات میں شکست کھا کر چلا گیا اس واقعے کا پرچار کئی سالوں تک علاقے میں ہوتا رہا" فتوحات اہلحدیث المعروف میزان مناظرہ" اسی قسم کے واقعات کا مجموعہ ہے جس میں حضرت روپڑیؒ کے مختلف مناظروں کا تذکرہ ہے یہ کتاب ہر

خاص و عام کے لئے یکساں مفید ہے اس کتاب کے مطالعہ سے حقانیت مسلک اہلحدیث عیاں ہوتی ہے اور قاری کو بہت سے مسائل کا علم ہوتا ہے اکثر مناظروں میں مد مقابل بریلوی مولویوں نے راہ فرار اختیار کی بلکہ اگر انہیں علم ہو جاتا کہ وہابیوں کی طرف سے مناظر حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی ہیں تو وہ مناظرے کے لئے آتے ہی نہ تھے لاہور کی سطح پر اکثر مجھے اپنے ساتھ لے جاتے سیاسی جلسوں میں خطاب فرماتے انکا خطاب اور اخباری بیان ایک ممتاز حیثیت کا حامل ہوتا ہر وقت کے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور منصوبوں کی پرزور مذمت فرماتے اور حق کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے ہر طاغوت سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کر دیتے۔ کتاب وسنت کی آواز بلند کرنے اور اسے ہر فرد تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے ایک مرتبہ کسی گاؤں کے لوگوں نے حضرت روپڑیؒ کو جلسے میں تشریف لانے کی دعوت دی تھی اور کہا کہ فلاں بس سٹاپ پر ہم آپ کا انتظار کریں گے بس کا سفر تھا کسی وجہ سے بس لیٹ ہوگئی رات کافی بیت چکی تھی گرمی کا موسم تھا انتظار کرنے والے مایوس ہو کر واپس لوٹ گئے جب آپؒ اس اڈے پر اترے تو ہو کا عالم تھا آج کل تو تمام بس سٹاپ تقریباً آباد ہیں یہ کوئی چالیس سال پہلے کی بات ہے بس آپؒ کو اتار کر روانہ ہوگئی حافظ صاحبؒ نے ادھر ادھر دیکھا کوئی فرد بشر نظر نہ آیا بالآخر اندازے سے ایک طرف چل دیئے اتفاق سے تیز آندھی شروع ہوگئی لہذا ویرانے میں ہی بیٹھ گئے رات وہیں بسر کی مٹی سے تیمم فرمایا اور تہجد ادا کی اور فجر کی نماز وہیں پڑھ کر فارغ ہوئے تو کچھ روشنی ہوئی اتنے میں ایک کسان اپنے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے جا رہا تھا اسے روک کر گاؤں کا راستہ پوچھا اس طرح بمشکل اپنی منزل پر پہنچے تمام دن وہیں قیام فرمایا رات کو وہاں تقریر کی اور لوگوں کو قرآن وسنت کے

چشمے سے سیراب کیا'' فتوحات اہلحدیث المعروف میزان مناظرہ'' اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے جس میں حافظ روپڑیؒ کے تمام باطل فرقوں کے ساتھ مناظروں کا ذکر ہے اور انہیں ان کی کتابوں سے ہی حوالے دیکر خاموش کر دیا ہے حضرت حافظ روپڑیؒ کو اللہ تعالی نے علم بھی دیا اور فن مناظرہ بھی آپ نے ہر موضوع پر بڑی عمدہ گفتگو فرمائی ہے جو کہ ہمارے لئے علمی سرمایہ ہے اللہ تعالی حضرت حافظ صاحب روپڑیؒ کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے آمین نیز ان جواہر پاروں کو جن اصحاب نے کیا اللہ تعالی ان کی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے عام لوگوں کے لئے فائدہ مند بنائے آمین۔

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ایک مثالی شخصیت، ایک غیر معمولی انسان

مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی مرحوم و مغفور سے میری پہلی ملاقات غالباً ۱۹۵۴ء میں ہوئی جب وہ مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کی دعوت پر ایک تبلیغی جلسہ میں سوہدرہ تشریف لائے۔ اور اس کے بعد ان سے ملاقات کا سلسلہ ان کے انتقال سے غالباً ایک سال پہلے ۱۹۹۸ء تک جاری رہا یعنی دوسرے الفاظ میں راقم کا تعلق حضرت حافظ صاحب سے نصف صدی تک رہا۔

حافظ صاحب مرحوم ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے ان کے چچا حضرت العلام مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی مرحوم و مغفور اپنے دور کے بلند پایہ عالم دین، مفسر قرآن، مجتہد، فقیہ اور محقق و مورخ تھے حافظ عبدالقادر مرحوم نے حضرت العلام محدث روپڑیؒ سے اکتساب فیض کیا تھا اور تمام زندگی ان کے دنا کیش رہے ذکاوت، ذہانت، فہم و بصیرت، عدالت و ثقاہت، حفظ و ضبط، زہد و ورع، تقوی و طہارت تو ان کا خاندانی جوہر تھا چنانچہ اپنے ہم عصروں میں نمایاں رہے۔

حافظ صاحب نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ، مولانا محمد جونا گڑھیؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد گوندلویؒ، مولانا محمد اسمعیل سلفیؒ، مولانا احمد الدین گکھڑویؒ اور مولانا عبداللہ ثانی امرتسری کو نہ صرف دیکھا تھا بلکہ صحیح طور پر ان کے جانشین تھے۔ اس لئے ان کی ذات میں پورے ایک عہد کا خلاصہ جمع ہو گیا تھا۔

فن مناظرہ میں علمائے اہل حدیث میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد ابراہیم

میر سیالکوٹیؒ، مولانا ابو القاسم سیف بنارسیؒ مولانا حافظ محمد گوندلویؒ اور مولانا احمد الدین گکھڑویؒ ایک سند کی حیثیت رکھتے تھے۔ حافظ عبد القادر مرحوم ومغفور ان علمائے کرام کے صحیح جانشین تھے۔

حافظ صاحب مرحوم کو اپنے مسلک اہل حدیث سے بہت زیادہ شغف تھا حدیث نبوی ﷺ سے ان کو بہت زیادہ محبت تھی اور حدیث نبوی ﷺ کے متعلق معمولی سی مداہنت برداشت نہیں کرتے تھے جب بھی کوئی مضمون حدیث نبوی ﷺ کی مخالفت میں شائع ہوتا اور حافظ صاحب کی نظر سے گزرتا تو فوراً اس کا نوٹس لیتے اور تحریر وتقریر کے ذریعہ صاحب مضمون کے باطل افکار ونظریات کا جواب دیتے۔

حضرت حافظ صاحب کا تعلق ملکی سیاست سے بھی رہا انہوں نے اپنے زمانہ میں برپا ہونے والی تحریکات کا بری گہرائی سے جائزہ لیا تھا اور اس دور کے سیاسی شخصیات سے بھی آپ کا تعلق رہا اس لئے ان کی رائے بڑی دقیع اور باوزن ہوا کرتی تھی اس لئے ان میں بے پناہ وسعت اور ہمہ نوازی کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان کی ذات ایک سراپا انجمن تھی۔

حافظ صاحب کی شخصیت کے اتنے پہلو ہیں کہ ان سبھوں کو اجاگر کرنا تو مستقل کتاب کا موضوع ہوسکتا ہے وہ ایک عالم دین، ایک مفکر، ایک دینی رہنما، ایک سیاسی قائد اور ایک انسان کی حیثیت سے ایک پوری دنیا اپنے اندر بسائے ہوئے تھے۔

اللہ تعالی نے ان کو جتنا زرخیز دماغ جیسی دوراندیشی اور خطابت کا جوہر عطا کیا تھا اور لوگوں میں جس طرح کی مقبولیت دی تھی اگر وہ چاہتے تو اپنے لئے دنیوی عیش وراحت کا بہت کچھ سامان کر سکتے تھے لیکن انہوں نے کبھی اس کا سوچا بھی نہیں تھا انہوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی نشر واشاعت، توحید وسنت کی ترقی وترویج، شرک وبدعت کی تردید وتوبیخ اور ادیان باطلہ کا قلع قمع کرنے میں صرف کر دی حضرت حافظ صاحب خداداد ذہانت اور اعلی صلاحیت کے مالک تھے طبیعت میں اعتدال، رائے میں توازن، فکر میں گہرائی، اور معاملات

میں دور اندیشی آپ کا طرہ امتیاز تھی اور اس کے ساتھ صبر واستقامت کا پہاڑ اپنے عزم وارادہ میں انتہائی پختہ، اخلاق وشرافت کا مجسمہ، علم وحلم کا پیکر اپنی وضع کے پابند، بڑے ملنسار اور مہمان نواز تھے۔

ان کے دنیا سے چلے جانے سے جو عظیم خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

داغ فراق و محبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

حافظ عبدالقادر روپڑی مرحوم ایک بلند پایہ مناظر تھے ان کی ساری زندگی مسلک اہل حدیث کی اشاعت وحمایت، حدیث نبوی ﷺ کی نصرت ومداہنت اور باطل افکار ونظریات کی تردید وتوبیخ میں بسر ہوئی حافظ صاحب نے اپنی زندگی میں عیسائیوں، قادیانیوں شیعوں، بریلویوں، دیوبندیوں اور منکرین حدیث سے بے شمار مناظرے کئے اور اللہ تعالی کے فضل سے ہر مناظرے میں کامیاب وکامران ہوئے۔

''فتوحات اہل حدیث المعروف میزان مناظرہ'' کتاب آپ کے ان مناظروں پر مشتمل ہے جو آپ نے ایک بریلوی مولوی محمد عمر اچھروی سے کئے آپ کے یہ مناظرے مسئلہ مسنون تراویح، صداقت مسلک اہل حدیث اور ضلالت بریلویت، مسئلہ فاتحہ خلف الامام، بشریت مصطفی ﷺ اور مسئلہ علم غیب وغیرہ پر ہوئے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے حضرت حافظ صاحب مرحوم کے علمی تبحر، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

عبدالرشید عراقی
سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ
۲۷ جولائی ۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

"واللہ! ھذا رجل عظیم"

۱۹۸۰-۱۹۸۳ میں جبکہ راقم الحروف جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم تھا ایک سال مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ہم لوگ واپس مدینہ منورہ آچکے تھے ایک روز حسب معمول مسجد نبوی کی اولین صفوں میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد میں صحن میں آیا تو لوگوں کا جمگھٹا دکھائی دیا قریب جا کر دیکھا تو جماعت اہل حدیث پاکستان کے سربراوردہ شخصیت حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کا خطاب ہو رہا تھا میں بھی سامعین میں شامل ہو گیا حافظ صاحب نے قرآن وسنت کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ شان رسالت اور مسلک اہل حدیث اس انداز سے بیان فرمایا کہ دوران خطاب ان پر رقت طاری رہی، خود روتے رہے اور لوگوں پر بھی گریہ طاری رہا۔ یہ سارا منظر ابھی تک آنکھوں کے سامنے ہے۔

حافظ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ایسا وعظ فرمایا کہ وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوا اور عشاء کی اذان کا وقت ہو گیا۔

سامعین میں پاکستانی اور ہندوستانی حضرات کے علاوہ عربوں کی ایک کثیر تعداد بھی تھی وہ لوگ اگرچہ اچھی طرح اردو نہیں سمجھتے تھے مگر حافظ صاحب کے انداز بیان اور لوگوں کے ہجوم کی بناء پر وہ بھی وہاں بیٹھنے پر مجبور تھے وہ قرآنی آیات، احادیث اور عربی عبارات کے سیاق وسباق سے موضوع خطاب کو سمجھ رہے تھے اس سے بڑھ کر وہ لوگ حافظ صاحب کی سادگی، وسعت علم، زبان کی روانی اور انداز بیان سے ازحد متاثر ہو رہے تھے۔

عشاء کی اذان شروع ہونے پر حافظ صاحب نے خطاب روکا تو دور دور تک انسانی سر ہی سر نظر آرہے تھے میرے قریب ایک عربی شخص بیٹھا تھا وہ بے ساختہ کہنے لگا ”واللہ هذا رجل عظیم“ اللہ کی قسم! یہ شخص بڑا عظیم ہے۔

میں نے پوچھا کیا آپ انہیں جانتے ہیں اور آپ کو ان کی عظمت کا پتہ کیسے چلا؟ اس نے کہا میں انہیں نہیں جانتا مگر دیکھو وہ کس قدر روانی کے ساتھ قرآن کی آیات اور احادیث پڑھ رہے تھے۔

میں نے پوچھا کیا آپ کو ان کی تقریر کی سمجھ بھی آئی؟

اس نے کہا: میں اردو زبان نہیں جانتا تاہم آیات واحادیث کی بنا پر ان کی گفتگو کا موضوع سمجھ چکا ہوں ادھر لوگوں کو تو دیکھو کس قدر توجہ کے ساتھ ان کا خطاب سن رہے تھے، یہ تبصرہ تھا ایک اجنبی شخص کا جو اردو نہ جانتے اور ہمارے ممدوح سے واقف نہ ہونے کے باوجود ان کی مدح سرائی کر رہا تھا۔

واقعی حافظ عبدالقادر روپڑیؒ ایک عظیم علمی شخصیت تھے وہ بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، مفتی، شعلہ بیان مقرر اور مقبول عوام وخواص واعظ ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مناظر بھی تھے۔ جب بھی فرق باطل میں سے کسی نے اہل حق اور اہل توحید کو للکارا ہمارے ممدوح فوراً جواب دینے اور مناظرہ کیلئے تیار ہوتے۔

آپ اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ صلاحیتوں کی بناء پر میدان مناظرہ کی تاڑ اور تلاش میں رہتے۔ آپ کو مناظر اسلام اور سلطان المناظرین کہا جاتا تھا آپ کبھی بھی فریق مخالف سے مرعوب نہ ہوتے اور نہ کبھی کسی مخالف کی نامعقول باتوں سے طیش میں آتے۔ آپ ہمیشہ انتہائی ہوش مندی، حوصلہ مندی، تدبر علمی اور دلائل کی قوت کے ساتھ مخالف کے دلائل کا رد کرتے اور عوام سے خطاب کرتے ہوئے انہیں مسئلہ اچھی طرح سمجھاتے آپ کے ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں لوگوں کو راہ توحید پر آنے اور مسلک اہل حقہ اہل حدیث سمجھنے کی توفیق دی۔ اللہ الحمد

ہمارے ممدوح حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے اپنی زندگی میں بہت سے مناظرے کئے ان میں سے چند مناظروں کی روداد ''فتوحات اہل حدیث المعروف میزان مناظرہ'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب عوام وخواص کے لائق مطالعہ ہے اس میں مختلف مسائل پر مخالفین کے دلائل اور انداز استدلال اور تلبیس کا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان دلائل کے جوابات بھی بالتفصیل آگئے ہیں الحمد للہ۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ان مناظروں کا اصل لطف تو ان لوگوں نے اٹھایا جو اس وقت مناظرہ میں حاضر تھے تاہم قارئین بھی اس کتاب سے یقیناً مستفید ہوں گے ان شاء اللہ

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو گم گشتگان راہ حق کے لئے مشعل راہ اور مسلک حق کی سربلندی کا ذریعہ بنائے آمین ۔

ایں دعا ازمن وجملہ جہاں آمین باد

ابوحمزہ سید مجتبیٰ سعیدی

دارالسعادۃ منکیرہ ضلع بھکر

تبصرہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور

زیر تبصرہ کتاب کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے اہل لغت کے مطابق کسی چیز کی ہیئت اور حقیقت کو پہچاننے کی غرض سے باہم غور وفکر کرنے کو "مناظرہ" کہا جاتا ہے علماء کے نزدیک مسائل واحکام دین میں مباحثہ "مناظرہ" کہلاتا ہے بسا اوقات جس بات کو لوگ زندگی کا طویل حصہ گزر جانے اور علماء کے سمجھاتے رہنے کے باوجود نہیں مانتے ایک ہی مناظرے میں وہ اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ مثبت انداز سے اور دلائل سے مزین مناظروں کا سلسلہ شروع سے ہی جاری ہے جیسے حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے اپنی قوموں کے ساتھ مناظرے قرآن کریم میں مذکور ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اصول تفسیر میں قرآن کریم کے جو پانچ علوم بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک "علم مخاصمۃ" یعنی "مناظرہ" بھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں چاروں گمراہ فرقوں (مشرکین، منافقین اور یہود ونصاریٰ) سے مباحثات ہوئے ہیں اور یہ مباحثے دو طرح واقع ہوئے ہیں ایک تو یہ کہ فقط ان کا باطل عقیدہ بیان کر کے اور اس کی قباحت کا ذکر فرما کر اس سے نفرت ظاہر کی گئی ہے دوسرے یہ کہ گمراہوں کے شبہات کو بیان کر کے ان کو ادلہ قطعیہ یا خطابیات سے حل کیا گیا ہے (الفوز الکبیر صفحہ نمبر ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مباحثے اور مناظرے کے انداز سے بات سمجھانا طریقہ خداوندی ہے آنحضرت ﷺ کے غیر مسلموں کے ساتھ بکثرت مباحثے اور مناظرے ہوئے پھر صحابہ وتابعین اور ائمہ حدیث کے خصوصاً اس دور میں یہ فن اپنے عروج پر تھا جب خلق قرآن کا فتنہ اٹھا اس کے بعد سے ماضی قریب تک یہ ہوتا چلا آیا کہ علمائے امت نے باطل فرقوں کے ساتھ یا باہم کسی فقہی یا دیگر مسئلے پر اختلاف رائے کی صورت میں مناظرے کیے

جو ایک اچھا علمی اور باوقار انداز تھا نہ جانے اس میدان کو کس کی نظر لگ گئی کہ آج مناظرے کا ماحول میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا ہوتا ہے ہر فرقہ اسلحے کے زور پر خود کو سچا ثابت کرنے کی کوشش میں لگ گیا ہے اور اس قسم کی صورت حال کی وجہ سے بعض مساجد میں لوگ امن کی بجائے خوف سے داخل ہوتے ہیں العیاذ باللہ ...کاروان عمل بالحدیث کے درمیان ہر دور میں ایک سے بڑھ کر ایک مناظر رہا ہے بیسویں صدی کے آغاز میں شیر پنجاب فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس میدان میں سب سے نمایاں حیثیت کے مالک تھے حتی کہ اکابر علمائے احناف کے اقوال کتابوں میں منقول ہیں کہ اگر رات کو اسلام کے خلاف کوئی نظریہ اٹھے تو سورج طلوع ہونے سے پہلے ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس کا مسکت اور دندان شکن جواب دے سکتے ہیں آپ نے ہر باطل فرقے کو للکارا خصوصاً قادیانی تو آپ کے نام سے بھاگتے تھے آپ کے بعد کچھ اور لوگوں نے بھی اس میدان میں شہرت پائی مگر رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس میدان میں ممتاز اور بلند مقام رکھتے ہیں۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ''میزان مناظرہ'' کے تفصیلی مطالعے سے اس کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوا کتاب میں ایک درجن کے قریب مناظرے درج ہیں کتاب کیا ہے علم و تحقیق کا ایک سمندر، فن مناظرہ کا ایک روشن باب، علم و تحقیق کا مرقع جس سے ہر عالم اور غیر عالم بھرپور روشنی لے سکتا ہے۔

اس کتاب میں اہل حدیث کے مابہ الامتیاز مسائل مثلاً فاتحہ خلف الامام، سماع موتی، بشریت مصطفیٰ ﷺ، حاضر و ناظر، صداقت مسلک اہل حدیث وغیرہ مسائل پر مناظرے کے انداز میں خاصے دلائل آگئے ہیں جو کسی بھی متلاشی حق کے لئے معاون ثابت ہوں گے۔

حضرت حافظ روپڑیؒ کچھ عرصے سے مسلسل بیمار تھے جس سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ علم، تحقیق اور مناظرانہ طرز گفتگو کا باب بند ہو رہا ہے لیکن یہ جان کر خوشی محسوس ہوئی کہ آپ کے علمی جانشین حافظ عبدالغفار روپڑی اور حافظ عبدالوہاب روپڑی مرحوم کے جاری

کردہ اس مشن کو جاری رکھیں گے جس کا علمی مظہر اس فن مناظرہ میں حضرت کی جاری کردہ کلاس کا تسلسل اور اس کتاب کی اشاعت ہے جن کو اس فن سے اچھی دلچسپی ہے حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''قرآن مجید کی تلاوت کے وقت یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ اس میں مباحثہ ایک خاص قوم سے تھا جو گزر چکی بلکہ بمصداق حدیث شریف ''لتتبعن سنن من کان قبلکم'' زمانہ نبوی میں کوئی ایسی بڑی مصیبت نہ تھی جس کا نمونہ آج موجود نہ ہو اس لئے مقصود اصلی ان مقاصد کے لئے کلیات کا بیان ہے نہ کہ ان حکایات کی خصوصیات''

(الفوز الکبیر صفحہ ۲۲)

خطباء، مدرسین، طلبہ، ائمہ مساجد، اور عامۃ الناس کو چاہئے کہ وہ تعمیری اور تنقیدی مطالعے میں رسوخ کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں احقاق حق اور ابطال باطل کا انداز ہ ذہن نشین کریں اور یہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہونا چاہیے تعصب سے ہٹ کر ہر شخص کو بنظر انصاف ایک نظر اسے پڑھ لینا چاہئے اس فن سے دلچسپی رکھنے والوں سے خاص گزارش یہ ہے کہ کتاب کا ایک ایک لفظ بغور پڑھیں کیونکہ اس فن میں الفاظ کی پہچان اور ہیر پھیر بھی نتائج بدلنے میں اپنا اثر رکھتے ہیں قیمت اس کتاب کی معقول ہے اللہ کریم ناشرین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا میں حق وانصاف کا بول بالا کرنے کے لئے حضرت روپڑیؒ کی اس خدمت کو ان کی حسنات میں شامل فرما کر جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے آمین۔

تبصرہ نگار

حافظ محمد اسلم شاہدروی

ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۷ جولائی ۲۰۰۱ء

تبصرہ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور

رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ روپڑی خاندان کے چشم و چراغ اہل حدیث کے مایہ ناز مناظر، ہر دلعزیز خطیب سیاسی رہنما اور تحریک پاکستان کے نامور مجاہد تھے ایسی نابغہ روزگار شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں آپ کی علمی، دینی تبلیغی مسلکی، سیاسی اور ملی خدمات کا دائرہ بے حد وسیع ہے وہ فرق باطلہ کے لئے شمشیر بے نیام تھے انہیں فن مناظرہ میں ید طولی حاصل تھا اور وہ کسی مناظرہ میں بھی شکست سے دوچار نہیں ہوئے جہاں سے بھی انہیں بلاوہ آتا وہ، مسلک اہل حدیث کے دفاع کیلئے ہر وقت آمادہ و تیار رہتے تھے کم وبیش نصف صدی تک قریہ قریہ بستی بستی اور شہر شہر پہنچ کر کتاب وسنت کی بالادستی اور مسلک اہل حدیث کی حقانیت وصداقت کا پھریرا لہراتے رہے حقیقت یہ ہے کہ قحط الرجال کے اس دور میں آیت من آیات اللہ کی حیثیت رکھتے تھے ان کی پوری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ میں بسر ہوئی ان کی دینی بصیرت اور علمی تحقیق کو جلیل القدر علماء کرام کا اعتماد حاصل تھا۔

زیر تبصرہ کتاب میں مسئلہ مسنون تراویح، صداقت مسلک اہلحدیث اور ضلالت بریلویت، فاتحہ خلف الامام، بشریت مصطفیٰ ﷺ، مسئلہ حاضر وناظر، نفی علم غیب، مسئلہ استمداد لغیر اللہ عدم سماع موتی اور ایسے ہی دیگر عنوانات پر مناظروں کی روداد قلمبند کی گئی ہے اور ان مناظروں میں حضرت حافظ صاحبؒ نے کتاب وسنت سے دلائل و براہین دیتے ہوئے اپنے حریفوں کو شکست سے دوچار کر رکھا ہے یہ ایمان افروز روداد علماء، طلبہ اور پڑھے لکھے احباب کیلئے یکساں مفید ہے ایسی کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے قارئین کرام کو اس سے استفادہ کرنا چاہئے بلاشبہ یہ کتاب متلاشیان حق کیلئے دلیل راہ ہے

شرکیات و بدعات کی وادیوں میں گم گشتگان راہ کیلئے روشنی کا مینار، مدرسین اور مناظرین کیلئے عصر حاضر میں باطل شکن علمی خزینہ ہے۔

آخر میں اس امر کا تذکرہ بے حد ضروری ہے کہ حضرت حافظ صاحب ؒ کی عظیم دینی یادگار اور صدقہ جاریہ جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور کو شیخ التفسیر مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی اور شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی بڑے احسن انداز سے ترقی واقبال کی منزلوں سے روشناس کرا رہے ہیں اللہ پاک جامعہ کے جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور حضرت حافظ کے اس علمی چمن زار کو سدا سرسبز وشاداب رکھے آمین۔

تبصرہ نگار

بشیر انصاری ایم اے مدیر اعلیٰ

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۰ جولائی ۲۰۰۱ء

سلطان المناظرین مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی کی شخصیت کے چند گوشے

از: حافظ عبدالغفار روپڑی

نام ونسب :۔

آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے عبدالقادر بن میاں رحیم بخش بن میاں روشن دین دادا میاں روشن دین موضع کمیر پور تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں رہتے تھے درحقیقت کمیر پور ان کا اصل وطن نہیں ان کے آباؤ اجداد ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کے باشندہ تھے۔

اولاد:۔

میاں رحیم بخش کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

(۱) حافظ محمدؒ جو قیام پاکستان سے قبل ہی ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر تھے ۱۲شوال ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۶۷ء کو وفات پائی اور گارڈن ٹاؤن کے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے

(۲) دوسرے بیٹے حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ نے روپڑ میں قرآن مجید حفظ کیا فراغت تک تمام علوم حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ سے حاصل کئے ۔ حافظ صاحب مرحوم شیریں بیاں خطیب،شعلہ نوا مقرر،توحید وسنت کے سرگرم داعی،حق وصداقت کے بے باک علم بردار تھے انہوں نے ملک کے کونہ کونہ میں توحید وسنت کی تبلیغ واشاعت کی،پوری ملت ان کی دینی خدمات اور اخلاق حسنہ پر فخر کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔۴شعبان ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۲جنوری ۱۹۶۲ء کو لاہور میں وفات پائی۔

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ
ہمی سو گئے داستاں کہتے کہتے

گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔

(۳) تیسرے بیٹے سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی ایک ممتاز عالم دین، نامور خطیب، کامیاب مبلغ، یکتا مناظر، علم وفضل کے اعتبار سے بلند و بالا مقام کے حامل تھے صغرسنی میں قرآن مجید حفظ کیا فراغت تک اکثر علوم محدث روپڑیؒ سے حاصل کئے کیونکہ گھر میں بحر العلوم کے ہوتے ہوئے اور کہیں جانے کی ضرورت ہی نہ تھی آپؒ ۱۹۱۵ء میں موضع کمیر پور ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔

(۴) چوتھے بیٹے حافظ محمد احمد عرف احمد قرآن مجید کے حافظ، عالم دین، مسجد قدس چوک دالگراں لاہور کے نائب ناظم تھے مسجد قدس کی وسعت اور تعمیر وترقی میں زندگی بھر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جامعہ اہل حدیث کیلئے فراہمی زر میں ہمیشہ پیش پیش رہے، عربی کے علاوہ فارسی زبان میں انکو ید طولی حاصل تھا سینکڑوں فارسی اشعار ان کو زبانی یاد تھے مخلوق کی دینی ،سیاسی اور سماجی کاموں میں مساعدت و اعانت کرنا اور مظلوموں، بیواؤں کی دادرسی کرنا وہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے مرحوم عمر میں حافظ عبدالقادر روپڑی سے ۳ سال چھوٹے تھے خدمات دینیہ میں ان کے شانہ بشانہ رہتے تھے ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے ۱۱ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۸۹ء کو امریکہ میں وفات پائی ۔۲۰ جولائی ۱۹۸۹ء کو گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

(۱) حافظ روپڑیؒ کی اولاد:۔

آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں ایک بیٹی جو کہ قرآن کریم کی حافظہ تھی سن صغری میں تقریباً دس سال کی عمر پا کر وفات پا گئیں باقی اولاد دو بیٹے عارف سلمان روپڑی، حامد

سلمان روپڑی اور ایک بیٹی حیات ہے سب سے بڑے بیٹے عارف سلمان روپڑی بہت بڑے سکالراور ابھرتے ہوئے سیاست دان اور جماعت اہلحدیث پاکستان کے سیاسی امور کے چیئر مین اور ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث نگران اعلیٰ ہیں۔

(۲) جامع الصفات شخصیت:۔

مرحوم گوناگوں صفات کے حامل تھے حد درجہ منکسر مزاج، سادہ طبیعت اور فخر وتکبر سے مبرا، شہر میں رہائش کے باوجود دیہاتی طرز بودوباش کو پسند کرتے، عام حالات میں تہبند پہنتے، مہمان نوازی اور ملنساری ان کا طرہ امتیاز تھا زائرین جامعہ کی ضیافت کرنا وہ اپنا اولین فرض سمجھتے تھے حتی المقدور ان کی کوشش ہوتی کہ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول کریں، کھانے پینے کے دوران ان کے ساتھ لطف وکرم کا اظہار کرتے مثلاً دسترخوان سے مختلف اشیاء مہمانوں کی طرف دھکیلتے اور کبھی دوسرے کے ہاتھ میں روٹی کا لقمہ اور گوشت کی بوٹیاں پکڑا کر شفقت ومحبت کا اظہار کرتے آپ ہر ایک کی صرف خیریت ہی دریافت نہ کرتے بلکہ جس قریہ یا شہر سے مہمانوں کا تعلق ہوتا وہاں کے افراد اور مذہبی رجحانات وغیرہ کے بارے میں تفصیلی رپورٹ طلب کرتے تاکہ ان کی ضروریات کے سلسلہ میں معاونت کی جاسکے۔

(۳) طلبہ سے اظہار شفقت:۔

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ بحیثیت ناظم جامعہ مشفق باپ کی طرح طلبہ کے مسائل حاجات اور ضروریات کا پوری طرح خیال رکھتے لگن، محنت، دلچسپی سے انہیں حل کرنے کیلئے کوشاں رہتے اگر کبھی غیر حاضری میں کوئی مسائل جنم لیتے تو ان کا مداوا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

(۴) اسباق میں مشارکت:۔

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ اکثر و پیشتر اسباق میں طلبہ کے ساتھ کلاس میں بیٹھ جاتے اسی اثناء میں کئی مسائل پر بحث مباحثہ چل پڑتا جس سے طلبہ کو بہت فائدہ حاصل ہوتا۔

حضرت محدث روپڑیؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ کئی ایک مقامات پر اعتراضات و اشکالات وارد کر کے جوابات طلباء سے مانگتے جواب کی صورت میں کئی دفعہ اشکال در اشکال پیدا کر کے طلباء کی ذہنی تربیت کرتے تا کہ فہم و رسوخ پیدا ہو۔ طلباء کے مطالعہ کے دوران بھی ان کو اسباق یاد کرانے میں ہر ممکن کوشش کرتے تا کہ استاذ کا بیان کردہ کوئی نکتہ فوت نہ ہونے پائے حفاظ قرآن میں سے جن طلباء نے درس نظامی میں داخلہ لیا ہوتا ان کی باقاعدگی سے منزل خود سنتے تھے۔

لاہور شہر سے احباب جماعت شوق سے اپنی عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو دعوتوں پر بکثرت مدعو کرتے تھے تو آپؒ کی یہ عادت ہمیشہ رہی بلا امتیاز چند طلبہ کو بھی ہمراہ لے لیتے ،صاحب خانہ کو بھی علم ہوتا تھا کہ ایک کی بجائے میں نے متعدد احباب کے کھانے کا بندوبست کرنا ہے جسے وہ اپنے اوپر ہرگز بوجھ تصور نہ کرتے تھے بلکہ بخوشی انتظام کرنا سعادت مندی سمجھتے۔

(۵) فن مناظرہ کی تربیت:۔

موصوف کی عادت تھی کہ مخصوص اوقات میں طلبہ کو فن خطابت اور فن مناظرہ کی گتھیوں سے روشناس کراتے تا کہ کل کو اسلام کے یہ سپوت ملک و ملت اور دین حق کی خدمت بطریق احسن انجام دے سکیں کتنے ہی وہ لوگ ہیں جو ان سے مستفید ہو کر بعد میں مختلف علاقوں کے لئے روشنی کا مینار بنے ،بذات خود زندگی بھر بہت سارے مذاہب کے ساتھ بکثرت مناظرے کئے ان میں سے عیسائی ،ہندو ،آریہ سماج ،بدھ مت ،قادیانی ، پرویزی ،چکڑالوی اور جامد مقلدین ہیں۔

(٦) دو مرزائی اور حافظ روپڑیؒ :۔

مسجد قدس میں وقفہ وقفہ کے بعد مناظرے ہوتے ہی رہتے تھے لاہوری مرزائیوں کا مرکز چونکہ مسجد قدس کے قریب ہے حیلوں بہانوں سے ان کی آمد و رفت رہتی تھی ایک دفعہ مرزائی مبلغ عبداللطیف ایک مناظر کو لیکر آ گیا کہ ہم نے حیات مسیحؑ پر مناظرہ کرنا ہے جب مناظرہ شروع ہوا تو مرزائی مناظر نے حیات مسیحؑ پر قرآن پاک کی آیت ''**قد خلت من قبله الرسل**'' (آپ ﷺ سے پہلے بھی رسول گزر چکے) پیش کی اور کہا کہ الرسل کا الف لام استغراقی ہے جو سب انبیاءؑ کو شامل کرتا ہے دیگر انبیاءؑ چونکہ موت کے ذریعے دنیا سے منتقل ہوئے لہذا اس عموم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں۔

ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں دوبارہ زمین پر ان کی آمد نہیں ہو گی اس کے جواب میں حافظ روپڑیؒ نے فرمایا سورۃ البقرہ میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے ''**انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه**'' (کہ ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا) یہاں الانسان میں بھی الف لام استغراقی ہے لیکن حضرت عیسیٰؑ اس عمومی ضابطہ سے یہاں مستثنیٰ ہیں عین اسی طرح ''**قد خلت من قبله الرسل**'' میں بھی عیسیٰؑ مستثنیٰ ہیں۔ اسی ایک نکتہ پر آپ مناظرہ جیت گئے اور مرزائی مناظر کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، دوسرے کسی موقع پر ایک مرزائی بڑے فخریہ انداز میں گفتگو کر رہا تھا کہ مجھے احمدی بننے سے قبل نماز میں بہت وسوسے اور خیالات آتے تھے جب سے احمدی مسلک اختیار کیا خیالات آنے بند ہو گئے، اس کے نزدیک یہ بات مرزائی مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے جواباً حافظ روپڑیؒ نے فرمایا دراصل بات یہ ہے کہ جب تو اہل اسلام میں شامل تھا اس وقت تیرے پاس چونکہ ایمان کی قیمتی دولت موجود تھی اس لئے شیطان ڈاکہ ڈالنے کیلئے آتا تھا اور جب اس نے سمجھا کہ یہ بھی میرا ہم نوا بن گیا ہے جو کام میں نے کرنا تھا یہ کر رہا ہے تو ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔

(۷) خطبہ جمعہ:۔

جہاں تک مسجد قدس چوک دالگراں لاہور میں خطبات جمعہ کا تعلق تھا اس میں حافظ محمد اسماعیل کو اولیت حاصل ہوتی دوسرا نمبر حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کا تھا فیصل آباد کی آبادی، گلبرگ سی بلاک کی اہلحدیث مسجد میں اس کی تاسیس سے لیکر خطبہ جمعہ حافظ عبدالقادر ارشاد فرمایا کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ رمضان المبارک میں قرآن پاک بھی یہاں سناتے۔ لیکن روزانہ لاہور واپس تشریف لے آتے بوقت نماز تراویح نیو خان کی بس کے ذریعے فیصل آباد جاتے نماز تراویح سے فارغ ہو کر پھر واپس چلے آتے۔

(۸) ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث:۔

حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی ۵ فروری ۱۹۳۳ء بمطابق ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ کو احباب گرامی کے اسرار پر مسلک اہل حدیث کی نشر و اشاعت اور اہل حدیث جماعت کی نمائندگی کیلئے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث کا روپڑ سے اجراء کیا جو قیام پاکستان سے لیکر تا حال تبلیغی و اصلاحی اور تنظیمی اعتبار سے اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے محدث زماں کی وفات کے بعد یہ مجلّہ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی زیر پرستی میں شائع ہوتا رہا ہے مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ اور مولانا عزیز زبیدی حفظہ اللہ تعالی کی ادارت میں کئی سال تک شائع ہوتا رہا ۱۹۷۰ء کے بعد حافظ روپڑی مرحوم نے خود ہی تادم صحت ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث کی ادارت سنبھال لی اور ملک وقوم کو درپیش مسائل سامنے رکھ کر بڑی لگن اور محنت سے مضامین کا انتخاب کرتے تھے۔

(۹) مداہنت اور حافظ روپڑیؒ:۔

موصوف شرعی مسائل میں مضبوط موقف کے حامی تھے جس بات کو حق سمجھا، ساری زندگی اس کو مضبوطی سے تھاما معاندین کی مخالفت کی کبھی پرواہ نہیں کی لچک اور مداہنت

کے الفاظ سے وہ نا آشنا تھے اور نہ ہی ایسے لوگوں کو پسند کرتے جو مسائل میں صلح کن موقف کے حامی ہوں اور اس طرح دین کے احکام و مسائل ہی بدل ڈالیں مسئلہ صدارت و امارت روپڑی علماء اور دیگر بہت سارے اہل علم کے مابین وجہ نزاع بنا رہا۔

علماء روپڑ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اصلاً شرعی تنظیمی نظام نظام امارت ہے جس میں آخری فیصلے اور تنفیذ کا ذمہ دار امیر ہوتا ہے جب کہ مخالفین یہ کہتے تھے کہ امیر کو شوریٰ کے اکثریتی فیصلے کا پابند ہونا چاہیئے گویا امیر اور شوریٰ باہم برسرپیکار ہیں اس مسئلے پر طویل و عریض نزاع اور کشمکش کا سلسلہ چلتا رہا ہے ایک دفعہ مولانا محمد علی لکھوی مرحوم کو اس کے لئے ثالث مقرر کیا گیا لیکن نظام کے بجائے صرف نام کی تبدیلی کرنے کی بنا پر نزاع کم ہونے کی بجائے بڑھتا چلا گیا جس کی وجہ سے جماعت میں بہت خلفشار پیدا ہوا۔

۱۹۶۱ء میں فیصل آباد دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں ملکی سطح پر مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنس کا انعقاد ہوا اس میں اس مسئلہ کے مخالف اور موافق سب علما جمع تھے کوشش یہ تھی کہ کسی طرح جماعت میں شرعی نظام کی صورت میں اتحاد پیدا ہو جائے سٹیج پر سب نے اپنے موقف کا اظہار واضح الفاظ میں کیا آپؒ کے مضبوط موقف کی بناء پر مخالفین لفظ صدارت کی بجائے لفظ امارت کے استعمال پر تو راضی ہو گئے لیکن وہ نظام کو تبدیل کرنے کے لئے تیار نہ تھے اس بناء پر حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے دو ٹوک الفاظ میں اعلان کر دیا کہ جب تک یہ لوگ اپنا نظام تبدیل نہیں کرتے ہماری ان سے صلح نہیں ہو سکتی غصہ میں سٹیج سے اتر کر گلبرگ سی بلاک کی مسجد میں چلے گئے واپس لانے کی ہر ممکن کوشش ہوئی لیکن واپس نہ آئے اس کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ اس وقت سے لیکر آج تک مرکزی جمعیت اپنے سربراہ کو لفظ امیر سے پکارتی ہے دستور میں اس لفظ کو شامل کر لیا گیا ہے لیکن اندرونی نظام وہی ہے جو پہلے

تھا سعودی عرب کے بعض مخلص احباب نے اس نظام کی اصلاح کیلئے پاکستانی کبار علماء سے رابطہ کیا تا کہ دستور کی ہیئت ترکیبی کو شرعی بنایا جاسکے اس کے نتیجے میں مرکزی جمعیت نے حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سربراہی میں دستور کمیٹی تشکیل دی جو دستور و نظام کو شریعت کے مطابق ڈھالے لیکن اسکی سفارشات کو چنداں اہمیت نہ دی گئی یہ کہہ کر بات کو ٹال دیا گیا کہ جو نظام ہمارے بزرگوں نے ہمیں دیا ہے اس کو نہیں چھوڑیں گے اور سعودی عرب کی ایک محسن شخصیت کو مایوس کیا گیا۔

(۱۰) بیرون ممالک کے تبلیغی دورے:۔

برطانیہ، امریکہ، شارجہ اور سعودیہ وغیرہ کثرت کے ساتھ تبلیغی دورے کیے، خلیج کی جنگ کے دوران آپ ؒ کو صدام کی طرف سے عراق کا دورہ کرنے کی خصوصی دعوت دی گئی لیکن آپ ؒ نے سعودی حکومت سے اپنی بے پناہ محبت والفت کی بناء پر عراقی صدر کی دعوت کو مسترد کر دیا۔

(۱۱) سعودی حکومت سے موحدین کے تعلقات:۔

واضح ہو کہ جب سے سعودی حکومت کا قیام عمل میں آیا ہے اس وقت سے لیکر تا حال غزنوی اور روپڑی خاندان کا اس سے عقیدہ توحید کی بنیاد پر مثالی تعلق ہے ابتداء میں شاہ عبدالعزیز ابن سعود، شاہ فہد حفظہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی اور موسس مملکت سعودیہ کی حکومت کو کئی قسم کی مشکلات کا سامنا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے برصغیر ہند کے موحدین سعودی حکومت کے شانہ بشانہ روحانی اور اخلاقی ہر قسم کی خدمات کو باعث افتخار تصور کرتے آئے ہیں حادثہ حرم اور انقلاب ایران سے قبل سعودی حکومت اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک سے ممتاز علماء و مبلغین کو ایام حج میں دعوت دیتی تا کہ وہ حجاج کرام کو احکام ومسائل حج

سے روشناس کرائیں حافظ روپڑیؒ کو بالخصوص دعوت دی جاتی، روپڑی خاندان کے پاس وہ سندات اور شاہی تحائف اور خطوط بکثرت موجود ہیں جو ان کو شاہ عبدالعزیزؒ کی طرف سے اس اسلامی حکومت کی مالی اور اخلاقی تعاون کے اعتراف کے طور پر دیئے گئے دوسری طرف سعودی حکمرانوں نے بھی کبھی بخل سے کام نہیں لیا دنیا بھر کے مہمانوں کے لئے انکے خزانے کھلے ہیں ہر مشکل گھڑی میں ہر جگہ وہ پیش پیش نظر آتے ہیں، آج وہ کونسا مقام ہے جہاں سعودی عرب کے اسلام اور اس کی سربلندی کیلئے خدمات کے اثرات نمایاں نہ ہوں۔

(۱۴) تحریکوں میں شمولیت:۔

برصغیر میں مسلمانوں کی برطانوی حکمرانوں سے نفرت ایک تاریخی حقیقت ہے جس میں تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں بالخصوص مسلک سلف کے حامل لوگوں نے برطانوی سامراج کے خلاف تحریک مجاہدین کی صورت میں ایثار وقربانی کا جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کا سنہری باب ہے جس کے آج بھی چراغ روشن ہیں انکے عظیم کارناموں کے اوراق بالاکوٹ سے حمیر کند تک آج عظمت وعزیمت کا نشان ہیں۔

۱۹۳۵ء میں برطانوی استعمار نے برصغیر کو ایک دستور دیا، ۱۹۳۷ء میں اس کے تحت انتخابات میں کانگرس کو سارے ہندوستان میں غلبہ حاصل ہوا، ۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ نے علیحدہ اسلامی مملکت کے قیام کے لئے قرارداد کی صورت میں مطالبہ پیش کر دیا یہ وہ دور تھا کہ بطل حریت حافظ روپڑیؒ کے جواں جذبات اوج ثریا کی بلندیوں پر تھے آپ نے مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا یہاں تک کہ محنت شاقہ اور ممتاز کارکردگی کی بنا پر ان کو روپڑ کی مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا گیا ضلع انبالہ میں بہت کام کیا تقریروں اور تحریروں کے ذریعے عامۃ الناس کو مجوزہ مملکت پاکستان کا ہم نوا بنایا، انکی محنت کا ثمر تھا کہ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مسلمانوں کے پندرہ ہزار ووٹوں سے صرف ایک ووٹ مسلم لیگ کے خلاف گیا

موصوف تحریک آزادی کی سرگرمیوں کی بنا پر قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے چنانچہ ۳۵ رفقاء سمیت ان کو انبالہ جیل میں پابند سلاسل کیا گیا اس سلسلہ میں اذانوں کا قصہ معروف ہے کہ اذانیں ایک ہندو سپرنٹنڈنٹ جیل کو نا قابل برداشت تھیں مگر اسے بھی مفاہمت کے سوا کوئی دوسری راہ نظر نہ آئی اس مقدمہ میں حافظ روپڑیؒ کو سات سال قید ہوئی تھی مگر بعد میں مسلم لیگ اور حکومت کے مابین صلح ہو جانے کی وجہ سے تمام قیدیوں کو رہائی حاصل ہو گئی، استقلال پاکستان سے چند روز قبل روپڑ کے ہندو ایس ڈی ایم لکشمی چند نے یہ حکم صادر کیا کہ حافظ عبدالقادر روپڑی جہاں نظر آئے اس کو گولی مار دو، مقصود اس سے مسلم لیگ کو کمزور کرنا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھا تقسیم ملک کے موقع پر روپڑی خاندان کو انتہائی کٹھن حالات سے دوچار ہونا پڑا، سترہ افراد دشمنوں کے ہاتھ شہید ہو گئے ان کی خاندانی بہت بڑی اسلامی لائبریری کو اسلام دشمنوں نے آگ لگا کر خاک کر دیا تھا جب کبھی آپ خاندان کے افراد کی شہادت اور لائبریری کا ذکر کرتے تو آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے حصول پاکستان کا جو نصب العین اور حقیقی مقصد تھا اس کو عملاً معاشرے کے تمام اداروں میں نافذ ہوتا دیکھنے کیلئے زندگی بھر ملکی سطح پر جتنی تحریکوں نے جنم لیا خواہ مذہبی ہوں یا سیاسی، آپ ہر ایک کے ہراول دستہ میں نظر آئے بالخصوص ۱۹۵۳ کی تحریک ختم نبوت ؐ میں پوری سرگرمی سے حصہ لیا دیگر محبان اسلام کے ساتھ ملکر تحریک کو کامیاب بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا ۱۹۷۴ء میں پاکستان جمہوری پارٹی میں شامل ہوئے، ۱۹۷۹ء تک بحیثیت سنئیر نائب صدر رہے مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تاحیات نائب امیر، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا لاہور، راولپنڈی اور میانوالی کی جیلوں میں ان تحریکوں کے دوران قید کاٹی۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں اور قابلیتوں کا حافظ روپڑیؒ نے صحیح استعمال کیا

ان کا حق ادا کرنے سے دانستہ کوتاہی نہیں کی یہی چیز انہیں جنرل صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں آپ مجلس شوریٰ کے رکن اور صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کے مشیر مقرر ہوئے وفاقی علماء بورڈ کے رکن، وفاقی شرعی عدالت کے مشیر اور اس کے علاوہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے رکن بھی رہے اور حضرت حافظ صاحب اہلحدیث اتحاد کونسل کے وفات تک سربراہ رہے یہ تمام تر ذمہ داریاں انہوں نے بڑے احسن اسلوب سے نبھائیں۔

سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف نے اپنے ادوار حکومت میں کئی اہم مواقع پر آپ سے رہنمائی حاصل کی شریف خاندان روپڑی خاندان کو اب بھی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(۱۳) بیماری اور تیمارداری:۔

چھ سال تک آپ صاحب فراش رہے امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل اور میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان اور میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور گورنر پنجاب اور مختلف ممالک کے سفراء کرام اور دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین آپ کی عیادت کے لئے رہائش گاہ اور ہسپتال میں تشریف لاتے رہے۔

(۱۴) وفات:۔

حافظ روپڑیؒ کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد ۶ دسمبر ۱۹۹۹ء بروز سوموار کو خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون بروز منگل بعد از نماز ظہر نرسری گراونڈ جے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور میں آپؒ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی امامت کے فرائض شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ نے ادا کیے اور آپ کو ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں گارڈن ٹاؤن کے قبرستان میں محدث روپڑیؒ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

پیش لفظ

از: ابوالکلیم مولانا محمد اشرف سلیم

الحمد لله و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

یوں تو کائنات میں لاتعداد اور بے شمار انسان آئے اور آ کر وقت گزار کر پھر واپس چلے گئے اور یہ سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوا اور تا قیام قیامت جاری رہے گا لیکن کچھ انسان اس فانی دنیا سے رخصت ہو گئے جن کی روحانی یادیں دلوں میں انمٹ نقوش چھوڑ گئیں ان مقدس تاریخی ہستیوں میں سلطان المناظرین، محقق دور حاضرہ، شہسوار میدان مناظرہ استاذی المکرم حضرت مولانا عبدالقادر روپڑیؒ ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ برصغیر (پاک وہند) میں تین خاندانوں (غزنوی، لکھوی، اور روپڑی) کے دینی، علمی، تبلیغی اور مسلکی خدمات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا اللہ تعالی نے ان خاندانوں سے دین اسلام کی اشاعت وترویج کا عظیم الشان اور بے مثال کام لیا ہے روپڑی خاندان میں سے حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ، اسمٰعیل روپڑیؒ اور رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ راقم الحروف نے علوم حدیث کی تکمیل مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ سے کی اور فن مناظرہ کے استاذ کامل امام المناظرین ان کی رفاقت اور مصاحبت میں گزرا یہ بھی یاد رہے کہ روپڑی صاحبؒ سے میرا تعلق اگرچہ جسمانی نہیں مگر روحانی ضرور ہے اور جب کسی وارث انبیاء سے روحانی تعلق قائم ہو جائے تو بعض اوقات وہ جسمانی تعلق سے بھی بڑھ جاتا ہے جیسا کہ ایک موقعہ پر حضرت سلمان فارسیؓ کے بارہ میں

صوفی اللہ دتہ وسن پورہ کے ساتھ کرنے پر مجبور کر نہ صرف اپنا نمائندہ مقرر فرمایا بلکہ مناظرہ ھذا میں میری فتح وشکست کو تحریری طور اپنی فتح وشکست قرار دیا۔

یہ بلاشبہ حقیقت ہے کہ استاذی مرحوم روپڑیؒ صاحب آیۃ من آیات اللہ تھے آپ صرف عوام کے رہنما نہ تھے بلکہ علماء، خطباء کے بھی رہبر ورہنما تھے پاکستان کا گوشہ گوشہ اس بات کا شاہد ہے کہ روپڑیؒ صاحب نے کتنی جانفشانی اور کتنی سادگی کے ساتھ خالص توحید و سنت کا فریضہ انجام ادا کیا آپ بلند پایہ مناظر اور مایہ ناز خطیب تھے اور پاکستان کے سرکردہ جید علماء اور مفتیان کرام میں ان کا شمار ہوتا تھا حافظ صاحبؒ کی تقاریر ومواعظ بیرونی ممالک کے علاوہ پاکستان کے طول وعرض میں بکثرت ہوا کرتی تھیں عوام ان کی فن خطابت سے خوب آشنا تھے اور فن مناظرہ تو گویا ان کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا حضرت علامہ روپڑی صاحب مرحوم فرق ضالہ اور مذاہب باطلہ کے لئے شمشیر برہنہ تھے جنہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کبھی بھی مصلحت پسندی یا مداہنت سے کام نہیں لیا دور حاضر میں اسلام کے عظیم مجاہد تھے عمر بھر حق وصداقت کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا فن مناظرہ کے باب میںؒ آپ کو یہ خصوصی امتیاز حاصل رہا اور کہیں بھی سرنگوں نہیں ہوئے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ حضرت روپڑی صاحبؒ نے روپڑ شہر (انڈیا) میں بلند پایہ درسگاہ سے تعلیم دینیہ حاصل کی اور چوٹی کے عظیم اساتذہ جو کہ علم وعمل کے پہاڑ تھے ان سے تربیت حاصل کی، سلطان المناظرین میں دیگر بے پنہاں خوبیوں کے ساتھ ساتھ قدرت نے ایک ایسا جوہر بے بہا نہایت فیاضی کے ساتھ رکھا تھا جو آپ کو پاکستان بھر کے علماء اہل حدیث سے ممتاز کرتا ہے اور یہ جوہر دین اسلام اور مسلک اہل حدیث کے حفظ ودفاع کے لئے باطل فرقہائے اسلامیہ کے ہر فریب دلائل پر دجل آمیز تحریفات اور غلط دعاوی کا بطلان واستیصال تھا یہ بات بھی یہاں قابل ذکر ہے کہ حضرت روپڑی صاحبؒ کی شخصیت ایسی منفرد اور نرالی تھی کہ باطل مذاہب کے علماء

سوء کے اعصاب پر آپ کے قدرتی عرب بن بکر سوار رہتا تھا۔ اکثر مناظروں میں تو مخالفین علماء ومشائخ آپ کا نام سن کر لرزہ بداندام ہو جایا کرتے تھے۔ اور راہ فرار اختیار کر لیتے تھے رب العالمین نے روپڑی صاحب ؒ کو خود اعتمادی، غیر متزلزل عزم اور اخلاص و دیانت جیسے اوصاف خاصہ سے نوازا تھا انہوں نے جس بے خوفی اور مستقل مزاجی سے خداداد صلاحیت اور فولادی عزم کے ذریعے باطل فرقوں کے باطل احبار و رہبان سے مقابلہ کیا اور شکست فاش دی وہ تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا آپ نے پون صدی مسلک حقہ اہل حدیث کے تحفظ و پاسبانی میں گزار دی جماعت اہلِ حدیث اور احباب اہل حدیث کے لئے آپ کی شخصیت نعمت غیر مترقبہ تھی بلکہ تمام اہل اسلام کے لئے آپ کا وجود مسعود اس دور حاضر کے ابتلاء وافتنان مغتنمات تھا خالق ارض وسما نے روپڑی صاحب ؒ کو میدان جہاد باللسان میں ایک عظیم درجہ عطا فرمایا ہے۔ درجنوں مناظروں میں راقم نے خود دیکھا کہ اچھروی اور مولوی محمد اسماعیل گوجروی یہ مشرکین و بدعات کے فلک وبوس مینار عاجز ولاچار ہو کر اور مبہوت ومخبوط اپنے مریدوں اور مقتدیوں کے سامنے زمین بوس ہو رہے ہیں حافظ قرآن اور ماہر الحدیث حضرت روپڑی صاحب ؒ توحید وسنت کے میزائلوں سے بمبارمنٹ کر رہے ہیں مسلک اہل حدیث کا جرنیل اور وزیر دفاع قرآن وحدیث کے دلائل قویہ کیساتھ تابڑ توڑ حملے کر رہا ہے بے شمار اور لاتعداد میدان مناظرہ میں احقاق اور ابطال باطل کا نقد منظر دیکھ کر موقع پر ہی اپنے عقائد باطلہ سے فوراً توبہ نصوحا کر جاتے تھے یہ سب اللہ تعالی کا آپ پر خاص فضل وکرم تھا کہ روپڑی مرحوم کا ہر سانس ہر قدم قلم کی ہر حرکت، توحید خداوندی، شان رسالت، حقانیت مسلک اہل حدیث، عظمت صحابہؓ، رد شرک وبدعت، حجیت حدیث، ختم نبوت اور نفاذ شریعت اور اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کیلئے وقف تھا۔

حضرت روپڑی مرحوم نے فرقہائے اسلامیہ کے علاوہ اسلام پر حملہ آور باطل

مذاہب قادیانیوں، آریوں، چکڑالویوں کے ساتھ بھی الحمدللہ کافی کامیاب مناظر کئے ہیں۔
جو آہستہ آہستہ کتابی شکل میں منظر عام پر آ رہے ہیں۔ کتاب ھذا حضرت استاذی المکرم
نے چند ماہ میں ترتیب دے کر تیار کر لی تھی اور ہمارا یہی پروگرام تھا کہ اچھروی صاحب اور
سانگلوی صاحب کی زندگی میں چھپ کر مارکیٹ میں پہنچ جائے جب اچھروی صاحب کی
کتاب مقیاس مناظرہ چھپ کر مارکیٹ میں آ گئی تو ارادہ کیا کہ مفتی گجراتی اور اچھروی
صاحب دونوں کتابوں کا جواب لاجواب بھی لکھ دیا جائے تا کہ حق و باطل کا عوام جلدی امتیاز
کر سکیں اور شرک و بدعت کی تحریفات اور تلبیسات کا سارا پول کھول دیا جائے کتاب ھذا کے
جواب تحریر کرنے کے لیے کتابوں کا جمع کرنا اور بھاگ دوڑ کرنے میں صاحبزادہ عارف
سلمان روپڑی کا بہت زیادہ حصہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم و عمر اولاد میں زیادہ سے زیادہ
برکتیں عطا فرمائے اور یہ روپڑی صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں اور اس کے بعد کتاب
کو دوبارہ کمپیوٹر کرانا اور اغلاط کی تصحیح کرنا اور دوبارہ نظر شدہ حوالہ جات پر نظر ثانی کرنا اور
کتاب ھذا کی اعلیٰ سطح پر طباعت کرنا کرانا یہ سب امور حضرت روپڑی صاحب کے دونوں
بھتیجے شیخ التفسیر مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی اور شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی
ناظم جامعہ اہل حدیث مسجد قدس چوک دالگراں لاہور کے حصہ میں آئے ماشاء اللہ یہ دونوں
عالم فاضل بھائی خاندان روپڑیہ کی اصلی علمی وراثت اور صدقہ جاریہ جامعہ اہل حدیث اور
جامع قدس اہل حدیث کے جانشین اور امین ہیں۔ جو اللہ کے فضل و کرم اور خداداد صلاحیتوں
سے لاہور کی مشہور اور معیاری دانشگاہ کو اعلیٰ پیمانے پر چلا رہے ہیں اور سینکڑوں طلباء کرام
ہمہ وقت اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں اللھم زد فزد دعا ہے کہ رب العالمین ان کے علم،
عمر، اولاد میں زیادہ سے زیادہ برکتیں عطا فرمائے اور ان کی کوششوں کو شرف قبولیت سے
نوازے باقی راقم الحروف نے زندگی کا اکثر حصہ آپ کے مدرسہ جامعہ اہلحدیث سے فارغ
التحصیل ہونے کے بعد آپ کی رفاقت اور مصاحبت میں گزارا۔ کتاب ھذا کے اکثر و بیشتر
مناظروں اور مناظروں اور مباحثوں میں خود موجود تھا۔ اس لئے مجھ سے زیادہ ان کے حقائق

کو کون جان سکتا ہے؟ جو باقی اکثر تبلیغی جلسوں، جماعتی کانفرنسوں، خطبات جمعہ اور فرقہ ہائے باطلہ سے مناظروں کو میں تحریری طور پر محفوظ رکھتا مناظروں کی پہلی جلد جو آپ کے ہاتھوں میں میزان مناظرہ کے نام سے موجود ہے حضرت روپڑیؒ صاحب نے اپنی زندگی ہی میں ان کو مکمل تحریر کر لیا تھا ابھی اور بھی سینکڑوں مناظروں کی روئیدادیں جو کہ غیر مطبوعہ ہے ان کا مواد اور ذخیرہ موجود اور محفوظ ہے جن پر استاذی المکرم روپڑیؒ صاحب کی نظر ثانی ہو چکی ہے ان تمام معرکۃ الآراء مناظرات کی آپ نے تائید، تصدیق اور توثیق زندگی میں فرما چکے ہیں۔ یہ تمام نایاب علمی ذخیرہ راقم الحروم کے پاس طباعت کے لئے تیار ہے اس پہلی جلد کے بعد اب بفضل تعالیٰ اور احباب جماعت کی دعاؤں اور تعاون سے جلد از جلد باقی جلدیں بھی باری باری شائع ہو کر مارکیٹ میں پہنچتی رہیں گی۔ انشاء اللہ

کتاب کتابت کے مراحل سے گزر کر پریس میں جانے کے قریب پہنچ چکی تھی کہ حضرت روپڑیؒ صاحب اچانک بیمار ہو گئے اور وہ بیماری طوالت اختیار کر گئی اور یہ کتابی پروگرام معلق ہو گیا اور کافی وقت حضرت کے علاج و معالجہ پر گزر گیا اور قرآنی آیات کے مطابق **وما تشاءون الا ان یشاء اللہ** جو اور جیسے اللہ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۱ء کو ہوئی اور چند سال بیمار رہنے کے بعد قضا الٰہی سے ۶ دسمبر ۱۹۹۹ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے روح اطہر جسد اطہر سے رخصت ہو گئی **انا للہ وانا الیہ راجعون** چنانچہ **کل من علیھا فان** اور **کل نفس ذائقۃ الموت** کے قانون الٰہی کے مطابق سلطان المناظرین امام المتکلمین اور مبلغ قرآن و حدیث اس دار فانی کو الوداع کہہ کر دار جاودانی کی طرف سدھار گئے۔ ۶۸ سال تقریباً پون صدی تک اسلام اور دین محمدی کی شب و روز خدمت کی اور کتاب و سنت کی احیاء و بقا کیلئے شہر شہر قریہ قریہ، کونہ کونہ، گوشہ گوشہ پر چم لہراتے رہے اور رب العزت ان کی تمام محنتوں کو شرف مقبولیت عطا فرمائے۔

ماڈل ٹاؤن کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں حضرتؒ کا تاریخی جنازہ حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ نے پڑھایا اور پھر ہزاروں لوگوں نے اس علمی خزانہ کو ہمیشہ کے لئے گارڈن ٹاؤن لاہور

میں ان کے آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں مقام رفیع نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

قبر انور سے فردوسی خوشبو

لاہور کے اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ حضرت روپڑی صاحب کی قبر مبارک سے فردوسی خوشبوئیں کچھ عرصہ آتی رہیں معتمد علیہ عوام اور مستند علماء نے آپ کی قبر پر مٹی کا ہر طرح کیمیکل تجربہ کیا گیا اور سب نے دل سے اقرار کیا کہ یہ خوشبو دنیاوی خوشبوؤں سے بالاتر جنتی خوشبو ہے چونکہ آپ اکثر امام الانبیاء کی یہ حدیث بیان فرماتے کرتے تھے۔

القبر روضه من رياض الجنة اور حفرة من حفر اليزان (مشکوٰۃ)

"قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتا ہے۔"

چنانچہ حدیث رسول کی روشنی میں روپڑی صاحب کی قبر مبارکہ اللہ کے فضل اور قرآن و حدیث کی برکت سے جنت کا باغ بن گئی جس کی معطر خوشبو نے خاتم الانبیاء اور حدیث رسول کی صداقت کا ثبوت پیش کر دیا اور یوں توحید و سنت کے مبلغ و مناظر عالم کا عند اللہ مقرب ہونا ظاہر ہو گیا۔

مناظرہ کلس

اور

مسئلہ مسنون آٹھ تراویح

مقام مناظرہ: بمقام موضع کلس ڈاکخانہ تحصیل قصور ضلع لاہور (حال ضلع امرتسر انڈیا)

موضوع مناظرہ: مسئلہ مسنون آٹھ تراویح

مناظر اہلحدیث: مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

مناظر بریلویہ: مولانا محمد عمر اچھروی

حافظ عبدالقادر روپڑی (نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اعوذ بالله من الشیطن الرجیم، بسم الله الرحمن الرحیم، اقیموا الصلٰوة واتوا الزکٰوة واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون ، یایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ، عن ابی سلمة بن عبدالرحمن انه سئال عائشة کیف کانت صلوة رسول صلی الله علیه و سلم فی رمضان قالت ما کان رسول صلی الله علیه و سلم یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعا فلا تسئال عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعا فلا تسال عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشة یا رسول الله اتنام قبل ان توتر فقال یا عائشة ان عینیی تنامان ولا ینام قلبی ۔(بخاری جلد 1 ص ۱۵۴، سنن بیہقی جلد ۲ ص ۴۹۵، موطا امام محمد جزا ص ۱۵۴) (مسلم جلد ا ص ۲۵۴، موطا امام مالک ص ۱۰۲ ترمذی ج ا ص ۵۸، ۵۹، نسائی ج ا ص ۲۰۰) ۔

''حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا رمضان میں سید الکونین ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ فرمایا رمضان ہو یا غیر رمضان (تعداد کے اعتبار سے) گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعت پڑھتے پھر کیفیت کچھ نہ پوچھئے، بس بہت ہی حسین اور طویل ہوتیں پھر چار پڑھتے کیفیت کچھ نہ پوچھئے، وہ کتنی دل آویز اور لمبی ہوتی تھیں پھر اس کے بعد تین رکعتیں پڑھتے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا حضور! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جایا کرتے ہیں؟ تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا رہتا ہے۔

اچھروی صاحب: میں نے اللہ کے فضل و کرم سے قرآن پاک کی دو آیتیں اور ایک خاتم الانبیاءؐ کی صحیح حدیث مع ترجمہ پڑھی ہے، آیات قرآنی میں ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کا بیان اور ہر شرعی کام میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بیان ہے، اور حدیث رسول میں ماہ رمضان کی راتوں میں قیام (نماز تراویح) کی تفصیل اور تعداد کو بیان کیا گیا ہے مسلک اہل حدیث دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک خالق کائنات کا قرآن دوسرا ہادی کائنات کا فرمان قرآن پاک میں ہے **اقیموا الصلوٰۃ** - نماز کا طریقہ، اذان، تکبیر، رکعات، وضو وغیرہ سب حدیث میں ہیں قرآن پاک میں ہے۔ **واتوا الزکاۃ** زکوٰۃ ادا کرو زکوٰۃ کی مقدار اشیاء اور مصرف کی تفصیل حدیث میں ہے قرآن پاک میں ہے (**واتموا الحج والعمرۃ للّٰہ**) حج اور عمرہ پورا اللہ کے لئے کرو ان کی مکمل تفصیلات حدیث میں ہیں اسی طرح قرآن میں ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کا بیان ہے مگر سحری افطاری مباحات روزہ مکروہات روزہ رات کا قیام یعنی نماز تراویح کیسے اور کتنی پڑھنی ہے؟ ان سب امور کی حدیث رسول میں تفصیلات موجود ہیں جو بخاری شریف سے اعلیٰ درجہ کی صحیح ترین حدیث میں نے پڑھی ہے۔

اس سے تین باتیں صاف واضح ہوئیں۔

(ا) یہ کہ سائل پیغمبر علیہ السلام کی ماہ رمضان کی نماز کے بارہ میں سوال کر رہا ہے

کیوں کہ سوال میں فی رمضان کا جملہ موجود ہے۔

(۲) یہ کہ ماہ رمضان کی رات کی نماز پوچھ رہا ہے نہ کہ دن کی کیونکہ جواب میں حضرت ام المومنینؓ راتوں کی نماز بتلا رہی ہیں۔

(۳) یہ کہ سائل راتوں کی فرض نماز نہیں، بلکہ صرف سنت نماز پوچھ رہا ہے۔ کیونکہ حضرت ام المومنینؓ جواب میں صرف سنت نماز کا ذکر کر رہی ہیں گویا کہ سوال کی پوری عبارت یوں ہوگی، کہ رسول اللہ کی مسنون نماز رمضان کی راتوں میں کتنی اور کیسی ہوتی تھی؟ جواب یہ ہے کہ خواہ رمضان ہو یا کہ غیر رمضان رسول اللہ ﷺ رات کو مسنون نماز آٹھ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ عربی کا یہ قانون ہے کان کا لفظ فعل مضارع پر آئے تو وہاں استمرار کا معنی ہوتا ہے اور اس سے حضور اکرم کی عادت مبارکہ کا بیان ہوتا ہے۔ حدیث ہذا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس میں نماز تراویح کی رکعتوں کا بیان ہے کیونکہ سائل ماہ رمضان کی رات کی مسنون نماز کا سوال کر رہا ہے تو نتیجہ نکلا کہ رمضان کی مسنون نماز تراویح کے علاوہ یہاں اور کوئی نماز مراد نہیں۔

(ثانیاً) یہ کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے علیحدہ علیحدہ دو نمازیں نہیں کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ کی راتوں کی مسنون نماز سارے سال کی بیان کر رہی ہیں، کہ سارا سال رسول کریم ﷺ رات کو صرف آٹھ رکعت سنت نماز پڑھا کرتے تھے وہی نماز جو گیارہ ماہ تہجد کہلاتی ہے، رمضان میں نماز تراویح کہلاتی ہے۔

اب میں مولوی محمد عمر اچھروی سے سارے لوگوں کے سامنے مطالبہ کرتا ہوں، کہ نبی پاک ﷺ سے بیس تراویح ثابت کریں، اس کے بعد خلفاء راشدینؓ کی بات کریں گے دلائل قویہ سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ سنت رسول آٹھ رکعت ہی ہیں۔ اس سے زیادہ جو لوگ پڑھتے ہیں، ان کا نفلی درجہ تو ہو سکتا ہے مگر ان زائد نوافل پر سنت رسول کا اطلاق ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔

مولوی اچھروی صاحب کان کھول کر سن لیں دنیا بھر کی حدیث کی کتابوں سے

قیامت تک تم کسی صحیح حدیث سے (۲۰) بیس رکعت تراویح کو سنت رسول ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔

مولوی محمد عمر اچھروی بریلویانہ مشرکانہ خطبہ غیر مسنونہ پڑھنے کے بعد یہ روایت پڑھی عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر (سنن کبری بیہقی جلد دوم ص۴۹۶)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے، کہ حضور اکرم ﷺ بیس تراویح رمضان میں پڑھا کرتے تھے وتروں کے علاوہ،

یہ حدیث سنن بیہقی کے علاوہ ابن ابی شیبہ اور طبرانی میں بھی موجود ہے۔

روپڑی صاحب: تمہاری یہ شرط ہے، کہ بیس رکعت تراویح حضور اکرم ﷺ سے ثابت کر کے سنت رسول ثابت کریں لہذا میں نے ثابت کر دیا ہے، کہ احناف سنت رسول سے باہر نہیں، اور نہ ہی سنت صحابہؓ سے باہر ہیں، باقی آپ نے جو عائشہؓ کی بخاری شریف سے حدیث پیش کی ہے، یہ صلوٰۃ تراویح کے بارے میں نہیں کیونکہ اس میں غیر رمضان کے الفاظ موجود ہیں اور نماز تراویح غیر رمضان میں ہرگز ادا نہیں کی جاتی۔

بعض نمازیں ایسی ہیں جو مخصوص ہیں، چنانچہ صلوٰۃ عیدین، صلوٰۃ جمعہ وغیرہ ان نمازوں کے متعلق جب کوئی خصوصی بحث ہوگی، تو وہی روایتیں پیش ہوسکیں گی، جن کا ان نمازوں کے ساتھ خاص تعلق ہوگا، اب جبکہ گفتگو صلوٰۃ تراویح کے بارہ میں ہے تو وہی روایت پیش ہو سکے گی، جو خاص اس کے متعلق ہو، روپڑی صاحب آپ کی پیش کردہ حدیث کو میں نے توڑ دیا ہے، اور اپنی دلیل سے بیس رکعت کو سنت رسول ثابت کر دیا ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قال جآء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم فقال یا رسول اللہ عملت اللیلة عملاً قال ما ھو قال نسوة معی فی الدار قلن لی انک تقرأ ولا نقرأ فصل بنا فصلیت ثمانیا والوتر قال فسکت النبی صلی

اللہ علیہ و سلم قال فرأینا ان سکوتہ رضا بما کان۔ (مسند احمد جلد۵ص ۱۱۵)

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ میں نے آج رات ایک عمل کرلیا ہے آپؐ نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا گھر میں میرے ساتھ عورتیں تھیں انہوں نے مجھے کہا کہ آپ قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں ہم نہیں پڑھ سکتیں، پس آپ ہم کو نماز پڑھایئے چنانچہ میں نے ان کو آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے رسول اللہ خاموش ہو گئے، ہم نے غور کیا کہ آپؐ کا سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ نے اس کام کو پسند کیا''

ایک پہلے مرفوع حدیث بیان کی ہے یہ دوسری مرفوع حدیث پیش کی ہے بخاری شریف میں سے جو میں نے حدیث پیش کی ہے اس کے بارہ میں اچھروی صاحب نے کہا ہے کہ وہ رمضان کے بارہ میں نہیں ہے کیونکہ اس میں غیر رمضان کا لفظ موجود ہے: میں پوچھتا ہوں اچھروی صاحب:

۱ کیا حضرت عائشہؓ کی میری پیش کردہ روایت میں رمضان کا لفظ بھی ہے یا نہیں؟

۲ کیا نبی علیہ السلام نے نماز تراویح اپنی زندگی میں کبھی پڑھی بھی ہے یا نہیں اگر پڑھی ہیں تو کتنی رکعت؟

۳ کیا تین راتیں جو پیغمبر علیہ السلام نے باجماعت تراویح پڑھائی ہیں، تو مقتدی صحابہ کرامؓ تھے یا نہیں؟

۴ کیا خلفاء راشدینؓ وصحابہ کرامؓ نبی علیہ السلام کے متبع تھے یا نہیں؟

۵ تم کسی ایک خلیفہ راشد سے صحیح السند ایک روایت بیس رکعت کے ثبوت میں پیش کرو؟

علمائے احناف کی شہادتیں

باقی اچھروی صاحب میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث کو گیارہ رکعت پر نص قرار دیا ہے اب آپ اپنے بڑوں کی تصدیق اور فیصلہ سنیئے:

پہلی شہادت امام زیلعی حنفی نے نصب الرایہ باب فی قیام شہر رمضان ص ج ۲ ص ۱۵۳۔

دوسری شہادت موطا امام محمد کے حاشیہ التعلیق الممجد ص ۱۱۰ پر لکھا ہے باب قیام شہر رمضان و یسمی التراویح یعنی قیام رمضان کا نام نماز تراویح رکھا گیا ہے۔

تیسری شہادت حضرت امام ابوحنیفہؒ کا معرکۃ الآراء فیصلہ۔

اچھروی صاحب خود امام ابوحنیفہؒ حضرت امام باقرؒ سے یہی روایت کرتے ہیں کہ آٹھ رکعتیں اور تین وتر اور آخر میں دو رکعت فجر۔

قال محمد اخبرنا ابو حنيفة حدثنا ابو جعفر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى ما بين صلوة العشاء الى صلوة الصبح ثلث عشرة ركعة ثمان ركعات تطوعا و ثلث ركعات الوتر ركعتين الفجر

(موطا امام محمد ص ۱۱۶)

مذکورہ روایت سے ثابت ہوا کہ غیر رمضان میں نماز تہجد عموماً گیارہ رکعت ہی ہوتی تھی مولوی محمد عمر صاحب یہ بالکل حقیقت ہے کہ قیام رمضان، صلوۃ اللیل، قیام اللیل، تہجد ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں لہذا ان کا وقت بھی عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر سے پہلے تک ہے۔

عن ابى ذر قال صمنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يقم بنا حتى ذهب شطر الليل فقلت يا رسول الله لو نفلتنا قيام هذه الليلة فقال ان الرجل اذا صلى مع الامام حتى ينصرف حسب له قيام ليلة فلما كانت الرابعة لم يقم بنا حتى بقى ثلث الليل فلما كانت الثالثة جمع اهله و نسآء ه والناس فقام بنا حتى خشينا ان يفوتنا الفلاح قلت و ما الفلاح قال السحور ثم لم يقم بنا بقية الشهر (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، بحوالہ مشکوۃ باب قیام رمضان)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا آپ نے ہمیں قیام نہ کرایا حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! اگر

آپ ہمیں اس رات نفل پڑھائیں آپؐ نے فرمایا آدمی جب امام کے ساتھ (عشاء) کی نماز پڑھے تو اس کے لیے ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے چوتھی رات کو آپ نے ہمیں قیام نہ کرایا حتیٰ کہ ایک تہائی رات باقی رہ گئی جب تیسری رات تھی تو آپ نے اپنے اہل عورتوں اور لوگوں کو جمع کیا تو ہمیں اتنا لمبا قیام کرایا کہ ہم سحری کے فوت ہونے سے ڈر گئے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ نے ماہ رمضان المبارک کی تیسری رات بعد نماز عشاء سے طلوع فجر کے قریب تک پڑھائی یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ کو سحری کے فوت ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

باقی مولوی اچھروی صاحب جو تم نے حضرت ابن عباسؓ کی بیس تراویح والی حدیث پیش کی اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی جو ناکام کوشش کی ہے اس کا حال دیکھئے نکالئے سنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ کتاب الصلوٰۃ پوری روایت اچھروی صاحب نے نہیں پڑھی جہاں روایت ختم ہوتی ہے آگے لکھا ہے **تفرد به ابو شيبة ابراهيم بن عثمان العبسي الكوفي و هو ضعيف** یعنی اس میں ایک راوی ابوشیبہ ہے جو ضعیف ہے لہذا آپ کی پیش کردہ حدیث سخت ضعیف اور نا قابل استدلال ہے۔

(جب بریلوی مولوی اچھروی کی چوری کتاب بیہقی سے کھول کر پوری حدیث میں (روپڑی صاحب) نے میدان مناظرہ میں دکھائی اور مذکورہ حدیث پوری پڑھی کہا لوگو یہ بدعتی ملاں اتنا ظالم ہے کہ آدھی عبارت دکھادی، اور باقی چھپادی، تاکہ میری بے ایمانی اور بددیانتی ظاہر نہ ہو جائے اور کہیں بدعتی فرقے کا ستیاناس نہ ہو جائے بس پھر تمام لوگوں نے لعنت لعنت کے آوازے کسنے شروع کر دیئے مولوی عمر آئیں بائیں شائیں کھسیانی بلی کی طرح دیکھ کر شرمندہ ہو رہا تھا اس وقت اس کی حالت بے حد قابل دید تھی۔

محمد عمر اچھروی روپڑی صاحب: یاد رکھو ساری امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں اکثر مسلمان بیس تراویح ہی پڑھتے ہیں البتہ غیر مقلد وہابی فرقہ ہے جسے نماز پڑھنا گراں ہے محض نفس پر بوجھ سمجھ کر تراویح صرف آٹھ رکعت پڑھ کر جلدی سو جاتے ہیں

ایک اور روایت سنئے، امام مالک نے حضرت یزید بن رومان سے روایت کی کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب فی رمضان بثلٰث و عشرین رکعۃ۔

(موطا امام مالک ص ۹۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیئس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ تراویح بیس رکعت ہیں دوسرے یہ کہ وتر تین رکعت ہیں اس لئے تراویح مع وتر تیئس رکعتیں ثابت ہوئیں۔

دوسری دلیل اور سنیے حضرت ابوالحسناء سے روایت ہے کہ ان علی بن ابی طالب امر رجلاً یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃ

(سنن الکبریٰ بیہقی۔ جلد دوم ص ۴۹۷)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کہ پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات پڑھائیں کیوں حافظ صاحب؟ اب تو آپ اور آپ کی وہابی قوم کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ تراویح بیس رکعات ہی ہیں اگر تم اہل حدیث ہو تو تم کو فوراً دو حدیثیں تسلیم کر کے آئندہ ماہ رمضان میں بیس تراویح پڑھنی چاہئیں اور آٹھ کے دعویٰ سے دستبردار ہو جانا چاہیے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد عن جابر بن عبداللہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان ثمان رکعات ثم اوتر فلما کانت القابلۃ اجتمعنا فی المسجد و رجونا ان یخرج فلم یخرج فلم نزل فیہ حتیٰ اصبحنا ثم دخلنا فقلنا یا رسول اللہ اجتمعنا البارحۃ فی المسجد و رجونا ان تصلی بنا فقال انی خشیت ان یکتب علیکم۔ (رواہ ابن حبان و ابن خزیمۃ فی صحیحھما والطبرانی فی المعجم الصغیر ص ۱۹۰ و محمد ابن نضر المروزی فی قیام اللیل ص ۱۵۵)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو رمضان

کے مہینے میں (تراویح کی نماز) آٹھ رکعت پڑھائیں اس کے بعد وتر پڑھے دوسرے روز جب رات ہوئی تو ہم لوگ پھر مسجد میں جمع ہو گئے امید تھی کہ آنحضرت ﷺ نکلیں گے اور نماز پڑھائیں گے مگر آپؐ نہ نکلے ہم صبح تک مسجد میں رہے پھر رسول اللہ کی خدمت میں ہم لوگ حاضر ہوئے اور یہ بات بیان کی تو فرمایا کہ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تم لوگوں پر فرض نہ ہو جائے (اس لئے میں گھر سے نہیں نکلا)۔

اچھروی صاحب آپ نے میرے پہلے دلائل دو مرفوع حدیثوں کا ابھی تک صحیح جواب نہیں دیا اور یہ دو مزید احادیث نبویہ میں نے پیش کر دی ہیں کوئی روایت ان میں ضعیف نہیں میں آپ کی پیش کردہ دلیلوں کا ٹھوس جواب بفضل اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ دے رہا ہوں لوگ توجہ سے سن رہے ہیں اب جو تم نے دو روایتیں پیش کی ہیں ان کا حال سنئے جو آپ نے پہلا اثر پیش کیا ہے یہ محدثین کے نزدیک ضعیف منقطع اور مرسل ہے کیونکہ یزید بن رومان کی حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات ہی ثابت نہیں انہوں نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا، چنانچہ حنفیہ کی کتاب کبیری شرح منیہ میں اصل عبارت یوں ہے **ولکنہ لم یدرک عمر فیکون منقطعا** (ص ۳۸۸)

دوسرا جواب یہ ہے: کہ اس میں خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کا اپنا فعل یا حکم بیس پڑھنے کا قطعاً موجود نہیں ہاں لوگوں کے پڑھنے کا ذکر ہے لوگوں کا خود پڑھنا دلیل نہیں بعض لوگ تو نفلی عبادت سمجھ کر ۳۶ بلکہ ۴۰ تک بھی پڑھتے تھے۔

تیسرا جواب یہ ہے: کہ یزید بن رومان پانچویں طبقہ کے صغار تابعین میں سے ہے جس کا اکابر صحابہ سے سماع ثابت نہیں (تقریب التہذیب ص ۳۹۷)

دوسرے اثر کا جواب اچھروی صاحب نے جو دوسرا اثر بیہقی میں ابی الحسناء اور ابی عبدالرحمٰن سلمی کے طریق سے حضرت علی سے بیس تراویح پڑھنے کا پیش کیا ہے اس کی سند میں ابوالحسناء اور حماد بن شعیب واقع ہیں اس روایت کا دار و مدار انہیں پر ہے ابوالحسناء مجہول ہے حافظ ابن حجر نے تقریب میں اس کی نسبت لکھا ہے **انہ مجہول وقال الذہبی فی**

میزانہ **لا یعرف** اور دوسرا راوی اس سند میں حماد بن شعیب وہ بھی ضعیف ہے امام ذہبی، نسائی اور امام بخاری نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آٹھ تراویح ہی سنت رسول اور سنت صحابہؓ ہیں: اس سے زائد کو آپ سنت رسول ہرگز نہیں کہہ سکتے لہذا مسلک اہل حدیث کا حق ہونا روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔

باقی جو اچھروی صاحب نے یہ کہا ہے کہ فرقہ وہابیہ ہر عمل میں تخفیف چاہتے اور تخفیف پر عمل کرتے ہیں ہر عمل میں آسانی چاہتے ہیں اور کم سے کم عبادت کرنا تمہارے مذہب میں شامل ہے۔

اچھروی صاحب: عبادت کثیر ہو یا قلیل ہم خوش دلی سے سرانجام دیتے ہیں مگر ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہی عمل اللہ کے دربار میں مقبول ومنظور ہوگا جو سنت رسول کے مطابق ہوگا اور جو اس کے خلاف عمل ہوگا وہ بدعت والا ہوگا وہ عنداللہ مردود ہوگا جیسے حدیث پاک میں ہے **من احدث فی امرنا هذا فلیس منه فهو رد** (بخاری)

باقی آپ کا یا مقلدین حنفیہ کا ہماری جماعت اہلحدیث پر الزام لگانا بالکل جھوٹ ہے کیوں کہ حنفیہ خود اس معاملہ میں اول نمبر ہیں اہلحدیث کہتے ہیں سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی حنفیہ ایک آیت یا تین آیتیں کافی کہتے ہیں۔

(۲) اہلحدیث کہتے ہیں رکوع سجدہ میں اطمینان کے بغیر نماز نہیں حنفیہ کہتے ہیں ہوجاتی ہے۔

(۳) اہلحدیث کہتے ہیں تشہد میں درود وغیرہ کے بغیر نماز نہیں حنفیہ کہتے ہیں اس کے بغیر ہوجاتی ہے اہلحدیث کہتے ہیں سلام پھیرے بغیر نماز نہیں ہوتی حنفیہ کہتے ہیں خواہ سلام کی جگہ (پاد) ماردے بس نماز مکمل ہوجائے گی اچھروی صاحب اعتراض کرتے وقت کبھی آپ نے گھر کی طرف بھی توجہ نہیں کی تراویح پڑھتے وقت نمازیوں کے گھٹنے کن کے ہاں پھوٹتے ہیں؟ قرآن پاک پر ظلم کون لوگ کرتے ہیں آٹھ سے بیس تراویح میں کن کے ہاں کم وقت صرف ہوتا ہے؟

(۴) اہلحدیث عیدین میں (۱۲) بارہ تکبریں کہتے ہیں اور تم حنفی چھ تکبیروں کے قائل ہو حالانکہ حدیث میں ہے **یقرون بالمئین من القرآن وانھم کانو یعتمدون علی العصا فی زمان عمر بن الخطاب** یعنی ۱۰۰ سو ۱۰۰ سو آیتوں والی سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھتے اور لاٹھیوں پر سہارا کرتے خدا اپنے فضل وکرم سے نیکی برباد گناہ لازم کی حالت سے بچائے آمین ثم آمین۔

مولوی محمد عمر اچھروی | حافظ صاحب میں نے احادیث اور آثار تو بہت پیش کئے ہیں مگر آپ ان کو ضعیف منقطع اور مرسل بنا رہے ہو باقی آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے ترویحہ ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر راحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر تراویح آٹھ رکعت ہی ہوتیں تو بیچ میں صرف ایک ترویحہ ہوتا حالانکہ لفظ تراویح جمع کا صیغہ ہے جو کم از کم تین پر بولا جاتا ہے روپڑی صاحب ہمیشہ سے قریباً ساری امت کا عمل بیس رکعت تراویح پر ہی رہا اور آج بھی سواد اعظم اسی پر قائم ہے مکہ اور مدینہ میں بھی بیس تراویح ہی پڑھی جاتی ہیں خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظمؓ سے بھی بیس تراویح ثابت ہیں۔ شیعہ حضرات بھی حضرت عمرؓ کے دشمن اور مخالف ہیں اور تم بھی مسئلہ تراویح پر حضرت عمرؓ کے دشمن ہو جو مراد رسول صحابی حضرت عمرؓ کے ساتھ عداوت رکھے وہ جنت میں کیسے داخل ہو سکتا ہے؟ اور دوزخ سے کیسے بچ سکتا ہے؟

حافظ عبدالقادر روپڑی | **نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد عن السائب بن یزید قال امر عمر ابی ابن کعب و تمیماً الداری ان یقوما للناس فی رمضان باحدیٰ عشرۃ رکعۃ و کان القاری یقرأ بالمئین حتیٰ کنا نعتمد علی العصا من طول القیام فما کنا ننصرف الافی فروع الفجر.**

(موطا امام مالک ص ۹۸)

"سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی ابن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا

کہ لوگوں کو رمضان میں گیارہ رکعت پڑھائیں اور قاری مئین (یعنی سو آیتوں والی سورتیں پڑھا کرتا تھا یہاں تک کہ ہم قیام کے لمبا ہونے کے باعث ٹیک لگاتے پس ہم نہیں فارغ ہوتے تھے مگر قریب فجر کے (مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان ص ۱۱۵)

کیوں اچھروی صاحب تم بار بار حضرت عمرؓ پر الزام اور بہتان لگا رہے تھے کہ انہوں نے بیس کا حکم دیا اور خود بیس تراویح پڑھی ہیں۔

ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے بھی تین رات آٹھ ہی پڑھی اور پڑھائی ہیں اور حضرت عمرؓ جو کہ مراد رسول ہیں صحیح السند روایت کے مطابق انہوں نے بھی آٹھ کا حکم دیا اور خود بھی آٹھ ہی پڑھی ہیں اس کے برعکس دنیا بھر کے حنفی علماء مل کر ایک بھی صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح حدیث جناب محمد رسول اللہ کی یا حضرت عمرؓ کے شاہی آرڈر گیارہ رکعات کے خلاف یا ان کا خود بیس رکعات پڑھنا باسند صحیح ہرگز ہرگز نہیں دکھا سکتے؟ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین** اچھروی صاحب آپ کو عقل و فکر سے کام لینا چاہیے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کہ محمد رسول اللہ تو تراویح آٹھ پڑھائیں اور خلیفہ ثانی فاروق اعظمؓ اس کے خلاف بیس رکعتیں پڑھائیں کیا دنیا کا کوئی امتی پاک پیغمبر سے مقابلہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ نعوذ باللہ ہرگز ہرگز نہیں ہاں اچھروی صاحب حنفی مقلدین ٹولہ کی اور بات ہے کہ وہ صحیح حدیث رسول کے مقابل اپنے امام کے قول کو ترجیح دیتے ہیں باقی ان کا دوسرا اعتراض کہ بخاری کی روایت میں حضور اکرم کا چار رکعت پڑھانا اور تراویح ترویحہ کی جمع ہے لہذا تراویح لفظ بیس رکعات پر بولا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک لفظ ترویحہ چار پر شمار ہوتا ہے یعنی دو دو رکعتیں پڑھ کر جو تھوڑا سا دم لیتے تھے اور آرام کرتے تھے اس کو چار شمار کیا کرتے تھے ویسے بخاری مسلم اور ترمذی میں بھی موجود ہے کہ حضور کا قول اور عمل بھی رات کی نماز مثنیٰ مثنیٰ (دو۲ دو۲ رکعتوں) کا ہوتا تھا اسی لئے ہم بھی مذکورہ طریقہ پر عمل کرتے ہیں بعض محدثین نے لکھا ہے کہ تراویح جمع ترویحہ کی ہے اور ترویحہ کا معنی ہے کسی کام کے دوران تھکان اتارنے کے لئے آرام کرنا لہذا الصلوۃ التراویح کا معنی ہے آرام کے وقفوں کی

نماز اچھروی صاحب یہ چیز ہمارے موقف کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی باقی اصل نام تو قیام رمضان ہی ہے لفظ تراویح بعد کی پیداوار ہے باقی آپ نے کہا ہے کہ مکہ مدینہ شریف کے لوگوں کا عمل بیس رکعات ہے جواباً گذارش ہے کہ مدینہ کے لوگ بھی مدنی پیغمبر کے تابعدار ہیں وہ بھی سنت صرف آٹھ رکعت کو سمجھتے ہیں زائد نوافل سمجھ کر پڑھتے ہوں گے بیس رکعات کو سنت رسول یا سنت صحابہ ؓ کوئی بھی نہیں سمجھتا۔

اچھروی صاحب: معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث، تعامل صحابہؓ کے تمام دلائل سے آپ کا دامن خالی ہے اس لئے آپ ادھر ادھر کی باتوں کا سہارا لے رہے ہیں اور شور مچا رہے ہو کہ مکہ اور مدینہ میں تراویح بیس پڑھی جاتی ہیں۔

۱ پہلا جواب یہ ہے۔ کہ شکر ہے کہ کوفہ کے پجاریوں کو بھی آج مکہ اور مدینہ یاد آ گیا بغداد، پاکپتن، گولڑہ، اجمیر کے مشرکوں کو اللہ کا مکہ اور نبی پاک کا مدینہ یاد آ گیا۔

۲ اچھروی صاحب ہر سال بعد ماہ رمضان کی تراویح پر تو تم نے مکہ مدینہ کا نام لے لیا۔ تو صبح وہاں دو دو رکعتیں آرام سے سکون کے ساتھ طویل قرات اور طویل رکوع سجدہ کے ساتھ تراویح پڑھتے ہیں رضا خانی امت کو تو وہ کیفیت ساری عمر نصیب نہیں ہوتی۔

۳ تیسرا جواب یہ ہے کہ مکہ و مدینہ میں تو لوگ ہاتھ سینے پر باندھتے، رفعیدین کرتے آمین بالجہر سے مسجدوں میں گونج پیدا کرتے ہیں اور پھر وہاں کسی قسم کا کوئی کام شرک و بدعت کا نہیں ہوتا آپ اور آپ کے مریدین تو دن رات اسی سیلاب میں غرق ہیں ایک صرف بطور اعتراض تراویح کا نام لے لیا دیگر سینکڑوں مسنون اعمال، جس کے آپ ازلی دشمن ہیں۔

۴ میں نے ایام حج میں امام کعبہ عبداللہ بن سبیل سے یہی بات پوچھی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم بھی آٹھ رکعت تو ہی سنت رسول سمجھتے ہیں اور عمل کرتے ہیں دو دو کر کے دس رکعتیں ایک امام پڑھاتا ہے اس کے بعد لوگ وتر گھروں میں پڑھ لیتے ہیں لہذا تم بھی تراویح میں اپنا امام تبدیل کیا کرو لہذا ہمارا عقیدہ توحید و سنت کے عین مطابق ہے امام کعبہ نے کہا ہم اہل عرب کا ہر چھوٹا بڑا آدمی شرک اور بدعتوں کو توڑنے کے لئے ہر وقت شمشیر

بے نیام رہتا ہے۔آئے جس کا جی چاہے آزمائے۔

مولوی محمد عمر اچھروی حافظ صاحب اب میں اپنی آخری دلیل حدیث رسول پیش کرتا ہوں جس کے بارہ میں خود امام بیہقی نے بھی تائیدی طور پر لکھا ہے۔**وفی ذلك قوة** اگر آپ نے میری اس آخری دلیل کو توڑ دیا تو پھر یقین کرلوں گا کہ حنفی بریلویوں کے پیش کردہ تمام دلائل آپ نے توڑ دیئے یہ دیکھو بیہقی شریف جلد دوم ص ۴۹۶ میں موجود ہے۔**انباء ابو زكريا بن ابى اسحاق انبا ابو عبدالله محمد بن يعقوب ثنا محمد بن عبدالوهاب انباء جعفر بن عون انبا ابو الخصيب قال كان يؤمنا سويد بن غفلة فى رمضان فيصلى خمس ترويحات عشرين ركعة وروينا عن شتير بن شكل وكان من اصحاب على رضى الله عنه انه كان يومهم فى شهر رمضان بعشرين ركعة ويوتر بثلاث وفى ذالك قوة۔**

ابوالخصیب سے روایت ہے کہ سوید بن غفلہ رمضان میں ہماری امامت فرماتے پانچ ترویحات یعنی بیس رکعتیں نماز پڑھاتے اور شتیر بن شکل سے ہم نے روایت کی ہے۔ اور وہ حضرت علیؓ کے اصحاب سے تھے رمضان میں بیس رکعتوں سے امامت کراتے اور تین وتر پڑھاتے اور یہ حدیث قوی ہے (یہ دلیل پیش کر کے فوراً ختم کردیا پریشانی کے عالم میں زبان خشک ہو رہی تھی چہرے پر زردی چھا رہی تھی اچھروی اور بریلویت کی مشہور دکان کا سودا ختم ہو چکا تھا اچھروی صاحب نے یہ دلیل بھی رک رک کر پانی پی پی کر پڑھی) اس کے علاوہ مولوی محمد عمر نے جو کچھ اپنی کتاب مقیاس مناظرہ میں موضع کلس کے مناظرہ کے بارہ میں تہذیب وشرافت کو بالا طاق رکھ کر اپنے گھر میں بیٹھ کر جو خود ساختہ کہانی لکھی ہے یہ سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے کوئی شریف الطبع آدمی ایسی کہانی جو بالکل بے بنیاد ہو نہ بول سکتا ہے نہ لکھ سکتا ہے **لعنة الله على الكذبين** نہ ہی شریف مسلمانوں کا مجمع ایسی لغویات سنکر برداشت کرسکتا ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی **نحمده ونصلى على رسوله الكريم امابعد.**

اچھروی صاحب: مناظرہ کی پہلی ٹرن سے لے کر اس آخری ٹرن تک آپ نے ایک

بھی صحیح ،صریح، مرفوع، متصل غیر مجروح حدیث رسول بیس رکعات پر پیش نہیں کی جس میں یہ وضاحت ہو کہ حضور اکرمؐ نے خود بیس رکعت پڑھی ہوں یا بیس رکعت تراویح پڑھنے کا حکم دیا ہو یا آپؐ کے سامنے بیس رکعات پڑھی گئی ہوں اور آپؐ نے سکوت فرمایا ہو۔ تو رب العالمین کی قسم آج کے بعد میں خود بھی بیس تراویح پڑھا کرونگا اور تمام اہلحدیث افراد کو اس کی تلقین کرونگا ان شاءاللہ میرا یہ چیلنج سن کر سامعین نے نعرہ ہائے تکبیر لگانے شروع کر دیئے اور ساتھ جوش ومحبت سے نوجوان یہ بھی نعرے لگا رہے تھے شیر بہادر شیر بہادر عبدالقادر عبدالقادر۔

آخر میں بندہ نے دوسرا انوکھا اور نرالا پر جوش انداز میں یہ چیلنج کیا کہ جاؤ پوری دنیائے حنفیت کو آج میرا کھلا چیلنج ہے کہ وہ سارے مل کر نبی علیہ السلام کی ۲۳ سالہ نبوت کی کل راتیں ۸۲۸۰ بنتی ہیں ان تمام راتوں میں سے کسی ایک رات میں پیغمبر علیہ السلام سے بیس رکعات نماز کا پڑھنا کسی صحیح، مرفوع، متصل حدیث سے ثابت کر دیں تو ابھی میدان مناظرہ میں نقد مبلغ بیس ہزار روپے بطور انعام دیئے جائیں گے بس پھر تو نعروں کی گونج میں بندہ نے اسی چیلنج کو دھرایا بس اچھروی صاحب دائیں بائیں دیکھ کر کرسی سے اتر پڑے اور نماز کا بہانہ لگا کر مسجد کی طرف چل پڑے اور پھر بغیر نماز پڑھے مرتا کیا نہ کرتا تانگہ پر چوری بیٹھ کر راتوں رات نکل گئے لوگ انتظار کرتے رہے کہ کوئی چیلنج قبول کرے اور حدیث کی شرط پوری کر، راقم الحروف نے کہا یہ جو آخری دلیل پیش کی ہے یہ بھی حدیث نہیں، یہ بے سند اثر ہے اگر مولوی اچھروی میں جرأت اور عقل ہے تو ادھر میدان میں آئے اور پیش کردہ اثر ضعیف اور موضوع کی سند پیش کرے ورنہ معافی مانگے گھنٹہ تک لوگ انتظار کرتے رہے توحید وسنت کے پروانے نعرے لگاتے رہے مگر نماز کا بہانہ لگا کر بھاگنے والا اچھروی بدعتی ملاں پھر میدان میں سامنے نہ آسکا اور نہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت کرسکا یوں اس پورے علاقہ سے اچھروی اور بریلویت ٹولہ کا جنازہ اٹھ گیا سینکڑوں لوگوں نے مسلک اہلحدیث قبول کرلیا۔ والحمدللہ علی ذلك

سبحان ربك رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمدللہ رب العلمین.

مناظرہ کراچی
اور
صداقت مسلک اہل حدیث و بر ضلالت حنفیت و بریلویت

تاریخ مناظرہ : ۱۵ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ بمطابق ۸ دسمبر ۱۹۵۷ء بروز اتوار

مقام مناظرہ : چاکیواڑہ عیدگاہ اہلحدیث کراچی۔

منتظمین مناظرہ : انجمن تعلیم الاسلام اہلحدیث کراچی

مناظر منجانب جماعت اہلحدیث : حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

صدر مناظر از اہلحدیث : حضرت مولانا حافظ محمد اسمعیل روپڑیؒ

مناظر منجانب حنفی بریلوی : مولانا محمد عمر اچھروی

صدر مناظر از بریلوی: مولانا محمد عمر نعیمی صاحب معاون مولینا محمد شفیع اوکاڑوی

موضوع مناظرہ : صداقت مسلک اہلحدیث اور ضلالت فرقہ بریلویت

وقت مناظرہ فی ٹرن : پندرہ پندرہ منٹ

تفصیلی مناظرہ پڑھنے سے پہلے قارئین کرام کو یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ محمد عمر اچھروی کو جھوٹ بولنے اور جھوٹ لکھنے کی اتنی عادت اور مہارت تھی کہ دنیا کے تمام کاذبین میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اچھروی صاحب جھوٹ بولتے اور لکھتے وقت خوف خداوندی عذاب قبر اور میدان محشر کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے تھے چنانچہ اہل علم و صاحب انصاف دوستوں کے لئے بطور نمونہ صرف یہی مثال کافی ہے اس مناظرہ میں ہر مناظر کی تقریر کا وقت پندرہ منٹ مقرر تھا لیکن اچھروی صاحب نے میری (حافظ عبدالقادر روپڑی) پہلی تقریر صرف چار سطریں لکھی ہیں اور اس کے بعد اچھروی صاحب نے اپنی جھوٹی، من گھڑت، خود ساختہ تقریر کتاب مقیاس مناظرہ میں دس صفحات سے بھی زیادہ لکھی ہے اس سے ثابت ہوا کہ اچھروی صاحب نے شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ کر تھوک کے حساب جھوٹ بولا ہے اور یہ ساری خود ساختہ تقریر گھر بیٹھ کر لکھی گئی ہے۔

محمد عمر اچھروی | حافظ صاحب ہم آپ کو اور تمہاری جماعت کو مسلمان نہیں سمجھتے لہذا پہلے تم اپنا ایمان ثابت کرو کیونکہ ہمارے نزدیک وہابی مسلمان نہیں ہیں جب تک تم اپنا ایمان ثابت نہیں کرو گے میں کسی دوسرے مسئلہ پر آگے نہیں چلوں گا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی | مولانا اچھروی صاحب: جو آدمی خود مسلمان نہ ہو وہ دوسرے کو مسلمان نہیں سمجھتا جیسے فرعون حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو کافر کہتا تھا۔

(سورۂ شعراء آیت ۱۹ پ ۱۹)

ابلیس نے اپنے آپ کو حضرت آدمؑ سے بہتر کہا تھا اور جو کچھ آدمی خود ہو دوسرا بھی اس کو ویسا ہی نظر آتا ہے باقی تمہارا کہنا کہ آپ ہم کو قطعاً مسلمان نہیں سمجھتے حقیقتاً تم خود ڈبل بے ایمان ہو، اور جو آدمی خود بے ایمان ہو، اس کو کیا حق ہے کہ دوسرے کو کہے کہ تم اپنا ایمان ثابت کرو؟ باقی اچھروی صاحب تم تو رجسٹرڈ بے ایمان ہو جس کے ثبوت کے لئے پیر جیلانی بغدادی کا فتویٰ ہی اہل بدعت کے لئے کافی ہے۔

چنانچہ غنیۃ الطالبین مترجم اسلامیہ پریس ج ۱ ص ۱۸۱ (فصل بدعتیوں کی علامتیں) مطبوعہ لاہور میں فرماتے ہیں۔

فقال صلی اللہ علیہ و سلم من احدث حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین و لا یقبل اللہ منہ الصرف والعدل۔ (غنیۃ ص ۱۸۱)

"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اہل سنت والجماعت یا خیر القرون کے معمول سے زائد یا ان کے خلاف کوئی نیا طریق جاری کیا یا ایسے عمل کے موجد کو جگہ دی، اس مردود پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام جہان کی لعنت ہے اور ایسے مردود بدعتی کا کوئی عمل فرض یا نفل قبول نہیں ہوتا جیسا کہ پیر جیلانی کا فتویٰ ہے۔

اچھروی صاحب: ہمارے (اہلحدیث) کے متعلق پیر جیلانی یوں فرماتے ہیں **فاھل السنۃ طائفۃ واحدۃ** (ص ۱۹۲) پس اہل سنت والجماعت ایک گروہ ہے اور ساتھ ہی فرماتے ہیں **وما اسمھم الا اصحاب الحدیث** ۔ (غنیۃ ص ۱۹۳) اور جماعت حقہ کا

نام سوائے اہل حدیث کے کوئی نہیں یعنی اہل سنت اور اہل حدیث ایک ہی جماعت کے دو نام ہے۔

اچھروی صاحب اچھی طرح سن لو پیر عبدالقادر جیلانی ہمارے حق میں بار بار فرمار ہے ہیں کہ سلامتی کتاب وسنت کی اطاعت میں ہے اور ان کی مخالفت ہلاکت و بربادی ہے قرآن وحدیث کی اتباع سے ہر مواحد مسلمان اعلیٰ درجہ حاصل کرسکتا ہے۔

فعلی المومن اتباع السنة والجماعة فالسنة ماسنه رسول الله والجماعة مااتفق علیه اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(غنیۃ الطالبین ص ۱۸۰)(فصل امت محمدیہ کی فضیلت)

محمد عمر جناب روپڑی صاحب سنیئے وہابی جماعت کی توحید ابلیسی ہے وہ بھی صرف لا الٰہ الا اللہ کا قائل تھا آدم نبیؑ کا منکر ہوا مارا گیا ہم احناف بریلوی توحید ورسالت دونوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب بالکل غلط ہے لوگوں کو دھوکہ اور فریب مت دو، تم بریلوی لوگ توحید اور رسالت دونوں کے منکر ہو نہ تم لا الہ الا اللہ کو مانتے ہوتے اور نہ تم محمد رسول اللہ کو تسلیم کرتے ہیں اگر توحید کو مانتے تو ساری عمر غیر اللہ کے پجاری کیوں بنتے؟ اور اگر رسالت کو مانتے ہوتے تو حضور اکرم کو چھوڑ کر اماموں کی تقلید نہ کرتے ثابت ہوا تم خدا اور رسول دونوں کے باغی اور غدار ہو کلمہ توحید کا عملاً انکار کر کے تم مشرک فی التوحید ہوئے، اور کلمہ رسالت کا انکار کر کے مشرک فی الرسالت ہوئے، نتیجہ نکلا کہ تم ڈبل مشرک ہو۔

دوسرا جواب: ہماری توحید ابلیسی نہیں، توحید ربانی ہے کیونکہ اگر ابلیس لا الہ الا اللہ کا قائل ہوتا تو فوراً اللہ کے حکم کو مان لیتا اور فرمان الٰہی کے سامنے جھک جاتا جیسے سورۂ اعراف میں ہے(قال ما منعك الا تسجد اذ امرتك) (آیت ۱۲) اگر ابلیس امر ربانی کا قائل ہوتا تو وہ گمراہی کا الزام اللہ پاک پر نہ لگاتا۔ جیسا کہ ظاہر ہے(**قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطك المستقیم**) (اعراف) اگر وہ خدا کا قائل تھا تو آدم وحوا کے

دل میں وسوسہ کیوں ڈالتا دلیل **(فوسوس لهما الشیطٰن)** اگر وہ خدا کا قائل تھا تو آدم وحوا کے سامنے جھوٹی قسمیں کیوں اٹھائیں؟ دلیل **(و قاسمهما انی لکما لمن النٰصحین)** اگر وہ خدا کا قائل تھا تو ابلیس نے یہ کیوں کہا **(انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین)** (اعراف)

ان تمام دلائل کا حاصل یہ نکلا کہ ابلیس بھی توحید ربانی کا صریحاً منکر تھا اور تم اس کے چیلے بھی توحید خالص کے دشمن ہو اور تمام رضا خانی ٹولہ قیامت تک اپنے گرو گھنٹال کی تقلید میں توحید اور موحدین سے دشمنی کماتے رہو گے۔

تیسرا جواب: اچھروی صاحب اصل بات یہ ہے کہ ابلیس کو دربار الٰہی سے اس لیے پھٹکارا گیا اور قیامت تک ملعون اور مردود بنا دیا گیا کیونکہ اس نے بشریت آدم کا انکار کیا اور بشر کو حقیر جانا رب العالمین نے آدمؑ کی بشریت کا خود اعلان فرمایا **(انی خالق بشراً من صلصال من حماء مسنون)** (سورہ حجر: ۱۴)

(۲) دوسری جگہ شان آدمؑ اور بشریت آدمؑ کے متعلق فرمایا'' **لما خلقت بیدی**''

''بنایا میں نے آدم کو اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ۔''

ثابت ہوا کہ جیسے شیطان تمہارا مرشد بشریت کا انکار کر کے لعنتی بن گیا ایسے تم اور تمہارے مرید مشرک اور بدعتی ٹولہ شان بشریت ﷺ کے منکر ہو کر لعین بن رہے ہیں۔

چوتھا جواب: شیطان کے مردود ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے نص کے مقابلہ میں قیاس کیا چنانچہ اپنے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی زبانی سنئے وہ سورہ اعراف ص ۱۸۱ حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں علاوہ بریں حماقت وشقاوت ابلیس کی یہ کہ اس نے نص کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابل قیاس کیا اور جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو وہ ضرور مردود ہوا۔

کیوں اچھروی صاحب امید ہے اب ہاضمہ درست ہو گیا ہوگا کیونکہ آپ کے حنفی مذہب کا سارا دارومدار فقہ کی قیاسی کتابوں پر ہے جس کے اکثر مسائل صریحاً قرآن وحدیث

کے خلاف ہیں لہذا آپ اور آپ کا بدعتی فرقہ سارے کے سارے ملعون اور مردود بن گئے۔سچ ہے۔

لو آپ اپنے دام میں خود صیاد آ گیا

محمد عمر اچھروی روپڑی صاحب آپ کو اب میں اپنا مسلمان ہونا ثابت کرتا ہوں قرآن پاک میں ہے (امنا باللہ وملئکتہ و کتبہ و رسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ) میں اور میری پوری سنی جماعت خداوند کریم اور جناب مصطفٰی کریم اور تمام رسولوں کتابوں پر ایمان رکھتی ہے ہم حنفی بریلوی لوگ کلمہ بھی پڑھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں حج اور عمرہ کرتے ہیں زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں جشن معراج النبی اور محفل میلاد النبی مناتے ہیں اور ہمارا ہر سنی عشق مصطفٰی ؐ سے لبریز ہے ہمارا ہر عمل حب مصطفٰی ؐ کا آئینہ دار ہے اور ہم دن رات نعرہ رسالت ونعرہ غوثیہ لگاتے ہیں ہماری ہر مسجد میں عاشقان مصطفٰی کے نام سے انجمن قائم ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب تمہارا یہ دعویٰ کہ ہمارا اللہ پر ایمان ہے اور ہم عشق مصطفٰی کے ٹھیکدار ہیں اور ہماری رگ رگ میں حب مصطفٰی رچی ہوئی ہے اور ہماری مسجدوں کے نام انوار مدینہ یا جو بہار مدینہ یا گلزار مدینہ ہیں یہ محض جھوٹ، فریب کاری اور دغابازی ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سخاوت، تلاوت یہ سب نیکیوں کے کام مدینہ کے منافقین بھی کرتے تھے مسجدیں بنواتے تھے، حب مصطفٰی ؐ اور عشق مصطفٰی ؐ کے بھی بڑے دعویدار تھے دن رات صدقے جاواں، قربان جاواں، واری جاواں ان کا تکیہ کلام تھا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پیر جیلانی نے تم کو کیوں بدعتی لکھا ہے؟ جب کہ آپ سب نیکیاں کماتے ہیں اس کے علاوہ آپ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کیونکہ منافق بھی یہ سارے کام کیا کرتے تھے قرآن پاک نے اسی کی تائید کی ہے (اذا جاء ك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله) اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے (والله يشهد ان المنفيقن لكذبون) کہ منافق البتہ صریحاً جھوٹے ہیں ظاہری اور فریب کاری اور دھوکہ دہی کے رنگ میں جتنی بھی منافق نیکیاں کرتے ہیں ان کا عنداللہ کوئی وزن نہیں کیونکہ بظاہر ایماندار

ہیں لیکن حقیقت میں بے ایمان ہیں ایسے لوگ زبانی اقرار تو ضرور کرتے ہیں مگر دل اصلی ایمان سے خالی ہیں۔اور خدائی فیصلہ سنیے (و ما هم بمومنين) یہی درحقیقت بے ایمان ہیں۔

محمد عمر اچھروی ہم اللہ کے فضل سے کلمہ شریف پڑھتے ہیں توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں فرض، سنتیں، نوافل پڑھتے ہیں حضور اکرم کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب جانتے ہیں بلکہ مصطفٰے کریم کو مختار کل، حاجت روا، مشکل کشا، اور عالم ما كان وما يكون سمجھتے ہیں حج بیت اللہ کرتے اور روضہ اطہر پر حاضری دے کر صلوٰۃ و سلام بھی پڑھتے ہیں ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں ماہ محرم میں نواسہ رسول امام حسین کے جلوس میں شرکت کرتے اور ماہ ربیع الاول میں جشن میلاد مناتے اور جلوس عید میلاد نکالتے ہیں لہذا اب بھی اگر ہم مسلمان نہیں تو ہمارے عاشقان رسول کے سوا کون مسلمان ہوسکتا ہے؟

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب: اچھی طرح سن لو مشرک اور بدعتی کا کوئی عمل عنداللہ قبول نہیں بلکہ زندگی کی تمام نیکیاں برباد ہیں اور قیامت کے دن بھی کچھ نہیں ملے گا۔ خدائی اعلان سنیے۔ **(هل ننبئكم بالاخسرين اعمالاً ،الذين ضل سعيهم في الحيٰوة الدنيا و هم يحسبون انهم يحسنون صنعاً .... فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيٰمة وزناً)** (سورہ الکہف پ ۱۶)

اچھروی صاحب شرکت و بدعت سے توبہ کرو اپنے مریدوں کو بھی توبہ کرواؤ ورنہ معاملہ بے حد خطرناک ہے خداوند کریم نے سورۂ نساء میں فرمایا ہے کہ میں گناہ جو چاہوں گا معاف کردوں گا مگر شرک ظلم عظیم ہے مشرک کو میں قطعاً معاف نہیں کروں گا اور مشرک کے لئے جنت حرام ہے۔

باقی اچھروی تم نے کہا ہے کہ ہم دن رات نیکیاں کرتے ہیں یہ کام تو منافقین مدینہ بھی کرتے تھے اور آپ سے بہت اچھی طرح کرتے تھے مگر ساتھ ساتھ شرک و کفر بھی کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (و ما هم بمومنين) یہ قطعاً ایمان دار نہیں بلکہ ڈبل بے ایمان

ہیں ایسے ہی موجودہ رضا خانی بدعتی ٹولہ اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ شرک وبدعات بھی کرتے ہیں لہذا ان کی تمام اچھائیاں اور نیکیاں برباد ہیں اچھروی صاحب تمہارے سامنے تمہارا حلیہ قرآن مجید سے پیش کرتا ہوں اور خداوند کریم نے تمہیں منافق فرمایا ہے اور منافقوں کی تمام نشانیاں من وعن تمہارے ٹولہ کے اندر موجود ہیں اب اس کی تفصیل سنیے اور کان کھول کر سنیے تسلیم کرنا پڑیگا کہ خدا کا قرآن سچا ہے تم اور تمہارا بدعتی منافق ٹولہ صریحاً جھوٹا ہے۔

(۱) منافق زبانی اقرار اور دلی انکار کرتا ہے (**امنا باللہ و بالیوم الاٰخر**) تمہارے بدعتی ٹولے کا بھی یہی حال ہے۔

(۲) ظاہری خدا اور مومنوں کو فریب دینا (**یخٰدعون اللہ والذین امنوا**)

(۳) دلوں کا مرض نفاق ہر وقت بڑھتا رہتا ہے (**فزادھم اللہ مرضاً**) تمہارا شرک وبدعت کا مرض بڑھتا رہتا ہے۔

(۴) ظاہر مصلح اندر سے مفسد ہوتا ہے (**انما نحن مصلحون**) یہ علامت بھی آپ جیسے علماء میں سولہ آنے موجود ہے۔

(۵) اہل توحید کو بیوقوف سمجھتا ہے (**کما امن السفہآء**) ہر بریلوی مولوی تقریروں میں یہی کچھ کہتے ہیں۔

(۶) منافق مواحد کو ٹھٹھا مذاق کرتا ہے (**قالوا انما نحن مستھزءون**) دن رات تم اور تمہارے مرید یہی عمل کرتے ہیں۔

(۷) منافق توحید کے بدلہ شرک وبدعت کا تاجر ہے (**اشتروا الضلٰلۃ بالھدیٰ**) رضا خانی پیر اور مولوی اسی سودا کے بیوپاری ہیں۔

(۸) منافق نور توحید سے خالی اور شرک و بدعات کے اندھیروں میں گم رہتا ہے۔ (**ذھب اللہ بنورھم**) اسی لئے اچھروی، نعیمی، گولڑوی سیالوی چشتی قادری سہروردی سب توحید وسنت کے دشمن ہیں۔

(۹) منافق عشق رسالت کا جعلی دعویدار ہوتا ہے **(قالوا نشهد انك لرسول الله)** انگوٹھے چومنا، جعلی صلوۃ وسلام پڑھنا نعرہ رسالت لگانا درباروں پر حاضری دینا یہ سب کام بدعتی اور نقلی ہوتے ہیں۔

(۱۰) منافق رحمت خداوندی سے محروم ہوتا ہے **(لن يغفر الله لهم)** کیونکہ ساری عمر شرک وبدعت سے توبہ نصیب نہیں ہوتی۔

(۱۱) قرآن وحدیث کے دلائل سے منہ پھیر جاتا ہے **(تعالوا الیٰ ما انزل الله والی الرسول رايت المنافقين يصدون عنك صدوداً)** غیر اللہ کے اقوال سے فرصت نہیں ملتی باقی قرآن وحدیث تو شرک کا ستیاناس کرتا ہے۔

(۱۲) منافق کی نماز سستی اور ریاکاری کا مرقع ہوتی ہے۔ **(و اذا قاموا الی الصلوٰة قاموا کسالیٰ یراؤن الناس ولا يذكرون الله الا قليلا)** غیر مسنون وضو قیام، رکوع، سجدہ، قومہ اور پھر جلدی جلدی نماز پڑھنا یہ سب منافقوں کی نشانیاں ہیں۔

(۱۳) منافق جھوٹی قسموں کو بطور ڈھال استعمال کرتا ہے **(اتخذو ايمانهم جنة)** ہر مسئلہ جھوٹا، ہر نیکی بدعت والی، ہر عمل بے سند، ہر دعویٰ جھوٹا اور پھر ان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں ڈھال بنا تا ہے۔

(۱۴) **(استحوذ عليهم الشيطان فانسٰهم ذكر الله اولٰئك حزب الشيطٰن الا ان حزب الشيطان هم الخسرون)** (مجادلہ: ۱۰۸)

اچھروی صاحب بریلویوں کی نماز کوئی نماز نہیں وضو سے لے کر سلام پھیرنے تک سارے کام غیر مسنون لہذا وہ عنداللہ غیر مقبول ہیں منافقوں کی طرح جلدی جلدی نماز پڑھنا، جلدی جلدی قومہ کرنا قیام جلدی برائے نام کرنا اور سورج غروب کے قریب دکان سے یا گھر سے دوڑ دوڑ کر مسجد میں نماز پڑھنا اور ایسی غیر مسنون نماز پڑھنا جس کے بارہ میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایسی نماز نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے بلکہ نماز خود ایسے نمازی کے حق میں بددعا کرتی ہے کہ ضيعك الله كما ضيعتنی کہ جیسے تو نے مجھ کو

برباد کیا خدا تجھ کو برباد کرے پھر نماز میں تم ایاك نعبد و ایاك نستعین عبادت خداوندی اور استعانت باللہ کا اقرار کرتے ہو تو سلام پھیرتے ہی فوراً بدل جاتے ہو اور پھر غیر اللہ کے ورد وظیفے شروع کردیتے ہو غیر اللہ کے نام کے نعرے لگانا شروع کردیتے ہو لہذا ثابت ہوا کہ پاکستانی مشرکوں اور مدینہ کے منافقوں میں عقائد و اعمال کا کوئی فرق نہیں اچھروی صاحب تم اس فانی دنیا میں جلدی سے جلدی سچی توبہ کرلو ورنہ اگلے جہان میں تم اکھٹے ہی جہنم رسید ہو جاؤ گے۔

باقی مولوی محمد عمر صاحب اچھی طرح یاد رکھو کہ حنفی مقلدین لوگوں کی نمازیں عجیب ہوتی ہیں اور ایسا نمازی جو رکوع اور سجدے جلدی جلدی کرتا ہے قومے اور جلسے کو اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر نہیں کرتا نماز تراویح میں تو امام اور مقتدی ''تیز گام'' پر سوار ہوتے ہیں رسول اللہ نے ایسے نمازی کو نقرۃ الغراب (کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے) سے تعبیر کیا ہے (ابوداؤد) اور پھر دھوپ زرد ہونے پر جلدی جلدی عصر کی نماز پڑھنا اس پر پیغمبر اسلام نے فرمایا تلك صلوۃ المنافقین تین مرتبہ فرمایا کہ یہ منافقوں کی نماز ہے (موطا امام مالک)

جناب اب قرآن وحدیث کی روشنی میں تمہارے منافق ہونے پر نبی پاک ؐ نے مہر لگادی آئینہ میں ہر کسی کو اپنا چہرہ نظر آتا ہے آپ قصداً اور عمداً کذب بیانی کر کے ہم کو منافق بنا رہے تھے کہ کہیں عبدالقادر روپڑی دلائل قویہ کی روشنی سے ہمارے بریلویوں کی منافقت ظاہر نہ کردے سچ ہے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والا محاورہ آپ پر سولہ آنے فٹ آتا ہے قرآن وحدیث کے براھین قاطعہ سے منافق ہونا تو واضح ہو گیا اب منافقین پر اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب سے بھرپور دس (۱۰) فتوے ملاحظہ فرمائیں۔

فتویٰ اول: (و ما ھم بمومنین) اور یہ ہرگز ایماندار نہیں۔

فتویٰ دوم: (و ما یشعرون) عقل سے عاری شعور سے خالی ہیں۔

فتویٰ سوم: (لھم عذاب الیم) دردناک عذاب ان ہی کے لئے ہے۔

فتویٰ چہارم: (و ما کانوا مھتدین) ہدایت سے کورے ہیں۔

فتویٰ پنجم: (هم السفهآء) مشرک بدعتی صریحاً بیوقوف ہیں۔
فتویٰ ششم: (فی ظلمت) تاریکیوں میں گھوم رہے ہیں۔
فتویٰ ہفتم: (فطبع علی قلوبهم) ان کے دلوں پر مہریں ثبت ہیں۔
فتویٰ ہشتم: (ان المنافقین لکذبون) منافقین رجسٹرڈ جھوٹے ہیں۔
فتویٰ نہم: (هم الخسرون) ہمیشہ یہ خسارہ میں رہیں گے۔
فتویٰ دہم: (کانهم خشب مسندة) گویا لکڑیاں ہیں دیوار سے لگی ہوئی۔

تمہارے پیر مراد آبادی نے تمہارے متعلق حاشیہ پر لکھا ہے کہ جن میں بے جان تصویر کی طرح نہ ایمان کی روح نہ انجام سوچنے والی عقل۔

کیوں جناب اچھروی صاحب اب تو کوئی کسر نہیں رہ گئی سچ کسی نے شعر کہا ہے.

تیرے رندوں پر سارے کھل گئے اسرار دین ساقی
ہوا علم الیقین ، عین الیقین ، حق الیقین ساقی

محمد عمر اچھروی حافظ صاحب! آپ کو اور آپ کی جماعت نجدی کو پیارے مصطفیٰ کریم نے قرن شیطان سے نواز ہے تم اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہو لو اب اپنی اصلیت حدیث رسول کے آئینہ میں دیکھیئے بخاری شریف جلد دوم اور مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲ میں حوالہ موجود ہے۔

قال اللهم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول الله و فی نجدنا فاظنه قال فی الثالثه هناك الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ ہمارے شام میں میری امت کو برکت دے، اے اللہ میری امت کو یمن میں برکت دے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے نجدی امتیوں کے حق میں بھی دعا فرمایئے مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ میری امت کے شامیوں میں برکت عطا فرما اور میری امت کے یمنیوں میں برکت عطا فرما صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے نجدی امتیوں کے حق میں

بھی دعا فرمایئے میرا خیال ہے کہ آپؐ نے تیسری دفعہ ارشاد فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

روپڑی صاحب: حدیث مذکورہ سے تین امور بالکل واضح ہو گئے۔

(۱) مصطفیٰ کریم کی امت کا یمن وشام پر قبضہ ثابت ہونا۔

(۲) مصطفیٰ ﷺ نے اپنے یمن اور شامی امتیوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

(۳) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا آپ اپنے نجدی امتیوں کے لئے بھی دعا فرمایئے تو حضور اکرمؐ نے نجدیوں کا نام لینا ہی پسند نہیں فرمایا چہ جائیکہ نجدیوں کے لئے دعا فرماتے آنحضرت نے (**في نجدنا**) نہ فرما کر نجدیوں کو اپنی امت سے خارج فرمایا اور پھر نجدیوں کے لئے دعاء خیر نہیں فرمائی یہ بھی پیارے مصطفٰے کے علم غیب کی دلیل ہے بلکہ بجائے دعائے خیر کرنے کے فرمایا **هناك الزلازل والفتن** وہاں نجد میں زلزلے اور فتنے اٹھیں گے یعنی وہ جگہ مقام نجد زلزلوں اور فتنوں کا مرکز ہوگی اور آخر حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا **و بها يطلع قرن الشيطٰن** اور وہاں نجد سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

سینگ کا لفظ اس لئے فرمایا کیونکہ سینگ سارے جسم کے حصہ سے زیادہ سخت ہوتا ہے ثابت ہوا کہ نجدی شیطان سے بھی زیادہ سخت ہیں اس لئے نجدی ابلیس سے بھی پہلے جہنم میں داخل ہوں گے اور ابلیس بعد میں داخل ہوگا یہ اس لئے کہ شیطان تو صرف آدم کا احترام نہ کرنے سے جہنمی ہوا اور نجدی تمام انبیاء اور سید الانبیاء کے احترام کا منکر ہوا لہذا حافظ صاحب نجدی مذہب سے توبہ کرو اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اتباع چھوڑ دو اگر تم نجات چاہتے ہو۔

حافظ عبدالقادر روپڑی **نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم**: اچھروی صاحب نجد کے بارہ میں جو آپ نے حدیث پڑھی ہے اور لوگوں کو حسب عادت دھوکہ اور فریب دینے کی کوشش کی ہے ان تلبیس کاریوں کا میں ابھی پردہ چاک کرتا ہوں ان شاء اللہ دجل و فریب کی تاریکیاں دور ہو جائیں گی اور حق وصداقت کی کرنوں سے لوگوں کے دل منور ہو

جائیں گے۔ سنئے!

نمبر (۱) نجد کا معنی ہے ہر وہ اونچی زمین جو اپنے مقابل کی نشیبی زمین سے بلند ہو اور ایسے نجدوں کی تعداد عرب میں بارہ (۱۲) تک ہے ان میں نجد حجاز اور **نجد عراق نجد یمن، نجد یمامه، نجد مریع، نجد لبلب، نجد اجاء، نجد عضر نجد بادیه نجد خال، نجد عشری، نجد عقاب** (ملاحظہ ہو قاموس اور معجم البلدان) اچھروی صاحب لہٰذا تم کس نجد کو یہاں مراد لیتے ہو؟ واضح کرو۔

(۲) یہ تمہاری غلط بیانی ہے کہ ہم وہابی بخدی اور محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار ہیں ہم تو امام الانبیاء ﷺ کے پیروکار ہیں اگر ہم کو منسوب کرنا ہے تو ہم کو مکی یا مدنی کہنا چاہیئے نہ کہ نجدی آپ کی اچھروی صاحب یہ منطق بھی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایک طرف تو ہر روز ہم کو غیر مقلد پکارتے ہو اور دوسری طرف وہابی نجدی: یعنی عبدالوہاب کے مقلد کہتے ہو ایک بات ضرور جھوٹ ہے اور تم اعلیٰ درجہ کے کذاب ہو۔

جواب نمبر ۳ آیئے ذرا قرآن مجید کی روشنی میں نجدیت کی حقیقت واضح کر دوں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **(الم نجعل له عينين ولساناً و شفتين و هديناه النجدين)** کیا ہم نے انسان کی دو آنکھیں نہیں بنائیں؟ زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے) اور (بھلائی اور برائی کی) دو راہیں (نہیں) دکھلائیں غور کا مقام ہے لفظ نجدین تثنیہ کا صیغہ ہے نجد اس کا واحد ہے اس کا معنی ہے ''راستہ''

اچھروی صاحب ہوش کرو اور سنو بلا شبہ راستہ دو طرح کا ہی ہو سکتا ہے خیر کا یا شر کا: ہر انسان یقیناً ان دونوں راستوں میں سے کسی نہ کسی ایک راستہ کو ضرور اختیار کرتا ہے جو خیر اور بھلائی کا راستہ اختیار کرے گا وہ اچھا اور نیک نجدی ہے جو شر اور گمراہی کا راستہ اختیار کرے گا وہ شریر اور گمراہ نجدی ہو گا بہر حال نجدیت سے راہ فرار ناممکن ہے ثابت ہوا ہر انسان نجدی ضرور ہے۔

جواب نمبر ۴ تفسیر مظہری جلد ۱۲ ص ۲۱۲ اور جامع البیان فی تفسیر القرآن لابن جریر طبری

میں موجود ہے کہ (ھدینٰہ النجدین) سے مراد دودوھ (دودھ پینے کے لئے ماں کی چھاتیاں) ہیں خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سعید بن میتب، حضرت ضحاک، ربیع بن خشیم، حضرت قتادہ اور ابو حازم وغیرہم مفسرین کرام نے نجدین کی یہی تفسیر بیان کی ہے تو اچھروی صاحب اب بتلاؤ کہ انسان اس تفسیر کا عامل وحامل نہیں۔

مولوی صاحب قسم اٹھا کر بتلاؤ کیا تم نے اپنی والدہ کے سینہ نجدین سے دودھ نہیں پیا اگر نہیں پیا تو قسم اٹھاؤ اگر پیتے رہے تو تم بھی نجدی بن گئے پھر نجدیوں کے خلاف غلیظ زبان کیوں استعمال کرتے ہو؟ (لوگوں نے شور مچا دیا کہ مولوی عمر بھی نجدی، مولوی عمر بھی نجدی اوئے اوئے مولوی بریلوی نجدی ہو گیا اس وقت اچھروی صاحب کی حالت دیدنی تھی چہرے پر زردی چھائی ہوئی رنگ فق ہو گیا بات زبان سے نکلتی نہ تھی ادھر ادھر حیرانی سے دیکھ رہا تھا اہل توحید نے لعنت لعنت کا شور مچا دیا اس وقت تو دل میں یہی کہتا ہوگا کہ کاش مجھے زمین نگل جائے، اور میرا نام ونشان ہی مٹ گیا ہوتا جیسا کہ قرآن میں ہے۔

(یلیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیاً منسیاً)

جواب نمبر ۵ باقی اچھروی صاحب نے حدیث کو پیش کر کے اس کا مصداق حکومت سعودیہ کو ٹھہرایا ہے جس میں ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم نے نجد کے لئے دعا نہیں کی اس لئے کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اس میں شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

بریلوی علماء اچھی طرح یاد رکھیں تعصب اور جہالت کو دور کریں کہ وہ نجد جس میں آل سعود سلطان ابن سعود وغیرہ ہیں یہ نجد یمن ہے اور جس حدیث میں نجد کے لئے دعا نہیں کی اس بخد سے مراد نجد عراق ہے چنانچہ بخاری شریف ص ۱۰۵۰ میں دوسری حدیث ہے کہ آنحضرت نے مشرق کی طرف منہ کر کے فرمایا فتنہ اس جگہ ہے جہاں سے سینگ شیطان کا نکلتا ہے، چنانچہ فتح الباری کے اصل الفاظ یہ ہیں **(و فی روایۃ شعیب الا ان الفتنۃ ھھنا یشیر الی المشرق حیث یطلع قرن الشیطان)**

جواب نمبر ۶ مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۹۴ میں رسول خدا کے یہ الفاظ موجود ہیں۔

(ان الفتنة ھھنا ثلاثه حیث یطلع قرن الشیطان یعنی المشرق) ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ فتنوں کی جگہ اور شیطان کے سینگ کی جگہ مشرق کی جانب ہے اور چونکہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ارشاد فرمائی تھی اس لئے مدینہ کی مشرق مراد ہو گی اور پھر بخاری کے صفحہ مذکور میں ہے کہ قام الی جانب المنبر یعنی آپ نے منبر کے کنارے کھڑے ہو کر یہ بات بیان فرمائی اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے گھر سے نکلے تھے اور ظاہر ہے کہ منبر رسول اور بیت عائشہ دونوں مدینہ میں ہیں تو نتیجہ نکلا کہ مدینہ کی مشرق کی جانب کا نجد مراد ہے فتح الباری جزء ۲۹ ص ۵۴۳ میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے من کان بالمدینة کان نجده بادیة العراق ونواحیها وھی مشرق اھل المدینة یعنی مدینہ والوں کا نجد عراق اور اس کا گردو نواح ہے اور یہی علاقہ عراق مدینہ کا مشرق ہے۔

جواب نمبر ۲: مولوی محمد عمر صاحب کو اگر کچھ تاریخی علم ہوتا تو کبھی الزام ہم کو نہ دیتے اور اتنی بھاری غلطی نہ کرتے ایک نجد حجاز ہے جس میں خود اللہ کے رسول پیدا ہوئے مکہ اور مدینہ نجد حجاز میں ہے لہذا صاف اور فیصلہ کن بات ہے کہ بے شک جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے حجاز کو بھی نجد کہا جاتا ہے مگر یہ وہ نجد نہیں جس کے متعلق آنحضرت نے فتنوں کی پیش گوئی کی ہے یہی معاملہ نجد یمن کا ہے کہ اس کے لئے اللہ کے رسول کی برکت کی دعا موجود ہے لہذا وہ بھی قرن الشیطان (شیطان کا سینگ) نہیں ہو سکتا یہ بھی تمام بدعتی مولویوں کو یاد رکھنا چاہئے جب محمد رسول اللہ نے نجد کے فتنوں کا ذکر کیا تو رخ مبارک مشرق کی طرف کیا تو مدینہ سے مشرق کی طرف عراقی نجد ہے نہ کہ ثمامہ بن اثال صحابی رسول کا نجد اور اس وقت ثمامہ کا نجد تو مسلمان ہو چکا تھا تو سعودی نجد جسے مشرک بدعتی نجد وہابیہ کے نام سے مشہور کر رہے ہیں دراصل یہ نجد یمامہ ہے جو محل وقوع کے اعتبار سے مکہ اور یمن کے درمیان ہے جغرافیہ تو نہیں بدلتا ایسے عقل کے اندھوں کو جغرافیے اور نقشے پر ہی ایک نگاہ ڈال لینی چاہئے اور یہی نجد سعود ہے جو عہد قدیم میں نجد یمامہ اور وادی بنو حنیف کے نام سے مشہور تھا مسند

احمد جلد ۲ ص ۱۴۳ میں حوالہ موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول کو اپنے ہاتھ کے ساتھ عراق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا ہے آپ ؐ نے فرمایا بے شک فتنہ یہیں ہے، فتنہ یہیں ہے، فتنہ یہیں ہے، نتیجہ نکلا کہ شیطانی فتنوں کا سینگ یہی عراق کی سرزمین ہے بلکہ کنز العمال میں صاف صراحت ہے کنز العمال جلد ۷ ص ۷۷ باب جامع الامکنۃ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ہمارے مدینہ میں اور شام میں اور یمن میں برکت کر، تو ایک شخص نے کہا پس عراق کے لئے بھی دعا کیجئے **فقال رجل وعراقنا** پس عراق کے لئے بھی دعا فرمایئے کیونکہ وہاں ہمارا غلہ اور ہماری ضرورتیں ہیں آپ ؐ چپ رہے اس نے اس بات کو لوٹایا آپ ؐ نے پھر سکوت کیا پھر فرمایا کہ اس میں قرن شیطان کا نکلے گا اور اس میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔

جواب نمبر ۸ مذکورہ تمام روایتوں سے ثابت ہوا کہ نجد سے مراد نجد عراق ہی ہے اور کئی روایتوں میں عراق کی تصریح بھی آ گئی ہے باوجود اتنے واضح دلائل کے پھر نجد یمن ہی کو برا کہنا اور اسی کو فتنوں کی جگہ قرار دینا جہالت اور ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟ اور پیغمبر اسلام کی توہین ہے۔

باقی اچھروی صاحب قرن شیطان سے مراد مشرق کی جانب شیطان کا تسلط اور کفر و شرک کا زور ہونا مراد ہے چنانچہ شرح مسلم جلد اول ص ۵۴ میں امام نووی فرماتے ہیں **والمراد بذلك اختصاص المشرق بمزيد من تسلط الشيطان من الكفر** اسی طرح مولوی احمد علی سہارنپوری نے کرمانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عراق جانے کا قصد کیا تو کعب الاحبار نے کہا اے امیر المومنین عراق جانے سے میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ دیتا ہوں حضرت عمرؓ نے کہا کیوں؟ کہا اس میں نو حصے شر ہے (رواہ ابن عساکر) ایک اور روایت کنز العمال جلد ۷ ص ۷۷ باب اماکن مذمومہ العراق میں ہے کہ فاروق اعظمؓ نے ارادہ کیا کہ سب شہروں کی سیر کریں تو کعب احبارؓ نے عرض کیا عراق میں نہ جائیں کیونکہ وہاں دس ۱۰ حصوں میں سے نو حصے شر ہے (رواہ ابن ابی شیبہ)

کیوں اچھروی صاحب اب تو بلاشبہ دلائل قویہ سے ثابت ہو گیا کہ نجد سے مراد نجد عراق ہے اس کا نجد سعود سے اور محمد بن عبدالوہاب سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اب جبکہ بریلویوں کے دلائل کی بنیاد ہی غلط ہے تو باقی ساری شرک و بدعت کے دیواریں اور چھت خود بخود گر گئیں الزامات اور اتہامات کی آندھیاں فوراً دور ہو گئیں۔

باقی مولوی محمد عمر اور رضا خانی ٹولہ کو آل سعود سے ضد اور عناد توحید کی وجہ سے ہے کیونکہ انہوں نے کفر و شرک کے سب قبے گرا دیئے اور پورے حجاز میں سے شرکیات و بدعات کی خوب بیخ کنی کی ہے اسی لئے قبر پرست گروہ ان کا دشمن بن گیا ہے یہاں تک ان موجودہ مشرکوں اور بدعتیوں کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ آل سعود بنی تمیم سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے بنو تمیم کے بارہ میں فرمایا ہے کہ یہ دجال پر سخت ہوں گے (بخاری ۲ ص ۶۲۶) اچھروی صاحب ہوش کرو صحابہؓ تو بنی تمیم سے محبت رکھیں لیکن تمہاری بدقسمتی کہ آپ ان سے بجائے محبت کے دشمنی رکھیں اور آل سعود کا صرف جرم یہ ہے کہ انہوں نے شرک و بدعت کو بند کیا اور تمام بری رسمیں مٹائیں جن کا سلف صالحین کے زمانہ میں میں نام و نشان نہ تھا قرآن مجید میں ہے **وما نقموا منهم الا ان يومنوا بالله العزيز الحميد** .

محمد عمر اچھروی حافظ صاحب تم بخدا آل سعود کو ہر الزام سے بچاتے ہو کیونکہ تم کو وہاں سے مالی امداد ملتی ہے ہماری تو ان بخدیوں سے دشمنی ہے ہم وہاں حج اور عمرہ کے لئے جائیں تو حرمین شریفین کے اماموں کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے کیونکہ ہماری ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اگر وہ پاکستان آئیں تو بھی ہم ان کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے اگر تمہارے دلائل کے مطابق مذکورہ احادیث سے نجد عراق ہی مراد ہو تو پھر ہمارے مسلک حنفیت کو کیا نقصان پہنچتا ہے؟

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب سعودی حکومت اور آل سعود خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور توحید سنت کی برکت سے تمہارے ہر غلط الزاموں سے پہلے ہی بری ہیں باقی ہم کو ہر موحد سے محبت ہے اور متبع سنت سے پیار ہے اچھروی صاحب تم آج سچی توبہ کرلو

شرک و بدعت سے تائب ہونے کا اعلان کرو تو ہم آپ کو اپنا توحیدی بھائی سمجھ کر آج ہی گلے لگانے کے لئے تیار ہیں۔

باقی اچھروی صاحب ہم کو کسی حکومت کی طرف سے کوئی امداد نہیں ملتی، نہ کسی سے ہم امداد مانگتے ہیں اگر ہماری ہر قسم کی امداد کرتی ہے تو آسمانی حکومت کرتی ہے ہم نماز میں اور نماز سے باہر صرف ایک ہی ذات سے مدد مانگتے ہیں اور ہمارا ایک ہی نعرہ چار دانگ عالم میں گونجتا ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین۔

اچھروی صاحب یہ تمہارے فرقہ اور علماء سوء کا نظریہ ہے کہ پیٹ کی خاطر تم نے شرک و بدعات کی منڈیاں اور ایجنسیاں کھول رکھی ہیں تمہارے جیسے اہل شکم احبار و رہبان نے عوام کالانعام کو دن رات گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے باقی تم اور تمہارے باوا احمد رضا بریلوی ساری عمر انگریزی حکومت کے چمچے بنے رہے اور ساری عمر انگریزوں کی مدح وثناء اور خوشامدین کرتے گزری ہے صرف ایک ہی حوالہ سنیئے کافی ہے۔

کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا ان شاء اللہ میں وزیر اعظم (حوالہ دوام العیش) (ترجمہ سلیس) اے رضا ہم نعت خوانوں (بریلویوں) کو حکومت کی سرپرستی کافی ہے ان شاء اللہ کسی نہ کسی وقت ضرور وزیر اعظم بنوں گا شعر کا یہ ترجمہ بھی بریلوی حضرات کا ہے

باقی ہم جانتے ہیں کہ تم اور تمہارا گروہ رضا خانی ہر وقت شیخ محمد بن عبدالوہاب کو کیوں بدنام کر رہا ہے؟ اور کفر کے فتوے لگا رہا ہے اور نجد کی یہودیانہ تحریف کر کے اسے بدنام کیا گیا ہے شرک و بدعت کے دلالوں نے شیخ الاسلام کو اس لئے بدنام کیا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے اندر روح جہاد پھونک دی خالص قرآن وحدیث کی روشنی میں جو کہ علم و عمل دونوں میں یکتا تھے جوانمردی مجاہدانہ پامردی اور مومنانہ صفت کے ساتھ انہوں نے توحید وسنت کا پرچم بلند کیا، زبان وقلم، توپ وتفنگ اور شمشیر وسناں سب ہی سے دین خالص کو اجاگر کیا اللہ تعالیٰ نے ہر منزل پر ان کو کامیابی سے نوازا ساری اسلامی دنیا جانتی ہے کہ

سلطان ابن سعود کی جزیرہ العرب میں حکومت صرف احیائے اسلام کے لئے تھی آپ نے آتے ہی ہر جگہ قانون کی حیثیت سے قرآن وسنت کا نفاذ کر دیا اور تمام معاشرے کو اسلام کے ڈھانچہ میں ڈھالنے کی کوششیں کیں نیز ملک سے تمام غیر اسلامی رسم و رواج اور شرک وبدعت کا قلع قمع کر دیا اور تمام علاقہ میں جہالت کی تاریکیاں دور ہوتی چلی گئیں۔

باقی اچھروی صاحب اگر حکومت سعودیہ نے قبوں کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا تو یہ چیزیں تو ارشادات نبویہ کے عین مطابق ہیں قبروں پر مسجدیں، قبے اور مقبرے بنانا۔

(۲) قبروں پر چراغ جلانا۔

(۳) قبروں پر کچھ لکھنا۔

(۴) قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا۔

ان چاروں امور کو شریعت مقدسہ جائز نہیں سمجھتی بلکہ بڑی سختی سے ممنوع وحرام قرار دیتی ہے اچھروی صاحب خدا کی قسم اگر آپ نیک نیتی اور خدا خوفی سے سوچیں گے تو امام ابوحنیفہ کی فقہ پیر جیلانی کے فتویٰ کی رو سے بھی قبروں کا پختہ بنانا اور قبے تعمیر کرنا سب حرام ہیں۔

پس جو کام قرآن وحدیث اور خود مذہب حنفی کے خلاف ہو اس کے مطابق اگر حکومت سعودیہ نے وہاں سے قبوں کو گرایا تو کون سا ظلم ہو گیا؟ اس نے تو صرف محض رضا الٰہی کی خاطر یہ کام کیا تھا اور پاک وہند کے قبوری ملاؤں نے کس وجہ سے طوفان برپا کر دیا ہے؟

اچھروی صاحب آپ کے فرقہ کا ائمہ حرمین شریفین کے پیچھے وہاں جا کر نمازیں نہ پڑھنا یہ بھی حق تعالیٰ کی پھٹکار اور لعنت کا ہی نتیجہ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس پر صاحب خانہ ناراض ہو اس کو اپنے گھر میں داخل نہیں ہونے دیتا اور جو لوگ محمد رسول اللہ کے گستاخ ہوں اور سنت رسول کے دشمن ہوں ان کے لئے یہ سزا ہی کافی ہے کہ ان سے ائمہ حرمین کے پیچھے نماز پڑھنے کی توفیق بھی سلب کر لیتا ہے جامع ترمذی میں حدیث ہے **من غش العرب لم یدخل فی شفاعتی** جو آدمی اہل عرب سے بغض وعناد رکھے گا وہ

میری شفاعت میں داخل نہیں۔

اچھروی صاحب: آپ کو عقل ہی نہیں ورنہ تم سارے بریلوی پاکستان میں بھی جو غیر مسنون نمازیں پڑھتے ہو یہ بھی حقیقت میں امام کعبہ کے پیچھے ہی ادا کرتے ہو ورنہ اپنا قبلہ انڈیا کو بنا کر نمازیں پڑھا کرو باقی اچھروی صاحب اگر حکومت سعودیہ بقول شما اتنی ہی بری اور گستاخ رسول ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی کرم کیوں فرمایا؟ اور ان کو حرمین شریفین کا خادم کیوں بنا دیا؟ باقی جو اچھروی صاحب تم نے کہا ہے کہ اگر نجد سے مراد نجد عراق بھی ہو تو ہم کو کیا نقصان ہے؟ سن لو نقصان چھوڑ کر تمہارا کچھ رہتا ہی نہیں بریلویت رضا خانیت کی ساری عمارت منٹوں میں تباہ و برباد ہو جاتی ہے جب دلائل قویہ سے ثابت ہو گیا کہ حدیث میں قرن شیطان سے مراد نجد عراق ہی ہے تو اب ذرا تاریخ کی روشنی میں غور کرو کہ عراق میں کیا کیا فتنے رونما ہوئے؟ اور کس طرح فرمان نبوی عراق پر صادق آتا ہے اور ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ حنفی مذہب کا سارا دار و مدار بھی کوفہ و عراق کے علاقہ پر ہی ہے جو زلزلوں فتنوں اور شرّ کی آماج گاہ ہے مختصراً دیکھئے۔

نجد عراق کے فتنوں اور عراقیوں کی غداری کا تذکرہ

(۱) قوم نوح کے بت (ود، سواع وغیرہ) عراق ہی میں تھے شرک کی ابتدا یہاں سے ہوئی

(۲) حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عراق کے بادشاہ نمرود ہی نے آگ میں پھینکا تھا آخر کار حضرت ابراہیم عراق سے ہجرت کر گئے پھر ساری عمر ادھر کا رخ نہ کیا۔

(۳) رافضیوں کا فتنہ سب سے زیادہ خطرناک ہے یہ فتنہ عراق خصوصاً کوفہ و بصرہ سے نکلا۔

(۴) حضرت عمرؓ کو شہید کرنے والا ابولولؤ مجوسی یہ بھی مشرق کی طرف سے آیا تھا۔

(۵) حضرت عثمان کے قتل کا فتنہ بھی عراق سے ہی اٹھا اور مصر تک جا پہنچا پھر اسی کے نتیجہ میں وہ شہید ہوئے۔

(۶) داماد رسولؐ حضرت علیؓ کی شہادت کوفہ میں ہوئی اور یہ کوفہ عراق میں ہے۔

(۷) خارجی فتنہ جو اسلام کا پہلا گمراہ فرقہ ہے یہیں کوفہ سے نکلا۔

(۸) جہمیہ کا فتنہ جس کا موجد جہم بن صفوان عراقی تھا یہ فتنہ بھی عراق سے نکلا۔

(۹) معتزلہ کا فتنہ جس کے نتیجہ میں بے شمار فقہاء و محدثین کو نا قابل برداشت مصیبتیں سہنی پڑیں اس کا بانی مبانی واصل بن عطا اور عمرو بن عبید بھی عراقی تھا۔

(۱۰) بدعتی صوفیاء کا فتنہ جس کے نتیجہ میں حلول و اتحاد جیسے مشرکانہ نظریات پیدا ہو گئے یہ فتنہ بھی عراق سے نکلا۔

(۱۱) جنگ جمل و صفین جس کے نتیجہ میں ہزاروں صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے عراق ہی میں برپا ہوئیں۔

(۱۲) حضرت حسنؓ نے جب امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی، تو عراق کے کوفیوں نے حضرت حسن کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ لیا۔

(۱۳) حضرت مسلم بن عقیل کی مظلومانہ شہادت عراق میں عراقیوں کے ہاتھوں ہوئی۔

(۱۴) خاندان نبوت کی تباہی خصوصاً نواسہ رسول حضرت حسینؓ کی مظلومیت کی حالت میں شہادت یہ بھی دریائے فرات کے کنارے عراق کی سرزمین میں ہوئی۔

(۱۵) مختار ثقفی نے جعلی نبوت کا دعویٰ سرزمین عراق ہی سے کیا جس نے قوت پکڑ کر ظلم و بربریت کی انتہا کر دی۔

(۱۶) حجاج بن یوسف جو ظلم ستم کا نشان بن چکا تھا وہ بھی عراق کا گورنر تھا۔

(۱۷) حسن بن صباح شیعی جس نے مصنوعی جنت بنائی اور بے شمار علماء اور صلحاء کو جنت کا لالچ دیکر اپنی فوج سے شہید کروایا یہ عراقی تھا۔

(۱۸) چنگیز اور ہلاکو خان کے فتنہ کو بغداد میں وزیر علقمی شیعی نے دعوت دی جس نے اہل عراق کے خون سے دجلہ اور فرات کو سرخ کر دیا۔

(۱۹) بنو عباس و بنو امیہ کی باہم رسہ کشی جس کے نتیجہ میں اسلام دن بدن کمزور ہوتا گیا بالآخر تاتاریوں کے ہاتھوں دنیا کی عظیم سلطنت اسلامیہ زوال کا شکار ہوئی اس کی جولان گاہ عراق ہی تھا۔

(۲۰) ماضی قریب میں عبدالکریم قاسم کا فتنہ بھی عراق سے نکلا تھا۔

(۲۱) اور آج عراق وایران کی جنگ جس نے تمام مسلمانوں کو تباہی کے کنارے پر کھڑا کر دیا ہے جس کی لپیٹ میں سارا عالم اسلام آ گیا ہے اور خدا ہی جانے کل آ گے کیا ہوگا؟

(۲۲) آخر میں دجال بھی قیامت کے قریب اسی سرزمین عراق سے نکلے گا جس کو حضرت عیسیٰ قتل کریں گے۔ (صحیح مسلم شریف)

(۲۳) علامہ شبلی نعمانی نامور حنفی فقیہ و مورخ اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں: کہ زیادہ تر فساد کا مرکز عراق اور عراق میں بھی خاص کوفہ تھا (سیرۃ النعمان ج ا ص ۴۴)

کیوں اچھروی صاحب: محمد رسول اللہ کی یہ پیش گوئی کتنی سچی اور مبنی بر حقیقت ہے اس کے برخلاف نجد سعودیہ سے آج تک کوئی فتنہ نہیں اٹھا بلکہ قبیلہ بنو تمیم کے ایک مرد کامل نے دجالی فتنوں، مشرکوں، بدعتیوں، اور باطل پرستوں کی زندگی تنگ کر دی ملت فروشوں اور دین فروشوں کو ننگا کر دیا ادب واحترام کے نام پر بزرگان دین کی قبروں کو مال تجارت بننے سے روک دیا مگر دینا نے دیکھ لیا کہ اس کی دعوت توحید وسنت نجد سے لے کر حجاز و تہامہ، یمن و شام میں عام ہو گئی اور اس کے نتیجہ میں حرمین شریفین کو اس کا اصلی وقار نصیب ہوا اور یہ حقیقت ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت درحقیقت خالص اسلام کی دعوت تھی یہ کوئی نئ دعوت نہیں تھی۔

مولوی محمد عمر اچھروی روپڑی صاحب آج تک تو ہم یہی سمجھتے رہے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شام ویمن کے لئے ان کے صاع اور مد میں برکت کی دعا کی اس وقت لوگوں نے آپؐ سے نجد کے لئے بھی دعا کرنے کو عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا وہاں سے فتنے اٹھیں گے اور وہاں زلزلے ہوں گے اور وہاں قرن شیطان نکلے گا نتیجہ نکلا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کا لشکر بھی نجدی ہے اس لئے وہ بھی برائی کے حصہ دار ہیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اس حدیث رسول سے نجد عراق مراد ہے دلائل یہ ہے۔

(۱) بخاری و مسلم میں ہے کہ آنحضرت نے مستقبل المشرق یعنی مشرق کی جانب توجہ کی۔
(۲) ھاھنا کا لفظ بھی مشرق کی طرف دلالت کرتا ہے۔
(۳) ترغیب و ترتیب میں عراقنا کے الفاظ بھی موجود ہیں کہ وہاں قرن شیطان ہے۔
(۴) کنز العمال اور مجمع الزوائد کے الفاظ ہیں فقال رجل وفی شرقنا یعنی مشرق کے لئے دعا ہو تو آپؐ نے فرمایا کہ وہاں فتنے اور قرن شیطان وغیرہ ظاہر ہوں گے۔
(۵) موطا امام مالک ص ۷۲۹ میں ہے کہ حضرت عمر نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو حضرت کعب احبارؒ نے فرمایا وہاں نہ جائیں وہاں نو حصے شر ہے وہ برائیوں کا مرکز ہے وہیں ہاروت وماروت ہیں۔
(۶) طبرانی کی روایت ہے کہ ابلیس عراق میں گھسا اور کامیابی حاصل کی۔
(۷) صحیح مسلم جلد دوم ص ۳۹۴ میں ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا واوما بیدہ نحو المشرق آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ فی الحقیقت عراق ان برائیوں اور فتنوں کا مرکز ہے اور عراق کا مخزن کوفہ ہے۔

اچھروی صاحب یاد رکھیں اگر نجد اور اہل نجد اس وجہ سے قابل مذمت ہیں کہ وہاں فتنوں کا ظاہر ہونا ہے تو مکہ اور مدینہ میں بھی تو فتنے واقع ہوئے ہیں آنحضرت پر ناقابل برداشت مصائب و مظالم اور کفار کی انسانیت سوز حرکتیں اور پھر صحابہ کرام کا مکہ شریف میں بے پناہ ماریں کھانا اور ظلم وستم برداشت کرنا اور مدینہ شریف میں فتنے عین حالت نماز میں فاروق اعظمؓ کا شہید ہونا حضرت عثمان بن عفانؓ کا محصور ہونا اور باغیوں کا تلاوت قرآن کرتے ہوئے شہید کر دینا تو کیا کوئی ادنیٰ مسلمان مکہ معظمہ اور مدینہ منور کو برا کہہ سکتا ہے اور برا سمجھ سکتا ہے۔

(۸) بخاری مسلم میں ایک صحیح حدیث ہے کہ ایک دن مدینہ شریف کے ایک قلعہ پر کھڑے ہو کر فرمایا سنو میں جو دیکھتا ہوں تم بھی دیکھ رہے ہو پھر فرمایا فانی لاری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ان گھروں کے درمیان فتنے اس

طرح واقع ہو رہے ہیں جس طرح بارش کے قطرے۔

(۹) قرآن پاک میں ہے **ومن اھل المدینة مردوا علی النفاق** یعنی مدینہ میں بڑے سرکش منافق بھی ہیں۔

اچھروی صاحب کیا کوئی بدبخت ان آیات و احادیث کی وجہ سے مدینہ واہل مدینہ کو برا بھلا کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں؟ ایسے ہی حدیث نجد کے مصداق نجد عراق کے لوگ ہی برے ٹھہریں گے دوسرے نیک لوگ اس کی زد میں برے نہیں ہو سکتے اور یہ نجد جہاں سلطان ابن سعود اور امام محمد بن عبدالوھاب ہیں وہ نجد یمن ہے وہ کسی طرح بھی اس حدیث کی وعید میں داخل نہیں ہو سکتے بلکہ نجد یمن کے حق میں آنحضرت ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی ہے۔

(۱۰) یہ بھی حقیقت ہے کہ برائی اور بھلائی کا معیار کسی شہر یا کسی ملک میں پیدا ہونا نہیں نہ کسی قوم اور قبیلہ میں سے ہونا ہے بلکہ صحیح معیار قرآن وحدیث کی روشنی میں تقویٰ (ایمان و اعمال صالحہ) سے بہرور ہونا ہے قرآن میں ہے (**ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم**) اور حدیث میں ہے آنحضور نے فرمایا **ان اولی الناس بی المتقون من کانوا و حیث کانوا** یعنی میری جماعت کے لوگ قریب تر لوگ وہ ہیں جو متقی پرہیزگار ہیں خواہ وہ کسی قبیلہ اور کسی قوم کے ہوں ورنہ حضرت خلیل اللہ کا وطن حران تھا جو مشرکین اور ستارہ پرستوں کا مرکز تھا حضرت یوسفؑ کا مسکن وہ ہے جو فرعون جیسے ملعون کا کفر گڑھ تھا حضرت موسیٰ کا مولدوہ شہر جہاں **انا ربکم الاعلیٰ** کا نعرہ لگانے والا سلطنت کر رہا تھا خاتم الانبیاء کی پیدائش اور اعلان نبوت کی تبلیغ وہاں سے ہوتی ہے جو دنیا بھر کا صنم کدہ تھا کیا ان جگہوں کی وجہ سے کوئی بدبخت انبیاء علیہم السلام کی بے ادبی کا تصور بھی کر سکتا ہے ہرگز نہیں، ہرگز نہیں،

(۱۱) قبیلہ قریش کی عظمت وفضیلت کی بہت حدیثیں ہیں مگر ابوجہل اور ابولہب کو ان سے کوئی فائدہ نہیں، امیہ بن خلف اور عبداللہ بن ابی منافق کو ان سے کوئی نفع نہیں عراق کی مذمت کی حدیثیں آپ نے پڑھ لی ہیں لیکن ان کی زد سے امام احمد بن حنبل بالکل محفوظ ہیں یمن اور

اہل یمن کی تعریفیں حدیث میں بکثرت ہیں لیکن اسود عنسی جیسا ملعون شخص جس نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ اس میں سے کسی نیکی کا حقدار نہیں بن سکتا۔

(۱۲) قرن شیطان کی حقیقت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"ان الشمس تطلع و معها قرن الشیطان فاذا ارتفعت فارقها ثم اذاستوت قارنها فاذا زالت فارقها فاذا دنت للغروب قارنها فاذا غربت فارقها"

"یعنی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ قرن شیطان ہوتا ہے پھر جب بیچوں بیچ آتا ہے پھر قرن شیطان اس سے مل جاتا ہے پھر ان وقتوں کے علاوہ اس سے الگ رہتا ہے"

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر روز تین مرتبہ سورج کے ساتھ قرن شیطان ہوتا ہے سورج ساری دنیا پر طلوع ہوتا ہے اگر قرن شیطان کا نجد میں نکلنا نجد کو برا بنا سکتا ہے تو کیا قرن شیطان سورج کے طلوع کیوجہ سے ساری دنیا کو منحوس بنا سکتا ہے"؟

(۱۳) اگر حضور اکرم کا دعائے برکت نجد و اہل نجد کے لئے نہ کرنا اصل وجہ ہے تو کیا ہندوستان کے لئے دعا خیر کی ہرگز نہیں ایران، ترکستان، افغانستان، طہران بھی اس نحوست میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

(۱۴) اہل نجد کے لئے حضور اکرم کا دعائے برکت نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اہل نجد (عراق) اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ حوالہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ نمبر ۲۹ ص ۵۴۳ میں ہے **انما اشار علیه الصلوٰۃ والسلام الی المشرق لان اهله یومئذ اهل کفر** پھر اسے ان کے ایمان لانے کے بعد بھی ان کے ذمہ نحوست لگانا ایک شرمناک فعل ہے حالانکہ صاف حدیث ہے کہ **الاسلام یهدم ما کان قبله** اسلام نے اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو مہدوم کر دیتا ہے۔

(۱۵) صحیح بخاری شریف میں اہل نجد کی فضیلت میں طویل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے حضور اکرم کا لشکر نجد کی طرف جاتا ہے اور ایک نجدی کو جس کا نام ثمامہؓ بن اثال ہے گرفتار کر کے حضور اکرم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے آپؐ کے حکم کے مطابق اسے مسجد نبوی کے ستون

کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے پہلے دن آنحضرت ثمامہؓ کے پاس جاتے ہیں کہ اب کیا قصد ہے؟ وہ نہایت جرات مندی سے کہتا ہے سنئے حضور! اگر آپؐ مجھے قتل کر دینگے تو میرا خون رنگ لائیگا بدلہ لیا جائے گا اگر آپ نے مجھ پر احسان کیا تو میں احسان فراموش نہیں بنوں گا اگر آپؐ بطور تاوان کے کچھ مال چاہتے ہیں تو حکم کرو ادا کر دونگا تین دن تک اسی طرح ہوتا رہا، پھر حضور اکرم نے فرمایا **اطلقوا ثمامة** ثمامہ کو چھوڑ دو چنانچہ وہ آزاد ہو کر مسجد کے قریب ایک نخلستان میں جاتے ہیں وہاں غسل کرتے ہیں اور پاک صاف ہو کر الٹے پاؤں مسجد نبوی میں آجاتے ہیں اور بہ با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھ لیتے ہیں پھر کہتے ہیں اے اللہ کی نبی خدا کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے ابغض نہ تھا کوئی دین آپؐ کے دین سے زیادہ ناپسند تھا نہ کوئی شہر آپ کے شہر سے برا نہ تھا مگر اب آپؐ کے چہرہ شہر اور دین سے زیادہ اچھا مجھ کو دنیا میں کوئی نظر نہیں آتا پھر اس نے اپنا عمرہ جا کر پورا کیا پھر اہل مکہ انہیں دیکھتے ہی کہنے لگے تو تو لا مذہب ہو گیا ہے ثمامہؓ نے جواب دیا نہیں بلکہ میں تو اللہ کے رسول کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا ہوں پھر کہا سنو اے دشمنان رسولؐ! خدا کی قسم اب یمامہ سے ایک گیہوں کا دانہ بھی تمہیں نہ پہنچے گا جب تک کہ رسول اکرم ﷺ اجازت نہ دیں گے غلہ روک دیا گیا اہل مکہ چیخ اٹھے بالآخر رحمۃ اللعالمین کے حکم کے بعد اہل مکہ کے لیے گیہوں کا سلسلہ جاری ہو گیا یہی وہ نجدی ہے جسے حضور جنت کی خوشخبریاں دیتے ہیں اے پاکستانی مشرکو! تم سوچو کہ تم اہل نجد کی مخالفت کر کے پیغمبر خدا کے حبدار کیسے بن سکتے ہو؟

اہل نجد کی فضیلت میں ایک اور واقعہ سنیئے صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ **جاء رجل الیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل نجد** یعنی ایک نجدی شخص حضور اکرم کے پاس آیا بال بکھرے ہوئے تھے آہستہ آہستہ کچھ کہتا ہوا آ رہا تھا حضور اکرمؐ سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ آپؐ فرماتے ہیں پانچ وقت کی فرضی نمازیں ادا کرنا پھر پوچھا ان کے علاوہ تو کوئی نماز فرض نہیں آپؐ نے فرمایا نہیں ہاں نوافل ہیں پھر آنحضرت نے اسی طرح روزوں اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا اور یہی سوال و جواب ہوتا ہے جب

پوری طرح سمجھ لیتے ہیں تو رخصت ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں **واللہ لا ازید علیٰ ھٰذا ولا انقص منہ** خدا کی قسم اب نہ میں زیادتی کروں گا اور نہ اس میں سے کمی کروں گا رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا **افلح الرجل ان صدق** اگر اس نے سچ کہا تو فلاح پا گیا

اچھروی صاحب یاد رکھو یہی وہ حقیقت ہے یا یہی وہ خوبی ہے کہ جس نے دنیائے اسلام کے دلوں کو نجدیوں کا گرویدہ بنا دیا ہے کیونکہ یہ دین اسلام میں کمی وبیشی کو اپنی طرف سے حرام سمجھتے ہیں اور نہ افراط وتفریط کو جائز سمجھتے ہیں اسی وجہ سے رضا خانی ٹولہ نجدیوں، سعودیوں، اہلحدیثوں کا دشمن ہے کیونکہ وہ شرک وبدعت کو کسی حال میں بھی گوارا نہیں کرتے

(۱۶) مسند بزار میں نجد اور اہل نجد کی شان میں ایک اور حدیث رسول موجود ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا عنقریب تم مختلف لشکروں میں بٹ جاؤ گے ایک شخص نے کہا اے حضور اکرم! مجھے فرمایئے میں اس وقت کس لشکر میں شامل رہوں؟ آپؐ نے فرمایا شام کے لشکر میں وہ بہترین ملک ہے اور خدا کے پسندیدہ بندوں کا مسکن ہے اگر یہ نہ ہو سکے **فلیلحق بنجدہ** تو نجد کے لشکر میں مل جاؤ اللہ تعالیٰ نے شام اور اہل شام کی تکفیل کی ہے۔

(۱۷) آخر میں ایک جواب اور سنیئے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اہل نجد سب قبیلہ بنو تمیم سے ہیں۔

اول قبیلہ بنو تمیم کے بارہ میں صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ میں پیغمبر خود قبیلہ بنو تمیم کو بہت دوست رکھتا ہوں۔

دوم قبیلہ تمیم والے دجال کے مقابلہ میں بہت سخت اور زیادہ بھاری ہیں۔

سوم جب آپ کے ہاں بنو تمیم کے صدقات آئے تو آپؐ نے فرمایا **ھٰذہ صدقات قومنا** یہ ہماری قوم کے صدقہ کا مال ہے۔

چہارم اسی قبیلہ کی لونڈی حضرت عائشہؓ کے پاس تھیں آنحضرت نے فرمایا۔

"اے عائشہؓ اسے آزاد کر دو کیونکہ اس قبیلہ کی لڑکی ہے جو قبیلہ (ذبیح اللہ) حضرت اسماعیل

کی اولاد میں سے ہے“

نمبر حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ نے میرے شانوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا **احبوا بني تميم** بنو تمیم کے قبیلہ سے محبت اور دوستی رکھو۔

محمد عمر اچھروی نجد سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا رب کریم نے شیاطین کے اقسام الجن والانس فرمائے لیکن ہمارے نبی پاک نے نجدی اور اس کے فتنہ کو اس سے بڑھ کر قرن شیطان فرمایا چونکہ سینگ جسم سے زیادہ سخت ہوتا ہے معلوم ہوا کہ نجدی شیطان سے زیادہ سخت ہے اور یہ بھی نتیجہ نکلا ابلیس تو دوزخ میں جائے گا مگر نجدی چونکہ قرن (سینگ ہے) یہ اس سے پہلے دوزخ میں جائے گا قرآن میں ہے کہ اے ابلیس میں تجھ سے اور تیرے تبعین سے دوزخ کو پر کروں گا لہذا روپڑی صاحب نجدی کی حمایت اور اتباع چھوڑ دو اور دوزخ سے بچ جاؤ اب وقت ہے توبہ کر لو پھر وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب اب سارے دلائل مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ قرن الشیطان سے مراد شیطانی گروہ ہے اور نجد سے مراد نجد عراق ہے اور عراق کوفہ حقیقتاً گمراہیوں، فتنوں اور شر و فساد کا مرکز ہے مشہور شارحین حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی حنفی اور علامہ کرمانی نے بھی قرن الشیطان کا معنی گروہ ہی لکھا ہے بلکہ اہل عرب اپنے ملک عرب میں ہر مکروہ اور ناپسندیدہ فعل کو بھی قرن شیطان کہہ دیتے ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۳ص ۴۷، عمدۃ القاری ج ۲۴ص ۱۹۹، کرمانی ج ۲۴ص ۱۶۸)

نیز ملاں علی قاری حنفی نے بھی یہی لکھا ہے کہ **(قرن الشيطان) اى حزبه و اهل وقته و زمانه و اعوانه** یعنی قرن الشیطان سے مراد شیطانی گروہ ہی ہے جو اپنے اپنے وقت اور زمانے میں اس کے مددگار ہو کر اپنی شیطنت پھیلا کر فتنے و فساد برپا کرتے ہیں۔ (المرقاۃ ج ۱۱ص ۴۵۶)

تاریخ گواہ ہے اور ہم نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ سب فتنوں کا مرکز عراق اور کوفہ وغیرہ ہیں وفات رسول کے کچھ عرصہ بعد عراق سے وہ فتنے جنگ جمل، جنگ صفین، نہروان، جنگ کربلا اور گمراہ فرقوں کا ظہور، خوارج، روافض، قدریہ معتزلہ، جہمیہ وغیرہ یہیں سے پیدا ہوئے اور قیامت تک ظاہر ہونے والے گمراہ فرقوں کا وجود ان کی ذیلی شاخیں شمار ہوں گی جیسا کہ فرقہ چکڑالوی، فرقہ رضا خانی بریلوی وغیرہ۔

اچھروی صاحب اس امت پر جس قدر بھی فتنے باہر سے آئے یا افراد امت سے ظاہر ہوئے ان تمام کا سرچشمہ کوفہ و عراق ہی ہے حتیٰ کہ بہتر ۷۲ گمراہ فرقوں کا ظہور وخروج کوفہ بغداد اور عراق سے ہوا ہے لہذا نتیجہ نکلا قرن شیطان تم اور تمہارا گمراہ فرقہ ہے اور یہ گمراہی میں سب فرقوں سے سخت ہے بقول شما سینگ سارے جسم سے سخت ہوتا ہے شرک چونکہ ظلم عظیم ہے اس لئے مشرک بدعتی سخت گمراہ ہوتا ہے اور ابلیس نے روز اول ہی سے کہا تھا **قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادك المخلصین قال هذا صراط علی مستقیم ان عبادی لیس لك علیهم سلطان الا من اتبعك من الغوین.** (حجر پ۱۴) ابلیس نے کہا اے اللہ تو نے اس آدم کی وجہ سے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں بھی اس کی اولاد سے پورے پورے بدلے لوں گا کہ شرک وبدعات ورسومات ومنکرات کوان کی نظروں میں مزین اور خوبصورت کر کے دکھاتا رہوں گا اور جس طرح بھی ہوا ان کو **(ولاغوینهم)** گمراہ کرتا رہوں گا کافر مشرک بدعتی کر کے ماروں گا حب انبیاء و عشق مصطفیٰ اور خدام اولیاء کا لیبل لگا کر خالص توحید اور خالص سنت کا صریحاً منکر کر کے ماروں گا اور پھر ایسا مزین کروں گا برے اعمال بدعات کو نیکی سمجھ کر کرتے رہیں گے جب گناہوں کو نیکی سمجھ کر کوئی کرتا ہے تو توبہ کی توفیق کم ہی نصیب ہوتی ہے آخر ٹھکانہ وہی جہنم ہو گا کیوں اچھروی صاحب میں اپنے پاس سے نہیں کہتا یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ ابلیس خود بھی گمراہ اغویتنی اور اس کی پارٹی بھی شرک وبدعت کی وجہ سے صریحاً گمراہ **لاغوینهم اجمعین** وہ بھی توحید کا دشمن تم بھی توحید کے دشمن وہ بھی سنت کا دشمن تم بھی

سنت کے دشمن وہ بھی اہل توحید، اہل حدیث کا مخالف تم بھی مخالف وہ بھی صراط مستقیم کا ویری تم بھی صراط مستقیم کے پرانے ویری اور ابلیس نے دربار خداوندی میں یہ بھی قسم اٹھائی تھی کہ میں آدم کی اولاد کو صراط مستقیم کی طرف نہیں آنے دوں گا نمازوں میں فرضوں اور نفلوں میں زبان سے پڑھیں گے **اھدنا الصراط المستقیم** مگر افعال واعمال سب شرک وبدعات سے بھرپور کر کے صراط جحیم کے حقدار بنیں گے اور پھر ابلیس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں اولاد آدم کو آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں چاروں طرف سے کفر وشرک، بدعات و رسومات کے ایوانوں اور طوفانوں میں گھیر گھیر کر ماروں گا ان کے دین وایمان کے بخیے ادھیڑ دوں گا **و لا تجد اکثرھم شاکرین** ابلیس نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ اکثریت عوام کی توحید کی دولت سے خالی ہوگی اور دن رات سواد اعظم کے نعرے مارتی پھرے گی دن رات ان کا اوڑھنا بچھونا شرک و بدعت ہوگا جن کے منہ میں رام رام اور بغل میں چھری ہوگی اچھروی صاحب یہ سولہ آنے حقیقت ہے کہ ابلیس نے خدائی حکم کے سامنے اپنی رائے اور قیاس پر عمل کیا اس پر خدا کا غیظ وغضب نازل ہوا۔

تفسیر ابن جریر میں بسند صحیح آیا ہے کہ سب سے پہلے شیطان نے نص قطعی کے سامنے قیاس کیا آج بھی جو شخص قرآن وحدیث کے خلاف رائے قیاس پر عمل کرتا ہے جیسا کہ مقلدین احناف کا ٹولہ ہے وہ ابلیس اعظم کا مقلد ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ جہنم میں جائیں گے مفسرین عظام نے لکھا ہے کہ شیطان لعین نے اس قیاس میں تین گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اول امر الٰہی کی مخالفت، دوم جماعت حقہ سے مفارقت سوم تکبر مع حقارت اگر آج کے نام نہاد ان تین برائیوں سے بچیں تو اچھا ورنہ ابلیس کے ساتھ جہنم رسید ہوں گے۔

مولوی محمد عمر اچھروی کیوں روپڑی صاحب اگر آپ کی جماعت اور مسلک حقہ ہے تو مولوی ثناءاللہ امرتسری نے تفسیر ثنائی میں قریباً دس جگہ قرآنی تحریف کیوں کی ہے بطور نمونہ ص ۶۶ ص ۵۲ ص ۲۷ اص ۷۷ اص ۱۰۸ اص ۲۱۰ ص ۲۷۳ کھول کر دیکھئے کہیں معجزات کا انکار ہے کہیں **دابہ الارض** کا انکار ہے کہیں ہاروت، ماروت فرشتوں کا انکار ہے اور کہیں حاملین

عرش ملائکہ کا انکار ہے تو کیا حافظ روپڑی صاحب آپ کے مسلک اہل حدیث میں تحریف معنوی کرنا جائز ہے؟

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب افسوس اور صد افسوس کہ ایک طرف تو آپ دن رات ہم کو غیر مقلد کہتے ہیں اور دوسری طرف میدان مناظرہ میں علماء کے اقوال اور ان کے انفرادی نظریات پیش کرتے ہیں جو چیز کتاب وسنت کے خلاف ہو خواہ کسی کی ہو ہم تسلیم نہیں کرتے آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم بفضل اللہ اہلحدیث ہیں اور حدیث کلام اللہ اور کلام الرسول کو کہتے ہیں لہذا جو چیز قرآن وحدیث صحیح میں ہوگی وہ ہمارا مذہب ہوگا اور جو چیز ان دونوں سے باہر ہوگی یا مخالف ہوگی وہ ہمارا ہرگز مسلک نہیں اور نہ اس کا جواب دینا ہماری ذمہ داری ہے۔

اچھروی صاحب اگر کوئی اعتراض ہے یا کرنا ہے یا آئندہ کرو گے تو انشاء اللہ جلد بلا تاخیر ہم آپ کو دندان شکن جواب دیں گے اور ایسا جواب دیں گے کہ آئندہ پھر ساری عمر کی تسلی ہو جائے گی باقی مولوی صاحب آپ کو غور کرنا چاہیے کہ جو قول کسی کا قرآن وحدیث کے خلاف ہوگا خواہ وہ امام شافعی یا امام ابوحنیفہ یا امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کا ہی کیوں نہ ہو ہم اس کو فوراً مسترد کر دیتے ہیں تو اور اگر کسی عالم دین مولوی ثناء اللہ یا علامہ وحید الزماں یا نواب صدیق الحسن صاحب کا کوئی مسئلہ خلاف سنت ہوگا تو بھی ہم دیوار کے ساتھ ماردیں گے آئندہ بھی یاد رکھیں اور اپنی ذریت رضا خانی کو بھی خبردار کردیں کہ اگر کسی اہل حدیث عالم سے غلطی ہوگئی تو وہ مسئلہ غلط ہے اور یہ اس کا انفرادی فعل ہے اس کی انفرادی غلطی ہے کسی امتی کی غلطی ہمارے لئے قطعاً حجت نہیں ہم کسی کے مقلد نہیں بلکہ ہم تو تقلیدی آفت کو تار تار کرنے والے ہیں باقی خطا اور غلطی سے صرف انبیاء کرامؑ ہی معصوم ہیں یہ فضول اعتراضات ان لوگوں پر کریں جو مذکورہ علماء کے مقلد ہیں ہم تو غیر مقلد ہیں۔

صرف اور صرف کتاب وسنت کے عامل، حامل اور پابند ہیں۔

اچھروی صاحب کاش آپ جن کے نام کی کھیریں اور حلوے کھاتے ہیں پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب فتوح الغیب صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں و لا تخرج عنھا فیضلك ھواك والشیطان اگر تو قرآن وحدیث سے ہٹ گیا (یعنی کسی کی تقلید میں پھنس گیا) تو تیری خواہش اور شیطان تجھے اسلام کے راستہ سے بھٹکا کر گمراہ کر دینگے اور شیخ بابا فرید نے تو یہاں تک فرما دیا ہے کہ یقینی طور پر تصور فرمائیے کہ بدعتی کی صحبت کا فساد اور نقصان کافر کی صحبت کے فساد سے بدتر ہے۔ (مکتوب بنام شیخ فرید دفتر اول)

محمد عمر اچھروی حافظ صاحب روپڑی مولانا ثناء اللہ امرتسری نے جو تحریف معنوی کی ہے اس کا جواب آپ کے پاس کیا ہے اور جو شخص تحریف معنوی کا ارتکاب کرے اس پر کیا فتویٰ لگاؤ گے؟ میں اب آگے مناظرہ نہیں کرونگا جب تک آپ اس کا معقول جواب بیان نہیں کریں گے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب اصل بات یہ ہے کہ تفسیر ثنائی کے جو حوالے آپ نے میرے سامنے پیش کئے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ آپ نے قطع وبرید کر کے بے ایمانی اور بددیانتی سے پیش کیے ہیں اگر واقعی مرد میدان ہو تو اصل عبارت اصل الفاظ کے ساتھ سامنے لاؤ ورنہ یاد رکھو تمہارے بریلویوں کے اعلیٰ حضرت حکیم الامت اور دیگر اکابرین بریلویہ نے خود قصداً وعمداً دونوں طرح لفظی اور معنوی تحریف کر کے یہودیوں کی تائید و تصدیق کی ہے لوگوں کے سامنے اس کا پردہ چاک کردوں گا۔

تحریفات قرآن کی اقسام

سنئے تحریفات قرآن کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) تحریف لفظی۔

(۲) تحریف معنوی۔

(۳) تحریف منصبی:

تحریف لفظی: قرآن مجید کی آیات میں الفاظ کی کمی بیشی کرنے کو تحریف لفظی کہتے ہیں۔

تحریف معنوی: قرآن کریم کے ترجمہ میں ہیرا پھیری کرنے کو تحریف معنوی کہتے ہیں۔

تحریف منصبی: جو آیات رسول اللہ کی شان میں نازل ہوئیں ان کو اپنے یا کسی بڑے آدمی پر چسپاں کرنے کو تحریف منصبی کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں تحریف کرنا بہت بڑا گناہ ہے ایسے مجرم کو آخرت میں عذاب عظیم ہوگا ایسے علماء ومشائخ یہودیانہ فطرت اور کفر صریح کے مرتکب ہیں۔

اچھروی صاحب بطور نمونہ دس آیتوں کو پیش کرتا ہوں کہ تمہارے بڑوں نے قرآن کی تحریف کی اور قرآن پر ظلم کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی ظالم نہیں۔

تحریف شدہ آیات

آیت نمبر ۱ (قل اطیعوا اللّٰہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم) (لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ ص ۱۶) لفظ قل تحریف کر کے زیادہ کر دیا، مکمل اور صحیح آیت یہ ہے۔

(یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم)

(پ۵ ع۵ آیت ۵۹)

آیت نمبر ۲ (لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنة لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الأخر و من یتول عن امرنا فان اللّٰہ ھو الغنی الحمید)(لمعة الضحیٰ ص ۲۱)

(یہاں لفظ عن امرنا تحریف کر کے زیادہ کیا گیا ہے-)

آیت نمبر ۳ (ما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللّٰہ و رسوله امراً ان

یکون لهم الخیرة من انفسهم و من یعص الله و رسوله فقد ضل ضلالاً مبیناً) (احکام شریعت حصہ اول ص ۹۵ مطبوعہ کراچی) کلمہ من انفسهم تحریف کر کے زیادہ کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴ (اینما کنتم فولوا وجوهکم شطره) (حرمت سجدہ تعظیم ص ۱۰۱ مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور)

آیت نمبر ۵ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا۔ (امنت بالذی امنت بنو اسرائیل) (ملفوظات حصہ سوم ص ۵۳ مطبوعہ کراچی)

آیت نمبر ۶ (ختم الله لاغلبن انا و رسلی) (ملفوظات حصہ چہارم ص ۳۱، ۳۲)

آیت نمبر ۷ (و الهکم الله واحد و هو ارحم الرحمین) (گنجینہ سروری ص ۱۱)

آیت نمبر ۸ مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں۔ (قل لو کان للرحمٰن و لد فانا اول لعٰبدین) (جآء الحق حصہ اول ص ۴۴۲)

آیت نمبر ۹ (فعصیٰ ادم ربه فغویٰ) (جاء الحق حصہ اول ص ۴۳۶)

آیت نمبر ۱۰ (ان الذین یوذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا والأخرة و لهم عذاب مهین) (وہابیت اور مرزائیت ص ۲۶ ایڈیشن دوم)

نوٹ: قارئین کی سہولت کے لئے محرف شدہ الفاظ کے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے

تحریفات معنوی کے چند حوالے

اچھروی صاحب بریلویوں کے اعلحضرت مولوی احمد رضا خان نے اپنے اختراعی اور خود ساختہ عقائد اور باطل نظریات کے اثبات اور ترویج کے لئے قرآن مجید کے لفظی ترجمہ میں بڑی زبردست تحریفات معنوی کی ہیں مشتے نمونہ از خروارے چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

(۱) سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۴۳ (۲) سورۂ انعام آیت نمبر ۵۰، ۵۲ (۳) سورۂ الاعراف آیت نمبر ۱۸۸ (۴) سورۂ احزاب آیت نمبر ۴۸، ۴۵ (۵) سورۂ یونس آیت نمبر ۱، ۹ (۶) سورۂ

یٰسین آیت نمبر ۱۱۰(۷) سورۂ مزمل آیت نمبر ۱۵(۸) سورۂ فتح آیت نمبر ۸،۲(۹) سورۂ کہف آیت نمبر ۱۱۰(۱۰) سورۂ الرحمٰن آیت نمبر ۴،۳۔

روپڑی شکنجہ اور اچھروی شکست

مناظرہ کے اختتام کے قریب مولوی محمد عمر اچھروی نے حسب عادت اپنے وعظوں کی طرح جھوٹ، فریب، بددیانتی، اور غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے دو حوالے ایسے پیش کئے جس سے ان کی ہر غلط بیانی اور دھوکہ بازی پوری طرح بے نقاب ہوگئی اور رضا خانی ٹولہ کا نام نہاد عشق رسول اور حب اولیاء کا دعویٰ پاش پاش ہوگیا اور اچھروی صاحب کو مجمع عام میں ان جھوٹے حوالوں کی وجہ سے عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑا ذیل میں دونوں حوالے مکمل پڑھیے اور بریلویت کی ذلت اور بطالت کا اندازہ کیجئے۔

پہلا حوالہ مولوی محمد عمر اچھروی نے اپنی کتاب ''مقیاس حنفیت'' طبع اول ص ۲۱۲ طبع ثالث ص ۴۸۷ پر امام شوکانی کی کتاب ''تحفۃ الذاکرین'' سے ایک حدیث نقل کرتے ہوئے درمیان سے پونی سطر عبارت اس لئے چھوڑ دی کہ اس میں حدیث کے ضعف کا بیان تھا جس سے اچھروی صاحب کے مدعا کو زبردست نقصان پہنچتا تھا لوگوں اور مریدوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے یہودیوں کی سنت پر عمل کرتے ہوئے عبارت کا درمیان حصہ چھوڑا تھا۔

دوسرا حوالہ مولوی اچھروی نے مقیاس حنفیت طبع اول ص ۳۰ طبع ثالث ص ۳۵ میں خطیب بغدادی کو مشکوٰۃ شریف کا مصنف لکھا ہے حالانکہ مشکوٰۃ شریف کے مصنف کا اصل نام مع کنیت یہ ہے شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی ہے جبکہ خطیب بغدادی مشکوٰۃ شریف کے مصنف سے کافی عرصہ پہلے گزرے ہیں یعنی دونوں بزرگوں کا زمانہ بھی ایک نہیں نام بھی جدا جدا ہیں لہذا خطیب بغدادی کو مشکوٰۃ کا مصنف کہنا اچھروی صاحب کی جہالت اور سفاہت کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

بیس ہزار روپیہ نقد انعام جب میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے مذکورہ دو حوالے

اچھروی کی مشہور کتاب سے مناظرانہ انداز سے لوگوں کے سامنے پیش کیئے تو لوگوں پر سناٹا طاری ہو گیا اور بریلویت کے کیمپ میں زلزلہ پیدا ہو گیا اچھروی کا ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا بار بار لوگوں سے پانی مانگ رہا تھا اس وقت مولوی عمر کی حالت دیدنی تھی جبکہ میں نے گرج دار آواز اور مخصوص انداز میں للکارتے ہوئے کہا کہ لوگو آج میدان مناظرہ میں اچھروی صاحب دونوں حوالے صحیح ثابت کر دیں تو ابھی اسٹیج پر نقد بیس ہزار روپے حاصل کریں تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے حق و باطل واضح ہو جائے اس کے بعد چاروں طرف سے عوام محمد عمر اور بریلوی ٹولہ پر لعنت کے آوازے کسنے لگے بریلوی مناظر اس قدر مبہوت اور ذلیل ہو گیا کہ اس کا صحیح نقشہ وہی لوگ جانتے ہیں جو مناظرہ میں موجود تھے یوں اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی اور بریلویت نے عبرتناک اور ذلت آمیز شکست کھائی اسی دن اسی میدان میں میرے بیان کردہ مخصوص انداز میں ٹھوس دلائل کا لوگوں پر ایسا اثر ہوا کہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ بریلویت سے تائب ہو گئے اور مجھ کو فتح مبین پر مبارکبادیاں پیش کرنے لگے اور میرے محترم بھائی خطیب پاکستان مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ کے علم و عمر میں برکت کی دعائیں دینے لگے۔

ادھر بریلویوں نے اپنی شکست و ذلت کو چھپانے کی غرض سے بمصداق تنگ آمد بجنگ آمد سامعین پر سنگباری شروع کر دی اور لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی مگر ان کی یہ سوچی سمجھی سکیم اور منصوبہ ان کی شکست کو کیسے چھپا سکتے تھے مناظرہ ہذا کے متعلق تمام حقائق اور حالات کراچی کے مشہور اخبارات میں مختلف جماعتوں کے بیانات اور آراء شائع ہو چکی ہیں ان میں سے بعض اخبارات کے شذرات پیش خدمت ہیں آخر میں اخبارات کے علاوہ مولوی محمد عمر اچھروی کی غلط بیانی اور جھوٹ مقامی پولیس کے ریکارڈ میں بھی درج ہو چکا ہے۔

نتیجہ نکلا کہ اللہ کے فضل و کرم سے جماعت اہل حدیث کو تاریخی کامیابی اور اہل بدعت اچھروی ٹولہ کو تاریخی شکست ہوئی اور سامعین و ناظرین گھروں کو **لعنة الله علی الکاذبین** کے بلند آوازیں لگاتے ہوئے جا رہے تھے اور اکثریت عوام کی ایک دوسرے

سے یہ کہہ رہی تھی کہ آج کے میدان مناظرہ میں مولوی محمد عمر اچھروی کی بے ایمانی، بد دیانتی، فریب کاری اور جھوٹے حوالوں نے ساری بریلویت کا بیڑہ ہی غرق کر دیا ہے۔

لعنة الله على الكذبين

سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين

والحمد لله رب العالمين.

مناظرۂ کراچی
اور
اخبارات کے بیانات

مناظرۂ کراچی سے متعلق کراچی کے اخبارات نے جو نوٹ شائع کئے اور مختلف جماعتوں کی طرف سے جو بے شمار بیانات موصول ہوئے ان میں سے چند ایک ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

روزنامہ مسلمان کراچی کی شہادت

کراچی ۹ دسمبر دو گروہوں میں کل جو مناظرہ ہوا تھا اس کی مزید تفصیلات موصول ہوئی ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ دونوں فریقین میں یہ بات طے ہوگئی تھی کہ مناظرہ مسجد میں کیا جائے گا مگر مناظرہ کے وقت ایک پارٹی (مولوی محمد عمر) نے عیدگاہ میں مناظرہ کرنے پر اصرار کیا چنانچہ عیدگاہ میں مناظرہ شروع ہوا فریقین میں تکرار اس وقت ہوئی جب ایک عالم (مولوی محمد عمر) کی طرف سے نواب صدیق الحسن بھوپالوی کی کتاب کا حوالہ دیا گیا لیکن اس کے ثبوت میں کتاب پیش نہیں کی گئی چنانچہ مخالفین یعنی اہل توحید نے کتاب پیش کرنے پر ایک ہزار روپیہ دینے کا اعلان کیا اس پر بات بڑھ گئی (روزنامہ مسلمان کراچی ۱۰ دسمبر ۱۹۵۷ء)

روزنامہ ''نئی روشنی'' کراچی کی شہادت

کراچی ۹ دسمبر کل کلاکوٹ میں دو مختلف عقائد کے علماء میں مناظرہ ہو رہا تھا ایک جانب سے مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب روپڑی صدر اور مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی مناظر تھے اور دوسری طرف سے مولانا محمد عمر نعیمی صدر اور مولانا محمد عمر اچھروی مناظر اور مولانا محمد شفیع اوکاڑہ والے معاون مناظر تھے ایک مناظر (مولوی محمد عمر) نے ایک حدیث بیان کی جس پر پہلے مناظر (حافظ عبدالقادر) کی طرف سے کتاب کا حوالہ دینے پر ایک ہزار روپیہ انعام کا

چیلنج کیا گیا(مگر مولوی محمد عمر کتاب نہ دکھا سکے) کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد ہنگامہ ہو گیا۔
(نئی روشنی کراچی ۱۰ دسمبر ۱۹۵۷ء ص ۴)

مناظرہ میں کامیابی پر مبارکبادیاں

دفتر۔ انجمن تعلیم الاسلام چاکیواڑہ

بریلوی عقیدہ کے مولوی محمد عمر اچھروی وغیرہ کئی ماہ سے کراچی میں عید میلادالنبی وغیرہ نام سے جلسے منعقد کر کے اہل توحید کے خلاف نہایت نفرت آمیز اور اشتعال انگیز تقریریں کرتے اور مناظرہ کا چیلنج دیتے رہے بالآخر ۱۵ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۵۷ء (بروز اتوار) کراچی شہر چاکیواڑہ میں اہل توحید (اہلحدیث) کی صداقت اور بریلویت کی بطالت پر مناظرہ ہوا اہل توحید کی طرف سے مناظر اسلام مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی اور بریلویوں کی طرف سے مولوی محمد عمر صاحب اچھروی مناظر تھے اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی اور بریلویت نے ذلت آمیز شکست کھائی بریلوی مناظر اس قدر مبہوت اور ذلیل ہوا کہ اس کا صحیح نقشہ وہی لوگ جانتے ہیں جو مناظرہ میں موجود تھے بریلوی مناظر نے کئی حوالے غلط اور جھوٹے پیش کئے اس پر مناظر اسلام نے ایک ہزار روپیہ انعام رکھ کر کتاب پیش کرنے کا مطالبہ کیا تو بریلویت کا بطلان اور اس کی شکست تمام لوگوں پر واضح ہو گئی۔

مناظر اسلام حضرت حافظ صاحب کی علمی قابلیت، فن مناظرہ میں مہارت اور انداز بیان کا اثر لوگوں کے دلوں پر نقش ہے اور اس مناظرہ کے اثر سے الحمدللہ بہت سے لوگ بریلویت سے تائب ہوئے اس فتح مبین پر ہم جملہ اراکین وممبران انجمن تعلیم الاسلام توحید چوک چاکیواڑہ کراچی اپنی اور تمام اہل توحید کی طرف سے مناظر اسلام حضرت حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں برکت فرمائے آمین۔

(عبدالحق حقانی خطیب جامع مسجد توحیدی چاکیواڑہ کراچی و دیگر اراکین انجمن)

توحیدی جماعت کراچی کا منصفانہ بیان

کراچی عیدگاہ چاکیواڑہ میں ۱۵ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۵۷ء (بروز اتوار) جو مناظرہ ہوا، ہم اس میں شریک تھے بفضل خدا اہل توحید کو ایسی نمایاں کامیابی ہوئی کہ تمام سامعین پر حق واضح ہوگیا مولوی محمد عمر نے کتابوں کے حوالے اس قدر جھوٹے بیان کیئے کہ پناہ بخدا ایک حوالہ نواب صدیق الحسن بھوپالوی کی کسی کتاب کے نام سے پیش کیا اس پر مناظر اسلام حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی نے ایک ہزار روپیہ انعام رکھ کر کتاب پیش کرنے کا مطالبہ کیا قریباً پون گھنٹہ تک یہ مطالبہ ہوتا رہا مگر مولوی محمد عمر کتاب پیش نہ کر سکے اور مجمع میں سخت ذلیل وشرمندہ ہوئے۔

اس شکست و ذلت کو چھپانے کی غرض سے بمصداق تنگ آمد بجنگ آمد'' بریلوی حضرات نے سنگ باری شروع کر دی مگر ان کی یہ حرکت شکست کو کیسے چھپا سکتی تھی اس مناظرہ کا شاندار نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ بریلوی عقیدہ سے تائب ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ مناظر اسلام حافظ عبدالقادر روپڑی اور ان کے محترم بھائی حضرت مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب روپڑی کے علم وعمل اور عمر میں برکت فرمائے آمین۔

(عبدالرحمٰن بروہی امیر توحیدی جماعت کراچی)

انجمن ینگ مین ہنگورا کراچی کا غیر جانبدارانہ بیان

۸ دسمبر ۱۹۵۷ء (بروز اتوار) کراچی محلہ چاکیواڑہ میں جو مناظرہ ہوا وہ ہم نے اول سے آخر تک سنا اس میں اہل توحید کے مناظر حافظ عبدالقادر روپڑی نے اپنے دعویٰ کو نہایت مدلل بڑی خوبی وصفائی سے بیان کیا اور ہر طرح کامیاب رہے لیکن بریلوی مناظر مولوی محمد عمر جو تقریباً پانچ ماہ سے اپنے وعظوں میں بڑے بڑے دعوے کرتے رہے میدان مناظرہ میں اپنی صداقت پر کوئی دلیل پیش نہ کر سکے بلکہ انہوں نے اپنی مدافعت میں نہایت ہی افسوس ناک غلط بیانی اور جھوٹ کا مظاہرہ کیا اکثر حوالے غلط بیان کیئے جس حوالہ پر ہنگامہ ہوا وہ یہ ہے کہ مولوی محمد عمر نے نواب صدیق الحسن بھوپالوی کی ایک کتاب (روضۃ الندیہ) کا

نام لے کر کہا کہ نواب صدیق الحسن نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ ''مرد اپنی عورت کا دودھ پی سکتا ہے'' ایک اور کتاب (عرف الجادی) کے حوالہ سے کہا: ان کے نزدیک عورت مردوں کی امامت (جماعت) کر سکتی ہے اس پر مناظر اسلام حافظ روپڑی صاحب نے ایک ہزار روپیہ انعام رکھ کر فرمایا یہ جھوٹ اور بہتان ہے اگر سچے ہو تو نواب صاحب کی کتاب پیش کرو اور ایک ہزار روپیہ انعام لو صدر مناظرہ مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا جب تک کتاب پیش نہ ہوگی مطالبہ نہیں چھوڑا جائے گا یہ مطالبہ کافی دیر تک ہوتا رہا مگر مولوی محمد عمر کتاب نہ دکھا سکے، اس وقت مولوی صاحب کے تمام ساتھی ان کو یہ کہہ کر ملامت کر رہے تھے کہ تم نے ساری جماعت کو ذلیل و رسوا کر دیا آخر کتاب کے مطالبہ کے جواب میں ان کی طرف سے سنگباری شروع ہو گئی اور اس وجہ سے مناظرہ ختم ہو گیا اللہ کا شکر ہے کہ ہماری برادری کے کافی لوگ یہ مناظرہ سن کر بریلوی عقائد سے تائب ہوئے فقط

اسماعیل ابراہیم صدر انجمن، عبداللطیف صدیقی نائب صدر، الانام ابراہیم سیکرٹری، عثمان حافظ یوسف جائنٹ سیکرٹری، صدیق ہارون خازن انجمن و دیگر ممبران۔

مناظرہ منڈی بہاؤالدین

اور

علماء بریلویت کا فرار

ہم نے بمعہ احباب جماعت ایک کوٹھی میں ڈیرہ لگالیا اور ذمہ دار آدمیوں کو بلا کر کہا کہ بریلوی علماء کو جہاں بھی ہیں جلدی بلاؤ تاکہ مناظرہ جلدی شروع کیا جائے اور لوگوں کی بے چینی ختم ہو اور حق و باطل کا واضح فیصلہ ہو سکے پس پھر کیا تھا وہ کوٹھی والے کبھی کہتے کہ وہ عشاء کی نماز کسی مسجد میں پڑھنے گئے ہیں آنے والے ہیں پون گھنٹہ گذرنے کے بعد میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے کہا کہ جلدی بریلوی علماء کو بلاؤ عوام سے کوٹھی کا صحن کھچا کھچ بھر چکا تھا گلیاں بھی بھر چکی تھی مین سڑک تک لوگ ہی لوگ نظر آرہے تھے میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے دوبارہ کہا کہ مخلوق خدا کو پریشان نہ کرو لوگ مناظرہ سننے کے لئے بڑے بے تاب ہیں اس لئے پروگرام جلدی شروع ہونا چاہیئے پھر ذمہ دار آدمیوں نے کہا جناب وہ مولوی صاحبان روٹی کھانے کے لئے گئے ہوئے ہیں جب تقریباً پونے دو گھنٹے گذر گئے میں نے کہا یہ کیا تماشہ ہے کبھی کہتے ہو روٹی کھانے گئے ہیں کبھی کہتے ہو نماز پڑھنے گئے ہیں اور رات کے گیارہ بجنے کو ہیں نہ تو اب کسی نماز کا وقت ہے اور نہ ہی روٹی کھانے کا وقت ہے نماز عشاء کئی گھنٹے پہلے پڑھی جا چکی ہے اور کھانا کھانے کا اصل وقت بھی گذر چکا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ کھانا مغرب کے بعد کھا کر عشاء کی نماز کا بہانہ لگا کر بریلوی مولوی بھاگ گئے ہیں اور تم گھر والے ہمیں اور تمام لوگوں کو ٹال مٹول کر رہے ہو لوگوں نے شور مچا دیا کہ ہر صورت مناظرہ ہو گا انشاء اللہ ہم ان پیٹ کے پجاریوں کو خاموشی سے بھاگنے نہیں دیں گے آج حق و باطل کا منڈی بہاؤالدین میں ضرور فیصلہ ہو کر رہے گا بریلوی مولوی اور

ان کے ساتھی جو کہ بریلویوں کے پاکستان میں مشہور مدرسہ (بھکھی شریف) سے آئے تھے اندر بند کمرہ میں موجود تھے مگر اپنے مذہب کی کمزوری اور مسلک حقہ اہل حدیث کے دلائل کا وزن اور پھر مخصوصی طور پر میری (جماعت اہل حدیث اور اسلام کے خادم حافظ عبدالقادر روپڑی) کوٹھی کے صحن میں آمد اور اہل توحید کی شرکت دیکھ کر ایسے گھبرائے اور رب العالمین نے حق وصداقت کا ان پر ایسا رعب ودبدبہ ڈالا کہ ان پر سکتہ طاری ہوگیا اندر کمرہ سے باہر آنے کی جرات تک نہ ہوئی بالآخر دو تین ذمہ دار آدمیوں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ بریلوی ہار گئے اور اہل حدیث جیت گئے ہیں یہ سنکر میں نے کہا اگر آپ لوگ مناظرہ نہیں کروا سکتے اور یہ ڈرپوک بدقسمت مشرک مولوی مناظرہ کرنہیں سکتے تو میرے پاس جامع القدس اہل حدیث لاہور میں آجاؤ ایک ہزار آدمی بریلویوں کا اور ایک ہزار آدمی اہلحدیثوں کا ان کے علاوہ مناظرین کا ذمہ دار بھی میں ہوں گا جتنے دن مناظرہ ہوتا رہے گا اس کے تمام اخراجات میرے ذمہ ہوں گے اور پھر یہ بریلوی دوست پاکستان بھر میں سے جن مولویوں کو چاہیں اپنی مرضی سے لے آئیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا جماعت اہلحدیث کی طرف سے بفضل اللہ میں اکیلا (عبدالقادر روپڑی) ہی مناظرہ کروں گا اور اس وقت تک دوسرا موضوع بھی شروع نہیں ہوگا جب تک ایک مسئلہ کا مکمل فیصلہ نہ ہوجائے بس یہ سن کر لوگوں نے جوش میں آکر نعرہ تکبیر اللہ اکبر علماء اہل حدیث زندہ باد، قرآن وحدیث زندہ باد، توحید وسنت زندہ باد، رئیس المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی زندہ باد جب بار بار ذمہ دار لوگوں نے کہا کہ اب مناظرہ نہیں ہوگا وہ بریلوی مولوی بھی بھاگ گئے ہیں اس کے بعد تمام احباب جماعت دیگر حضرات جذبہ سے نعرہ ہائے تکبیر لگاتے ہوئے واپس روانہ ہوئے اور سارے شہر کا چکر کاٹتے ہوئے قریباً دو گھنٹہ میں مرکزی مسجد اہل حدیث توحید گنج میں پہنچے توحید وسنت کے پروانوں کا یہ جلوس مثالی تھا نوجوانوں کے جوش وجذبہ سے بھرپور نعرے فضا آسمانی کو چیر رہے تھے اور ساتھ ساتھ جہاں جہاں سے یہ جلوس گزرتا تو نعروں سے پورا بازار اور درودیوار گونج اٹھتے یہ منظر بڑا قابل دید اور قابل شنید تھا۔

جب اہل حدیث نوجوانوں کے نعرے لگتے تو وہ فضائے آسمانی میں ارتعاش پیدا کر دیتے مشرکین ومتبدعین کے دلوں میں شگاف پیدا کر دیتے اور توحید وسنت کے دیوانوں کی ایمان و یقین کی دنیا منور اور معطر ہو جاتی اس وقت جماعت اہل حدیث کا ہر فرد خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا کیونکہ اس وقت مسلک اہلحدیث کی صداقت اور حقانیت کا تازہ سکہ جم چکا تھا اور ہر اہلحدیث کا سر فخر سے بلند ہو چکا تھا شرک و بدعت کی منڈی اور اس کے تاجروں کا بیڑہ غرق ہو چکا تھا اور ان کی حالت دیدنی تھی **و ضربت علیهم الذلة والمسکنة**۔

اہل حق کا یہ جلوس بریلوی کوٹھی سے نکل کر بازاروں میں داخل ہوا ادھر سے بریلوی لمیٹڈ کمپنی (مدعوین علماء اور ان کے ساتھی) کوٹھی کے دوسری طرف سے نکل کر جلدی جلدی اپنی قریبی مسجد میں چلے گئے اور زبان حال سے گویا یوں کہتے جاتے تھے۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

اہلحدیث نوجوان خوشی اور جذبات سے نعرے لگا رہے تھے نعرہ تکبیر اللہ اکبر، مسلک اہلحدیث زندہ باد، جماعت اہلحدیث زندہ باد، علماء اہل حدیث زندہ باد، رئیس المناظرین روپڑی صاحب زندہ باد، توحید وسنت زندہ باد، قرآن وحدیث زندہ باد، بریلویت مردہ باد، بھکھی برانڈ مردہ باد، شرک وبدعت مردہ باد، بریلویت مردہ باد، اس کے بعد پھر یوں نعرے لگاتے

مکے والے جیت گئے، مدینے والے جیت گئے علماء اہل حدیث جیت گئے قرآن و حدیث جیت گئے اہل حق جیت گئے، اہل توحید جیت گئے گیارہویں والے ہار گئے زردے والے ہار گئے چودہویں والے ہار گئے، کھیروں والے ہار گئے، مشرک بدعتی ہار گئے بریلوی بھاگ گئے بھکھی والے بھاگ گئے، جھوٹے سارے بھاگ گئے مشرکو باہر نکلو، بدعتیو باہر نکلو، پیٹ کے بچاریو باہر نکلو یہ عظیم الشان جلوس ہر اہم بازار سے ہوتا ہوا آہستہ آہستہ چلتا ہوا قریباً دو گھنٹہ میں مرکزی جامع مسجد اہلحدیث میں پہنچا اس کے بعد جلسہ کا اعلان کیا گیا مقامی علماء کے علاوہ رد بریلویت اور حقانیت مسلک اہلحدیث کے موضوع پر مولانا

حافظ عبدالوہاب روپڑی اور مولانا ابوالکلیم محمد اشرف سلیم قلعہ (دیدار سنگھ (گوجرانوالہ) نے بھی ایمان افروز اور باطل سوز بیان کیا آخر میں بندہ عاجز (مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی) نے اپنا تاریخی خطاب کیا اور رضا خانی مذہب کا اپنے مخصوص انداز میں پوسٹ مارٹم کیا اس خطاب کے دوران لوگ مسلک اہلحدیث کے فلک شگاف نعرے لگا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے انہوں نے کہا کہ جو لوگ مسلمان ہیں وہ تو ہم سے کہیں کہ تم اپنا ایمان ثابت کرو اور جو خود ہی ڈبل بے ایمان ہیں اور جس کا اپنا ایمان ثابت نہیں وہ ہم سے ہمارے ایمان کے بارے میں کیسے مطالبہ کر سکتے ہیں؟ آج میں واضح کر دینا چاہتا ہوں پورا اسلام قرآن وحدیث میں بند ہے مسلک اہلحدیث اور اسلام ایک ہی چیز ہے اور اہل سنت اہلحدیث ہی ہیں بریلوی اہل بدعت ہیں وہ اہل سنت ہرگز نہیں ہو سکتے ساری دنیا سے کھرا مذہب مسلک اہلحدیث ہے دنیا بھر کے باطل فرقے خدا کی قسم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور دنیا بھر کے علماء سے بڑھ کر قابل عزت علماء، علماء اہلحدیث ہیں کیونکہ یہ ہر وقت قرآن وحدیث سے مسلح ہیں اس وجہ سے دوسرے علماء ان سے مناظرہ نہیں کر سکتے قرآن وحدیث کو ہی نافذ کرنے سے ملک کی بقا ہے اس پر عمل کرنے سے آخرت کی نجات ہے شرک وبدعت کا آخری انجام غضب الٰہی اور عذاب جہنم ہے توحید وسنت کا آخری انجام دیدار الٰہی اور گلزار جنت ہے شرک دنیا میں ہر گناہ سے بڑا گناہ ہے اور مشرک پر جنت حرام ہے مشرک کی کوئی نیکی بھی عنداللہ قبول نہیں ہوتی دنیا والو آج وقت ہے اللہ کے دربار میں توبہ کر کے عقیدہ اور عمل خالص کر لو ہر قسم کے شرک وبدعت سے کنارہ کش ہو جاؤ خدا کی رحمت تمہارا استقبال کریگی ورنہ خدائی عذاب شدید سے تم کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين

والحمدللہ رب العلمين

مناظرہ کھنڈا موڑ

اور

صداقت مسلک اہل حدیث

مقام مناظرہ ☆ کھنڈا موڑ ضلع شیخوپورہ

تاریخ مناظرہ ☆ ۳۰ اپریل ۱۹۵۲ء

موضوع مناظرہ ☆ صداقت مسلک اہلحدیث و بطالت فرقہ بریلویہ رضا خانیہ

مناظر اہلحدیث ☆ حافظ عبدالقادر روپڑی

صدر اہلحدیث ☆ حافظ محمد اسماعیل روپڑی

سرپرست مناظرہ اہلحدیث ☆ حافظ عبداللہ روپڑی

مناظر فرقہ بریلویہ ☆ مولوی محمد عمر اچھروی

معاونین اچھروی ☆ علاقہ بھر کے علماء بریلویہ

حافظ عبدالقادر روپڑی الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

"قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولو فان اللہ لا یحب الکفرین"

سامعین حضرات السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ: آج اس میدان مناظرہ میں اہل التوحید والسنہ اور اہل الشرک والبدعتہ کے انسانوں کا اجتماع ہے اگر آپ تعصب اور فرقہ بندی کی لعنت کو دور کر کے اپنے دلوں کو صاف رکھ کر جانبین علماء کی تقریریں سنو گے تو ان شاءاللہ آپ ضرور بر ضرور صراط مستقیم کو سمجھ لو گے پورا اسلام قرآن وحدیث میں بند ہے اور قرآن وحدیث کا دوسرا نام اسلام ہے اس کی تفصیل یوں سمجھئے کہ ہر انسان کے دو ہاتھ، دو

آنکھیں، دو کان اور دو پاؤں ہیں جیسے نہ کسی کا تیسرا ہاتھ نہ تیسری آنکھ نہ تیسرا کان اور نہ تیسرا پاؤں ہے اسی طرح اہلحدیث کے عقیدہ کا دارومدار بھی دو چیزوں پر ہے ایک خدا کا قرآن ہے دوسرا رسول اللہ کا فرمان ہے۔

جو میں نے قرآن کریم کی آیت پڑھی ہے اس میں بھی عبادت خدا اور اطاعت مصطفیٰ کا ہی تذکرہ ہے تیسری چیز کوئی بھی ہمارے نزدیک لائق اتباع نہیں۔

اچھروی صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیے ہمارا مسلک صاف اور واضح ہے کہ ہم تمام صحابہ تمام تابعین تمام تبع تابعین تمام محدثین، تمام مفسرین تمام فقہاء تمام اولیاء اللہ کو واجب الادب مانتے ہیں مگر واجب الاطاعت صرف اور صرف محمد رسول اللہ کی ذات کو سمجھتے ہیں لہذا سمجھ لو اور پھر اچھی طرح سمجھ لو کہ مسلک اہلحدیث صرف دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے ایک کتاب اللہ اور دوسرا حدیث رسول اللہ ہے اور یہ بھی اچھروی صاحب یاد رکھنا کہ جو کچھ قرآن وحدیث کے اندر بند ہے وہ ہمارا مسلک اہلحدیث ہے اور جو کچھ قرآن وحدیث سے باہر ہے وہ کسی عالم یا کسی فاضل کا انفرادی نظریہ یا انفرادی موقف تو ہوسکتا ہے مسلک اہل حدیث ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔

ہوسکتا ہے کہ آئندہ آگے چل کر بعض اکابرین کی کتابوں کی خودساختہ متنازعہ عبارتیں آپ ہمارے سامنے پیش کریں ہمارے نزدیک وہ قطعاً مستند اور قابل عمل نہیں اور پھر اچھروی صاحب اور فرقہ بریلویہ یاد رکھیں کہ اہل حدیث کا مذہب مولینا نواب صدیق الحسن خانؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، علامہ وحید الزمانؒ، امام شوکانیؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ، مولینا سید نذیر حسین دہلویؒ حافظ محمد لکھویؒ اور حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ کے اقوال وافعال نہیں بلکہ اہل حدیث کا مذہب وہ ہے جو قرآن مجید اور حدیث صحیحہ میں بند ہے۔

دلیل دوم ایمان باللہ اور اطاعت رسول کا تقاضا یہی ہے کہ ہر عمل سے پہلے حدیث نبوی تلاش کی جائے اور جب حدیث صحیح مل جائے تو اسے غیر معصوم افراد کے اقوال سے نہ ٹھکرایا جائے ارشاد رب العالمین سنئے،

(انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللّٰہ و رسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا و اطعنا) (پ۱۸ سورہ نور)

"مومنین کو جب اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف بلایا جاتا ہے تو ہم نے سنا ہم نے تسلیم کیا کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ سچ کسی شاعر نے کہا ہے"

ما اہل حدیثیم دغارا نشاسیم
در قول نبی چون و چرا نشانیم

یہی وہ طائفہ منصورہ (اہلحدیث) تھا اور یہی وہ فرقہ ناجیہ اور جماعت حقہ تھی جس کے متعلق خاتم الانبیاء ﷺ نے خبر دی تھی۔

(افترقت الیھود علیٰ احدیٰ و سبعین فرقۃ و النصاریٰ علیٰ ثنتین و سبعین فرقۃ و ستفترق امتی علیٰ ثلاث و سبعین فرقۃ کلھا فی النار الا فرقۃ واحدۃ)

"یہودیوں کے اکہتر فرقے بنے اور نصرانیوں کے (۷۲) بہتر اور میری امت کے (۷۳) تہتر فرقے ہوں گے سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے"

اور اسی جماعت حقہ اور مسلک حقہ کے بارہ میں خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی سنئے۔

(لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ ") میری امت میں قیامت تک ایک جماعت ہو گی جو حق پر قائم رہنے والی ہو گی انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا"

اہلحدیث کے نزدیک توحید و رسالت پر ایمان اسلام کا رکن اول ہے اس لئے کہ حضور اکرم نے فرمایا **(بنی الاسلام علیٰ خمس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ)**

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے سب سے پہلی اور اہم یہ کہ انسان دل و جان سے گواہی

دے کر اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اچھروی صاحب: ہر مسلمان جانتا ہے کہ عقیدہ توحید کے بغیر کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی آخرت میں نجات پا سکتا ہے لیکن کس قدر افسوسناک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت عقیدہ توحید سے غافل ہے پاکستان میں کتنے ہی لوگ ہم دیکھتے ہیں کہ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں لیکن شرکیہ عقائد و اعمال پر اصرار بھی کرتے ہیں اور پھر دن رات شرکیہ اقوال و اعمال پر فخر بھی کرتے ہیں انہیں لوگوں کے بارے میں قرآن کریم اعلان کر رہا ہے **و ما یومن اکثرھم باللہ الا و ھم مشرکون** (سورۃ یوسف) توحید کے بعد ایمان بالرسالت ہے کتنے لوگ ہیں جو زبانی طور پر عشق رسالت کا دم بھرتے ہیں لیکن اگر غور و فکر سے حقیقت کو دیکھا جائے تو یہ نام نہاد عاشقان رسول عقائد و اعمال میں احادیث نبویہؐ کے خلاف علم بغاوت اٹھائے پھرتے ہیں۔

پھر حدیث رسول اور سنت رسول کے مقابلہ میں ائمہ کے اقوال و ملفوظات کو پیش کر دیا جاتا ہے کیا **اشھد ان محمد رسول اللہ** پڑھنے کا مطلب یہی ہے؟

اچھروی صاحب اور ان کے حواری علماء سوء کو یہ معلوم نہیں پاک پیغمبر کا ہر صحیح فرمان وحی الٰہی ہے اس لئے کسی بھی صحیح حدیث کو خلاف قرآن کہنے کی جرات ہرگز نہیں کرنی چاہیئے

اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ وحی کے دو اقسام ہیں ایک قرآن دوسرا حدیث رسول

اس کی دلیل یہ ہے کہ صادق المصدوق پیغمبر ﷺ نے فرمایا **الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ** خبردار آگاہ رہو کہ مجھے قرآن بھی عطا ہوا اور اس کے مثل جو اس کے ساتھ ہے (مشکوۃ المصابیح)

نتیجہ نکلا امام الانبیاء کا ہر حکم وحی ہے اور ہر عمل ہمارے لئے اسوۂ حسنہ اور آپ کی سیرت طیبہ پوری زندگی کے لئے مکمل اور اعلیٰ نمونہ ہے **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** (احزاب) لہٰذا کسی مسلمان مرد و عورت کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اسوہ رسول کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ تلاش کرے شرک بدعت دو ایسی بیماریاں ہیں جس سے ہر نیکی تباہ و

برباد ہو جاتی ہے اور زندگی فانی ہے جلد از جلد توبہ کر لینی چاہیئے ورنہ معاملہ بے حد مشکل ہے
واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محمد عمر اچھروی بریلویانہ اور مشرکانہ خطبہ پڑھنے کے بعد **و ما ارسلنك الا رحمة للعالمين** حافظ صاحب آج ہمارا تمہارا موضوع مناظرہ ''حقیقت وہابیہ وحقیقت بریلویہ ہے آپ نے ہم کو مشرک ثابت کیا ہے اور بدعتی کا لقب دیا ہے اور خود تم اور تمہاری جماعت وہابیہ توحید وسنت کی علمبردار اور ٹھیکیدار بن بیٹھے ہو، اور ہم کو شرک و بدعت کے پجاری ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے یہ میرے ہاتھ میں قرآن ہے میں سب لوگوں کے سامنے قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ **امنا باللہ و امنابا الرسول** ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اس قرآن پر ہمارا ایمان ہے ہمارا قبلہ بھی کعبہ اللہ ہے ہم مسجدیں تعمیر کرتے اذانیں دیتے، صلوۃ وسلام پڑھتے پانچ نمازیں پڑھتے پڑھاتے ہم صدقہ خیرات دیتے گیارہویں دلاتے، بزرگوں کی قبروں پر جا کر دعائیں کرتے، عرس کرتے اور پھر مزاروں پر دیگیں پکاتے، نذریں، چڑھاوے چڑھاتے، تیجہ، ساتا، چالیسواں کرتے کراتے، پاکپتن جا کر بہشتی دروازہ میں گزرتے ہیں، حج اور عمرہ کرتے ہیں روزہ رکھتے اور غریبوں کو رکھواتے ہیں، ماہ محرم میں امام حسین کے نام کی سبیلیں لگاتے اور ماہ ربیع الاول میں جشن میلاد، محفل میلاد، جلوس میلاد اور عید میلاد النبی مناتے اور قائم کرتے ہیں نعرہ رسالت، نعرہ حیدری نعرہ غوث الاعظم مارتے ہیں داتا دربار، امام بری، گولڑہ شریف سیون شریف علی پور شریف موہڑہ شریف درباروں اور مزاروں پر باقاعدگی سے حاضری دیتے ہیں اماموں کی تقلید کرتے ہیں اولیاء اللہ کے خادم ہیں شب برات، شب قدر، اور شب معراج کو جاگتے اور عبادت کرتے ہیں اور ان راتوں میں گلی بازاروں کو بجلی کے قمقموں اور ٹیوبوں سے بقعہ نور بنا دیتے ہیں ہمارے مقتدی ان بابرکت راتوں میں حلوے اور کھیروں سے خود بھی سیر ہوتے اور ہمیں بھی خوب کھلاتے ہیں اور ایمانداری سے روپڑی صاحب بتلاؤ کیا ہم اب بھی مسلمان نہیں اور ہمارے مرید اور مقتدی اب بھی مشرک ہیں اور ہم سب

کیوں بدعتی اور جہنمی ہیں؟ کیا جنت اور بہشت کے تم اکیلے ہی فرقہ وہابیہ ٹھیکیدار ہو کہ جس کو چاہو جنت میں داخل کر دو اور جس کو چاہو دوزخ میں دھکیل دو جس کو چاہو مشرک بنا دو اور جس کو چاہو مواحد بنا دو، کچھ خدا کا خوف کرو عشق مصطفیٰ اصل میں مدار نجات ہے اور وہ ہم میں بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے ہم مسلمان مومن ہیں جنتی ہیں تم اپنی فکر کرو کیونکہ گستاخ رسول فرقہ کبھی جنتی نہیں بن سکتا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی **الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔**

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم"

فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا مہربان ہے اچھروی صاحب مذکورہ قرآن مجید کی آیت میں رب العزت نے اپنا محبوب بننے کا مجرب فارمولا ارشاد فرمادیا ہے اور وہ صرف اطاعت مصطفیٰ ہے صرف ذات رسول بھی ذریعہ نجات نہیں اور صرف حب رسول بھی ذریعہ نجات نہیں بلکہ اطاعت رسول ہی ذریعہ نجات ہے اس لئے کوئی دنیا کا مسلمان دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی اگر چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک شرط لازم ہے اور وہ عقیدہ توحید کے بعد اتباع رسولؐ ہے کوئی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی اطاعت رسول کے بغیر قبول نہیں ہو سکتی اس لئے ہمارے مسلک اہل حدیث کی بنیاد ہی دو چیزیں ہیں

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجانِ مسلم داشتن

اچھروی صاحب ہم نے اپنی نسبت خدا رسول کو چھوڑ کر کسی صحابی، تابعی، امام، ولی، شہر، قصبہ یا بستی کی طرف نہیں کی قرآن وہ بھی حدیث ہے اور رسول کا فرمان وہ بھی

حدیث جوان دونوں پر عقیدہ رکھے اور عمل کرے وہ اہل حدیث ہے یاد رکھو ہم نہ کوفی، نہ حنفی، نہ شافعی، نہ مالکی نہ حنبلی نہ نجدی، نہ نقشبندی، نہ مجددی، نہ سہروردی، نہ چشتی، نہ دیوبندی، نہ بریلوی، نہ سیالوی، نہ گولڑوی، نہ نظامی، نہ قادری، نہ صابری، نہ نانوتوی، نہ گنگوہی، نہ تھانوی، نہ مقلد نہ غیر مقلد صرف اور صرف اہل حدیث ہیں جن کا دوسرا نام اہل سنت ہے اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ اہل سنت اہل حدیث ہیں اور اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں اچھروی صاحب تم اور تمہارا فرقہ اہل شرک اور ہل بدعت ہو تمہارا اہل سنت کہلانا اور لکھنا بالکل فراڈ ہے تم میدان مناظرہ میں آج ہم کو یہ کہتے ہو کہ اپنا مسلمان ہونا ثابت کرو ہم تم کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے بلکہ تم پکے مشرک اور پکے بدعتی ہو۔

میں عبدالقادر روپڑی تم کو کہتا ہوں ہم کو وہ آدمی کہے کہ تم اپنا ایمان اور اسلام ثابت کرو جو خود مسلمان نہ ہو اور جو اعلیٰ درجہ کا خود مشرک اور کافر ہو وہ ہم سے ہمارے ایمان کا ثبوت کیسے طلب کر سکتا ہے؟ جس مولوی کا شرک و کفر ابوجہل اور ابولہب سے بڑھ کر ہو وہ اہل ایمان سے کیسے دلیل کا مطالبہ کر سکتا ہے؟ باقی جتنے جو جو کام تم نے گن گن کر بتلائے ہیں وہ تمام شرک و بدعات کے کام ہیں اگر تم نے اپنی زندگی میں سچی توبہ نہ کی تو مرنے کے بعد سیدھا چلان دوزخ میں کر دیا جائے گا۔

مشرک وہ ہوتا ہے جو اللہ کی ذات میں یا صفات میں یا حقوق میں کسی بھی غیر اللہ کو شریک بنائے تم اور تمہاری جماعت بریلویہ خدا کو بھی عالم الغیب سمجھتے ہیں اور تمام نبیوں اور ولیوں کو بھی غیب دان جانتے ہیں اللہ کو بھی حاضر و ناظر سمجھتے ہو دیگر انبیاء و اولیاء کو بھی حاضر ناظر سمجھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کو مختار کل، فریاد رس، متصرف الامور، قاضی الحاجات، دستگیر، مشکل کشاء سمجھتے ہو اور غیر اللہ کو بھی انہی صفات کا مالک جانتے ہو پورے پاکستان میں تم شرک و بدعات کے سیلاب میں غرق ہو اگر اب بھی آپ کو یقین نہ آئے تو بطور نمونہ چند حوالے سنیے۔

پہلا حوالہ

مشکلیں میری آسان فرمایئے
میرے مشکل کشاء احمد رضا
ایسا ہے میرا مرشد احمد رضا
سب کا ہے مشکل کشاء احمد رضا
کون دیتا ہے؟ کس نے دیا
جو دیا تم نے دیا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت ص۲۰،۲۶،۴۷)

دوسرا حوالہ

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفی ہو کر

تیسرا حوالہ

شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں
رسول خدا خود خدا بن کے آیا۔

چوتھا حوالہ

خدا جس کو پکڑے چھڑا لیں محمد
محمد جو پکڑیں چھڑا کوئی نہیں سکتا

(شان حبیب الرحمٰن مفتی احمد یار خاں ص۴۳)

(سرورالقلوب ص۵)

پانچواں حوالہ

علی جو چاہیں تو مقصد کو سربراہ کریں
گدا گر کو چاہیں تو ایک پل میں بادشاہ کریں

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ ص۵۶)

چھٹا حوالہ

حق اور غوث ایک کہوں تو روا نہیں
کس طرح دو کہوں کہ یہ دونوں جدا نہیں

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ ۵۶)

ساتواں حوالہ

ہمارے سرور عالم کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا چاہے تو محمد کو خدا جانے

آٹھواں حوالہ

محمد محمد پکیندیں گزر گئی
احد نال احمد ملیندیں گزر گئی
میں اپنی حیاتی کوں قربان تھیواں
خدا کو محمد سڈیندیں گزر گئی

(دیوان محمدی ص 219)

نواں حوالہ

کہوں کیا عشق میں یارو کہ کیا معلوم ہوتا ہے
بہر صورت بہر صورت خدا معلوم ہوتا ہے

دسواں حوالہ

محمد سر قدرت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

احد دے وچہ میم ٹکا کے احمد نام دھرایائی
قدرت کامل ظاہر ہوئی گھر عبداللہ جایائی

(کلیات خواجہ نورالحسن چنیڈ ضلع شیخوپورہ)

گیارھواں حوالہ

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یاغوث
(حدائق بخشش جلد۲ص۹)

بارھواں حوالہ

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر
(حدائق حصہ اول ص ۲۷)

تیرھواں حوالہ

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو
(حدائق حصہ دوم ص ۱۰۴)

چودھواں حوالہ

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے
حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے
خدا مل گیا مصطفٰے کہتے کہتے
(نعت مقبول نور محمد ص ۲۵ مطبوعہ لاہور)

پندرھواں حوالہ

در مذہب عاشقاں یک رنگ
ابلیس محمد است ہم سنگ
(تذکرہ غوثیہ ص ۲۵۵)

یعنی ابلیس لعین اور محمد ﷺ ہم سنگ و ہم وزن ہیں۔ (نعوذ باللہ)

بریلویوں کا کلمہ تم نے تو ظالموں کلمہ بھی تبدیل کر دیا ہے **لا الٰہ الا اللّٰہ چشتی رسول اللّٰہ** حالانکہ کلمہ شریف اسلام کی بنیاد ہے اور اسلام کے پانچ ارکان میں سے یہ پہلا رکن ہے۔ (فوائد فریدیہ ص ۸۳)

۱ **لا اله الله شبلی رسول الله۔** (تذکرہ غوثیہ ص ۳۲۳ مطبوعہ لاہور)

۲ **لا اله الا الله معین الدین رسول الله۔** (انوار خواجہ سیرت خواجہ اجمیری)

۳ **لا اله الا الله محکم دین رسول الله۔** (تذکرہ غوثیہ ص ۱۱۰ مطبوعہ لاہور)

بریلویوں کا درود شریف اچھروی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا کلمہ اور ہے تمہارا اور تمہارے ٹولے رضا خانیہ کے پیروں اور مریدوں کا کلمہ اور ہے اب سنیئے مسلمانوں کا درود شریف جو نماز میں پڑھتے ہیں وہ اور ہے اور جو تمہارے ٹولہ بریلویہ کا درود اور ہے۔

(اللّٰهم صل وسلم و بارك عليه و عليهم و علىٰ المولىٰ الهمام امام اهل السنة مجدد الشريعة العاطرة مويد الملة الظاهرة حضرت الشيخ احمد رضا خان رضى الله تعالىٰ عنه) (شجرۃ طیبہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ص ۱۳)

اچھروی صاحب تمام اہل اسلام تو نمازوں میں درود ابراہیمی پڑھتے ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہے اور تمہارا فرقہ اپنی نمازوں میں رضا خانی درود پڑھتے ہیں جس خود ساختہ درود کا شریعت محمدیہ میں کوئی ثبوت نہیں۔

علاوہ ازیں مولوی حامد رضا خاں بریلوی، مولوی محمد مصطفٰے رضا بریلوی، مولوی محمد ریحان رضا بریلوی اور اچھے میاں بریلوی ہر ایک نے اپنے علیحدہ علیحدہ درود گھڑ لئے ہیں جو شجرہ طریقت ص ۱۳-۱۴ پر موجود ہیں بلکہ پیر جماعت علی شاہ پر بھی درود تم نے جعلی اور نقلی بنا لیا ہے۔ سنو!

(اللّٰهم صل وسلم علىٰ محمد و سيدنا وهادينا و مرشدنا ومخدومنا حافظ سيد جماعت على شاه) (از فیضان علی پور ص ۶)

سچ فرمایا ہے کسی نے

بہت سے ابلیس بھی ہیں بھیس میں انسان کے
لوٹنے والے ہیں لاکھوں دولت ایمان کے

بریلویوں کا نیا کعبہ شریف مولوی محمد یار صاحب لکھتے ہیں بیت اللہ شریف دو ہیں ایک مجازی اور دوسرا حقیقی: بیت اللہ شریف مجازی تو کعبہ شریف ہے اور بیت اللہ حقیقی انسان کامل اس لئے فرمایا کہ مجاز حقیقت سے رخصت ہو رہا ہے۔ (شرح دیوان فرید)

بریلویوں کا تجلی کعبہ کے بارہ میں عقیدہ یہ بھی تمہارا بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو تجلی کعبہ پر ہر وقت جلوہ ریز ہے وہ کبھی کبھی حضور اکرم کے روضہ اطہر کا طواف کرتی ہے چنانچہ احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو۔

بلکہ بریلوی مذہب تو کعبہ اللہ کو کچھ نہیں سمجھتا کیوں ان کا عقیدہ ہے کہ حقیقت میں کعبہ شریف بعض اولیاءِ کرام کا بھی طواف کرتا ہے (معاذ اللہ) جاء الحق جلد اول، ص ۱۵۴

بریلویوں کا مدینہ شریف کیوں اچھروی صاحب اور سن لو دن رات مدینہ مدینہ پکارتے ہو اور عاشق مدینہ بنتے ہو اور مسجدوں کے نام نوریا انوار مدینہ رکھتے ہو مگر حقیقت یہ ہے تم جیسا مشرک اور تم جیسا گستاخ دینا میں کوئی دوسرا فرقہ نہیں سنئے تم نے تو مدینہ بھی اور بنالیا ہے۔

مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی
ادھر آؤ تو اچھا ہے ادھر جاؤ تو اچھا ہے

(انوار صوفیہ ستمبر ۱۹۲۰ص ۹)

بریلویوں کے غوث اعظم اچھروی صاحب تمہارے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا لکھتے ہیں۔

"بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔" (ملفوظات حصہ اول ص ۱۲۹)

بریلویوں کا اصلی خدا ایک اور مولانا احمد رضا بریلوی کی کفریہ عبارت سنئے۔

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نوری باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

(حدائق حصہ اول ص ۱۱۲)

بریلویوں کا عرش کے بارہ میں عقیدہ بریلویوں کا یہ عقیدہ ہے کہ الرحمن علی العرش استوی یہ حضور کی صفت ہے اور آپ کی منزل عرش ہے اور آپ ہی مکین عرش ہیں اس تصور سے سلام پڑھتے ہیں۔

السلام اے عرش منزل السلام
لا مکاں کے شمع محفل السلام

(آئینہ پیغمبر ص ۱۵۹)

بریلویوں کے خدا کی تصویر بریلویوں کے عقیدے کے مطابق خدا کی تصویر محمد یار گڑھی بختار خاں کے پیر جیسی ہے۔

کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی

(دیوان محمدی ص ۷۵)

بریلویوں کا اللہ علی ہے اعلیٰ حضرت کے خصوصی شاعر حافظ خلیل حسن فرماتے ہیں۔

بے شک ہے علی کا نام نام اللہ
باتیں ہیں آپ کی کلام اللہ
ہ قامت ہے الف دہن کو ہے "ہ" سے تشبیہ
دونوں گیسو ہیں دونوں لام اللہ

(نعت مقبول خدا ص ۸۲)

بریلویوں کا خدا خواجہ فرید کی شکل میں مولوی غلام جہانیاں لکھتے ہیں۔

نقش فرید نقش ہے رب مجید کا
اظہار ذات حق ہے سراپا فرید کا

(ہفت اقطاب ص ۱۰۱)

خدا سے کشتی تمہارا بریلویوں کا عقیدہ ہے حضرت ابوالحسن الخرقانی نے فرمایا۔
کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا۔

(فوائد فریدیہ ص ۷۸)

بریلویوں کا لوح محفوظ کے بارہ میں عقیدہ مغل بادشاہ اکبر کے ہاں اولاد نہ تھی وہ حضرت شیخ سلیم چشتی کے ہاں حاضر ہوا آپ نے لوح محفوظ پر نگاہ کی اور کہا:
''افسوس کہ تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے'' (خمخانہ تصوف ص ۳۵۵)

بریلویوں کا ختم نبوت سے انکار اچھروی صاحب تمہارے اعلیٰ حضرت تو ختم نبوت کے بھی منکر ہیں جو مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے سنئے۔

انجام دے آغاز رسالت باشد
اینک گوہم تابع عبدالقادر

ترجمہ: حضرت شیخ جیلانی کی وفات کے بعد پھر سے رسالت کا آغاز ہوگا یہ کیونکہ وہ شیخ عبدالقادر کا تابع ہوگا (حدائق حصہ دوم ص ۱۰۱ ردیف العین)

بریلویوں کا قبر میں بھی غوث الاعظم اچھروی صاحب تم اور تمہارے فرقہ رضا خانی کا تو بیڑہ ہی غرق ہو گیا اب بھی کوئی اسلام، ایمان، مسلمانی والی بات رہ گئی کہ قبر میں سوال و جواب کے وقت آدمی کا اپنے آپ کو حضور اکرم کا امتی کہنا کتنی بڑی سعادت ہے مگر بریلوی ٹولہ وہاں بھی حضور اکرم کی بجائے اپنے پیروں کا نام لینا پسند کرتا ہے سنئے حوالہ یہ ہے۔

لحد میں جب فرشتے مجھ سے پوچھیں گے تو کہہ دوں گا
طریقہ قادری ہوں اور نام لیوا غوث اعظم کا

(نعت مقبول ص ٦٥)

بریلویوں کا طواف قلعہ شریف

دوستی رب دی لوڑ نائیں قلعے والے دا پلڑا چھوڑ ناہیں
قلعہ والے دے گرد طواف کر لے مکے جاونے دی کوئی لوڑ ناہیں
ایہہ قصور نگاہ دا نادانوں رب ہور ناہیں پیر ہور ناہیں
فضل رب داجے مطلوب ہووے قلعے والے ولوں مکھ موڑ ناہیں

(سی حرفی رموز معرفت مطبوعہ لاہور ص ٣)

بریلویوں کا کعبۃ اللہ

تو ہیں نور خدا قلعے والیا نائب مصطفٰے قلعے والیا
سانوں کعبے دے جانے دی لوڑ نہیں کعبہ روضہ تیرا قلعے والیا
لوکیں کہندے نے جنوں بہشت بریں اوہ ہے کوچہ تیرا قلعے والیا
ساڈا دین توہیں تے ایمان تو ہیں تینوں سجدہ روا قلعے والیا
شرق سے غرب تک غرب سے شرق تک چرچا گھر گھر تیرا قلعے والیا

(سی حرفی رموز معرفت ص ١٦)

بریلویوں کے ارکان اسلام

حضرت خواجہ غلام فرید چشتی چاچڑاں شریف اپنے دیوان میں لکھتے ہیں۔

میڈا کعبہ قبلہ مسجد منبر مصحف تے قرآن وی توں
میڈے فرض فریضے حج زکوٰتاں صوم وصلوٰۃ اذان وی توں

(حج فقیر برآستانہ پیر ص ٤٥ مطبوعہ لاہور)

انبیائے کرامؑ اور ازواج مطہرات کی سخت گستاخی بریلویوں کے اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

(ملفوظات احمد رضا ج ۳ ص ۲۹ طبع فضل نور اکیڈمی گجرات)

رسول اکرمؐ کی سخت توہین اچھروی اب تو شرم کرو بے شمار حوالے میں نے آپ اور آپ کے فرقہ غالیہ بریلویہ رضا خانیہ کے توہین خدا، توہین مصطفیٰ، توہین انبیاء، توہین کعبہ، توہین مکہ، توہین مدینہ، توہین قرآن، توہین صحابہ، توہین حدیث کے پیش کئے ہیں کیا اب بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کا شبہ رہ گیا ہے۔

بریلویت اور گستاخی سید الانبیاء اچھروی صاحب ایک اور حوالہ سن لو یہ خاص تمہاری کتاب کا حوالہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ زوجین کے جفت (ہمبستری) ہوتے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور سب کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں (مقیاس حنفیت ص ۲۸۲)

اچھروی صاحب تمہاری شرم وحیا کا جنازہ نکل چکا ہے اس حوالہ کی وجہ سے تم اب مشرک اعظم اور کافر اعظم بن چکے ہو کیونکہ شان مصطفٰے میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے ابھی توبہ کرو ابھی توبہ کرو ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں خدا کا قہر تمہیں ابھی غرق نہ کردے بس پھر تمام مجمع نے اچھروی صاحب پر لعنت کے تبرلے برسانا شروع کر دیئے اس وقت اچھروی کی حالت بے حد قابل رحم اور قابل دید تھی کہ اگر زمین پھٹ جائے تو اس وقت اس میں غرق ہو جائے۔

بریلویوں کا ساقی کوثر احمد رضا تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن حضور اکرم ہی حوض کوثر پر کھڑے ہوں گے اور اپنی امت محمدیہ کے پیاسوں کو آب کوثر پلائیں گے۔

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا

حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو

اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت ص ۴۷)

بریلویوں کا سب سے بڑا عارف باللہ بریلویوں کے نزدیک عارف باللہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ (نجم الرحمٰن ص ۱۰۴)

پیران پیر کو سورج کا سلام اچھروی صاحب تم اور تمہارا فرقہ سارے کا سارا جاہل اور احمق ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جب بھی سورج چڑھتا ہے تو روزانہ ہر نیا سال ہر نیا مہینہ ہر نیا ہفتہ اور ہر نیا دن شیخ عبدالقادر جیلانی کے دربار میں سلام کرتا ہے اور اپنے مافیہا کی خبر دیتا ہے اور میری نظر لوح محفوظ پر ہے۔ (تفریح الخاطر صفحہ نمبر ۱۰۵)

بریلویوں کا میدان محشر میں جواب

سوال جج پہ محشر میں جو پوچھیں گے تو کہہ دوں گا

میں زائر ہوں علی پور کا علی پور والیا شاہا

(انوار علی پوری)

بریلویوں کا فردوس اعلیٰ سے انکار رضا خانی اہل بدعت کا جعلی عشق اور توحید الٰہی کا ایک اور نمونہ سنیئے۔

خدا سے میں نہ مانگوں گا کبھی فردوس اعلیٰ کو

مجھے کافی ہے یہ تربت معین الدین چشتی کی

(العیاذ باللہ) (ماخوذ مسئلہ مختار کل ص ۳۹)

بریلویت کیلئے ہر فرض سے اہم فرض اچھروی صاحب تمہارے عقیدہ میں قرآن و سنت کی کوئی اتھارٹی نہیں اصل چیز تو فرقہ بریلویہ کے لئے تمہارے اعلیٰ حضرت کا دین ہی کافی ہے سنو وہ جاتے وقت وصیت کر گئے ہیں۔

میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے
اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے

(وصایا شریف ص۱۰۔ طبع بریلی)

نبی ولی ہمبستری کے وقت حاضر و ناظر مولوی منظور احمد فیضی بریلوی لکھتا ہے نبی ہو یا ولی ہمبستری کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں اور سب واقعہ بچشم خود دیکھتے ہیں مادہ کی شرم گاہ میں نطفہ جاتا دیکھتے ہیں۔ (مقام رسول جلد۲ ص ۶۴۱)

شیخ جیلانی کا کندھا معراج کی رات شیخ عبدالقادر جیلانی نے حضور علیہ السلام کو کندھا دیا تو شیخ جیلانی کے کندھے پر حضور اکرم کا مبارک نشان لگ گیا۔ (تفریح الخاطر ص۲۰)

رب قادر اور شیخ عبدالقادر کا فرق اچھروی صاحب ایک اور بریلوی شاعر کا کفریہ شعر سنئے۔

بیشک رب قادر ہے لیکن بہتا کرے ادھار
چل چلئے عبدالقادر کول جیڑا کدی نہ کرے انکار

(العیاذ باللہ)

ہر غوث ہے شیدا تیرا تمہارے فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

(حدائق بخشش جلد۱ ص۸)

تمام انبیاءؑ اولیاء شیخ جیلانی مجلس میں رضا خانی قصہ گو مولوی شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارہ میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی نبی اور کوئی ولی ایسا نہیں جو اس مجلس میں حاضر نہ ہوا ہو زندہ اپنے جسموں سمیت اور فوت شدہ اپنی روحوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ (تفریح الخاطر ص۱۰۷)

اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

مولوی محمد عمر اچھروی بعد از خطبہ شرکیہ و بریلویہ کے دو تین دفعہ الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم قل لا یستوی الخبیث والطیب و لو اعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون (سورۂ مائدہ: ۷۔۱۳)

فرمادیجئے اے محمد رسول اللہ خبیث اور پاک دونوں یکساں نہیں ہو سکتے گو خبیث لوگوں کی زیادتی تمہیں اچھی معلوم ہو اے عقل مندو اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم عذاب الٰہی سے بچ سکو روپڑی صاحب میں نے ساری تقریر جو تم نے زبردست ہمارے خلاف کی ہے ہم نے تمام کی تمام سنی جو کفر و شرک تم نے اکٹھا کر کے ہم پر تھوپ دیا آپ نے ہم کو اور ہمارے اکابرین وعمائدین زندہ اور فوت شدہ نئے اور پرانے حتی کہ فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت صاحب کو بھی تم نے معاف نہیں کیا ان سب پر الزامات اور اتہامات لگا لگا کر اپنے دل کی آگ کو خوب ٹھنڈا کیا اس مذکورہ آیت میں بھی حافظ صاحب یہی ذکر ہے کہ خبیث اشیاء اور خبیث آدمیوں سے بچ جاؤ گے تو تمہاری نجات ہوگی مسلمان چونکہ پاک ہیں اس لئے مسلمانوں کو اللہ نے پلید چیزوں سے اجتناب کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

دوسری آیت اور بھی سن لو

(فاعرضوا عنھم فانھم رجس و ماوٰھم جھنم جزآء بما کانوا یکسبون)

(سورۂ توبہ ۱۲۔۱۱)

"منافقین اور کفار سے (اے مسلمانوں) تم بائیکاٹ کر دو کیونکہ وہ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

روپڑی صاحب مذکورہ آیت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ وہابی فرقہ کے اعمال عنداللہ برے ہیں ان کے اعمال صالحہ اعمال نہیں بلکہ اعمال سیئہ ہیں اللہ کے نزدیک یہ فرقہ رجس ہے اور فرقہ وہابیہ عنداللہ دوزخی ہے جنت میں ان وہابیوں کا داخلہ حرام ہے کیونکہ یہ رجس ہیں رجس اور نجس ان کی خوراک ہے ان کے اعمال و افعال رجس اور نجس ہیں لہذا یہ جنت

سے محروم ہی رہیں گے فقیر محمد عمراب وہابی فرقہ کے اکابرین علماء غیر مقلدین کی کتابوں سے چند حوالے پیش کرتا ہے سامعین کو اچھی طرح واضح ہو جائے گا کہ وہابی فرقہ گندا ہے ان کے اعمال گندے ان کے عقائد گندے ان کے بڑے اور چھوٹے رجس اور نجس ہیں۔

عقیدہ وہابیہ نمبر ا وہابی فرقہ کے نزدیک ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ا ص ۶۳)

نمبر ۲ عورت بھی امام بن کر نماز پڑھا سکتی ہے اور جماعت کرا سکتی ہے۔

(عرف الجادی ص ۳۷)

نمبر ۳ عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانا جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۳۳۷)

نمبر ۴ نابالغ بچے کو امام مقرر کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (عرف الجادی ص ۳۷)

عقیدہ وہابیہ نمبر ۵ اور اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس مرد کے لئے اس مزنیہ کی ماں اور بیٹی سے نکاح حلال ہے (نزل الابرار جلد دوم ص ۲۱)

نمبر ۶ فرقہ وہابیہ کے نزدیک تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔

(عرف الجادی ص ۱۲۱)

نمبر ۷ نکاح میں دف بجانا مشروع بلکہ نکاح کا اعلان دف کے ذریعہ کرنا مستحب ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۹۱)

نمبر ۸ وہابی فرقہ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۲۴)

نمبر ۹ وہابی فرقہ کے نزدیک درود تاج اور درود لکھی وغیرہ سب خلاف شرع اور بدعت ہیں۔

(فتاویٰ ستاریہ ص ۷)

نمبر ۱۰ مروجہ مجلس میلاد، جشن میلاد اور محفل میلاد قطعاً حرام اور شرک ہیں۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ا ص ۶۴)

حوالہ نمبر ۱۱ صنب گوہ حلال ہے۔ (تفسیر ستاری ضمیمہ ص ۴۲۶)

حوالہ نمبر ۱۲ کتا کنویں میں گر جائے تو پانی پاک ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص ۲۰۰)

حوالہ نمبر ۱۳ وہابیوں کے نزدیک مرد وعورت کی منی پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰)

نمبر ۱۴ غیر اللہ کے نام ذبیحہ حرام ہے گو ذبح کے وقت مسلمان بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے۔

نمبر ۱۵ نگاہ جائز کرنے کے لیے بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے (عرف الجادی ص ۱۳۰)

نمبر ۱۶ ہمارے بعض اصحاب نے متعہ کے نکاح کو جائز کہا ہے (نزل الابرار ج ۲ ص ۳۳)

نمبر ۱۷ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا اور سوتیلا بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(اخبار ''اہلحدیث'' مورخہ ۲۱ محرم ۱۳۳۰ھ)

نمبر ۱۸ غیر مقلدین کے نزدیک عورت کے فرج کی رطوبت پاک ہے۔

(کنز الحقائق، ہدیہ المہدی)

حافظ عبدالقادر روپڑی بعد از خطبہ مسنونہ کے **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و ما اٰتکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا** (الحشر پ ۲۸) جو تمہیں (شریعت) میرا رسول دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کر دے اس سے باز آ جاؤ۔

اچھروی صاحب مجھے آپ کی یہ ٹرن سن کر بے حد افسوس ہوا مجھے یہ گمان تھا کہ آپ صاحب علم ہوں گے مگر میں آج میدان مناظرہ میں علم الیقین سے عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ چکا ہوں کہ واقعی بریلوی رضا خانی مولوی بے علم اور بے عمل ہوتے ہیں اور ان کا وعظ و درس و خطبہ سوائے بابا بلھے شاہ اور پیر باہو کے شعروں کے سوا کچھ نہیں ہوتا ورنہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میدان مناظرہ میں عبدالقادر روپڑی ہے اور اچھروی صاحب کیا آپ کو ابھی تک اتنا بھی علم نہیں کہ اہل حدیث کا مذہب وہ ہے جو قرآن کریم اور حدیث صحیح میں بند ہے جو اعتراض ان دونوں پر ہو گا وہ مسلک اہل حدیث پر ہو گا اور جو قرآن و حدیث سے باہر ہو گا وہ ان علماء کا انفرادی مذہب تو

قرار دیا جا سکتا ہے مگر اہل حدیث کا مذہب نہیں ہو سکتا۔

خاتم الانبیاء ﷺ بھی اپنی امت کے لیے دو چیزیں چھوڑ کر گئے ہیں جن پر دین کا دار و مدار ہے **ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ۔** (موطا امام مالک)

دوسرا جواب اچھروی صاحب بے چارے کو اتنا بھی علم نہیں کہ اہل حدیث کا مذہب مولانا نواب صدیق الحسن، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولینا علامہ وحید الزماں، امام شوکانی، سید نذیر حسین، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم کے اقوال و افعال نہیں اگر کوئی ان کا مسئلہ یا عبارت، یا نظریہ یا کوئی عربی اور فارسی کا کوئی شعر قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو مسترد کر دیا جائے گا اور یہ ان کی اجتہادی غلطی تصور ہوگی۔

تیسرا جواب اچھروی صاحب ایک طرف تو دن رات آپ ہم کو غیر مقلد کہتے اور سمجھتے ہو اور دوسری طرف میدان مناظرہ میں سابقہ مرحوم علماء فضلاء اور مقتداؤں کے اقوال یا فتاوی ہمارے سامنے پیش کرتے ہو، غیر مقلد بھی دو لفظوں سے مرکب ہے غیر اور مقلد، مقلد کہتے ہیں کسی کی بات بے دلیل قبول کرنے والا اور غیر مقلد کے معنی ہوئے غیر کی بات کو بے دلیل قبول نہ کرنے والا اور اہل حدیث بھی دو لفظوں سے مرکب ہے اہل اور حدیث اس کے معنی ہوئے حدیث والے اور اہل فقہ کا معنی فقہ والے اچھروی صاحب کی کم علمی، کم فہمی اور کج روی تو دیکھئے کہ ہمیں غیر مقلد اہلحدیث بھی کہیں اور جن کی بات شرعی دلیل نہیں ان کے اقوال اور فتوے بے دلیل ہمارے ذمہ لگا رہے ہیں اور غیر کلام نبی سے الزام بھی ہمیں دے رہے ہیں جو ہمارے لیے حجت نہیں۔

چوتھا جواب نواب صدیق الحسن صاحب یا علامہ وحید الزماں وغیرہ کی کتابیں ہمارے مسلک اہلحدیث کی بنیادی کتابیں نہیں اور نہ یہ رسالے ہماری امہات کتابیں ہیں جن کی بدولت انسان کا ناجی و غیر ناجی ہونا پہچانا جاتا ہے وہ مشہور اور معتمد چھ کتابیں ہیں (۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ابوداؤد (۴) جامع ترمذی (۵) سنن نسائی (۶) ابن ماجہ ان کو

صحاح ستہ کہتے ہیں ان کے بعد باقی جمیع کتب احادیث بشرط صحت لہذا جو مسئلہ ان کتابوں کے خلاف ہو۔

اولاً: تو وہ اہلحدیثوں کا مسئلہ ہی نہیں کہلا سکتا چہ جائیکہ اس کو مورد الزام ذکر کیا جائے۔

ثانیاً: وہ بالاتفاق مردود سمجھا جائے گا۔

اچھروی صاحب ہم تو ہر مسئلہ کو ہر فتویٰ کو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں وہ مسئلہ خواہ کسی کا کیوں نہ ہو؟ جب امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ثوری کے اقوال کو اس کسوٹی پر پرکھتے ہیں تو پھر دیگر علماء و مجتہدین نواب صدیق صاحب علامہ وحید الزماں صاحب، امام شوکانی وغیرہم کے مسائل وفتاویٰ کو بھی مذکورہ قرآن وحدیث کے ترازو پر پرکھا جائے گا۔

اچھروی صاحب جو بھی کتابیں خواہ کوئی ہوں کسی کی ہوں جو خلاف کسوٹی ہوں ایک دفعہ نہیں کروڑوں دفعہ ان کو مٹا دیں ڈبو دیں ہم بھی آپ کے ساتھ شریک ہوں گے اگر دلیل الطالب، بدور الاہلہ، عرف الجادی، نزل الابرار، نفخ الطیب اور بنیان مرصوص وغیرہ وغیرہ صفحہ ہستی سے مٹا بھی دی جائیں تو اس سے جماعت اہل حدیث اور مسلک اہلحدیث کو لمحہ برابر بھی صدمہ نہیں پہنچ سکتا بخلاف احناف کے اگر ان کی تمام کتب متون وشرح، فتاویٰ ملیامیٹ کردی جائیں تو بس ملت ابوحنیفہ کا کام تمام ہی ہو جائے گا۔

اچھروی صاحب جن کتابوں سے آپ نے قطع برید کر کے حوالے دیئے ہیں وہ ہمارے نزدیک معیار شرعی نہیں ہمارے نزدیک ان کے وہی درجات ہیں جو ہدایہ، شرح وقایہ، عالمگیری شامی وغیرہ کے ہیں بلکہ ان سے بدرجہا اعلیٰ ہیں البتہ معیار نہ ہونے میں دونوں یکساں ہیں معیار حق تو محض قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ہی ہے باقرار موافق و مخالف والحق ماشهدت به الاعدآء۔

پانچواں جواب اچھروی صاحب یہ کتابیں اور حوالہ جات جو مجتہدین کے آپ نے

پیش کئے ہیں ان حوالوں کا جماعت اہل حدیث اور مسلک اہلحدیث پر قطعاً رائی کے برابر بھی اثر نہیں پڑتا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی آپ کو یا آپ کے بڑوں کو یوں کہے کہ یہ عمداً امام صاحب کا خلاف کرتے ہیں یا کرتے تھے کیا عمداً امام صاحب کے خلاف کرتے ہوئے بھی کوئی حنفی کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے؟ یہی حال اہل حدیثوں کا ہے کیا کوئی عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ اہل حدیث باوجود قرآن واحادیث کے ترک کرنے کے اہل حدیث کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے ہرگز نہیں باقی یہ بھی یاد رکھیں کہ ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد کو تسلیم کرنا لازم نہیں نہ ایک کے اجتہاد کی وجہ سے دوسرے کو کافر فاسق کہہ سکتے ہیں ورنہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے خلاف کرنے میں آپ کے امام ابوحنیفہؒ بھی برے تصور کئے جائیں گے اسے نہ آپ تسلیم کریں گے اور نہ کوئی اہل عقل اور اہل علم ہرگز تسلیم نہ کرے گا ہمارے اہلحدیثوں کے نزدیک واجب العمل کتاب وسنت کے سوا کچھ نہیں چنانچہ ہم نے کبھی اپنے فتاوی میں ان کا بھی تذکرہ تک نہیں کیا۔

چھٹا جواب اہلحدیث کا مذہب صرف اور صرف کلام اللہ اور کلام الرسول ہے جو اس پر اعتراض ہے وہ تو مذہب اہل حدیث پر ہے اور جو اعتراض علماء کے اقوال اور ان کی کتابوں پر ہے وہ ان علماء پر تو اعتراض ہے لیکن مسلک اہلحدیث پر نہیں وہ اس لئے کہ ہم کسی کے مقلد نہیں اگر علماء اہلحدیث میں سے کسی فرد کی اگر کوئی ذاتی رائے یا انفرادی تحقیق ہو تو یہ کیا اس کو مستلزم ہے کہ اس کی رائے اہل حدیث کی بھی رائے بن جائے آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اہلحدیث رائے سے ہی نہیں بلکہ اصحاب رائے سے بھی کنارہ کش اور کشیدہ خاطر رہے ہیں ان کا ایک ہی سنہری اصول یہی ہے **مامن احد الا وھو ماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

(حجۃ اللہ البالغہ ص149)

ساتواں جواب اچھروی صاحب یہ بات بھی آپ کو یاد رکھنی چاہیے کہ مولانا وحید الزماں حیدر آبادی جن کی کتابوں کے اکثر حوالے آپ نے پیش کئے ہیں وہ اہل

حدیث نہیں تھے بلکہ وہ پکے مقلد حنفی تھے جبکہ انہوں نے اپنی کتاب نور الہدایہ شرح وقایہ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ص ۱۶ پر لکھا ہے" یہ بندہ عاصی پر معاصی محمد وحید الزماں لکھنوی فاروقی حنفی" آپ کی ولادت ۱۸۵۰ء اور وفات ۱۹۲۰ء کو ہوئی ہے مولانا خود بھی حنفی تھے بلکہ ان کا پورا خاندان حنفی تھا یہی وجہ ہے کہ اپنے والد مسیح الزماں کے حکم پر سب سے پہلے جس فقہ حنفی کتاب کا ترجمہ شائع کیا وہ شرح وقایہ تھی اور غیر مقلدین کا خوب رد کیا نتیجہ نکلا وہ نہایت متعصب مقلد تھے۔ (حوالہ نور الہدایہ شرح وقایہ ص ۱۶ مطبوعہ کانپور)

علامہ وحید الزماں اہل بیعت سے محبت غلو کے درجہ تک رکھتے تھے قاضی مظہر حسین آف چکوال تحریر فرماتے ہیں یہ مولوی وحید الزماں بھی عجیب وغریب شخصیت ثابت ہوئے ہیں چنانچہ پہلے وہ کٹر سنی حنفی تھے پھر حنفیت چھوڑ کر غیر مقلد بن گئے پھر مسلک اہلحدیث کو بھی خیر باد کہہ کر مسلک شیعہ کو اپنا لیا۔

اچھروی صاحب عقل وہوش سے کام لو حوالے ہمارے سامنے اس بزرگ وحید الزماں کے پیش کرتے ہو جو خود کٹر مقلد متعصب حنفی تھا اور الزام اہلحدیثوں پر لگاتے ہو یہ چیز تو دیانت اور امانت کے صریحاً خلاف ہے ان کے مقلد حنفی ہونے کا مزید ثبوت سنئے وجوب تقلید پر انہوں نے کئی صفحات سیاہ کر ڈالے ہیں حوالہ نور الھدایہ ص نمبر ۹ تا ص ۱۶ اور ان کی مشہور کتاب نزل الابرار کے ص ۷ پر انہوں نے خود تقلید کو واجب لکھا ہے اصل عبارت سنیے

لا بد للعامی من تقلید مجتھد کہ عام آدمی کو مجتہد کی تقلید کے بغیر چارہ ہی نہیں۔

کیوں جناب! ذرا لوگو غور کرو یہ خیالات کسی حنفی مقلد کے تو ہو سکتے ہیں نہ کہ اہلحدیث کے بھلا اہلحدیث کے ہاں تقلید کہاں؟ سچ ہے **ضد ان مفترقان ای تفرق** ہم اہلحدیث تقلید معین یا تقلید شخصی کو ناجائز غیر مشروع بلکہ شرک وبدعت سمجھتے ہیں لہذا وحید الزماں کے بیان کردہ جتنے مضحکہ خیز اور گندے مسائل ہیں وہ چونکہ خود مقلد حنفی تھے لہذا ان کے تمام حیاء سوز اور شرمناک مسائل کا ماخذ ومنبع مسلک اہل حدیث نہیں بلکہ فقہ حنفیہ کو فیہ ہے اور الحمد اللہ اہلحدیث اس سے بری الذمہ ثابت ہوئے واقعی سچ کسی نے فرمایا۔

اوروں سے جنگ کرتے ہو گھر کی خبر نہیں
تجھ سا تو عقل مند بھی کوئی بشر نہیں

اب اچھروی صاحب جو تم نے مسلک اہلحدیث اور جماعت اہل حدیث پر گندے الزامات اور خرافات گھڑ گھڑ کر اور علماء غیر مقلدین کے نام لگاتے ہوئے بیان کیے ہیں۔ اب میں ان تمام اعتراضات کی حقیقت کھول دیتا ہوں تا کہ کم علم جاہل عوام تیری فریب کاری کے جال میں نہ پھنس جائیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قرآن وحدیث کا سچا پیرو کار بنائے اور موت تک اسی پر استقامت بخشے آمین۔

(۱) پہلا اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب وہابیوں کے نزدیک ننگے سر نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔

اچھروی صاحب! اس میں کون سی قباحت ہے کہ آدمی ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے کیا آپ نے ساری عمر حدیث رسول کی مخالفت اور عداوت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے جس پاک پیغمبرؐ کا کلمہ پڑھتے ہو اگر ننگے سر نماز پڑھنا یا حکم دینا یا صحابہ کرام کا پڑھنا صحیح روایت سے ثابت ہو جائے پھر تمہیں کون سی پریشانی ہے سنو دلیل میں پیش کر دیتا ہوں۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان الثوب واسعاً فالتحف بہ یعنی فی الصلوٰۃ و فی مسلم فخالف بین طرفیہ فان کان ضیقاً فاتزر بہ۔ (متفق علیہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کپڑا فراخ ہو تو اوڑھ لے نماز میں اور مسلم شریف کی روایت میں اوڑھنے کا طریقہ بتلایا ہے کہ کپڑے کی دونوں طرفین خلاف طور پر کر لے یعنی خلاف طور پر کندھے پر ڈال لے اگر کپڑا تنگ ہو تو بند باندھ لے مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی روایت میں سر کا ڈھانکنا ضروری ہوتا تو اس کا بھی ذکر ہوتا اور یہ اشکال بھی رفع ہو گیا جیسا کہ بعض حنفی کہتے ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز اس وقت تھی جب کپڑوں میں تنگی تھی اس وقت تب جائز تھی ان کا یہ کہنا بالکل غلط ہے

کیونکہ حضرت جابرؓ نے باوجود کپڑا ہونے کے ایک کپڑے میں نماز پڑھ کر یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ اب بھی جائز ہے۔ (بخاری ج ا ص ۵۱)

باقی احرام کی حالت میں سب حاجی مکہ مکرمہ میں ننگے سر پڑھتے ہیں کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ جناب ننگے سر نماز نہیں ہوتی تیسری بات ہاں عورت کے لئے کپڑا لینا اور سر ڈھا کنا ضروری ہے اس کی نماز واقعی ننگے سر نہیں ہوتی باقی رہا مرد تو اس کے لئے سر ڈھکنا اور کپڑا لینے کی کوئی شرط نہیں وہ ننگے سر بھی نماز پڑھ سکتا ہے اب ذرا غور کر کے اپنے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کا فتویٰ پڑھ لیں تا کہ چونکہ چنانچہ اگر چہ مگر چہ کے سارے سوراخ بند ہو جائیں سنئے اپنی مشہور تصنیف احکام شریعت حصہ اول ص ۱۳۰

(ا) ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔ الجواب

اگر بہ نیت عاجزی ننگے سر پڑھے تو کوئی حرج نہیں **واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔**

۲ سوال (ب) نماز کے اندر اگر ٹوپی گر جائے تو اٹھانا چاہیے یا نہیں؟

الجواب (ب) اٹھا لینا افضل ہے جب کہ بار بار نہ گرے اگر تذلل و انکسار کی نیت سے سر برہنہ رکھنا چاہے تو پھر نہ اٹھانی افضل ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوئم ص ۵۹)

کیوں جناب اچھروی صاحب اس فتویٰ کو سننے کے بعد اگر بریلوی ٹولہ اور تم اس مسئلہ میں شور وغوغا ہمارے خلاف کرو تو پھر تمہارا خدا ہی حافظ ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

باقی میں آپ کو یہ بات واضح کر دوں کہ عورت کا سر ستر میں شامل ہے نماز میں عورت کے لئے سر کا ڈھانکنا ضروری ہے اگر عورت کا سر ننگا ہو تو نماز واقعی نہیں ہوتی جیسا کہ حدیث میں ہے **لا تقبل صلوۃ حائض الا بخمار۔** (ابن ماجہ ص ۴۸)

مرد کی نماز میں ننگے سر سے کوئی اثر نہیں پڑتا باقی نماز فرضی ہو یا نفلی نمازی مقتدی ہو منفرد ہو یا امام سب کے لئے ایک ہی حکم ہے خود امام الانبیاء ﷺ نے بھی بہت مرتبہ ننگے

سرنماز پڑھی ہے بلکہ ننگے سرنماز پڑھائی ہے اس کا ثبوت (بخاری شریف جلد اول ص ۸۹) میں موجود ہے۔

۲ دوم اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب | وہابیوں کے نزدیک عورت جماعت کرا سکتی ہے۔ (عرف الجادی)

اچھروی صاحب یہ کیوں نہیں کہتے کہ رسول اکرمؐ نے عورتوں کی عورت کو امامت کرانے کی اجازت دی ہے کیا تم حدیث رسول اور فرمان پیغمبر کے منکر ہو دن رات نعرہ رسالت مارتے ہو اور اسم محمد پر انگوٹھے بھی چومتے اور صدقے جایئے یارسول اللہ ہر دم آپ کا تکیہ کلام ہے ثابت ہوا تم اور بریلوی سارے جھوٹے عاشقان رسول ہو حوالہ سنئے **عن ام ورقة بنت نوفل ان النبی صلی الله علیه وسلم لما غزا بدرا قالت قلت له رسول الله ائذن لی فی الغزو و معك امرض مرضاكم لعل الله ان یرزقنی شهادة قال قری فی بیتك فان الله عزوجل یرزقك الشهادة قال فكانت تسمی الشهیدة قال و كانت قد قرأت القرآن فاستاذنت النبی صلی الله علیه وسلم ان تتخذفی دآرها موذنا فاذن لها قال و كانت دبرت غلاما لها وجاریة فقاما الیها باللیل فغما ها بقطیفة لها حتی ماتت و ذهبا فاصبح عمر فقام فی الناس فقال من كان عنده من هذین علم اومن راهما فلیجی بهما فامر بهما فصلبا فكانا اول مصلوب بالمدینة .** (ابوداؤد جلد اص ۸۷)

جواب **عن ام ورقه بنت عبدالله بن الحارث بهذا الحدیث والاول اتم قال و كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یزورها فی بیتها وجعل لها موذنا یوذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها قال عبدالرحمن فانا رأیت موذنها شیخا كبیراً.** (سنن ابوداؤد ج اص ۸۷ باب امامۃ النساء)

ثابت ہوا! کہ عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے لیکن درمیان میں کھڑی ہو اور آگے مصلی پر مردوں کی طرح نہیں کھڑی ہو سکتی۔

(۳) تیسرا اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب

وہابیوں کے نزدیک عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانا جائز ہے (فتاوی ثنائیہ)

یہ مسئلہ بھی وہابیوں کا خود ساختہ نہیں بلکہ حدیث رسول میں ثبوت موجود ہے اور ہمارا مسلک اہلحدیث یہی ہے کہ جو کچھ حدیث صحیح میں مل جائے وہ ہمارا مذہب ہے جس کو پیغمبر سے پیار ہے اس کو حدیث رسول سے بھی پیار ہے ورنہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور بریلویت یہی ہے کہ دعویٰ عشق رسول کا اور عمل احمد رضا کی کتابوں پر لو اب عورتوں کا عیدگاہ میں جانے کا حوالہ سنئے **وعن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين و ذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين و دعوتهم و تعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امراة يا رسول الله احدنا ليس لها جلباب قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها۔**

(بخاری ومسلم مشکوۃ ص ۱۲۶ باب صلوۃ العیدین)

اچھروی صاحب اب جو کچھ اعتراض کرنا ہے حدیث رسول پر کریں ہم تو حدیث رسول کے تابعدار ہیں تمہارا چونکہ نبی پاک سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ تمہارا تعلق مولوی احمد رضا بریلوی سے ہے اور ہمارا امام جناب محمد رسول اللہ ہیں تم اپنے امام کے پیروکار ہو ہم اپنے امام اعظم ﷺ کے پیروکار ہیں **تلك اذا قسمة ضيزى ۔**

حضرت ام عطیہ فرماتیؓ ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ حیض والیوں، پردہ والیوں کو بھی عیدین میں نکالیں تاکہ مسلمانوں کی دعا اور جماعت میں شامل ہو جائیں لیکن حائضہ عورت نماز کی جگہ سے الگ رہے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! بعض دفعہ ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہیں ہوتی تو فرمایا اس کی سہیلی اپنی چادر سے اس کو پہنا دے لہذا مسئلہ واضح ہو گیا کہ عورتیں ضرور عیدین میں پردے کے ساتھ شامل ہوں لیکن خوشبو وغیرہ نہ لگائیں اور زینت بھی ظاہر نہ کریں بلکہ یہ سنت آج کل متروک ہے اس پر عمل کر کے اس سنت کو زندہ کرنا چاہیے۔

(۴) چوتھا اچھروی اعتراض اور جواب فرقہ وہابیہ کے نزدیک نابالغ بچے کی امامت بالکل جائز ہے۔ (عرف الجادی ص ۳۷)

مذکورہ مسئلہ کا اثبات بھی حدیث میں موجود ہے اور اچھروی صاحب اہل حدیث کا مذہب وہی ہے جو حدیث صحیحہ میں ہے لہذا حدیث نبوی کے مقابلہ میں کسی غیر کا قول وفعل اور رائے قیاس کوئی حیثیت نہیں رکھتا اب حوالہ سنیئے عمرو بن سلمہؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک پانی پر لوگوں کی گزرگاہ میں رہتے تھے وہاں سے قافلے گزرتے ہم ان سے دریافت کرتے کہ لوگوں کو کیا ہوا؟ اور یہ شخص کون ہے؟ وہ جواب میں کہتے ہیں یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف فلاں چیز وحی کی ہے یہ وحی میں لوگوں سے سن کر یاد کر لیتا اور وہ گویا میرے سینہ سے چپٹ جاتی اور عرب لوگ اسلام قبول کرنے میں فتح مکہ کے منتظر تھے وہ کہتے تھے اس کو اور اس کی قوم کو چھوڑ دو اگر یہ ان پر غالب آ گیا تو سچا نبی ہے پس جب مکہ فتح ہوا تو ہماری قوم نے اسلام لانے میں جلدی کی جب واپس آئے تو کہا اللہ کی قسم میں سچے نبی کے پاس سے آیا ہوں وہ (نبی) کہتا ہے فلاں فلاں نماز فلاں فلاں وقت پڑھو جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا ہو وہ تمہاری امامت کرائے جب میری قوم نے دیکھا تو مجھے سب سے زیادہ قرآن یاد تھا کیونکہ میں آنے جانے والوں سے سن کر یاد کر لیتا تھا پس انہوں نے مجھے اپنا امام بنا لیا اور میری عمر اس وقت چھ یا سات برس کی تھی **و انا ابن ست او سبع سنین** اور مجھ پر ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو وہ سکڑ جاتی نیچے کا بدن ننگا ہو جاتا قوم میں سے ایک عورت نے کہا کہ تم اپنے امام کا ستر کیوں نہیں ڈھانکتے انہوں نے کپڑا خرید کر میرے لیے قمیض تیار کی میں اس سے اتنا خوش ہوا کہ اتنی خوشی پہلے مجھے کبھی نہیں ہوئی (بخاری ومشکوۃ باب الامامۃ فصل ثالث)

(۲) ایک دوسری حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا **فلیؤمهم أقرأهم و ان كان اصغرهم**۔ (قیام اللیل ص ۱۰۱) امامت کے لئے قاعدہ یہ ہے کہ جس کو قرآن مجید

زیادہ یاد ہو امامت کرائے اگرچہ سب سے چھوٹا ہو۔

مذکورہ احادیث نبویہ سے ثابت ہوا کہ نابالغ لڑکا نماز تراویح، فرض، وتر بحیثیت امام پڑھا سکتا ہے کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں۔

(۵) پانچواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس مرد کے لئے اس مزینہ کی ماں اور بیٹی سے نکاح حلال ہے۔

(نزل الابرار ج ۲ ص ۲۱)

اچھروی صاحب یہ بھی اتنا اہم مسئلہ نہیں جتنا آپ شور مچا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں سنو جس عورت سے زید نے زنا کیا وہ زید کی منکوحہ اور زوجہ نہیں اس لئے اس کے لڑکے پر حلال ہو سکتی ہے حدیث رسول میں آتا ہے **لا یحرم الحرام الحلال** (سنن ابن ماجہ عن ابن عمرؓ) حرام فعل حلال چیز کو حرام نہیں کرتا یعنی کوئی غیر قانونی فعل کسی قانونی فعل کے لئے حرمت کا سبب نہیں بن سکتا آپ ضد وتعصب اور تقلید شخصی کی بیماری کو چھوڑ کر غور کریں تو بات بالکل صاف ہے کہ باپ کی مزینہ باپ کی زوجہ نہیں اس لئے اس کے لڑکے کے لئے نکاح سے حلال ہو سکتی ہے اچھروی صاحب اگر آپ یا علماء بریلویہ کے پاس اس کی حرمت پر کوئی دلیل ہے تو پیش کیجئے ورنہ فضول اعتراض کرنے کا کیا فائدہ؟ نیز آپ امام برحق امام شافعیؒ سے دریافت کر لیں کہ وہ کیوں جائز کہتے ہیں۔

(۶) چھٹا اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب اہلحدیثوں کے نزدیک تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے (عرف الجادی ص ۱۲۱) یہ مسئلہ بھی اچھروی صاحب کوئی قابل اعتراض نہیں اور نہ کوئی قابل طعن چیز ہے حقیقت یہی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے خاوند کا ارادہ ہو تو عدت کے اندر اندر رجوع کر کے بیوی کو اپنے گھر آباد کر سکتا ہے اللہ کے فضل وکرم سے تین طلاق کے مسئلہ میں اہلحدیث کا مسلک صحیح اور درست ہے کیونکہ قرآن وحدیث کے دلائل اسی مسلک کی تائید کرتے ہیں چنانچہ سردست دو حدیثیں ایک مسلم شریف دوسری مسند احمد کی سنیئے۔

(۷) مسلم شریف کی حدیث | **عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلمَ و ابى بكر و سنتين من خلافة عمر الطلاق الثلٰث واحدة فقال عمر ابن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فى امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم ۔** (مسلم شریف ج ا ص ۴۷۷) (مسند احمد جلد اول ص ۳۱۴، مطبوعہ پاکستان، مصنف عبدالرزاق جلد ششم ص ۳۹۲)

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ زمانہ رسالت اور زمانہ خلافت ابی بکرؓ اور خلافت فاروقؓ کے پہلے دو سال ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھی جب مردوں نے عورتوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے طلاق کے مسئلہ (ایک ہی مجلس تین طلاق) میں عجلت سے کام لیا ہے حالانکہ اس مسئلہ میں ان کے لئے مہلت ہے کاش کہ ہم تین جاری کر دیں چنانچہ انہوں نے تین طلاق کے واقع ہونے کا حکم جاری کر دیا۔

مذکورہ حدیث رسول سے ثابت ہے کہ زمانہ رسالت سے لے کر حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سال تک ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی رہی ہیں حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں عجلت سے کام لیا ہے یعنی تین طہر میں الگ الگ تین طلاق دینے کی بجائے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے لگے ہیں اور یہ عادت عام ہو رہی ہے تو انہوں نے لوگوں کو اس سے روکنے کے لئے یہ تمنا ظاہر کی کہ ہم بھی تین طلاق ہی جاری کر دیں گے چنانچہ انہوں نے تین طلاق کے واقع ہونے کا حکم جاری کر دیا یہ حضرت عمر کا حکم سیاسی اور وقتی اور تہدیدی تھا تا کہ لوگ ایک مجلس میں طلاق ثلاثہ دینے سے باز آ جائیں رسول اکرم ﷺ کے دور نبوی کا فیصلہ شرعی اور حتمی ہے۔

مسند احمد کی حدیث | **عن ابن عباس قال طلق ركانة بن عبد يزيد اخو بنى المطلب امراته ثلاثا فى مجلس واحد فحزن عليها حزناً شديداً فسئاله رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثاً قال فى**

مجلس واحد قال نعم قال فانما تلک واحدۃ فارجعھا ان شئت قال فراجعتھا قال و کان ابن عباس یری ان الطلاق عند کل طھر.

(مسند احمد جلد اول ص ۲۷۹، مسند ابو یعلی جلد ۴ ص ۲۷۹، فتح الباری جلد اول ص ۳۱۶)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں اس کے بعد وہ غمگین ہوا رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے کس طرح طلاق دی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے تین طلاقیں دی تھیں آپؐ نے پوچھا کہ ایک ہی مجلس میں؟ اس نے جواب دیا کہ ایک ہی مجلس میں آپؐ نے فرمایا کہ پھر یہ تین نہیں بلکہ ایک ہی (رجعی) طلاق ہے اگر تو چاہتا ہے تو اس سے رجوع کر لے راوی کہتا ہے کہ پھر اس نے رجوع کر لیا ابن عباسؓ کی یہ رائے ہے کہ طلاق ہر طہر میں ہونی چاہیے۔

قرآن پاک میں بھی ہے کہ پہلی طلاق کے بعد عدت کے اندر حق رجعت حاصل ہے پھر دوسری طلاق کے بعد بھی ہے **الطلاق مرتان** طلاق رجعی پہلی ہے پھر دوسری، لیکن جب دوسری طلاق بھی ہوگئی تو اب ایک صورت باقی ہے **فامساك بمعروف او تسریح باحسان** (الایۃ: ۲) اگر رجوع کرنا ہو تو بہترین طریقہ سے آباد رکھو ورنہ بھلائی کے ساتھ شرعی طریقہ کے مطابق تیسری طلاق دے دو تو اب حق رجعت ختم ہوگیا تو اب **فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ** یہ عورت اس مرد پر حلال نہیں تاوقتیکہ یہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔ (پھر وہ مر جائے یعنی اس کا موجودہ خاوند یا پھر اس کو بھی طلاق ہو جائے)

حرمت حلالہ اچھروی صاحب خدا کا خوف کھاو بریلوی مذہب نے اس مسئلہ میں بھی سخت ٹھوکر کھائی خدا رسول کی طرف سے قرآن وسنت کے انکار کی وجہ سے تمہیں یہ پھٹکار پڑی کہ تم نے اپنی عورتوں کا حلالہ کروایا اس بے غیرتی اور دیوثی کو تم نے تسلیم کیا اللہ کے فضل وکرم سے سینکڑوں حنفی اس بے غیرتی کی وجہ سے اہلحدیث بن گئے اور انہوں نے حنفیت بریلویت کو ساری زندگی کے لیے چھوڑ دیا اور وہ پکے سچے توحید وسنت کے پروانے بن گئے

اچھروی صاحب شرم کرو، شرم کرو، تم نے یہ حیلہ نکالا کہ جس عورت کو اس کے خاوند نے تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی ہیں ان کو حلال کرنے کے لئے تمہارے حنفی مذہب میں یہ طریقہ لکھا ہے کہ کسی شخص کو تیار کر لیں کہ وہ اس شرط پر اس عورت سے نکاح کرے کہ اس سے مجامعت کر کے پھر طلاق دے دے گا جب اس نے ایسا کیا تو حنفی مذہب میں اب یہ عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی اس گندے حیلے نے تمہارے فرقہ کا ستیاناس کر دیا ہے اور خدا ہی جانتا ہے کہ کتنی با عصمت عورتوں کو اس نے بے عصمت کر دیا کاش یہ حضرات شریعت کی آسانی کو اور حدیث رسول کو لے لیتے تو نہ انہیں اس حرام حلالہ کی ضرورت پڑتی نہ وہ ایسے فتوے دیتے اور نہ با عصمت گھرانے زنا کاری کا اڈہ بنتے۔

اب حلالہ کے حرام ہونے پر ہادی کائنات ﷺ کے ارشادات سنیے۔

(۱) لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم المحلل والمحلل له (مستدرک حاکم)

"اللہ کے رسول ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ان دونوں پر لعنت فرمائی۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۱۸۶، نسائی جلد دوم ص ۹۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۴۴۸، دارمی جلد دوم ص ۸۱، سنن کبریٰ بیہقی جلد ہفتم ص ۲۰۸، ابن ابی شیبہ جلد چہارم ص ۲۹۵، مسند عبدالرزاق جلد ۶ ص ۲۶۹ وغیرہ)

(۲) مسند احمد اور سنن نسائی میں ہے **لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم الواشمة و الموتشمة والواصلة والموصولة والمحلل والمحلل له واکل الربا و موکله۔**

یعنی گودنا اور گودنے والی عورت پر اور گدوانے والی عورت پر اور اپنے بالوں میں بال ملانے والی عورت پر اور جو ملوائے اس پر اور اس شخص پر جو حلالہ کرے اور اس پر جس کے لئے حلالہ کیا جائے اور سود خوار پر اور سود کھلانے والے پر ان سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(۳) ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۸۸، ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۸۵ اور ابن ماجہ صفحہ ۱۴۰ میں ہے

لعن الله المحلل و المحلل له۔

یعنی حلالہ کرنے والا اور حلالہ کرانے والا دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اچھروی صاحب نتیجہ نکلا کہ قرآن وحدیث کا فیصلہ ہم مسلمانوں کو قبول ہے وہ کیا کہ **طلاق ثلاثه فی مجلس واحد** ایک ہی طلاق رجعی ہے اور حلالہ سبب لعنت اور حرام ہے۔

(۷) ساتواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب وہابیوں کے نزدیک نکاح میں دف بجانا مشروع بلکہ نکاح کا اعلان دف کے ذریعہ کرنا مستحب ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۹۱)

نیز شادیوں میں گانا بجانا اور باجوں کا اجرت وبلا اجرت لانا جائز ہے۔

اچھروی صاحب یہ بھی آپ کا صریحاً الزام ہے ورنہ آپ کو معلوم بلکہ یقین ہے کہ گانا بجانا حنفیوں کی شادیوں میں ہوتا ہے اہل حدیثوں کی شادیوں میں نہیں؟

(ب) تھیٹر یار اسدار یئے حنفی منگواتے ہیں یا اہل حدیث حضرات؟

(ج) نٹ، بھانڈ، مراسی، خسرے، کنجر، کنجریاں حنفیوں کے ہاں کرتب دکھاتے ہیں یا اہلحدیثوں کے ہاں یہ کام ہوتے ہیں؟

(د) سینما، سرکس، بازار حسن میں بیٹھنے والیاں کون لوگ یا کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ یہ تمام کے تمام حنفی بریلوی ہونے کے دعویدار نہیں ہیں؟

جواب دوم یہ دراصل اچھروی صاحب مسئلہ تمہارے گھر کا ہے اور الزام آپ ہم پر لگا رہے ہو آؤ ذرا فقہ حنفیہ یعنی اپنے ہی شیشے میں اپنا منہ دیکھو تا کہ سارے داغ دھبے نظر آ سکیں۔

درمختار میں ہے **ومنهم من اجازه (ای الغناء) فی العرس كما جاز ضرب الدف فيه ومنهم من اباحه مطلقا انتهیٰ** (درمختار جلد ۳ ص ۳۹۹ مطبع نولکشور)

یعنی بعض فقہاء حنفیہ نے شادی میں دف بجانے کی اجازت دی ہے اور بعض فقہاء نے مطلقاً گانا بجانا مباح قرار دیا ہے۔

جواب سوم اچھروی صاحب اور سنیے: شامی جلد۴ ص۳۸۲ مطبوعہ ہند میں ہے **ومنھم من جوزہ فی العرس والولیمۃ** ان میں وہ فقہائے احناف بھی ہیں جنہوں نے شادی اور ولیمہ میں گانے بجانے کو جائز قرار دیا ہے بلکہ شامی میں اس سے ایک سطر آگے ہے **روی ذلک عن ازھد الصحابۃ البراء ابن عازب رضی اللہ عنہ انتھی** یعنی تمام صحابہ میں سے زاھد صحابیؓ حضرت براء بن عازب سے اسی طرح روایت کی گئی ہے اے لوگو خدا کے واسطے غور کرو اپنے ایک سرور وغنا کے غلط مسئلہ کو جائز اور ثابت کرنے کے لیے۔ (نعوذ باللہ) ایک صحابیؓ رسول پر کتنا شرمناک جھوٹ باندھ دیا ہے۔

جواب چہارم فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب ہدایہ جو ان کے ہاں مثل قرآن ہے کی جلد دوم ص ۳۷۲ میں ہے کہ **طبل الغزاۃ والدف الذی یباح ضربہ فی العرس الخ** یعنی فوجیوں کا طبلہ اور وہ دفلہ جو شادیوں میں بجانا مباح ہے۔

جواب پنجم جامع صغیر امام محمد مطبوعہ یوسفی ص۱۵۲ کنز الدقائق مطبوعہ بمبئی ص ۳۵۰ میں قریب قریب یہی الفاظ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے جو شخص شادی کی دعوت میں یا عام دعوت میں بلایا جائے اور وہاں گانا بجانا ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھنے اور شمولیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ میرے ساتھ بھی ایک دفعہ ایسا ہو گیا تھا تو میں صبر سے بیٹھا رہا۔

جواب ششم اچھروی صاحب اور زیادہ تفصیل پوچھو گے تو کھول دوں گا کہ تمہارے امام جس کے تم مقلد ہو ابوحنیفہ کے نزدیک ان سب چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے جو موسیقی کے اوزار و آلات وغیرہ مثلاً نقارہ، طبلہ، سارنگی، ہارمونیم، گراموفون، باجا، ڈھولک، بانسری، وغیرہ وغیرہ۔

و بیع ھذہ الاشیاء جائز و ھذا عند ابی حنیفۃ (ہدایہ ج۳ ص۳۷۲ جامع صغیر ص۱۵۰) بلکہ حنفیوں کے نزدیک گانے بجانے کی مزدوری بھی حلال طیب ہے لیکن وہ بلا شرط، مقرر کردہ نہ ہو۔ (درمختار ص۴۷۵)

مسلک اہل حدیث ہمارا نظریہ اور مسلک وہی ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں آ جائے اب احادیث نبویہ سنیے **عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع** ۔(بیہقی ومشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۱)

''ترجمہ:۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ گانا دل میں نفاق کو اس طرح اگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ گانا گانا، گانا سننا سب ممنوع ہیں ممنوع کام جس مجلس میں جن لوگوں میں ہوتا ہے وہاں بیٹھنا بھی ممنوع ہے اچھروی صاحب اب ہمارا مسلک بھی آپ کے سامنے ہے اور تمہارا چہرہ بھی تمہارے آئینہ میں دکھا دیا ہے اب انصاف سے لوگوں کو بتلا دو کہ مسلک اہل حدیث حق ہے یا مسلک فقہ حنفیہ

قرآن کریم میں ہے **(ومن الناس من یشتری لھوا الحدیث لیضل عن سبیل اللہ)** میں لھوالحدیث میں گانا بجانا، تھیٹر سینما، بائیسکوپ ودیگر تمام تماشہ جات شامل ہیں۔

بخاری شریف میں بھی ایک حدیث ہے **لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر المعازف** میری امت سے کئی قومیں ایسی ہوں گی جو زنا، ریشم، شراب، گانے اور بجانے کو حلال سمجھیں گے لہذا قرآن وحدیث کی رو سے ہر قسم کے لہو ولعب، گانے بجانے اور ان کے سامان کی حرمت بھی ساتھ ہی ثابت ہو گئی باقی چند روایتیں جو اس جواز میں پیش کی جاتی ہیں وہ دف کے متعلق اور وہ بھی شادی اور عید کے موقع پر چھوٹی چھوٹی بچیوں کے لئے یا جب اسلامی فتوحات کے موقع پر اگر کوئی نذر مان لے تو وہ نذر پوری کرسکتا ہے جب کہ مشکوٰۃ ''**کتاب الایمان والنذور** ''میں موجود ہے باقی اس میں گانے بجانے گیت گانے یا ساز کا قطعاً ذکر نہیں۔

(۸) آٹھواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب غیر مقلدین فرقہ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔(فتویٰ ستاریہ ج ۲)

اچھروی صاحب مسئلہ ہذا بھی قابل اعتراض نہیں کیونکہ اس کی تائید حدیث رسول

سے ہوتی ہے بریلوی یوں تو نام نہاد عشق رسول کے نعرے مارتے ہیں اور جب آنحضرت کی سنت یا حدیث پر عمل کا وقت آتا ہے تو پھر یہ دودھ پینے کے مجنوں دوڑ جاتے ہیں اور عمل کے لیے اصلی محبّ رہ جاتے ہیں بطور نمونہ یہی مسئلہ دیکھ لیں چنانچہ فقہ کی کتاب ہدایہ ج ا ص ۱۶۱ میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا منع ہے مگر اس کے بارہ میں حنفیوں نے مدنی پیغمبر کی حدیث کو رد کر دیا ہے اب حدیث رسول سنئے **عن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن ان عائشة لما توفی سعد ابن ابی وقاص قالت ادخلوا به المسجد حتیٰ اصلی علیه فانکر ذلك علیها فقالت والله لقد صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ابنی بیضآء فی المسجد سهیل و اخیه۔**

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ج ا ص ۱۴۵ باب المشی بالجنازۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے انتقال پر حضرت عائشہؓ نے ان کا جنازہ مسجد میں لانے کو فرمایا تاکہ آپ بھی نماز جنازہ میں شرکت کریں اس پر جب انکار کیا گیا تو آپ نے حدیث بیان کی کہ بیضاء کے دونوں لڑکے یعنی سہیل اور ان کے بھائی کے جنازہ کی نماز مسجد میں ادا کی لیکن حنفی لوگ، حنفی فرقہ اور حنفی کتابیں ہرگز ہرگز مذکورہ حدیث کو نہیں مانتے۔

اچھروی صاحب اب ایمان قرآن سے سچ سچ فیصلہ کرو اور لوگوں کو واضح کرو کہ اب مدینے شہر کی راہ پکڑو گے یا کوفی امام اور کوفہ بستی کے راستہ پر چلو گے؟

(۹) نواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب غیر مقلدین کے نزدیک درود لکھی، درود تاج، درود ہزاری کا پڑھنا پڑھانا صریحاً بدعت ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ص ۷)

اچھروی صاحب بالکل ٹھیک ہے ہمارا مسلک ہی قرآن و حدیث ہے اسی کا نام اسلام ہے لہذا احدیث و سنت کے ہم پروانے ہیں شرک و بدعت کے ہم ازلی دشمن ہیں اہل حدیث آنحضرت کے فرامین کے سب سے زیادہ دیوانے ہیں اور آپ کا ہر عمل حاصل کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں اور آنحضرتؐ کے اتباع کی سب سے زیادہ حرص رکھتے ہیں اور ایسی چیزیں جو آنحضرتؐ یا قرون ثلاثہ سے ثابت نہ ہوں ان کو ہم بدعت سمجھتے ہیں اور ہر بدعت گمراہی

ہے لہذا گمراہی سے بچنا ہر مسلمان مرد وعورت کا فرض ہے حدیث میں ہے **و شر الامور محدثاتها و کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار۔**
(صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۲) دوسری حدیث میں موجود ہے ہادی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد** ہر وہ چیز جس کا ثبوت خیر القرون میں نہیں وہ صریحاً بدعت (مردود) ہے اچھروی صاحب یہ درود لکھی، درود تاج، درود ہزارہ وغیرہ کا ثبوت قرآن مجید، احادیث صحیحہ میں ہرگز نہیں بلکہ ائمہ اربعہ کی کتابوں میں بھی اس کا وجود نہیں ملتا جاؤ تم دن رات غوث الاعظم غوث الاعظم کے نعرے مارتے ہو ان کی کتاب سے ایسے خود ساختہ درودں کو ثابت کردو **هاتوا برهانكم ان كنتم صدقين۔** لوگو! یاد رکھو مولوی عمر اور رضا خانی ملاں یہ زہر کا پیالہ تو پی سکتے ہیں مگر یہ نقلی درود، جعلی درود اور خانہ ساز درود کتاب وسنت یا پیر جیلانی سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں کر سکتے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر چھوٹی بڑی نیکی آنحضرت کی پیاری سنت کے مطابق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۱۰) دسواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب غیر مقلدین کے نزدیک مجلس میلاد محفل میلاد اور جشن میلاد حرام اور شرک ہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ)

اچھروی صاحب یہ بھی اعتراض کی بات نہیں دین اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں تیسری عید میلاد النبی کا کوئی ثبوت نہیں لیکن آپ کے بریلوی حنفی لوگ ہر سال ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد منعقد کرتے اور پھر جلوس نکالتے ہیں ڈھول بجاتے ہیں ناچ گانا ہوتا ہے رات کو چراغاں ہر شہر اور قصبہ میں ہوتا ہے قوالی اور خدا جانے کیا کیا غیر شرعی حرکتیں ہوتی ہیں؟ کہ جن کو اسلام ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتا آپ کو معلوم ہے کہ عید میلاد النبی کا موجد الملک المظفر ابوسعید کوکبری ہے اور یہ چھٹی صدی کی بدعت ہے اور کسی بھی بدعت کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اچھروی صاحب ہوش کرو اور عقل سے کام لو اگر عید

میلاد منانا کوئی اسلامی اور شرعی مسئلہ ہوتا تو انبیاء ضرور ایک دوسرے نبی کی ولادت مناتے اور اس کو عید کا دن مقرر فرماتے رسول اکرم کے زمانہ نبوت میں یہ بارہ ربیع الاول کا دن کم از کم تیئس دفعہ آیا ہے اگر یوم میلاد منانا جائز ہوتا خاتم الانبیاء خود بھی مناتے اور اپنے اصحابؓ کو بھی منانے کا حکم دیتے خلفاء راشدینؓ کے دور خلافت میں بھی یہ دن تیس ۳۰ دفعہ ضرور آیا ہے کیا انہوں نے حضور اکرم کے یوم میلاد کو منایا؟ اور اس کے بعد تابعی، تبع تابعین، محدثین کرامؒ سے اس دن کا منانا ثابت ہے؟ ہرگز نہیں چلو جاؤ اپنے امام ابوحنیفہ سے ہی ساری زندگی کسی ایک سال بھی جشن میلاد کا منانا ثابت کرو؟ تم سچے اور میں جھوٹا اگر مذکورہ یوم میلاد کسی سے بھی ثابت نہیں اور یقیناً ثابت نہیں تو پھر اس شرک و بدعت سے اس میدان مناظرہ میں توبہ کرو اور لوگوں کو گمراہ نہ کرو ورنہ عنداللہ کوئی تمہارا عذر قابل مسموع نہ ہوگا۔

(۱۱) گیارہواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب وہابیوں کے نزدیک ضب (سانڈا) گوہ حلال ہے۔ (عرف الجادی)

اچھروی صاحب ہمارا مسلک الحمدللہ پاک اور صاف ہے کیوں نہ ہو جبکہ ہمارا مذہب قرآن وحدیث ہے کیا آپ کا ایمان اجازت دیتا ہے کہ آپ یہ کہیں قرآن وحدیث میں گندے مسائل موجود ہیں ہرگز نہیں نتیجہ نکلا ساری دنیا میں صرف مسلک اہلحدیث ہی ناجی اور منصورہ جماعت ہے کیونکہ ان کا تعلق نبوت سے ہے ہمارے مذہب کا اصول سنیے **(یحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث)** (سورۃ اعراف آیت ۱۵۷) یعنی پاک چیزیں حلال اور گندی چیزیں حرام ہیں۔

(۲) **(والرجز فاهجر)** (سورۃ مدثر آیت ۵) ناپاک اور گندی چیزیں چھوڑ دو اچھروی صاحب تم اپنے پاس سے جھوٹے الزام گھڑ گھڑ کر ہمیں اور ہماری جماعت کو بدنام کرنے کی کوششیں کر رہے ہو ہزاروں گندے مسائل آپ کی فقہ حنفیہ میں موجود ہیں ان کو چھپانے کی خاطر الزام ہم پر لگا رہے ہو خدائی وارننگ یاد رکھو **(انما يفتري الكذب الذين لا يؤمنون بايات الله)** (سورۃ نحل آیت ۱۰۵) یعنی افترا بہتان وہی باندھا کرتے

ہیں جن کے دلوں میں خدائی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا اچھروی صاحب افسوس صد افسوس دوسروں کی آنکھوں کا تنکا ٹٹول رہے ہو اور اپنی آنکھوں کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا اب حدیث رسول کی روشنی میں گوہ (سوسمار) کا فیصلہ حلت و حرمت کا کیجئے۔

پہلی دلیل عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الضب لست اكله ولا احرمه۔ (بخاری و مسلم)

دوسری دلیل وعن ابن عباس ان خالد بن الوليد اخبره انه دخل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على ميمونة وهي خالته وخالة ابن عباس فوجد عندها ضباً محنوذاً فقدمت الضب لرسول الله صلى الله عليه وسلم فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده عن الضب فقال خالد احرام الضب يا رسول الله قال لا ولكن لم يكن بارض قومي فاجدني اعافه قال خالد فاجتررته فاكلته ورسول الله صلى الله عليه وسلم ينظر الى۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۳۶۰ باب ما يحل اكله ومايحرم)

کیوں اچھروی صاحب کسی علاقہ میں کسی چیز کا نہ ہونا یا کسی چیز کے گوشت کو کسی کی طبعیت کا نہ ماننا یہ اور بات ہے مگر گوہ حلال ہے اس کی حرمت میں کوئی دلیل حدیث صحیح سے پیش کرو ورنہ اس کی حلت کو بلا شبہ اور بلا حیل و حجت تسلیم کر لو اگر آپ نے حدیث رسول کا انکار کر کے منکر حدیث اور گمراہ ہونا ہے تو آپ کی مرضی یاد رکھو دین انسان کی اپنی رائے اور قیاس کا نام نہیں بلکہ دین خدا اور مصطفٰے کی تابعداری کا نام ہے۔

اچھروی صاحب لو اور حوالے سنیئے اب پھر انکار کریں میں دیکھوں گا تم کیسے انکار کرتے ہو؟ اور بھاگ کر کدھر جاؤ گے؟

۱ علامہ کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان میں گوہ کو حلال فرماتے ہیں۔
(مباحث الامہ ص ۸۵)

۲ امام شافعی گوہ کو حلال لکھتے ہیں۔ (میزان کبری شعرانی ج ۲ ص ۶۶)

۳ امام مالک اور ابن ابی لیلی کے نزدیک گوہ حلال ہے۔ (سبل السلام ص ۱۹۸)

۴ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک گوہ حلال ہے۔ (مشکل الاثار ج ۴ ص ۲۸۲)

۵ علامہ عینی شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں کہ گوہ حرام نہیں ہے۔

۶ شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کراہیت سے مراد کراہیت تنزیہی ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۳۶)

۷ امام نوویؒ نے گوہ کے حلال ہونے کا دعوی کیا ہے (شرح مسلم جلد ۲ ص ۱۵۱)

۸ مولانا عبدالحی حنفی لکھنویؒ نے گوہ کے بارہ میں مکروہ تنزیہی لکھا ہے (التعلیق المجد ص ۲۸۱

۹ مولانا محمود الحسن حنفی دیوبندی نے گوہ کو حرام نہیں لکھا بلکہ کراہت تنزیہی ہے۔

(الورد الشذی صفحہ ۲۶۵)

کیوں اچھروی صاحب اب تسلی ہوئی ہے یا نہیں کیا میں اب یہ نہ کہوں تو بہتر ہوگا۔

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

بارھواں اعتراض اچھروی اور جواب روپڑی

وہابیوں کے نزدیک اگر نجاست کنویں میں گر جائے اور اس کا رنگ، مزہ، بو نہ بدلے تو اس کا پانی پاک ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ)

اچھروی صاحب کو اصل میں احادیث نبویہ کا علم بہت کم ہے یا پھر قصداً الزامات جھوٹے بنا کر پیش کر رہے ہیں اصل مسئلہ یہ ہے کہ پانی کو خدا تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہے یہ دو طرح سے پلید ہوتا ہے۔

(۱) نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ، مزا اور بو تبدیل ہو جائے تو پانی پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

(۲) اندازاً پانچ مشکوں سے اس کی مقدار کم ہو تو نجاست کے پڑنے سے پلید ہو جاتا ہے خواہ رنگ، بو، مزا بدلے یا نہ بدلے حدیث میں ان کی مقدار دو قلہ آئی ہے جامع ترمذی میں امام ترمذی نے باب ہی یوں باندھا ہے **باب ماجآء ان المآء طهور لا ينجسه شيئ ۔**

اس کے بعد بئر بضاعہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے ایسے ہی ابن ماجہ اور مشکوٰۃ میں احادیث موجود ہیں۔

باقی اچھروی صاحب آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے اس الزام کی زد کس کس پر پڑتی ہے۔ سنئے

(۱) علامہ نیشاپوری حنفی اپنی تفسیر میں (۲) اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ یہی مذہب امام حسن بصری، امام نخعی، امام مالک، امام داؤد ظاہری، اور امام غزالی کا ہے کہ پانی ناپاک نہیں ہے جب تک رنگ، مزہ اور بو نہ بدلے (۳) امام بغوی شرح السنہ میں **لا ینجس** فرماتے ہیں (۴) اہل علم کی ایک پوری جماعت کا یہی مسلک ہے **و ذهب جماعة من اهل العلم** (۵) امام عطاء (۶) امام زہری کا بھی یہی مذہب ہے (۷) تفسیر خازن (۸) تفسیر معالم التنزیل کا بھی یہ مذہب ہے (۹) امام شوکانی نے نیل الاوطار میں یہی لکھا ہے (۱۰) حضرت ابن عباسؓ (۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ (۱۲) حضرت سعید بن مسیّب (۱۳) عکرمہؒ (۱۴) حضرت جابر بن زیدؒ (۱۵) امام ثوری کا بھی یہی مذہب ہے (۱۶) سبل السلام ص ۷ میں لکھا ہے **هو قول جماعة من الصحابه** کہ ایک پوری جماعت صحابہؓ کا یہی نظریہ ہے (۱۷) امام ابن حزم نے المحلی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ حضرت عمرؓ عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ امام حسن بن علیؓ وام المومنین حضرت میمونہؓ حضرت ابو ہریرہ، حذیفہ بن یمان، اسود بن یزید، سعید بن جبیر، وسعید بن المسیب وغیرہ ان سب کا یہی مذہب ہے کیوں اچھروی صاحب آنکھیں کھولو تعصب حنفیت کو دور کرو قرآن وسنت کے نور سے دل کو منور کرو شرک و بدعت کی ظلمت کو دھوڈالو توبہ کرو اور آئندہ سے مسلک اہل حدیث پر ہمیشہ کے لیے الزام لگانے کا تصور تک ختم کردو۔

(۱۳) تیرہواں اچھروی الزام اور روپڑی جواب

وہابی ٹولہ اور غیر مقلدین فرقہ کے نزدیک مرد اور عورت کی منی پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰)

اچھروی صاحب بدور الاہلہ نے تو صرف اتنا ہی لکھا ہے کہ آدمی کی منی کے ناپاک

ہونے پر کوئی دلیل نہیں آئی انصاف سے فرمایئے کہ تم نے تنکا کا کیوں پہاڑ بنادیا ہے۔

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں مثلاً حضرت علی، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ الخ ان سب کا یہی مذہب ہے کہ منی پاک ہے حضرت امام شافعی، امام احمد بن جنبل کا بھی یہی موقف ہے نیز امام سفیان، محمد بن اسحاق کا بھی یہی نظریہ ہے۔ (میزان شعرانی ص ۱۲۸) اور پھر پیر سید عبدالقادر جیلانی بریلویوں کے غوث اعظم نے بھی منی کو پاک لکھا ہے۔

اچھروی صاحب آج تم میرے شکنجے میں پوری طرح آگئے ہو یا تو یہ الزام تسلیم کرو یا پھر اپنے غوث پاک کی گیارہویں چھوڑ دو آج ایک طرف تسلیم کرلو روز روز شرک و بدعت کا شور ختم کرو۔ (فتاوی عالمگیری ج ا ص ۴۴ میں **لا یضر** لکھا۔

اچھروی صاحب سنو ایک اور حوالہ اپنے گھر کا سن لو حنفیوں کے مسلمہ بزرگ امام طحاوی حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت کرتے ہیں **قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المنی یصیب الثوب فقال انما ھو بمنزلۃ المخاط والبصاق و انما یکفیك ان تمسحه بخرقه او اذخرہ۔** (نیل الاوطار جلد ا ص ۵۳)

یعنی منی کے بارہ میں رسول اکرم سے سوال کیا گیا کہ کپڑے کو لگ جائے تو کیا کرے فرمایا کہ منی نیٹ (سینڈھ) اور تھوک کے منزلہ پر ہے اور تجھے صرف اس کا کپڑے یا اذخر گھاس سے پونچھنا کافی ہے۔

امام طحاوی کے علاوہ دار قطنی اور بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

(منتقی مع نیل الاوطار ج ا ص ۵۳)

ایک اور حوالہ سنیے: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں **کنت افرکه من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلی فیه** (مسلم ج ا ص ۱۴۰)

میں نبی اکرم کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی تھی اور آپؐ اس میں نماز پڑھ لیتے تھے اگر پلید ہوتی تو کھرچنا کافی نہ ہوتا بلکہ دھونا ضروری تھا۔

(۱۴) چودھواں اچھروی الزام اور روپڑی جواب وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ رام چندر، کشن جی، لچھمن یہ سب نبی برحق ہیں ان کے ساتھ بھی ایمان لانا واجب ہے۔

(ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزماں)

اچھروی صاحب ہدیۃ المہدی کتاب عربی میں ہے میرے خیال میں آپ نے یہ کتاب دیکھی ہی نہیں اگر دیکھی ہے تو سمجھی نہیں میں اس کی وضاحت کرتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض انبیاء کا ذکر آیا ہے اور بعض کا نہیں آیا چنانچہ اللہ پاک نے خود فرمایا ہے (منهم من لم نقصص عليك) کہ بعض انبیاء کا ذکر ہم نے تم پر بیان نہیں کیا اس کے آگے اپنا عقیدہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرب کے سوا اور نبیوں کا ذکر نہیں کیا جیسے ہندوستان، چین، یونان، فارس، یورپ، افریقہ، امریکہ، جاپان اور برما وغیرہ اس لئے کہ عرب کے لوگ ان کو جانتے نہ تھے پھر ان کے ذکر میں کوئی بڑا فائدہ نہ تھا صرف اشارہ کر دیا کہ بعض انبیاء کا ذکر ہم نے نہیں کیا اس لئے ہم کو ان نبیوں کی نبوت سے انکار کرنا جائز نہیں جن کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر نہیں کیا حالانکہ کسی قوم کے تواتر سے ثابت ہے کہ وہ نبی یا صالح لوگ تھے۔ جیسے رام چندر، لچھمن، کرشن جی ہندوؤں میں اور زرتشت فارسی میں اور کنفیوس اور بدھو ملک چین میں اور جاپان میں سقراط اور فیثاغورث **بل يجب علينا ان نقول امنا بجميع انبيآء الله و رسله لانفرق بين احدمنهم و نحن له مسلمون** (ہدیۃ المہدی ص ۸۵)

پس ہم پر واجب ہے کہ ہم کل انبیاء اور مرسلین پر ایمان لاویں اور ان میں سے کسی میں تفریق نہ کریں اور ہم اسی کے فرمانبردار ہو کر رہیں اچھروی صاحب بتلایئے اس میں کون سا ایٹم بم ہے جو تم اور بریلویوں پر چل گیا اور نقصان ہو گیا ہے مذکورہ عبارت میں امکانی طور پر ان لوگوں کو انبیاء کہا گیا ہے یعنی ممکن ہے کہ یہ لوگ نبی ہوئے ہوں ایمان اور اعتقاد کے موقع پر جو لفظ لکھے ہیں وہ اہل علم واہل دیانت کے قابل ملاحظہ ہیں آگے جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن مجید کی آیت کا ترجمہ ہے کہ ہم سب نبیوں کو مانتے ہیں کسی میں تفریق

نہیں کرتے بتلاؤ اس میں کون سی اعتراض والی بات ہے اچھروی صاحب اگر اور دلائل سننے کا ارادہ ہو تو سنیے سورہ فاطر میں ہے (**وان من امة الا خلافيها نذير**)

(سورۂ فاطر پ ۲۲)

اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی کہ اس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔

(۲) سورہ رعد میں ہے (**انما انت منذر ولکل قوم هاد**) اے رسول تم تو صرف عذاب خدا سے لوگوں کو ڈرانے والے ہو (اور بس) اور ہر ایک قوم کا (ایک نہ ایک) ہدایت کرنے والا ہوا ہے (سورۂ رعد پ ۱۳)

(۳) سورہ نحل پ ۱۴ میں ہے۔ (**و لقد بعثنا فی کل امة رسولاً**) ہم ہر ایک امت میں (کوئی نہ کوئی) پیغمبر بھیجتے رہے ہیں۔

(۴) سورہ یونس پ ۱۱ ع ۵ میں ہے (**و لکل امة رسول**) اور ہر امت میں ایک رسول گزرا ہے۔

اچھروی صاحب اب تو ایمان لے آؤ مندرجہ بالا آیات پر ایمان لاتے ہوئے اگر ہم نے ہندوستان، چین، ایران میں انبیاء کی آمد کا امکان تسلیم کر لیا ہے تو کون سا ظلم ہو گیا اور رضا خانی ٹولہ نے دہائی مچا دی ہے۔

(۱۵) پندرھواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب غیر مقلدین فرقہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کافر کا ذبیحہ حلال ہے خواہ اہل کتاب ہو یا نہ بشرطیکہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے۔ (عرف الجادی و کنز الحقائق دلیل الطالب ص ۴۱۲، روضۃ الندیہ)

اچھروی صاحب! یہ مسئلہ بھی کوئی خاص نہیں اصل یہ فتویٰ نبی اکرم ﷺ کا دیا ہوا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک قوم نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آ کر عرض کیا حضور ایک قوم کے لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں **لا ندری اذ کر اسم الله عليه ام لا فقال سموا عليه و کلوا** اور ہم نہیں جانتے کہ اس پر اللہ کا نام ذکر کیا ہوتا ہے یا نہیں آنحضرت نے فرمایا تم خود بسم اللہ پڑھ کر کھا لیا کرو۔

اچھروی صاحب امام شوکانی، نواب صدیق الحسن صاحب اور مولانا وحید الزماں نے حدیث رسول کی پیروی میں ہی یہ چیز لکھی ہے کہ جب کافر خدا کے نام سے ذبح کرے اور رگوں کو کاٹ کر خوں بہائے اور غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کرے تو آیت **فکلوا مما ذکر اللہ علیہ** اور مذکورہ حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے اور اس ذبیحہ کے حرمت کی کوئی دلیل نہیں۔

اچھروی صاحب جو بریلوی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کافر خدا کے نام سے ذبح کرے تو بھی اس ذبیحہ کا کھانا حرام ہے اس پر اس دعویٰ کی دلیل کا پیش کرنا لازم ہے البتہ یہ بات بھی ضروری یاد رکھیں البتہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے چاہے اس کا ذبح کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو قرآن مجید میں ہے، **وما اھل بہ لغیر اللہ** (البقرہ)

(۱۶) سولہواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب وہابی ٹولہ غیر مقلدین کا یہ عقیدہ ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں کو چاہے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔

(عرف الجادی ص ۱۱۵، بدور الاہلہ وغیرہ) (روضۃ الندیہ)

اچھروی صاحب: اگر آپ صاحب علم ہوتے تو غور و فکر کرتے اور تعصب کو نکال کر دیکھتے تو اعتراض کی کوئی بات نہیں روضۃ الندیہ ص ۱۹۵ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے اما

الاستدلال علی تحریم الخامسۃ وعدم جواز زیادۃ علی الاربع بقول مثنی وثلاث وربع فغیر صحیح۔

دوسرا جواب بلاشبہ حق یہی ہے کہ چار سے زائد بیک وقت بیویوں کا رکھنا منع ہے نواب صدیق حسن بھوپالوی نے اس مسئلہ سے رجوع فرما لیا تھا چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں **فالاولی ان یستدل علی تحریم الزیادۃ علی الاربع بالسنۃ لا بالقرآن** یعنی اولیٰ یہ ہے کہ زائد علی اربع کی حرمت پر استدلال سنت نبویہ سے کیا جاوے نہ قرآن سے (نیل المرام ص ۱۰۱) بہتر یہ ہے کہ چار سے زیادہ کی حرمت سنت رسول سے تسلیم کی جائے قرآن سے نہیں کہ قرآن میں چار سے زائد کی حرمت نہیں آئی۔

تیسرا جواب اچھروی صاحب آپ بار بار کہتے ہیں کہ بخاری سے دکھائیں لو سنو صحیح

بخاری ص ۱۱۹ مطبوعہ مصر میں ہے باب **لا یتزوج اکثر من اربع** اور پھر آگے چل کر جلد ۹ ص ۱۳۲ بخاری شریف میں ہے **باب مایحل من النسآء قال ابن عباس مازاد علی اربع فھو حرام کامه وابنته واخته** چار عورتوں سے زائد نکاح نہ کیا جائے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جو چار سے زائد بیویاں رکھے وہ حرام ہے مثل ماں بیٹی بہن کے اچھروی صاحب خدا کے لئے انصاف کر کے بتلاؤ کہ آپ کا الزام کہاں تک درست ہے؟

چوتھا جواب اب اپنے مذہب حنفی کی فقہ کو سامنے لایئے امام نخعی اور امام ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک نو 9 عورتیں نکاح میں لانی درست ہیں حوالہ فتح القدیر ابن الھمام نولکشوری ج ۲ ص ۲۹۔ باقی ایک اور کتاب معراج الدرایہ شرح ھدایۃ ص ۱۸ میں یہ بھی ہے **و عن بعض الناس اباحة ای عدد شاء** کہ جتنی تعداد میں چاہے عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ امام ابراہیم نخعی حنفی مذہب کے رکن رکین ہیں اور امام ابوحنیفہ کے دادا استاد ہیں سچ ہے۔

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

(۱۷) ستارھواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب

غیر مقلدین کے نزدیک داڑھی والا بابا پستان نوشی کر سکتا ہے۔ (نہج المقبول ص ۹۴)

اچھروی صاحب یہ بھی کوئی قابل طعن اور قابل اعتراض چیز نہ تھی جس کا تم نے شور و غوغا مچا دیا ہے آپ کو عقل و ہوش سے کام لینا چاہتے جہاں کہیں کسی اہلحدیث عالم کا انفرادی موقف نظر آیا آپ نے فوراً اسے مذہب اہل حدیث قرار دے دیا ہے حالانکہ زیادہ سے زیادہ اچھروی تم اس کو نہج المقبول کی انفرادی رائے کہہ سکتے ہو اور جیسا کہ حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ عروہ بن زبیرؓ عطا بن رباح اور داؤد ظاہری کا نظریہ اور موقف ہے چنانچہ روضۃ الندیہ ص ۲۴۷ کی اصل عبارت یہ ہے **رخص صلی اللّٰه علیه وسلم فی الرضاع علیٰ تلك الصفة فیکون رخصة لمن کذلك وهٰذا لا محیص عنه۔** (انتہیٰ) ان کے نزدیک بھی اگر حضرت ابو حذیفہؓ حضرت سالمؓ اور حضرت سہلہؓ جیسے

حالات پیدا ہو جائیں تو شاید انہیں اجازت دے دیں اب حدیث رسول اور ملاحظہ فرمائیں۔

(عن عائشة رضي الله عنها قالت جآء ت سهله بنت سهيل رضى الله عنها الى النبى صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله انى ارىٰ فى وجه ابى حذيفة من دخول سالم و هو حليفه فقال النبى صلى الله عليه وسلم وقال ارضعيه فقالت و كيف ارضعه و هو رجل كبير فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم و قال قد علمت انه رجل كبير زاد عمرو فى حديثه و كان قد شهد بدراً و فى رواية من ابى عمرو فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم)

ترجمہ:۔ جناب عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ سہلہ بنت سہیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ابوحذیفہؓ کے چہرہ میں کچھ خفگی پاتی ہوں جب سالم میرے گھر میں آتا ہے اور وہ ان کا حلیف ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم سالم کو دودھ پلاؤ اس نے عرض کیا میں اسے دودھ کیونکر پلاؤں اور وہ جوان مرد ہے آپ مسکرائے اور فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ جوان مرد ہے اور عمرو کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ وہ جنگ بدر میں حاضر ہوا اور ابی عمرو کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے۔

اچھروی صاحب! یہ حدیث صحیح مسلم شریف میں موجود ہے اور دیکھو یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے اب اچھروی صاحب کو اپنی کم علمی اور کم فہمی تسلیم کرنا پڑیگی کہ انہیں اس حدیث کا علم نہیں تھا اگر یہ حقیقت ہے تو آپ حدیث رسول پر فوراً ایمان لائیں فرمان رسول سن کر بے ادبی اور گستاخی سے توبہ کریں اگر آپ کو اس حدیث صحیح کا پہلے سے علم ہے قصداً اور عمداً آپ ایسا کر رہے ہیں تو پھر آپ صریحاً منکرین حدیث کے زمرہ میں آتے ہو لہذا اپنے ایمان کی خیر منانا پڑیگی۔

دوسرا جواب اچھروی صاحب ہم اہل حدیث تو جمہور علماء کے ساتھ ہیں جن کے

نزدیک حرمت رضاعت مجاعت سے ثابت ہوتی ہے اور حدیث سہلہؓ کو انہوں نے سہلہؓ کے ساتھ خاص جانا ہے اور اسی لئے تمام ازواج مطہرات نے جناب عائشہ صدیقہؓ کے خلاف کیا ہے قرآن وحدیث کی رو سے مشاہیر علماء کا مذہب اقویٰ اور راجح ہے ملاحظہ ہو **شرح مسلم شریف للنووی جلد 1 ص ۴۶۹ وحملوا حدیث سهلة علی انه مختص لها ولسالم انتهی** جناب ام سلمہ کہتی ہیں **واللّٰه ما نریٰ هٰذا الا رخصة ارخصها رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم لسالم خاصة فما هو بداخل علینا احد بهٰذه الرضاعة۔**

یعنی قسم بخدا! ہم تو یہی جانتے ہیں کہ یہ خاص رخصت تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالمؓ کے لیے اور آپ ﷺ ہمارے سامنے ایسا دودھ پلا کر کسی کو نہیں لائے۔

تیسرا جواب باقی اچھروی صاحب آپ کے مذہب کی معتبر کتاب فتاویٰ عالمگیری مترجم میں بھی اسی طرح تطبیق بیان کی گئی ہے ملاحظہ ہو ترجمہ فتاویٰ عالمگیری کتاب الرضاع ج ۴ ص ۱۲۷ اور جو بعض احادیث میں اس سے زیادہ بلکہ جوان عمر کے واسطے رضاعت ثابت فرمائی گئی تھی وہ خصوصیات میں داخل ہے انتہیٰ

(۱۸) اٹھارھواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک بوقت ضرورت متعہ کرنا جائز ہے۔ (نزل الابرار وہدیۃ المہدی)

اچھروی صاحب آپ کو پیچھے بتلا چکا ہوں کہ علامہ وحید الزماں حیدر آبادی کافی دیر تک حنفی مسلک میں رہے، اور پھر کچھ عرصہ رافضیت کی طرف مائل رہے ہیں یہ ایسی کتابیں اور ایسے مسائل اس دور میں انہوں نے لکھ دیئے جو مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے وہ مسلک اہلحدیث کا ہرگز نہیں ہو سکتا نہ اس کا جواب دینا ہم پر لازم ہے یہ آپ کے گھر کا مسئلہ ہے اپنی کتب فقہ کو سامنے رکھ کر حل کر لو ورنہ ہم تو اپنے مسلک حقہ قرآن وحدیث کی روشنی میں متعہ کو حرام سمجھتے ہیں۔

آئندہ آپ کسی خالص اہلحدیث عالم دین اور مسلک اہلحدیث کی طرف ایسا عقیدہ

منسوب کرنے کی جرات نہ کریں اور توبہ نصوح کریں۔

(۲) مسلک اہلحدیث کی دلیل حرمت متعہ کی سنئے۔ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **الا انها حرام من یومکم هذا الیٰ یوم القیٰمة** .(سنن ابوداؤد ص ۲۹۰، صحیح مسلم ج ا ص ۱۵۴) نیل الاوطار ج ۴ صفحہ ۱۳۴)

یعنی خبردار یہ متعہ آج کے دن سے قیامت تک کے لئے حرام ہے اس لئے مسلک اہلحدیث میں تو متعہ قیامت تک حرام ہے۔

(۳) اچھروی صاحب آپ کے چچا امام مالک نے کہہ دیا ہے **هو جائز لانه کان مباحاً فینبغی الیٰ ان یظهر ناسخه** (ہدایہ ج ا ص ۱۹۳ مطبوعہ ۱۹۵۰ء)

ترجمہ منقول از ہدایہ فارسی مطابق حوالہ مذکور گفتہ است مالک کہ نکاح متعہ جائز است زیرا کہ آن مباح بود پس تا ظاہر شدن ناسخ آں بر اباحت خود باقی ماند (ہدایہ مترجم نو لکشوری ج ۲ ص ۱۴ سطر ۴) اچھروی صاحب جرأت کریں اور اپنے چچا امام مالک پر بھی وہی فتویٰ لگائیں جو ہم پر لگاتے ہیں۔

(۱۹) انیسواں اچھروی الزام اور روپڑی جواب

غیر مقلدین کے نزدیک سوتیلی دادی کا نکاح پوتے سے جائز ہے (مولینا ثناء اللہ پرچہ اہلحدیث ۱۰۔۴ رمضان المبارک ۱۳۲۸ء)

یہ بھی صریحاً الزام ہے جس میں اچھروی صاحب نے دھوکا اور فریب سے کام لیا ہے اس میں دادی کے ساتھ پوتے کا نہیں بلکہ اس میں دادے کی بیوی یعنی سوتیلی دادی سے نکاح کے متعلق پوچھا گیا تھا۔

اس کے جواب میں مولینا ثناء اللہ امرتسری سے اجتہادی غلطی ہوگئی تھی جس طرح دوسرے علماء اور مجتہدین سے ہو جاتی رہیں جب کہ ان کو حیدرآباد دکن کے ایک عالم وقار نواز جنگ بہادر نے اس طرف توجہ دلائی تو مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اہلحدیث پرچہ مورخہ ۳ شوال ۱۳۲۸ھ میں اس سے رجوع فرما لیا تھا ص ۲۷ کالم فتاویٰ بعنوان تصحیح اہل

حدیث مورخہ ۱۱،۴ رمضان میں فتویٰ نمبر ۲۵۱ کو غلط سمجھو صحیح وہ سمجھو جو پرچہ ہذا کے ص ۶ پر بزیر تعاقب لکھا گیا ہے مولانا ثناء اللہ حیدر آبادی عالم کے تعاقب کو اپنے پرچہ میں نقل کرتے ہوئے نوٹ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں اپنے فتویٰ سے رجوع کرتا ہوں اور آپ کے حق میں دعا کرتا ہوں جزاکم اللہ احسن الجزاء لو لا علی لهلك عمر۔

کیوں اچھروی صاحب (**لا تقربوا الصلوٰة**) کہہ کہہ کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو اور اگلہ حصہ انتم سکاری ہڑپ کر رہے ہو یہ آپ کی یہود یانہ فطرت ہے۔

(۲۰) بیسواں اچھروی اعتراض اور روپڑی جواب

فرقہ غیر مقلدین کے نزدیک عورت کے فرج کی رطوبت پاک ہے اور تمام خون بدوں حیض و نفاس اور بول تمام جانوروں کا پاک ہے۔ (کنز الحقائق، ہدیۃ المہدی از وحید الزمان)

اچھروی صاحب یہ مسئلہ بھی آپ کی فقہ حنفیہ کا ہے جماعت اہلحدیث اور مسلک اہلحدیث کا ان گندے مسائل سے دور کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ ہمارا مذہب قرآن و حدیث ہے یہ دونوں پاک چیزیں ہیں ان کا نجس چیزوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں نتیجہ نکلا کہ بفضل اللہ ہم اور ہمارا مسلک پاک ہے آیئے اگر آپ کو اپنا گھر نظر نہ آئے تو ہمارا قصور کیا؟ آیئے تمہارے گھر کا کچھ حصہ ہم آپ کو بطور نمونہ دکھلا دیتے ہیں۔

(۱) درمختار مطبع نولکشور ج ۱ ص ۱۶ کتاب الطہارت میں **ان رطوبة الفرج طاهرة عنده۔** (انتہی)

(۲) نیز ص ۳۱ جلد اول میں ہے **اما عنده فهي طاهرة كسائر رطوبات البدن۔**

ترجمہ:۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرج کی رطوبت بدن کی باقی رطوبات (بلغم، کھنگار، سینڈھ وغیرہ) کی طرح پاک ہے۔

(۳) عین الہدایہ ج ۱ ص ۲۴۱ میں بھی اسی طرح موجود ہے۔

(۴) نیز شامی جلد دوم ص ۱۲۳ میں ہے **فرطوبته كرطوبة الفم والانف**

والعرق الخارج من البدن یعنی رطوبت شرمگاہ کھنگار، ناک کی غلاظت اور پسینہ کی مانند ہے جو بدن سے نکلتا ہے۔

(۵) امام محمد کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پینا پلانا بلا عذر جائز ہے (درمختار ج ۱، ص ۱۰۶، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۹)

مذکورہ بیس الزامات اور اعتراضات جو بڑے زور شور سے انہوں نے پیش کیئے میں نے الحمدللہ ایک ایک خود ساختہ اعتراض بے بنیاد کے دندان شکن اور مسکت جوابات دے دیئے ہیں اب لوگوں کو حق و باطل واضح ہو چکا ہے تقلید اور تحقیق کا فرق سامنے آ چکا ہے دودھ اور پانی علیحدہ علیحدہ نظر آ رہا ہے سویرا اور اندھیرا نظر آ رہا ہے کفر و شرک تاریک نظر آ رہے ہیں اور توحید و سنت اپنی اپنی جگہ چمک رہے ہیں اسی وقت میدان مناظرہ میں فقہ حنفیہ کی نجاست اور مسلک اہلحدیث کی طہارت اور صداقت دیکھ کر کافی تعداد میں لوگوں نے مذہب اہلحدیث قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور مناظرہ ختم ہو گیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف جا رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے حافظ روپڑی صاحب زندہ باد، مسلک اہلحدیث زندہ باد، علماء اہل حدیث زندہ باد بریلویت مردہ باد، اچھروی مردہ باد، فقہ حنفیہ مردہ باد وغیرہ وغیرہ۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين

والحمدلله رب العالمين

مناظرہ چک 38/S.P ضلع ساہیوال

اور

مسئلہ فاتحہ خلف الامام

مقام مناظرہ ☆ بمقام چک 38/S-P تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال (حال ضلع پاکپتن)

تاریخ مناظرہ ☆ 5 شوال ۱۳۶۶ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۱۹۴۷ء

مناظر احناف بریلوی ☆ مولانا محمد عمر اچھروی

معاون بریلویہ ☆ علاقہ کے تمام بریلوی علماء

مناظر اہل حدیث ☆ حافظ عبد القادر روپڑی

صدر مناظرہ اہل حدیث ☆ حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ

معاون مناظر اہلحدیث ☆ حافظ محمد عبد اللہ محدث روپڑیؒ

موضوع مناظرہ ☆ فاتحہ خلف الامام

جماعت اہلحدیث کا دعویٰ ☆ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔

بریلوی احناف کا مسلک ☆ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔

حافظ عبد القادر روپڑی بعد از خطبہ مسنونہ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فاقرؤا ما تیسر من القرآن) (مزمل)

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔ (صحیح البخاری مع الفتح الباری جلد۲ ص ۲۳۶، صحیح مسلم ج اص ۲۹۵، سنن ابوداؤد ص ۸۲۲ ج ا، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۳۷، سنن ترمذی ص ۲۴۷، ابن ماجہ ص ۸۳۷)

مذکورہ آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے کہ پس پڑھو جس قدر میسر ہو قرآن مجید سے مذکورہ

حدیث کا ترجمہ یہ ہے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی ہرگز نماز نہیں ہوتی۔

برادران اسلام اللہ کے فضل وکرم سے میں نے تمام دوستوں کے سامنے قرآن پاک کی ایک آیت اور بخاری شریف کی صحیح صریح، مرفوع حدیث باترجمہ پڑھی ہے ہمیں تمام اعمال اس طرح کرنے چاہیں جیسے محمد رسول اللہ نے کیئے یا حکم دیا، نماز دین اسلام کا بنیادی رکن ہے جیسے نماز اسلام کی روح ہے ایسے ہی نماز کی روح سورہ فاتحہ ہے جیسے ہر مسلمان کے لئے نماز فرض ہے اس کے بغیر آدمی مسلمان نہیں ایسے ہی ہر نمازی کے لئے سورۂ فاتحہ کا ہر رکعت میں پڑھنا لازم ہے اس کے بغیر نمازی کی نماز نہیں ہوتی، میں نے اپنے دعویٰ کے مطابق جو دلیل دی ہے وہ صحاح ستہ کی سب کتابوں میں موجود ہے اور یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے جس پر اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں اگر تعصب کی عینک اتار کر مقلدین غور کریں تو مسئلہ فوراً حل ہو جاتا ہے۔ جو سورہ مزمل کی آیت پڑھی ہے۔ (**فاقرؤا ما تیسر من القرآن**) اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں سب کو خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد ہو ما تیسر پڑھنے کا حکم دیا ہے اس کی تفسیر خود صاحب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ سے سنئے۔ بخاری ومسلم میں حدیث ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ نے ارکان نماز سکھاتے ہوئے فرمایا (**ثم اقرا بما تیسر معك من القرآن**) پھر پڑھ ماتیسر (جو میسر ہو تجھے) قرآن سے۔ قرآن مجید اور بخاری ومسلم کی حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ ماتیسر پڑھنا چاہیے۔ اب دیکھنا ہے کہ ماتیسر سے مراد کونسی قرأت ہے اس کی وضاحت ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ رفاعہ بن رافعؓ نے بیان کیا کہ اس شخص کو رسول ﷺ نے فرمایا۔ **ثم اقرأ بأم القرآن** کہ پھر ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ (ابوداؤد جلد اول ص ۱۲۵) **باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود**) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماتیسر جس کے پڑھنے کا حکم سورہ مزمل میں ہے یا بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے اس سے مراد ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ ہے میری تقریر کے بعد اچھروی صاحب مجھے معلوم ہے یہ کہیں گے کہ حافظ صاحب کی

پیش کردہ بخاری کی حدیث میں مقتدی کا ذکر نہیں ہے لہذا یہ حدیث اکیلے نمازی کے لئے ہے یہ دیکھئے میرے ہاتھ میں بخاری شریف کراچی کی شائع شدہ ہے اس کے صفحہ نمبر ۱۰۴ پر حدیث درج ہے اس کے اوپر جو امام بخاری نے باب باندھا ہے وہ سنئے امام بخاری نے تمام شکوک وشبہات کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ **باب وجوب القرأة للامام والماموم فی الصلوات کلھا فی الحضر والسفر و ما یجھر فیھا و ما یخافت** ۔ باب ہے قرأت کے واجب ہونے کا واسطے امام اور مقتدی کے تمام نمازوں میں حضر میں اور سفر میں تمام جہری اور سری نمازوں میں۔

اس حدیث رسول میں لفظ لانفی جنس کا اور لفظ من عمومیت کا ہے نماز فجر ہو یا ظہر ہو، عصر ہو یا مغرب ہو یا عشاء ہو، دن کی ہو یا رات کی ہو، فرضی ہو یا نفلی، تین رکعتوں کی ہو یا چار کی یا دو کی یا ایک رکعت کی ہو، امام پڑھے یا مقتدی پڑھے، جہری پڑھے یا سری پڑھے، مریض پڑھے یا تندرست پڑھے مسافر پڑھے یا مقیم پڑھے، بوڑھا پڑھے یا جوان پڑھے، مرد پڑھے، یا عورت پڑھے کھڑا ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر پڑھے، امیر پڑھے یا غریب پڑھے، بادشاہ پڑھے یا گدا پڑھے، پاکستانی پڑھے یا ہندوستانی، بریلوی پڑھے یا دیو بندی پڑھے، کوفہ میں پڑھے یا بغداد میں پڑھے مکہ میں پڑھے یا مدینہ میں پڑھے، جس کا نام نماز ہے اس نماز کی جس رکعت میں جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا میرے سینے میں بھی اور میرے ہاتھ میں بھی خدا کا قرآن ہے ان کی قسم کھا کر کہتا ہو کہ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوگی۔

اٰخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

مولوی محمد عمر اچھروی | بریلویانہ شرکیہ غیر مسنونہ خطبہ پڑھنے کے بعد

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (پ۹ اعراف) اور جب قرآن شریف پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم رحم کیئے جاؤ۔

اے سنو یادرکھو امام کے پیچھے مقتدی کو قرآن پڑھنا سخت منع ہے مگر غیر مقلد وہابی مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یہ بھی خیال رہے کہ شروع اسلام نماز میں دنیاوی باتیں کرنا جائز تھیں اور مقتدی قرأت بھی کرتے تھے دنیوی باتیں کرنا نماز میں وہ اس آیت سے منسوخ ہوگئیں۔

(**و قوموا لله قانتين**) اور کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے اطاعت کرتے ہوئے (خاموش) بخاری اور مسلم میں حضرت زید بن ارقمؓ سے یہی روایت ہے کہ ہم لوگ نماز میں باتیں کریں کرتے تھے ہر باہر سے آنے والا ساتھی نماز کی حالت والے نمازی سے پوچھ لیتا تھا کہ کتنی رکعت ہو چکی ہیں؟ اور کتنی باقی ہیں؟ یہاں تک کہ آیت اتری **قومو الله قانتين.**

روپڑی صاحب اور اہلحدیث دوستو اچھی طرح سن لو کہ دنیاوی گفتگو تو آیت مذکورہ سے منسوخ ہوگی مگر امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرتے رہے تو پھر امام کے پیچھے قرأت قرآن سے مندرجہ ذیل مشہور آیت نے منع کردیا (**و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون**) (سورہ اعراف پ۹)

آیت ہذا کے تحت مندرجہ ذیل مفسرین نے اپنی اپنی مشہور تفاسیر میں لکھا ہے کہ مقتدی کو ہر قسم کی قرأت امام کے پیچھے منع ہے کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے (۱) تفسیر مدارک (۲) تفسیر خازن (۳) تفسیر ابن عباس (۴) تفسیر ابن کثیر۔

لہذا ثابت ہوا کہ اول اسلام میں امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرتے تھے اور اس آیت مذکورہ کے نزول سے امام کے پیچھے قرأت منسوخ ہوگئی اب حدیث رسول سنئے اگر اہلحدیثو سچے ہو تو اس پر فوری عمل پیرا ہو جاؤ۔ **قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا و اذا قرأ فانصتوا** (نسائی شریف) مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۴ باب التشہد میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث صحیح ہے باقی حافظ عبدالقادر روپڑی نے اپنی ٹرن میں جو صحاح ستہ کی حدیث سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں پیش کی ہے اس میں خلف الامام کا ذکر نہیں اس لئے وہ حدیث منفرد اور اکیلے

نمازی کے بارہ میں ہے اس حدیث پر ہمارا عمل ہے کہ جب کوئی اکیلا آدمی نماز پڑھے وہ سورہ فاتحہ پڑھتا ہے مگر امام کے پیچھے ہرگز نہ پڑھے۔

حافظ صاحب میں نے اپنے دلائل میں صرف قرآن کریم، حدیث رسول اور تفاسیر مفسرین کے حوالہ جات پیش کیے ہیں آپ ان کا بنظر انصاف جواب دیں تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حافظ عبدالقادر روپڑی (**الحمدللہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولقد اتینٰك سبعاً من المثانی والقرآن العظیم**) اور البتہ تحقیق ہم نے دیں آپ کو سات آیتیں کہ بار بار دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا (سورہ حجر ۴۱-۷)

عن عبادة بن الصامت قال كنا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰة الفجر فقرأ فثقلت علیه القراة فلما فرغ قال لعلكم تقرؤن خلف امامكم قلنا نعم یا رسول اللہ قال لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوٰة لمن لم یقرأ بها (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

و فی روایة لابی داؤد قال و انا اقول مالی أ نازع القرآن فلا تقرؤا بشیئ من القران اذا جهرت الابام القرآن .

عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم پیچھے تھے نماز فجر میں رسول خدا ﷺ کے پس پڑھا حضور اکرمؐ نے قرآن پس بھاری ہوا ان پر پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم پڑھا کرتے ہو اپنے امام کے پیچھے، ہم نے کہا ہاں اے خدا کے رسول! فرمایا حضورؐ نے نہ پڑھا کرو تم سوائے فاتحہ کے کیونکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔

(ابوداؤ، ترمذی، نسائی)

حاضرین مجلس میں نے رب العلمین کے فضل وکرم سے آپ کے سامنے قرآن کی ایک آیت سورہ فاتحہ کی فضیلت میں پڑھی ہے اور اس کے مطابق حدیث پاک کی تین کتابوں

میں سے ایک دلیل سورۃ فاتحہ کی فرضیت پر بیان کی ہے جس میں صاف وضاحت ہے۔
(۱) کہ فجر کی نماز تھی (۲) خود رسول اللہ نماز پڑھا رہے تھے صحابہؓ مقتدی تھے (۳) نماز کے فارغ ہونے کے بعد فرمایا **لا تقرؤا بشیئ من القرآن الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرابھا** اچھروی صاحب غور کرو کہ آیت قرآنی اور حدیث رسول کتنی واضح اور صاف ہے اور میری پہلی ٹرن میں بخاری و مسلم کی حدیث جو کہ صحیح، صریح، مرفوع تھی آپ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ منفرد نمازی کے لئے ہے اس میں خلف الامام کا ذکر نہیں حالانکہ امام بخاری نے باب باندھ کر امام مقتدی اور منفرد کا مسئلہ حل کر دیا ہے اور پھر اس حدیث میں حرف لا اور حرف من دونوں عام ہیں جس میں امام، مقتدی، ادنیٰ، اعلیٰ، سری، جہری، مرد عورت، نفلی اور فرض تمام نمازیں آ جاتی ہیں اور ہر قسم کے نمازی داخل ہیں اچھروی صاحب کے پاس اس کا بھی کوئی معقول جواب نہیں مگر میں نے اب وہ حدیث پیش کر دی ہے جس میں صراحتاً حضور اور صحابہؓ اور نماز فجر کا تذکرہ ہے اور نماز کے فارغ ہونے کے بعد آپ کا صریحاً فرمان ہے کہ میرے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ اس کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی میرا حنفی مناظر اور حنفی دوستوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ اپنی نمازیں برباد نہ کرو اور سورہ فاتحہ پڑھنے کا ہر نماز میں پکا عقیدہ بنا لو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ پچھلے سارے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔

اچھروی صاحب نے اپنے موقف میں دو قرآنی آیات پیش کی ہیں اور کہا ہے کہ (**قوموا للہ قانتین**) نے پہلے سے نازل ہو کر نماز میں دنیوی باتوں کو بند کر دیا اور (**و اذا قریٔ القرآن**) کے نزول نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی قرأت کو منسوخ کر دیا مجھے مولوی صاحب کی بے علمی اور کم فہمی پر رونا آتا ہے کہ انہوں نے مدینہ میں نازل ہونے والی آیت (**قوموا للہ**) کو مکی بنا دیا ہے اور (**و اذا قریٔ القرآن**) آیت مکی کو مدنی بنا دیا ہے ان لوگوں کو علم سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا درسوں اور خطبات جمعہ میں بھی یہ لوگ بابا بلھے شاہ بابا فرید شاہ حسین اور پیر باہو کے شعر پڑھنے والے، نعتوں سے گزارہ کرنے والے کو

آیات قرآنیہ کے نزول سے کیا سروکار ہے؟ اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق قرآن کی لفظی اور معنوی تحریف کرر ہے ہیں اب تفصیلی دلائل سنو دونوں آیتوں کا شان نزول اوران کا پس منظر حقائق و دلائل کی روشنی میں یہ ہے جیسا کہ زید بن ارقمؓ سے صحاح ستہ میں حدیث مروی ہے، کہ نماز کے دوران لوگ باتیں کرلیا کرتے تھے اس کو بند کرنے کے لئے آیت ہذا نازل ہوئی تھی۔ (صحیح بخاری جلد دوم ص ۶۹۰) باب غزوۃ الخندق لہذا آیت ہذا بالاتفاق مدنی ہے اور زید بن ارقمؓ صحابی خود مدنی ہیں باقی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے کچھ شبہ پڑتا ہے کہ نماز میں بات چیت کا کرنا مکہ میں ہجرت سے قبل حرام ہو چکا تھا کیونکہ عبداللہ بن مسعودؓ ہجرت مدینہ سے تین برس پہلے مکے میں حبشہ سے واپس آ کر آنحضرت سے ملے تھے۔ دونوں روایتوں کی تطبیق یہ ہے اور یہی جواب امام خطابی نے دیا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ ایک دفعہ حبشہ سے آ کر پھر حبشہ کو چلے گئے تھے پھر بدر کی لڑائی کے وقت مدینہ میں واپس آئے اور متفق علیہ حدیث میں ان کی اسی واپسی کا ذکر ہے اس وقت یہ آیت مدینہ میں نازل ہو چکی تھی اس لئے عبداللہ بن مسعودؓ اور زید بن ارقمؓ کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں اچھروی صاحب اس آیت کی تفسیر میں آپ نے اور مفتی احمد یار خاں نے بڑی زیادتی اور ظلم سے کام لیا ہے دوسری پیش کردہ آیت (**واذا قرئ القرآن**) ہے اچھروی صاحب اور دیگر علماء حنفیہ اسی آیت سے جہری اور سری نمازوں میں قرأت خلف الامام کو ممنوع و منسوخ بتلاتے ہیں۔

جواب نمبر ۱ یہ آیت بھی مکی ہے اور سورہ الاعراف بھی مکی ہے اور نماز با جماعت کا حکم مدینہ منورہ میں آیا ہے یہ آیت تو مکہ میں دنیوی باتوں سے نمازی کو بند نہ کرسکی تو اس نے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے کیسے بند کر دیا؟ لہذا استدلال باطل اور نا قابل حجت ہے۔

جواب نمبر ۲ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں اگر اس آیت کو نماز کے متعلق مان لیا جائے تو یہ آیت اپنے ماقبل سے بے ربط ہو کر رہ جاتی ہے ماقبل کی آیات میں مشرکین سے خطاب چلا آ رہا ہے اس لئے نظم قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں بھی مشرکین ہی مخاطب ہوں

اور پھر اس آیت کے مکی ہونے سے اس کی اور بھی تائید ہو جاتی ہے۔

جواب نمبر ۳ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ قرآن کی قرأت کے وقت شور وغل کرتے اور کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس شان نزول کی تائید قرآن پاک کی اس آیت سے ہوتی ہے۔ **و قال الذین کفروا لا تسمعوا لهٰذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون** (پ ۲۴۔ سورہ حم سجدہ آیت ۲۶) اور کہا کافر لوگوں نے کہ مت سنو اس قرآن کو اور شور وغوغا کرو بیچ اس کے تا کہ تم غالب رہو اچھروی صاحب خدا کا خوف کرو اور عقل وانصاف سے کام لو دونوں آیتوں کو سامنے رکھ کر نتیجہ نکالو یہاں تو ترک فاتحہ کا دور دور تک بھی نام ونشان نہیں ملتا میں دونوں آیتوں کا آپ کے اور سامعین کے سامنے موازنہ کرتا ہوں اور تمہاری دھوکہ دہی کا سارا پول کھول دیتا ہوں۔

(واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون) (سورہ اعراف پ ۹)

(ا) یہ آیت بھی اور سورۃ بھی مکی ہے۔

(ب) یہاں بھی مشرکین مکہ مراد ہیں۔

(ج) یہاں بھی نماز کا کوئی ذکر نہیں۔

(د) یہاں بھی ترک فاتحہ کا نام ونشان نہیں۔

(و قال الذین کفروا لا تسمعوا لهٰذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون) سورۃ حم سجدہ پ ۲۴۔

(ا) یہ آیت بھی اور سورۃ بھی مکی ہے۔

(ب) یہاں بھی مشرکین مکہ مراد ہیں۔

(ج) یہاں بھی نماز کا کوئی ذکر نہیں۔

(د) اور یہاں بھی ترک فاتحہ کا نام ونشان نہیں۔

نکتہ یہ ہے کہ سورہ اعراف کی اس آیت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ **(لعلکم ترحمون)**

شاید کہ تم پر رحم کیا جائے خدا کا یہ فرمانا صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ آیت کفار مکہ کے متعلق ہے شاید کہ تم پر رحم کیا جائے یہ کفار کو کہا جا سکتا ہے ورنہ مسلمانوں پر تو اللہ تعالیٰ کا رحم ہو چکا ہے توحید و سنت کی نعمت مل چکی ہے اور انہوں نے قبول کر لی ہے وہ تو راہ راست پر آ چکے ہیں اب کافروں کو امید دلائی جا رہی ہے کہ قرآن حکیم سن کر شاید تم کو ہدایت نصیب ہو جائے اور راہ راست کو قبول کر کے اللہ کی رحمت کے حقدار بن جاؤ اب بتاؤ اچھروی صاحب جو آیت سیاق و سباق کے اور شان نزول کے اعتبار سے کافروں کے حق میں نزول ہوئی ہے تم اسے دھینگا مشتی سے مسلمانوں کے حق میں ثابت کر رہے ہو افسوس صد افسوس جس قوم کے رہبر و رہنما ایسے یہودی صفت لوگ ہوں ان کو دوزخ سے بے فکر ہرگز نہ رہنا چاہیے۔

جواب نمبر ۴ سورہ اعراف کی آیت ہذا نماز کے بارہ میں ہرگز نازل نہیں ہوئی اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ سورہ بنی اسرائیل سے بہت پہلے نازل ہوئی ہے سورہ بنی اسرائیل میں معراج کا ذکر ہے اور وہ سورۃ اعراف کے بعد نازل ہوئی ہے لہذا ثابت ہوا یہ آیت **واذا قرئ القرآن** نماز کے بارہ میں ہرگز نازل نہیں ہوئی اس آیت کے ماسبق سلسلہ **(و اذا لم تاتهم باية قالوا)** اور جب تو اے پیغمبر ان کے پاس کوئی معجزہ نہیں لاتا۔ تو (کافر) کہتے ہیں تو خود ہی کیوں نہیں لاتا کہہ دے کہ میں وحی الٰہی کا پابند ہوں یہ (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے بصیرت ہے اور مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے آگے آیت ہے **(و اذا قرئ القرآن)** لہذا ماسبق سلسلہ سے بلاشبہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت کافروں کے بارہ میں نازل ہوئی۔

جواب نمبر ۵ دو منٹ کے لئے بفرض محال **(و اذا قرئ القرآن)** کا شان نزول نماز کے بارہ میں بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں جہری قرأت نہ پڑھیں بلکہ امام کی قرأت کو سنیں لیکن اس آیت سے یہ قطعاً لازم نہیں آتا کہ مقتدی امام کے پیچھے آہستہ اور سکتوں کے درمیان بھی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ آہستہ خصوصاً امام کے سکتوں میں امام کے پیچھے پڑھنے سے قرأت میں منازعت پیدا

نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ (و اذا قری القرآن) کے بعد کی آیت (واذکر ربك فی نفسك) فرما کر آہستہ پڑھنے کا حکم دیا ہے نیز جہری قرأت کے وقت آہستہ پڑھنے کا ثبوت خود فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں موجود ہے۔

جواب نمبر ۶ اصول فقہ میں موجود ہے کہ آیت (و اذا قری القرآن) اور آیت (فاقرؤا ماتیسر من القرآن) میں تعارض ہے اس لئے دونوں آیتیں استدلال کے قابل نہیں۔ (نورالانوار ص ۱۹۳)

اچھروی صاحب کو ابھی تک اپنی اصول فقہ کی کتب کے مطالعہ کا وقت نہیں ملا جب آپ کے بڑے دونوں آیتوں کو متعارض کہہ کر اس دلیل کو ساقط الاعتبار فرمارہے ہیں تو آپ کون ہیں؟ کہ اس کو فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز پر بڑے جوش وخروش سے دلیل بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

اچھروی صاحب ابھی اس آیت (و اذا قری القرآن) سے جو تم نے استدلال کیا ہے اس کے میرے پاس پورے چالیس جواب بفضل اللہ موجود ہیں اگر میرے پاس زیادہ وقت ہوتا تو اس ترتیب سے ۴۰ دلائل پورے سنا کر آپ کے مقتدیوں سے آپ کا چالیسواں کرا دیتا اور جس کا آپ کے عقیدہ کے مطابق چالیسواں ہو جائے تو ہر طرح سے اس کا کام تمام ہو جاتا ہے۔

(حدیث واذا قرأ فانصتوا کا جواب) اچھروی صاحب نے اپنی ٹرن میں آخری دلیل حدیث مذکورہ پیش کی ہے تو اس کے جوابات سنئے۔

(۱) جملہ اذا قرأ فانصتوا اکثر محدثین کرام کے نزدیک بالکل غیر محفوظ ہے چنانچہ بیہقی میں ہے کہ اس جملہ کے عدم صحت پر ائمہ محدثین امام ابوداؤد، امام ابوحاتم، امام ابن معین، امام حاکم اور امام دارقطنی کا اتفاق ہے۔

(۲) بشرط صحت واذاقرأ فانصتوا کا مفہوم عام ہے جو فاتحہ اور غیر فاتحہ سب کو شامل ہے جبکہ حضرت عبادہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس وغیرہ کی احادیث خاص ہیں لہذا عام کو

خاص پر محمول کیا جائے گا اس لئے **و اذا قرأ فانصتوا** کا معنی یہ ہوگا کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ باقی قرأت کو جب امام پڑھے تو مقتدی خاموش رہیں۔

جواب نمبر ۲ یہ حدیث شاذ ہے اکثر محدثین نے اس حدیث کو صحیح نہیں مانا اس کی سند میں قتادہ کے شاگردوں (۱) ابوعوانہ (۲) سعید بن ابی عروبہ (۳) ہشام دستوائی (۴) معمر (۵) ہمام بن یحییٰ (۶) حماد بن سلمہ (۷) ابان بن یزید (۸) حجاج بن حجاج باہلی (۹) شعبہ (۱۰) عدی ابن ابی عمارہ (۱۱) سفیان ثوری میں سے کوئی بھی اس جملہ کو ذکر نہیں کرتا (کتاب القرأت ص ۸۸، ص ۸۹، دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۵) قتادہ کے شاگروں کی ایک جماعت نے اس کا ذکر نہیں کیا صرف سلیمان تیمی نے ذکر کیا ہے سلیمان تیمی اگرچہ ثقہ ہے مگر پوری جماعت کی مخالفت کی بنا پر اس کی زیادتی شاذ ٹھہرتی ہے۔

جواب نمبر ۱ مولوی عمر اچھروی صاحب تم نے مسلم شریف کا حوالہ دے کر ان الفاظ میں حدیث پڑھی ہے **عن ابی موسیٰ الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر فکبروا و اذا قرأ فانصتوا و اذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا. آمین۔** (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۷۴)

ہمارا آپ کو اور پوری دنیائے بریلویت کو کھلا چیلنج ہے کہ پہلے آپ مسلم شریف جلد اول میں اس ترتیب سے مذکورہ حدیث کو ثابت کریں اور دکھائیں کہ مسلم شریف کے کس مقام کس باب کس صفحہ پر اس ترتیب سے اس حدیث کی تخریج کی گئی ہے اور انہیں الفاظ میں ابو داؤد شریف کے کس مقام پر یہ حدیث لکھی گئی ہے چہ دلا ورا ست دزدے کہ بکف چراغ دارد جھوٹ بھی وہ جھوٹ کہ جس کا نہ سر نہ پیر جاؤ اچھروی صاحب اگر تم یہ حوالہ ابھی اسی ترتیب سے مسلم اور ابوداؤد میں دکھا دو تو ابھی مناظرہ ختم اور تمہارے نظریہ کی میں تائید کرونگا ورنہ خلق خدا کو گمراہ نہ کرو دین محمدی کے ساتھ دھوکہ اور فریب ختم کرو شرک و بدعات کی اندھیریوں میں امت بریلویہ کو غرق نہ کرو مسلمانوں کے دین ایمان اور جانوں پر رحم کرو اور ابھی سے سچی توبہ کرو ورنہ خدا ایسے ظالموں کو کبھی بھی دونوں جہانوں میں معاف نہیں

کرے گا یہ دنیا کی زندگی آخر ختم ہونی ہے عدالت کبریٰ کا خیال کر کے حدیث رسول پر ظلم وستم نہ کرو اگر اب بھی دن دہاڑے تم نے حدیث رسول پر ڈاکہ ڈال کر توبہ نصوح نہ کی تو کل کو میدان محشر میں اللہ کو کون سا چہرہ پیش کرو گے؟ اور عذاب قبر سے اپنے آپ کو کیسے بچاؤ گے؟ اگر توبہ نہ کی تم کو بھی اس ظلم کی سزا بھگتنا پڑے گی اور جن کے ایمان کے ساتھ کھیلتے ہو۔ ان سب کے جرم کا عذاب بھی تم اکیلے کو دیا جائے گا تم سب کا عذاب بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ تم خود بھی گمراہ ہوئے اور تمہاری وجہ سے یہ سارے لوگ گمراہ ہوئے اکھٹے جہنم میں جاؤ گے **ربنا آتهم ضعفين من العذاب والعنهم لعنا كبيرا۔**

مولوی محمد عمر اچھروی | بریلویانہ مشرکانہ خطبہ پڑھنے کے بعد مذکورہ حدیث پڑھی۔

"عن جابر بن عبدالله ان النبي صلى الله عليه وسلم من كان له امام فقرأة الامام له قراة" حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے طحاوی شریف اور موطا امام محمد میں موجود ہے۔

اور ترمذی شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے جو کوئی نماز پڑھے اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس نے گویا نماز ہی نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو اصل عبارت یہ ہے **من صلى ركعة لم يقرأ فيها بأم القرآن فلم يصل الا ان يكون ورآء الامام۔** روپڑی صاحب اوپر رسول اکرم ﷺ کی مبارک حدیث پیش کر دی گئی ہے اور نیچے صحابی رسول حضرت جابرؓ کا قول ہے کہ واقعی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہاں اکیلا اور انفرادی حالت میں مقتدی پڑھ سکتا ہے اور ہم سب سنی جماعت انفرادی صورت میں ہر آدمی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے روپڑی صاحب امام کے پیچھے قرأت کرنا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے اسی لئے امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے امام نماز میں لوگوں کا وکیل اور ضامن ہوتا ہے اور اسی وجہ سے امام ہی کو قرأت کرنے کا اختیار ہے اور مقتدی لوگ قرأت کرنے کے مجاز نہیں اور

جب ہم کسی مقدمہ میں کسی کو اپنا وکیل بناتے ہیں تو جج کے سامنے عدالت میں ہمارا وکیل ہی بولتا ہے، اسی طرح نماز میں ہم امام کو اپنا وکیل بناتے ہیں مقتدی کو بولنے اور پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی الحمدللہ وکفیٰ و سلام، علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد ! و عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوٰۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فھی خداج ثلاثاً غیر تمام فقیل لابی ھریرۃ انا نکون ورآء الامام قال اقرأ بھا فی نفسک۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور نہ پڑھی اس میں سورہ فاتحہ پس وہ نماز ناقص ہے ناقص ہے، ناقص ہے آپ نے اس بات کو تین دفعہ فرمایا جب حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا تحقیق ہم ہوتے ہیں پیچھے امام کے (یعنی تب بھی پڑھیں) تو فرمایا اقرأبھا فی نفسک (مسلم شریف)

اچھروی صاحب کافی دیر سے مناظرہ ہو رہا ہے ابھی تک آپ نے میری مطلوبہ شرائط کے مطابق ایک صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح حدیث رسول پیش نہیں کی جس میں لفظ فاتحہ کا موجود ہو (مطلق قرأت نہ ہو) چلو یہ ایک ہی حدیث صحیح السند دکھا دو کہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے بغیر گزارہ ہی ہو جاتا ہے باقی اب تم نے قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر آثار اور اقوال کا سہارا لینا شروع کر دیا ہے آپ کے عمل اور حالت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اور احادیث نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے دین اسلام کی دو ہی بنیادیں ہیں اگر اس سے تمہارا مسلک حنفیہ (ترک فاتحہ) ثابت نہیں ہوتا تو سمجھ لو کہ سوائے ضد اور تعصب کے آپ کے دامن میں کچھ نہیں اور لوگوں کو دھوکا اور فریب دینے کے علاوہ آپ کی دکان کا سودا ختم ہو چکا ہے آپ نے ایک دلیل یہ پیش کی ہے **من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ** کہ جس شخص کا امام ہو امام کی قرأت حکماً مقتدی کو شامل ہے۔

جواب اول اس حدیث کے بارہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں مشھور من

حديث جابر وله طرق عن جماعة من الصحابة و كلها معلولة (التلخيص الحبير)
یہ حدیث حضرت جابر کی روایت سے مشہور ہے اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے اس کی چند اسناد ہیں مگر وہ تمام کی تمام معلول ہیں۔

جواب دوم امام دارقطنی نے اس کو معلل کہا ہے۔

جواب سوم امام بیہقی نے **من كان له امام** روایتوں کا اطلاق فاتحہ کے علاوہ دوسری قرأت پر محمول کیا ہے۔

جواب چہارم حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی فیصلہ فرماتے ہیں **ان هذا الحديث ليس على ترك الفاتحة بل يحتملها ويحتمل قراة ماعداها** یہ حدیث مذکورہ قرأت فاتحہ کے ترک پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس سے سورۂ فاتحہ اور دیگر قرأت (دونوں) کے ترک کا احتمال ہے لیکن عبادہؓ وغیرہ کی احادیث امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے پر وجوباً یا استحساناً بصورت نص دلالت کرتی ہیں پس حضرت عبادہؓ وغیرہ کی احادیث کا اس مذکورہ حدیث سے مقدم کرنا قطعی لازمی ہے۔

جواب پنجم خود حضرت جابر بن عبداللہ کے بارہ میں ابن ماجہ میں ہے کہ وہ فاتحہ خلف الامام کے فاعل اور قائل تھے۔

جواب ششم رئیس المحدثین حضرت امام بخاری نے جزء القراۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ **لم يثبت** کہ یہ حدیث جابر ثابت ہی نہیں ہے، اچھروی صاحب نے ایک اور دلیل ترک فاتحہ کے بارہ میں پیش کی ہے، وہ بھی حضرت جابر کا قول ہے **من صلى ركعة فلم يقرأ فيها بأم القرآن فلم يصل الاورآء الامام** اس کا جواب یہ ہے، کہ یہ روایت مرفوعاً صحیح نہیں بلکہ حضرت جابرؓ کا قول ہے لہذا صحابیؓ کا اپنا قول اور اس کی اجتہادی رائے نصوص قطعیہ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی چنانچہ امام ابن الھمام حنفی فرماتے ہیں **بان قول الصحابى حجة مالم ينفه شيء من السنة** صحابی کا قول اس وقت حجت ہے۔ جب وہ حدیث رسول کے خلاف نہ ہو۔ (فتح القدیر شرح ھدایہ)

اچھروی صاحب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ صحابی رسول کا کوئی ایک قول جو بسند صحیح ہو ترک فاتحہ پر ہر گز نہیں ہے اور نہ تم پیش کر سکتے ہو لاؤ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین**

اچھروی صاحب نے دو عقلی دلیلیں پیش کی ہیں کہ امام ضامن ہے اور وکیل ہے لہذا اہم کو اپنی قرأت پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں تو جواب یہ ہے کہ حدیث میں امام کے ضامن ہونے کا یہ معنی نہیں جو انہوں نے سمجھا ہے بلکہ اس جگہ ضمانت کا معنی رعایت اور حفاظت کا ہے یعنی نماز میں امام بوڑھوں، بیماروں، کمزوروں کا لحاظ کرے باقی مقتدی خاموش رہیں یہ غلط ہے بلکہ حدیث میں ہے **الامام ضامن فماصنع فاصنعوا** کہ امام ضامن ہے جو امام کرے تم بھی کرو مجمع الزوائد مصری بحوالہ طبرانی اوسط جلد دوم ص ٦٦ اگر امام کی ضمانت اس طرح کی ہے کہ مقتدی بالکل خاموش رہیں تو پھر حنفیوں نے تکبیر، ثناء، تسبیحات، تشہد، درود شریف میں امام کی ضمانت کو کیوں تسلیم نہیں کیا دوسرا عقلی اعتراض یہ پیش کیا ہے کہ نماز میں ہم حنفیوں نے امام کو اپنا وکیل بنایا ہے اس وجہ سے امام ہی قرات کرنے کا مجاز ہے تو ہمارا جواب ہے تو پھر آپ لوگ دعا، ثنا تسبیحات رکوع وسجود، التحیات، درود اور دعا کیوں پڑھتے ہیں؟ جبکہ تمہارا وکیل موجود ہے وہی یہ سب کچھ کر رہا ہے۔

آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

مولوی محمد عمر اچھروی ترک فاتحہ خلف الامام کے لئے ایک اور عقلی دلیل سنئے امام طحاوی شرح معانی الآثار میں لکھتے ہیں جب کوئی شخص امام کے رکوع کی حالت میں تکبیر کہہ کر رکوع میں شامل نماز ہو جائے تو وہ اس کی رکعت بلا اختلاف صحیح ہو جاتی ہے اگر چہ اس نے قرأت نہیں کی پس جب یہ رکعت بلا قرأت کے صحیح و جائز ہو جاتی ہے تو سورہ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں لازمی نہ رہی یہ صرف ہمارا حنفیوں کا عقیدہ نہیں بلکہ حضرت مولانا عبدالستار دہلوی ثم کراچی امیر غرباء جماعت اہل حدیث پاکستان کا بھی یہی عقیدہ ہے اور یہ صرف زبانی ہی نہیں بلکہ انہوں نے فتاویٰ ستاریہ میں تحریری طور پر درج کر دیا ہے تا کہ حنفی مذہب

کی تائید و تصدیق ہو جائے حنفی مذہب ہر لحاظ سے صحیح، پختہ اور قدیمی مذہب ہے اور سواداعظم بھی ہے، ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی اور تم سواد أعظم کی پیروی کرو روپڑی صاحب تم تو آٹے میں نمک کے برابر ہو لہذا تم ہمارا اکثریت والا مذہب قبول کرو۔

حافظ عبدالقادر روپڑی | **الحمدللّٰہ و کفیٰ امابعد عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و سلم لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب خلف الامام** (کتاب القرأة ص ۴۷ مطبوعہ دہلی) **و قال ھٰذا اسناد صحیح**

حضرت عبادہؓ بن صامت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی خواہ وہ امام کے پیچھے ہو۔

آخر میدان مناظرہ میں جب چاروں طرف سے اچھروی صاحب عاجز اور مبہوت ہو چکے ہیں بریلویت کی منڈی کا دیوالیہ نکل چکا ہے آخر میں ایک اعتراض وہ بھی بڑا پرانا سامنے کر دیا جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کہتے ہیں کہ رکوع میں رکعت ہو جاتی ہے تو فاتحہ کا پڑھنا ضروری نہ رہا۔

اچھروی صاحب ہمارا جواب یہ ہے کہ رکوع میں شامل ہونے سے رکعت کا ہونا اتفاقی اور اجماعی مسئلہ نہیں کیونکہ امام بخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام بیہقی وغیرہ محدثین کرام رکوع کی رکعت ہونے کے ہرگز قائل نہیں اور حضرت ابو ہریرہ صحابیؓ رسول کا فتویٰ سنئے۔ فرماتے ہیں **من ادرك الامام فی الرکوع فلیرکع معه و لیعد الرکعة** جو شخص رکوع میں امام کو پائے تو اس کے ساتھ رکوع کرے اور بعد ازاں اس رکعت کو دوبارہ پڑھ لے کیوں اچھروی بریلوی صاحب اب تمہارا معدہ درست ہوا یا نہیں مولوی عبدالستار کراچی والوں کا تم نے حوالہ دیا ہے اگر یہ کسی کا نظریہ ہو تو اس کا انفرادی موقف ہوگا جماعت اہلحدیث کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں جماعت اہل حدیث کا وہ عقیدہ ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے اندر بند ہوگا اس کے جو باہر ہوگا ہمارا وہ عقیدہ ہرگز نہیں اگر کسی مولوی عالم فاضل کا

کوئی قول یا عمل ہوگا وہ اس اکیلے بزرگ یا امام کا ہوگا ہمارا جماعت اہلحدیث کا عقیدہ ہرگز نہیں ہم رکوع میں رکعت کے اس لئے بھی قائل نہیں کہ ایسے آدمی سے قیام اور فاتحہ دو فرائض ترک ہو جاتے ہیں اور یہ دونوں نماز کے اہم رکن اور فرض ہیں لہذا نتیجہ نکلا کہ رکوع میں رکعت قطعاً نہیں ہوتی، باقی آپ نے جو ابن ماجہ کی سواد اعظم والی حدیث پیش کی ہے تقریب، میزان وغیرہ اسماء رجال کی کتابیں دیکھو یہ حدیث سخت ضعیف ہے علامہ سندھی حنفی فرماتے ہیں **فی اسنادہ ابو خلف الاعمی واسمہ حازم بن عطاء وھو ضعیف** یعنی اس کی سند میں ایک راوی ابوخلف الاعمی ہے جس کا نام حازم بن عطا ہے وہ ضعیف ہے یہ بھی یاد رہے اس روایت کی جتنی سندیں ہیں وہ سب کی سب مجروح ہیں حتی کہ امام سندھی حنفی فرماتے ہیں **و قد جاء الحدیث بطرق کلھا نظر** یعنی اس حدیث کی مختلف سندیں ہیں وہ سب کی سب مجروح ہیں اچھروی صاحب تم خود بھی ضعیف تمہارا بریلوی مسلک وہ بھی انتہائی ضعیف اور سواد اعظم کی حدیث بے حد سخت ضعیف اور پیش ان کے سامنے کر رہے ہو جن کا مسلک اہلحدیث ہر لحاظ سے قوی بلکہ اقوی ہے عقلی طور پر بھی یہ مسئلہ غلط ہے کہ اکثریت حق و باطل کے لئے معیار ہے اکثریت ہر دور میں اہل باطل کافروں مشرکوں کی رہتی ہے تو کیا پھر وہ اور ان کا مذہب کا فرانہ صحیح ہوگا؟ قرآن پاک میں ہے **و قلیل من عبادی الشکور** شکرگزار خدا کے بندے تھوڑے ہی ہوتے ہیں دوسری جگہ ہے **واکثر ھم الفاسقون** اکثر لوگ فاسق ہیں (۳) سورہ یوسف میں ہے **ولکن اکثر الناس لا یشکرون** (۴) **ولکن اکثر الناس لا یعلمون** (۵) **و ما یؤمن اکثرھم باللہ الاوھم مشرکون۔** (سورہ یوسف نمبر ۱۰۶)

سبحان ربك رب العزة عما یصفون والسلام علی المرسلین

والحمدللہ رب العلمین

مناظرہ ضلع منٹگمری (حال اوکاڑہ)

اور

مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مقام مناظرہ ☆ موضع چک نمبر G-D4 غلام رسول والا ضلع منٹگمری (حال اوکاڑہ)

تاریخ مناظرہ ☆ شوال بمطابق مورخہ 27 اکتوبر 1941ء بروز سوموار وقت صبح بجے

موضوع مناظرہ ☆ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مناظرین مناظرہ ☆ مسلک اہل حدیث کی طرف سے حافظ عبدالقادر روپڑی

بریلوی فرقہ کی طرف سے مولینا محمد عمر اچھروی

ثالث مناظرہ ☆ ملک محمد اسفندیار خاں رئیس اعظم باماں بالا۔

ذمہ داران مناظرہ ☆ حاجی امام دین نمبردار و علی محمد نمبردار صاحبان

صدر مناظرہ ☆ جماعت اہل حدیث کی طرف حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ

بریلویوں کی طرف سے ☆ مولوی شیر نواب قصوری

حافظ عبدالقادر روپڑی میں نے اللہ کے فضل و کرم سے خطبہ مسنونہ کے بعد سورہ کہف کی آخری آیت باترجمہ تلاوت کی جو یہ ہے۔ (**قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰهکم الله واحد**) (سورہ کہف پ ۱۶ آیت نمبر ۱۱۰ آخری) اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیں کہ میں تم جیسا آدمی ہوں وحی آتی ہے مجھ پر کہ معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے دوستو اہل حدیث (اہل سنت) کے نزدیک ذوی العقول مخلوق کا درجہ غیر ذوی العقول مخلوق سے زیادہ ہے۔

ذوی العقول مخلوق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) نوری

(۲) ناری

(۳) خاکی

ملائکہ خالص نور سے پیدا کیے گئے اور جنوں کو خالص آگ سے پیدا کیا گیا اور انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اس کی تائید مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث سے ہوتی ہے **عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلقت الملائكة من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق اٰدم مما وصف لكم .**

رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۰۶ باب بدء الخلق)

حضرت عائشہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور جن آگ کے شعلوں سے اور حضرت آدم مٹی سے ثابت ہو گیا کہ فرشتے جن اور انسان خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان کی پیدائش علی الترتیب نور، نار اور مٹی سے کی ہوئی ہے چونکہ انسانیت کی ابتدا حضرت آدم سے ہوتی ہے اور ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے خاتم الانبیاء بھی آدم کی اولاد سے ہیں اسی وجہ سے آپ کی پیدائش بھی مٹی سے ہوئی ہے آپ اولاد آدم اور ابن آدم ہیں لہذا وہ بھی مٹی سے ہوئے بشریت آدم کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے **(اذ قال ربك للملٰئكة انى خالق بشراً من طين)** اسکے بعد بشریت مصطفٰی کی دلیل وہ آیت ہے جو میں نے اپنی اسی ٹرن کے ابتدا میں پڑھی ہے دوبارہ پھر سن لیں۔ **(قل انما انا بشر مثلكم يوحىٰ الى)** (سورہ کہف) پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کے والد گرامی حضرت آدم پر بشر کا لفظ استعمال فرمایا ہے پس اگر یہ لفظ توہین اور تنقیص کا ہوتا یا انبیاء و رسل کی عظمت اور وقار کے خلاف ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس کو آدم کے حق میں استعمال نہ کرتے جسے پروردگار نے اپنے بے مثال ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور پھر جسے مسجود ملائکہ بنایا اور پھر جس کے سر پر خلافت کا تاج بھی رکھا ہو معلوم ہوا تینوں قسموں کی ذوی العقول مخلوقات نوری، ناری، خاکی میں سے بشر کو ہی افضل فرمایا اس

لئے نوریوں (فرشتوں) سے خاکی (یعنی آدم) کو سجدہ کروایا تھا۔

اگر یہ لفظ بشر یا عبد صحیح نہ ہوتا اور اس میں انبیاء کی بے ادبی ہوتی تو خالق کائنات کبھی بھی اس کو اپنے آخری پیغمبر امام الانبیاء ﷺ کے لئے نہ فرماتا اور خود زبان نبوت سے ہرگز اعلان نہ کرواتا آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی زبان پاک سے اعلان عالی شان کروا کر قیامت تک شبہات ومغالطات کے اندھیروں کو دور کر دیا اور اس خود ساختہ بریلوی عقیدہ کی بیخ کنی کر دی سنئے (**قل انما انا بشر مثلکم**) آپ فرما دیجئے کہ میں بشریت کے ساتھ اللہ کا رسول ہوں اور احکام شرعیہ کے بارہ میں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔

دوستو! حقیقت یہی ہے اگر ایمان اندر موجود ہو اور فکر آخرت بھی سامنے ہو تو اس آیت نے مسئلہ ہذا کا مطلع بالکل صاف کر دیا اور کسی قسم کی حیل وحجت اور اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہنے دی اور دوسری جگہ قرآن پاک میں یوں بھی ہے کہ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو ان کے لئے فرشتہ رسول ہو کر آنا لازم تھا لیکن زمین پر چونکہ بشر، انسان، بندے اور آدمی ہی آباد اور موجود ہیں تو اسی لئے مالک الملک نے مجھے ان کی جنس بشر ہی سے رسول بنا کر بھیجا ہے آیت کریمہ اس طرح ہے **و ما منع الناس ان یومنوا اذجاء هم الهدیٰ الا ان قالوا ابعث اللہ بشراً رسولاً قل لو کان فی الارض ملائکة یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکاً رسولاً۔**

(سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۵ پارہ نمبر ۱۵)

بہر حال میری پیش کردہ دونوں آیتوں کا مفہوم یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات نے پیغمبر اعظم کی ذات سے جو اعلان کروایا کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں اس کا یہ معنی ہے کہ آدمیت اور بشریت کے وصف میں تم اور میں برابر ہیں لیکن شان نبوت کا درجہ الگ ہے جو صرف اتنا ہے کہ میری طرف الہام اور وحی پہنچتی ہے کہ تمہارا سب کا برحق معبود ایک ہی ہے باقی ہوں میں انسان لیکن ایسا انسان جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اعلیٰ اور آخری درجہ

نبوت اور ختم نبوت سے سرفراز فرمایا ہے ہمارا جماعت اہلحدیث کا یہی عقیدہ ہے کہ آپ صرف بشر نہیں تھے بلکہ افضل البشر تھے صرف عبد نہیں بلکہ افضل العباد ہیں۔

آپ صرف رسول نہیں، افضل الرسل ہیں آپ صرف نبی نہیں بلکہ افضل الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہیں یاد رکھو جو لوگ آنحضرت کی عبدیت اور بشریت کے منکر ہیں وہ کتاب الٰہی کی اس آیت اور اس مضمون کی دوسری بے شمار آیتوں کے منکر ہیں۔

پہلی ٹرن مدعی کی ہوتی ہے اور اصول مناظرہ ہے کہ آخری ٹرن بھی اسی کی ہوتی ہے اس مسئلہ میں چونکہ مدعی میں ہوں لہذا ٹرن میری ہے اور یہ پندرہ منٹ کی ہے صرف چند منٹ باقی ہیں ان دو آیات کے بعد جس ذات ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اس کی دو حدیثیں بھی سن لیں تا کہ ایمان میں مزید تازگی پیدا ہو جائے یہ میرے ہاتھ میں صحیح مسلم شریف ہے جس کا مستند ہونا مسلم ہے اور کسی کو اس کی صحت کے انکار کی گنجائش نہیں اس کی دوسری جلد میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ لوگ نر کھجور کے درخت کے بور کو مادہ کھجور کے درخت پر پیوند کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کیا کرتے ہو؟ اگر تم نہ کرو تو شاید تمہارے لیے اس سے بہتر ہو پس لوگوں نے اس سال پیوند کرنا چھوڑ دیا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس سال کھجوریں پہلے کی نسبت بہت کم پھل لائیں پس پھر صحابہ کرامؓ نے آ کر آپ کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا جس پر آپؐ نے فرمایا **انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا به و اذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر** (مسلم شریف جلد دوم ص ۲۶۴)

پس حضور نے فرمایا تحقیق میں بھی ایک بشر ہوں جب میں تم کو دین کے کسی امر کے بارہ میں حکم دوں تو اسے مضبوطی سے پکڑو اور جب اپنی رائے سے دنیا کے بارہ میں کچھ مشورہ دوں تو پھر میں بھی ایک بشر ہوں (میری رائے پر عمل کرو یا نہ کرو)

دوسری حدیث بھی سن لیں تا کہ پہلی ٹرن کا بیان مکمل ہو جائے اور ساتھ ہی دو آیات اور دو حدیثیں مکمل ہو جائیں جس نے ان کو تسلیم کر لیا قرآن و حدیث کو تسلیم کیا اور جس نے

انکار کیا اور ضد نہ چھوڑی اس نے خدا اور مصطفٰے سے بغاوت کا ثبوت دیدیا اور ایسے آدمی یا مولوی کا عشق مصطفٰے کا دعوٰی بالکل جھوٹا اور بے بنیاد ثابت ہوگا۔

(۲) حدیث یہ ہے یہ میرے ہاتھ حدیث پاک کی پاک کتاب سنن نسائی شریف ہے جو ہر مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہے اس میں حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پس آپؐ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نیا حکم اترا ہے حضور اکرم نے فرمایا اگر کوئی نیا حکم نازل ہوتا تو میں تم کو ضرور خبر دیتا **ولکن انا بشر انسیٰ کما تنسون فاذانسیت فذکرونی** (الحدیث) (نسائی شریف جلد اول ص ۱۸۴ طبع دہلی)

اور میں بشر ہی ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو جس وقت میں بھول جاؤں تو پس یاد دلا دیا کرو۔

دوستو! ہم رب العالمین کے فضل و کرم سے قرآن و حدیث کے ٹھوس اور صریح دلائل کی روشنی میں آنحضرت کو بشر، عبد اور اللہ تعالٰی کا سچا رسول مانتے ہیں بلکہ افضل البشر، اکمل البشر اور خیر البشر تسلیم کرتے ہیں یہی عقیدہ اصحابؓ مصطفٰی کا تھا اور یہی تابعین اور تبع تابعین ائمہ دین کا تھا اور یہی عقیدہ تمام فقہائے حنفیہ کا مصدقہ ہے ان شاء اللہ آہستہ آہستہ تمام دلائل آپ کے سامنے آئیں گے دعا ہے کہ اللہ تعالٰی ہم تمام کو توحید و سنت پر تمام عمر قائم رکھے اور تمام اہل اسلام کا اسی پر خاتمہ ہو۔

مولوی محمد عمر اچھروی اٹھے اور خلاف سنت اور خود ساختہ مشرکانہ خطبہ جس میں غوثا غیاثا مغیثا وغیرہ الفاظ تھے پڑھنے کے بعد آیت یہ تلاوت کی (**قد جآء کم من اللہ نور و کتاب مبین**) لوگو تمہارے پاس اللہ تعالٰی کی طرف سے نور اور کھلی کتاب آئی ہے اس آیت نے ثابت کر دیا کہ آپؐ نور ہیں سراسر نور ہیں آپؐ سراپا نور ہیں آپؐ مجسمہ نور ہیں حافظ صاحب نے بشر کی تعریف ہی نہیں کی ویسے ہی قرآن اور حدیث سے خواہ مخواہ بشر کا لفظ ثابت کرنا شروع کر دیا ہے اس کے تو ہم بھی قائل ہیں کہ حضور ﷺ مثل بشر تھے

جیسا کہ حضرت مریمؑ کے واقعہ میں (فتمثل لها بشراً سوياً) میں بشر کا لفظ آیا ہے کہ فرشتہ بشر کی صورت میں حضرت مریم کے پاس آیا تھا حافظ صاحب محمد عمر کی بات کو اچھی طرح سن لو بشر آسمان پر نہیں جا سکتا بشر کی انگلیوں سے پانی کے چشمے نہیں چل سکتے بشر آسمان کے چاند کو نہیں چیر سکتا بشر کنکریوں کو کلمہ نہیں پڑھا سکتا وغیرہ وغیرہ لہذا حافظ صاحب کا فرض ہے کہ پہلے بشر کی صحیح تعریف کریں پھر اس کے مطابق حضور اکرم نور مجسم ﷺ کو بشر ثابت کریں باقی حافظ صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں مدرسہ رحمانیہ دہلی کا سند یافتہ ہوں کوئی معمولی ملاں نہیں ہوں لہذا ذرا سوچ کر اور ہوش سے میرے سامنے بات کریں اور بشر کی تعریف کر کے پھر بشر ثابت کریں ایسی ہی باتوں کو بار بار دہرا دہرا کر اور آئیں بائیں شائیں کر کے وقت کو پورا کیا اور اپنی جان چھڑائی۔

حافظ عبدالقادر روپڑی مختصر خطبہ مسنونہ کے بعد آیت پڑھی (**قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلكم ولكن الله يمن علىٰ من يشآء من عباده و ما كان لنا ان ناتيكم بسلطٰن الا باذن الله وعلى الله فليتوكل المتوكلون** (سورہ ابراہیم پ ۱۳ ع ۲)

ان رسولوں نے کہا نہیں ہیں ہم مگر تمہارے جیسے آدمی لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان کرتا ہے اور یہ ہمارے بس کی بات نہیں کہ ہم تمہیں کوئی معجزہ دکھلا سکیں خدا کے حکم کے بغیر اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے مولوی اچھروی صاحب میں نے پہلی ٹرن میں چار دلیلیں پیش کی تھیں آپ نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا دو قرآن کی آیتیں اور دو احادیث نبویہ اور یہ پانچویں دلیل میں نے قرآن کریم سے پیش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام انبیاء نے واشگاف الفاظ میں اپنی اپنی امتوں کو فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ جنس بشر ہونے میں تو ہم تمہاری طرح ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ ہمیں منصب رسالت پر فائز کر دیا ہم تمہاری طرح بشر ہیں اور اللہ کے رسول بھی ہیں لیکن خدا کے رسولوں کو قطعاً یہ اختیار نہیں کہ خدائی اذن کے بغیر از خود کوئی معجزہ دکھلا سکیں سبحان اللہ مولوی صاحب اس آیت نے تو آپ کی دو عدد مشکلیں حل کر دیں ایک بشریت کا

ثبوت دوسرا مختار کل کی نفی اب نکلو کدھر نکلتے ہو میں ان شاء اللہ العزیز چاروں طرف سے آپ کا اور آپ کے حواری مولویوں کا علمی طور پر ناطقہ بند کردوں گا۔

اصل بات یہ ہے کہ مشرکین مکہ جب دیکھتے تھے کہ حضور اکرم کھاتے پیتے، چلتے پھرتے یعنی بشر ہیں تو حیران ہوکر پوچھتے یہ کیسا رسول ہے؟ جو بشر ہے کھاتا پیتا ہے رسول تو نوری ہونا چاہیے فرشتہ ہونا چاہیے یا کم از کم آپ کے ساتھ فرشتہ ہوتا جو فرائض نبوت انجام دیتا اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اے مشرکو تم تو بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے ہو حالانکہ حقیقت یہی ہے کہ رسول ہمیشہ بشر ہی بھیجے گئے اور وہ لوازم بشریت سے بھی متصف تھے

مولوی محمد عمر صاحب: ہوش کرو اور خدا کا خوف کرو مشرکین مکہ جو کہ آپ کے آباؤ اجداد تھے وہ بھی بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے تھے ان کا ذہن بھی یہی تھا کہ بشر نبی نہیں ہوسکتا اور آج کے مشرکین پنجاب کا بھی (آپ جیسوں کا) بھی یہی عقیدہ ہے لیکن تھوڑا سا فرق ہے آپ اور آپ کے بڑوں کے عقیدہ میں کہ وہ آنحضرتؐ کو بشر تو مانتے تھے مگر نبوت کے منکر تھے یعنی بشریت کا اقرار اور نبوت کا انکار آج پنجاب کے مشرک نبوت کا اقرار مگر بشریت کا انکار دونوں ہی عقل اور بصیرت کے دشمن ہیں کیونکہ ان کا دعویٰ بھی یہی تھا کہ بشریت و رسالت کا ایک ذات میں جمع ہونا ناممکن ہے اس روحانی اولاد کا بھی یہ عقیدہ ہے۔ کہ رسول اللہ کو بشر نہیں کہنا چاہیے جس کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ بشریت اور رسالت جمع نہیں ہوسکتی حالانکہ رب العلمین نے وحی، نبوت، اولاد آدم سے مخصوص کی ہے۔

چوتھی آیت سنئے (**ما كان بشر ان يؤتيه الله الكتٰب والحكم والنبوة ثم يقول للناس كونوا عباداً لي من دون الله ولكن كونوا ربا نيين.**)

(پ ۳ آل عمران آیت ۷۹)

کسی بشر کو لائق نہیں کہ خدا تو اسے حکمت اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے یوں کہے کہ خدا کے علاوہ میرے بندے بن جاؤ (لیکن وہ یہ کہتا ہے) تم ربانی بن جاؤ۔

پانچویں آیت سنیے **وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحياً اومن ورآء**

حجاب اویرسل رسولاً فیوحی باذنه ما یشآء انه علی حکیم۔

(پارہ نمبر سورہ شوری آیت نمبر 51)

کسی بشر کے لئے (باعتبار اپنی ذات کے) ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر بذریعہ وحی (والہام) یا (غیب سے) پردے کے پیچھے سے آواز (سنائے) یا اپنا کوئی فرشتہ بھیجے جو اس کے (خدا کے) حکم سے وہ جو چاہے پیغام سنائے بیشک وہ خدا بڑا بلند اور صاحب حکمت ہے۔

ان سب آیتوں سے ثابت ہوا کہ نبوت کے لئے بشریت لازم ہے اور بشریت و نبوت ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہیں۔

باقی مولوی اچھروی صاحب! آپ نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ بشر آسمانوں پر نہیں جا سکتا بشر کی انگلیوں سے چشمے جاری نہیں ہو سکتے وغیرہ ہم کب کہتے ہیں کہ صرف بشر یہ کام کرتا ہے اس کا جواب قرآن میں ہے۔

چھٹی آیت (**قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً**(پ۱۵ بنی اسرائیل)

(اے رسول خدا) آپ فرمادیجئے سبحان اللہ! میں تو نہیں ہوں مگر ایک بشر پیغام پہنچانے والا۔

آسمانوں پر جانا، چاند کا دوٹکرے کرنا، انگلیوں سے چشموں کا جاری ہونا، یہ پیغمبر خدا کے معجزے ہیں، معجزہ پیغمبر کے ساتھ خاص ہوتا ہے، عام لوگوں کے لئے وہ دلیل نہیں بن سکتا۔

بلاشبہ عام بشر واقعی یہ کام نہیں کر سکتا لیکن بشر اً رسولاً خدا کے اذن کے ساتھ کر سکتا ہے ہر وقت رسول اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے معجزہ کا ظہور نہیں کر سکتا ہاں قرآن پاک میں کئی جگہ موجود ہے کہ کفار آپ کے پاس آتے اور معجزات طلب کرتے مگر آپ نے فرمایا کہ یہ میرے اختیار کی بات نہیں اور فرمایا یہ **سبحان ربی** کے اختیار میں ہے پھر میں عرض کرتا ہوں معجزہ پیغمبر کے ساتھ خاص ہوتا ہے جیسے حضرت موسیٰ کا ہاتھ چاند کی طرح روشن ہو

جاتا تھا اور ان کا عصا اژدہا بن جاتا تھا حالانکہ تیرے جیسے عام بشروں سے لکڑی سانپ نہیں بنتی اور نہ ہی مولوی عمر کا ہاتھ روشن ہوتا ہے (حالانکہ نور نور کا وظیفہ کرتے کافی عمر گزر گئی ہے) ایسے ہی معراج پر جانا، چاند دو ٹکڑے کرنا، چشمے انگلیوں سے جاری ہونا، یہ امام الانبیاء ﷺ کے خاص معجزات ہیں اور ہمارے پیغمبر اعظم ﷺ کے سینکڑوں نہیں ہزاروں معجزات تھے بلکہ آپ کی ذات اقدس بھی سراپا معجزہ ہے اس کے باوجود آپ ﷺ جنس بشر سے تھے شان کے لحاظ سے ساری کائنات سے اعلیٰ، افضل، اکمل، احسن، اجمل، اطیب، اطہر تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) مگر جنس کے لحاظ سے بشر تھے، انسان تھے بلکہ تمام اولاد آدم کے سردار تھے اگر بشر کا آسمان پر جانے کی مثال کے مولوی صاحب ضرور ہی خواہشمند ہیں تو یاد رکھو حضرت عیسیٰ بشر رسول ہو کر آسمان پر گئے اور آج تک وہاں ہی ہیں اور قرب قیامت میں بھی بشریت میں ہی ان کا نزول ہوگا مولوی صاحب کا یہ دعویٰ بھی باطل ہو گیا کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا یہ عوام کو تو دھوکہ دے سکتے ہیں مگر اہلحدیث اللہ کی مہربانی سے ان کے دھوکے میں قطعاً نہیں آ سکتے۔

ہمارے بڑے بزرگ شیخ الاسلام حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ فرمایا کرتے ہیں مجھے اس پر حیرانی ہے کہ لوگ حضور سے بشریت کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ بشریت ہی آنحضرت کی رسالت کی تصدیق اور آپ کے معجزات اور خرق عادات چیزوں کی تصدیق کا سبب ہے کیونکہ جب انسان سے معجزات کا صدور ہوگا تو یہی تصدیق رسالت کا سبب ہے۔

ورنہ اگر یہی کچھ فرشتوں جنات وغیرہ میں ظاہر ہو تو کچھ تعجب نہ ہوگا کیونکہ فرشتوں اور جنات سے خرق عادات چیزوں کا ظاہر ہونا مسلمہ امر ہے انبیاء کے بغیر عام انسان ایسا کرنے سے عاجز ہوا کرتے ہیں اسی وجہ سے معجزہ کو خرق عادت کا نام دیا گیا ہے۔

چوتھی بات جو اچھروی صاحب نے اپنے مریدوں کو خوش کرنے کے لئے کہی ہے کہ مثل بشر کے تو ہم قائل ہیں جیسا کہ فرشتہ بشر کی شکل میں حضرت میریم کے پاس آیا یہ بھی سراسر دھوکہ ہے لوگو ابھی تو مناظرہ کی دوسری ٹرن ہے اچھروی صاحب نور من نور اللہ کے

دعویٰ کو چھوڑ کر مثل بشر کے قائل ہو گئے سارا مناظرہ ختم ہونے سے پہلے ان شاء اللہ حضور اکرم ؐ کو مکمل بشر تسلیم کر کے اٹھیں گے۔

دوسرا جواب مولوی صاحب تم تو **بشر مثلکم** جو میں نے آیت پیش کی تھی اس کے سخت منکر تھے دوسری ٹرن میں ہی اب مثل بشر یعنی **بشر مثلکم** کے قائل بھی ہو گئے ہو تمہارا عقیدہ ہیرہ پھیری کرنا معلوم ہوتا ہے ورنہ یہ شعبدہ بازی ہرگز نہ کرتے۔

تیسرا جواب حضرت مریم کے واقعہ میں فرشتہ کا بشر کے تمثل میں آنا (کہ ظاہر میں بشر اور باطن میں نوری تھا) ساری دنیا کے بریلوی مولوی مل کر ایک آیت قرآن پاک سے مجھے دکھا دو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو تمثل بشر بنا کر بھیجا ہے جن کا ظاہر بشر اور باطن نوری تھا۔

مولوی اچھروی صاحب! کچھ خدا کا خوف کرو لوگوں کو گمراہ نہ کرو ورنہ ان کی گمراہی کا وبال بھی قیامت کے دن تم پر ہی ہوگا نبی کے ظاہر اور باطن میں تضاد اور تفاوت نہیں ہوتا، کہ اوپر کچھ ہو اور اندر کچھ ہو ظاہر اور ہو باطن اور ہو وہ اندر اور باطن سے یکساں ہوتا ہے اللہ کے پاک نبی کا **(العیاذ باللہ)** آپ کی طرح ظاہر اور باطن مختلف نہیں تھا۔

تم جب اہل توحید کو خلوت میں ملتے ہو تو کہتے ہو کہ عقیدہ تو توحید و سنت ہی برحق ہے اور جب میدان مناظرہ میں اپنے مریدوں اور مقتدیوں کے پاس ہوتے ہو تو کہتے ہو مذہب بریلوی ہی صحیح ہے اور وہابی کافر ہیں تم کو دینا کی فانی دولت نے اندھا اور تباہ کر دیا ہے تمہاری طرح کے علماء و مشائخ کے بارہ میں قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی اطلاع دے دی ہے **یا ایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیأکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ ۔** باقی تفصیل اگلی ٹرن میں کرونگا انشاء اللہ۔

مولوی محمد عمر اچھروی نے حمد وصلوٰۃ کے بعد پھر آیت **قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔** (آیت ۱۵ پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ) پڑھنے کے بعد کہا

حافظ صاحب نے بشر کی تعریف نہیں کی اور نہ ہی کریں گے کیوں کہ بشر کے تو ہم بھی

قائل ہیں قرآن پاک اور احادیث پاک میں بے شک بشر کا لفظ آیا ہے لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کوئی شخص اپنے باپ کا نام لے کر نہیں پکار سکتا جس طرح بیٹا اپنے باپ کو نام لے کر نہیں بلا سکتا ایسے ہی ہم بھی حضور کو بشر نہیں کہہ سکتے خدا بشر کہے تو ٹھیک ہے خود مصطفٰے کریم اپنے آپ کو بشر کہیں تب بھی ٹھیک لیکن ہم امتی ہو کر آپ کو بشر نہیں کہہ سکتے اس میں حضور کی بے ادبی اور توہین ہے اور میں نے قرآن مجید سے اپنے عقیدہ کی تائید میں اسی لئے آیت پڑھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم نور ہیں آپ **نور من نور الله** ہیں اس لئے ہم آپ کو بشر نہیں کہہ سکتے ہم امتی ہیں امتی کی کیا جرأت ہے؟ کہ آپ ؐ کو بشر کہیں جو حضور اکرم ﷺ کو بشر کہے گا وہ سخت بے ادب ہوگا وغیرہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے اور کچھ وہی پہلی باتیں دہرا کر وقت پاس کیا اور بالآخر بیٹھ گئے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی | مختصر خطبہ مسنونہ کے بعد آیت ہذا پڑھی۔

ساتویں آیت (**قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الله واحد فاستقیموا الیه واستغفروہ و ویل للمشرکین**) (سورہ حم سجدہ پارہ نمبر ۲۴ رکوع ۱)

آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تم جیسا بشر ہی ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے پس اسی معبود واحد کی طرف سیدھے رہو اس سے (اپنے گناہوں) کی بخشش طلب کرو اور مشرکین کے لیے بڑی خرابی ہے۔

مسلمانوں اب تک میں نے اللہ کی رحمت سے سات آیات قرآنیہ پڑھی ہیں جن میں آنحضرت کی بشریت کا واضح اور صریح ثبوت موجود ہے اور اس کے ساتھ کئی حدیثیں بھی پیش کر چکا ہوں لیکن بُرا ہو ہٹ دھرمی کا کہ اچھروی صاحب نے میری پیش کردہ ایک آیت یا ایک حدیث رسول کا جواب نہیں دیا اور یہ میرا ان پر قرض ہے جب تک میرے پیش کردہ براہین و دلائل کا جواب نہیں دے گا میں میدان مناظرہ سے نہیں جانے دونگا باقی میں اس کی ہر ہر بات اور ہر خود ساختہ دلیل کا مدلل جواب دے رہا ہوں جس کا توڑ یہ قیامت تک بفضل اللہ نہیں پیش کر سکتا پچھلی ٹرن میں مولوی صاحب نے مثل بشر کا اقرار

کیا تھا اور اس ٹرن میں مکمل اقرار کر لیا کہ ہم بشر کے تو قائل ہیں کیونکہ قرآن و حدیث میں کئی جگہ لفظ بشر موجود ہے مگر بشر کہنا بے ادبی ہے ان شاء اللہ آخر مناظرہ تک یہ کسر بھی نکل جائے گی اور یہاں سے منوا کر روانہ کروں گا کہ حضور جنس کے لحاظ سے تو بشر بلکہ افضل البشر، سید البشر، خیر البشر، افضل البشر ہیں مگر صفت کے لحاظ سے حضرت محمد ﷺ وہ نور ہدایت ہیں جن کی شریعت سے کفر و شرک کے اندھیرے اجالوں میں تبدیل ہو گئے۔

دوسرا جواب امام الانبیاء ﷺ نے خود اپنی زبان پاک سے فرمایا و لا اقول لکم انی ملك کہ تم کو یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں یاد رکھو تین قسم کی مخلوقات ہی ذوالعقول ہیں نوری، ناری اور خاکی، نتیجہ نکلا آپ ناری بھی نہیں اور فرشتہ کی بھی نفی ہو گئی نوری بھی نہیں لہذا ثابت ہوا کہ آپ یقیناً خاکی ہیں اور بشر رسول ہیں جن کا کوئی اہل عقل یا اہل علم انکار نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے خود اپنے پیغمبر سے اعلان کروایا ہے ھل کنت الا بشراً رسولاً (بنی اسرائیل)

تیسرا جواب مولوی صاحب نے کہا ہے جیسا کہ بیٹا باپ اپنے کا نام لے کر نہیں بلا سکتا ایسے ہی ہم حضور اکرم کو بشر اور عبد نہیں کہہ سکتے میں پوچھتا ہوں مولوی صاحب حضور کے ذاتی نام محمد اور احمد ہیں اور صفاتی بھی کئی نام ہیں مگر ثابت کرو کہ ان ناموں میں حضور کا بشر بھی کوئی نام ہے اگر نہیں تو آپ کا استدلال باطل اور عقیدہ بھی ساتھ ہی باطل اور پورا مذہب بھی باطل ہو گیا ایسے ہی بشر کہنے سے آپ کی توہین نہیں بلکہ توہین اور گستاخی آپ کو یا محمد یا احمد کہنے سے ہے جو تمہارا شیوہ اور مذہب ہے ہمارا نہیں۔

چوتھا جواب اگر کوئی مولوی اچھروی سے غیر مسلم سوال کرے کہ آپ کے رسول کس جنس اور کس نسل سے تھے تو آپ کیا جواب دینگے؟ اگر بشر کہو گے تو تمہارے عقیدہ کے مطابق گستاخی ہو گی اور اگر غیر بشر کہو گے تو جھوٹ کے ساتھ بہت سی آیات کا انکار بھی کرو گے میں پوچھتا ہوں اگر بشر کا لفظ کہنا توہین ہے تو آپ قرآن پاک پڑھتے ہوئے جن آیات کثیرہ میں لفظ بشر آیا ہے تو کیا انہیں چھوڑ دیتے ہو؟ اور جن احادیث میں لفظ بشر آتا

ہے تو کیا آنکھیں بند کر کے گزر جاتے ہو ورنہ اقرار بشریت سے کیوں انکار ہے؟

پانچواں جواب قرآن پاک میں خود احکم الحاکمین نے آپ کو بشر کہا ہے پھر حضور کی زبان وحی ترجمان سے اعلان کروایا اور خود حضور اکرم ﷺ نے کئی دفعہ اپنے آپ کو بشر کہا اصحاب رسول نے بشر کا لفظ استعمال کیا بلکہ ایک حدیث میں تو حضور اکرم نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ میں تمام نسل آدم (بشر) سے خدا کے نزدیک مرتبے والا اور نسل بشر کا سردار ہوں (مشکوٰۃ) **ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسمعیل واصطفیٰ قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم.**

(مسلم شریف جلد دوم ص ۲۴۵)

چھٹا جواب ایک اور حدیث میں ہے امام الانبیاء نے فرمایا **انا سید ولد آدم**

(مسلم جلد ۲ ص ۲۴۵)

دوسری جگہ فرمایا **انا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر لی** (ترمذی باب فضائل النبی)

تیسری جگہ فرمایا **انا اولی الناس خروجا اذا بعثوا** (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱)

''ہم ہی وہ پہلے انسان ہیں جو سب سے اول قبر سے اٹھیں گے''

چوتھی جگہ آپؐ نے فرمایا **بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت فیہ** (بخاری پ ۱۴ باب صفۃ النبی ج ۱ ص ۵۰۳)

کہ میں اولاد آدم کے بہترین خاندانوں میں ہوتا آیا ہوں یہاں تک کہ وہ لوگ آئے جس میں میں پیدا ہوا ہوں اگر صحیح مسلمان ہو تو جس پیغمبر کا کلمہ پڑھتے ہو اس کی احادیث پر ایمان لاؤ اور حضور کو بشر رسول، عبد، رسول تسلیم کرو ورنہ انکار کردو تا کہ قبر اور حشر میں بھی رسول اللہ سے تمہاری عداوت اور بغاوت کھل جائیگی. جماعت اہل حدیث کے پاس تو صرف اللہ کا قرآن اور محمد کا فرمان ہے جو چاہے اس کا اقرار کر کے نجات پائے اور جو چاہے انکار کر کے اپنا بیڑہ غرق کر دے۔

ساتواں جواب جو مولوی صاحب نے آیت پیش کی ہے **قد جاء کم من اللہ نور**

و کتاب مبین (پارہ نمبر ٦) لفظ نور سے مراد مختلف چیزیں مفسرین کرام نے مراد لی ہیں تم اس سے ایک چیز حضور اکرم کا نور صرف کیسے مراد لے سکتے ہو؟ جب کہ لفظ نور کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے تو تم ایک معنی کو بغیر دلیل کے کس طرح متعین کر سکتے ہو حالانکہ اس جگہ نور کے لفظ میں کئی احتمالات ہیں یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ اصول ہے **اذا جآء الا حتمال بطل الاستدلال .**

آٹھواں جواب (۱) نور سے مراد قرآن مجید بھی ہے (تغابن) (۲) نور سے مراد شریعت اسلام بھی ہے (۳) نور سے مراد وحی الٰہی بھی ہے (۴) نور سے مراد نور اسلام بھی ہے (۵) ایمان کو بھی نور کہا گیا ہے **نور یسعی نورھم بین ایدیھم** (٦) تورات کو بھی نور کہا گیا ہے **انا انزلنا التورة فیھا ھدی و نور** (۷) انجیل کو بھی نور کہا گیا ہے **و اٰتیناہ الانجیل فیه ھدی ونور** (مائدہ ع ۷) (۸) نور آسمانی چاند کو بھی کہا گیا ہے **والقمر نورا** (۹) آگ کی روشنی کو بھی نور کہا گیا **ذھب الله بنورھم** (پارہ بقرہ نمبر ۱) (۱۰) اللہ کی تجلی کو بھی نور کہا گیا (پ ۲۴ ع ۴) (۱۱) توحید کو بھی نور کہا گیا (پ ۲۷) (۱۲) اعمال صالحہ کو بھی نور کہا گیا (پ ۲۸) وغیرہ وغیرہ (لغات قرآن جلد ششم اردو)

مولوی اچھروی صاحب! جب نور کے کثیر معانی ہیں تو پھر تم ایک معنی متعین کر کے اپنا عقیدہ باطلہ کیونکر ثابت کر سکتے ہو؟

نواں جواب مذکورہ پیش کردہ آیت میں نور سے مراد شریعت اسلام اور کتاب مبین سے مراد قرآن پاک ہے مفہوم یہ ہوا کہ یہ کتاب دین کے وہ تمام احکام بیان کرتی ہے جن کی لوگوں کو راہ ہدایت پانے کی ضرورت ہے ذرا ادھوری نہیں بلکہ پوری آیت پڑھ کر اس کے سیاق وسباق پر غور کر کے دیکھو تو ثابت ہوتا ہے کہ رب العزت نے رسولنا فرما کر اپنے عالی قدر رسول اعظم کے آنے کی خبر دے دی ہے اور ان کی یہ صفت بیان کی کہ یہود ونصاریٰ نے جو باتیں توراۃ وانجیل میں چھپالی تھیں ان سب کو یہ خاتم المرسلین ﷺ ظاہر کر دیتے ہیں اس کے بعد قرآن مجید کی خبر دی ہے یا پھر نور اور کتاب سے مراد یہاں صرف قرآن کریم ہے

قرآن کے لئے نور کا لفظ سورہ نساء رکوع ۲۴ اور سورہ تغابن رکوع ۱، اور دیگر کئی مقامات میں بھی موجود ہے باقی جس ذات نبوت پر یہ کتاب نازل ہوئی اس صاحب قرآن کی لسان ذوفشان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے سنئے آنحضرت نے فرمایا **كتاب الله فيه الهدى والنور من استمسك واخذ به كان على الهدى ومن اخطابه ضل۔**

(مسلم شریف جلد دوم ص ۲۸۰)

یعنی اللہ کی کتاب محکم رسی ہے اور نور ہدایت کی یہی راہ ہے جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ ہدایت پا گیا اور جو اس سے چونک گیا وہ گمراہ اور ہلاک ہو گیا۔

حدیث رسول نے فیصلہ کر دیا کہ یہاں قرآن ہی کو نور کہا گیا ہے جو گمراہ لوگ لفظ نور سے نبی علیہ السلام کو خدا یا خدا کا جز یا **نور من نور الله** سمجھتے یا کہتے ہیں ان کو چاہیے فوراً اپنے عقیدہ باطلہ سے تائب ہو جائیں ورنہ مشرک بننے اور دوزخ میں جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

دوسرا جواب کتاب مبین کا عطف نور پر عطف تفسیری ہے متعدد مفسرین نے اس کی صراحت کی ہے (حوالہ نمبرا) **والمراد به وبقوله كتاب مبين القرآن لمافيه من كشف ظلمات الشرك والشك وابانة ماخفى على الناس من الحق الاعجاز البين والعطف لتنزيل المغايرة بالعنوان له المغايرة بالذات۔**

(تفسیر ابومسعود جلد سوم ص ۵۴۳)

دوسرا حوالہ امام نسفی حنفی فرماتے ہیں يريد القرآن لكشفه ظلمات الشرك والشك ولابانته ما كان خافيا على الناس من الحق (تفسیر مدارک جلد اول ص ۳۸۷)

تیسرا حوالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں وجازان يكون العطف تفسير ياوسمى محمد صلى الله عليه و سلم و القرآن نوراً لكونهما كاشفين لظلمات الشرك (تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۶۷)

چوتھا حوالہ (کذا فی البحر المحیط جلد ۳ ص ۴۴۸)

پانچواں حوالہ سورہ حدید ع ۳ آیت ہے **وانزلنا معهم الكتب والميزان** یہاں بھی عطف تفسیری ہے اور المیز ان سے الکتاب ہی مراد ہے۔

چھٹا حوالہ اگر واؤ کو عاطفہ ہی قرار دیا جائے تو اس صورت میں وہ ایک ہی چیز (قرآن) کے دو متغائر وصف (نور اور کتاب مبین) بیان کرنے کے لئے ہو گی ترجمہ اس طرح ہوگا کہ قرآن نور ہے کیونکہ اس سے کفر وشرک اور شکوک وشبہات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں نیز وہی کتاب مبین بھی ہے یعنی حق و باطل کو اس طرح کھول کھول کر بیان کرتی ہے کہ ہر شخص بخوبی ان میں امتیاز کرسکتا ہے ان مذکورہ حوالہ جات مفسرین سے ثابت ہوگیا کہ لامحالہ اس جگہ اس آیت میں لفظ نور سے مراد قرآن مجید ہے لہذا اچھروی صاحب کا استدلال بالکل ہی ختم ہو گیا۔

بریلوی حضرات اپنے مطلب برابری کے لیے آیت ھذا سے آنحضرت کو **نور من نور الله** ثابت کرتے ہیں جو قرآنی منشاء کے صریحاً خلاف ہے اگر اس لفظ نور سے حضور اکرم ﷺ کا نور ہی مراد لیا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ آنحضرت کی ذات اقدس نور ہدایت ہے۔

چنانچہ اس سے متصل اگلی آیت میں یہ فرما کر تمام شکوک وشبہات کو دور کر دیا **يهدى به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و يخرجهم من الظلمات الى النور باذنه و يهديهم الى صراط مستقيم** ہدایت کرتا ہے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ جو شخص پیروی کرتا ہے رضامندی سے اس کی کہ راہیں سلامتی کی اور نکالتا ہے ان کو تاریکیوں سے طرف روشنی کی ساتھ حکم اپنے کے اور ہدایت کرتا ہے صراط مستقیم کی اب اسی آیت کے تحت بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ اور اس پر مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا حاشیہ سنئے سید عالم ﷺ کو نور فرمایا گیا ہے کیونکہ آپؐ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی جس کا مطلب واضح ہے کہ رسول خدا نور ہدایت ہیں اب بریلویت کا مزعومہ قلعہ مسمار ہوگیا اور حق و صداقت کا پرچم لہرانے لگا نعرہ تکبیر اللہ اکبر، مسلک حقہ زندہ باد حافظ عبدالقادر روپڑی زندہ باد کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

مولوی محمد عمر اچھروی حمد وصلوٰۃ کے بعد کہنے لگے ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں بشر مانتے ہیں مگر ہم امتی ہیں گنہگار ہیں ہم کو نہیں کہنا چاہیے اگر ہم ذات اقدس ﷺ کو بشر یا عبد کہیں گے تو بے ادب اور گستاخ شمار کیے جائیں گے اور یہ حضور اکرم کی توہین ہے اور ہم کہتے ہیں حضور کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے اگر غیر مسلم ہم سے حضور کے بارہ میں سوال کرینگے تو اس کا جواب ان کو ان کی کتابوں سے دیں گے آپ ان کی وکالت ہرگز نہ کریں باقی قرآن مجید میں جتنی بھی آیات بشر کے بارہ میں ہیں ہم تلاوت کرتے ہیں اور خدا کا کلام سمجھ کر پڑھتے ہیں جو توہین نہیں اور جن احادیث میں لفظ بشر آیا ہے وہ بھی ہم پڑھتے ہیں اور مصطفیٰ کریم کا فرمان سمجھ کر پڑھتے ہیں جو توہین نہیں اپنی طرف سے اور اپنی زبان سے بشر حضور کو کہنا حضور کی توہین ہے جس طرح کہ اولاد کے سوا باقی لوگ کسی کے والد کا نام لے کر بلاتے ہیں کوئی حرج نہیں صرف اولاد کا باپ کو نام لے کر بلانا بے ادبی ہے باقی ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کا نام لے کر یا محمد پکارنا یہ بھی بے ادبی اور توہین ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی بعد از مختصر خطبہ مسنونہ کے آیت قرآنی پڑھی۔

آٹھویں آیت **(قالوا ما انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اٰباء نا فاتونا بسلطٰن مبین)** (سورہ ابراہیم پ ۱۳) انہوں نے کہا: تم تو محض ہم جیسے آدمی ہو کر ہمیں ہمارے آباؤ اجداد جس چیز (غیر اللہ) کی عبادت کرتے تھے اس سے تم روکتے ہو سو ہمیں کوئی صاف معجزہ دکھلا دو (قائل کرلو)

نویں آیت سنئے **(و ما منع الناس ان یومنوا اذجآء ھم الھدیٰ الا ان قالوا ابعث اللّٰہ بشر رسولاً)** (بنی اسرائیل ۱۵) اور جس وقت پہنچی ان لوگوں کے پاس ہدایت اس وقت ان کو ایمان لانے سے اس کے سوا کسی چیز نے نہیں روکا مگر یہ کہ وہ کہتے تھے کیا اللہ تعالیٰ نے بشر (نبی پاک) کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

دسویں آیت **(ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ و یشرب مما تشربون ولئن اطعتم بشراً مثلکم انکم اذاً لخاسرون)** (سورہ مومنون ع ۳)

بس یہ تو ایک بشر ہیں تم ہی جیسے یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو اگر تم اپنے ہی جیسے بشر کے کہنے پر چلنے لگے تو تم بالکل ہی گھاٹے میں آ گئے۔

میدان مناظرہ میں موجود مسلمانو اچھی طرح سن لو میں اپنے رب کی مہربانی سے بشریت رسول پر بھی پچاس ۵۰ آیتیں اور چالیس ۴۰ حدیثیں پڑھ سکتا ہوں جن میں ابھی تک صرف دس ہی تلاوت کی ہیں جن کا جواب مولوی صاحب کے ذمہ ہے ابھی تک ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہیں ایک آیت انہوں نے پیش کی میں نے اس کے بھی کئی جواب دے دیئے ان کے ایک ایک اعتراض کا جواب سب کے سامنے دے رہا ہوں لیکن اچھروی صاحب! میرے اعتراضات کا جواب آپ اپنی مسجد کے حجرے میں بیٹھ کر ارسال کرو گے؟ واپس جا کر اپنے مریدوں میں تم نے ڈینگیں مارنی ہیں کہ میں نے مناظرہ فتح کر لیا ہے ہو سکتا ہے کہ تم گھر جا کر جھوٹے اشتہار بھی شائع کرا دو کہ میرے سامنے روپڑی بات نہ کر سکا لیکن اس وقت تمام دنیا کو معلوم ہو رہا ہے کہ حق کس طرف ہے باطل کس طرف ہے؟ سویرا کسی طرف ہے اندھیرا کس طرف ہے؟

قرآن وحدیث کس طرف ہیں لغویات اور لہویات کس طرف ہیں؟ پھول کس طرف ہیں؟ کانٹے کس طرف ہیں رحمت کس طرف ہے۔ لعنت کس طرف ہے؟ دلائل کس طرف ہیں؟ شور وغوغا کس طرف ہے؟ توحید کس طرف ہے شرک کس طرف ہے؟ سنت کس طرف ہے بدعت کس طرف ہے؟ فتح کس طرف ہے۔ اور شکست کس طرف ہے؟ عبدالقادر کس طرف ہے؟ اچھروی کس طرف ہے؟ جنت کس طرف ہے؟ دوزخ کس طرف ہے سچ کس طرف ہے؟ جھوٹ کس طرف ہے؟ حق وصداقت کی بہار کس طرف ہے؟ لعنت کا ہار کس طرف ہے؟ تمام مجمع جوش و جذبہ کے نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا اور ایک دفعہ مناظرہ کا میدان درہم برہم ہوتے ہوئے بچ گیا بڑے مشکل سے ذمہ دار حضرات نے لوگوں کو بٹھایا۔

میں مولوی اچھروی سے پوچھتا ہوں پچاس آیتوں میں لفظ بشر موجود ہے، اور چالیس

احادیث میں لفظ بشر موجود ہے، اگر یہ لفظ بشر باعث تحقیر تھا یا باعث توہین تھا تو خدا اور مصطفےٰ نے کیوں بولا ثابت ہوا کہ لفظ بشر نہ خدا کے نزدیک توہین والا نہ پیارے مصطفےٰ کے نزدیک توہین والا نہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک نہ تابعین نہ تبع تابعین، نہ اولیاء کرام نہ مفسرین کے نزدیک باعث توہین ہے اکیلے مولوی محمد عمر کے نزدیک ہی گستاخی ہے اور یہ اس کا خانہ ساز عقیدہ ہے چلو مولوی صاحب سارے قرآن پاک میں یا احادیث صحیحہ میں کسی ایک میں سے یہ چیز دکھا دو کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے یا مصطفےٰ کریم نے فرمایا ہو کہ دنیا میں بسنے والا کوئی انسان آخری پیغمبر کو بشر یا عبد نہ کہے کیوں کہ یہ گستاخی اور بے ادبی ہے جاؤ مناظرہ ختم اور جھگڑا ختم یہ میرے ہاتھ میں خدا کا قرآن ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بریلوی مولوی ساری زندگی ہرگز نہیں دکھا سکتے؟ آؤ سنو اصل بات اور ہے بشر کہنے سے حضور اکرم کی ہرگز توہین نہیں ہوتی بلکہ یا محمد کہنا آپ کی توہین اور گستاخی ہے قرآن مجید میں ہے **(ان الذین ینادو نك من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون)** (پ۲۶ حجرات) اس آیت کا شان نزول بریلوی کے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی زبانی سنیے (ترجمہ قرآن احمد رضا بریلوی ص ۶۱۳ آیت ہذا مطبع مکتبہ القرآن ٹھٹائی کمپاؤنڈ بندر روڈ کراچی) میں لکھا ہے کہ یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں دوپہر کے وقت پہنچے جبکہ حضور اکرم آرام فرما رہے تھے ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے آنحضرت کو پکارنا شروع کیا حضور باہر تشریف لائے ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اجلال شان رسول ﷺ کا بیان فرمایا گیا کہ بارہ گاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہالت اور بے عقلی ہے اور ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی اس صفحہ پر مولانا نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں کہ اس آیت میں حضور کا اجلال واکرام اور ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں کیونکہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے کیوں مولوی اچھروی صاحب جب رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر بلایا جائے گا تو یہ حضور اکرمؐ

کی توہین اور بلانے والے کے اعمال کی بربادی کا سبب ہوگا جب آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ باپ کا نام لے کہ بلانا باپ کی بے ادبی ہے تو رسول اللہ کو نام لے کر بلانا آپ کی کیوں بے ادبی نہ ہوگی اساں یا محمد کہنا ایں اور مسجدوں وغیرہ پر لکھوانا بے ادب اور گستاخ لوگوں کا کام ہے دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ (**لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضا**) (سورہ نور رکوع آخر) رسول کریم کو آپس میں ایک دوسرے کی طرح مت بلایا کرو یہ بھی یا محمد کہنے والے بے ادب گروہ کو خدائی تنبیہ اور ڈانٹ ہے بشر رسول کہنا ہرگز بے ادبی گستاخی نہیں بلکہ جو نعت تمہارے نعت خواں دن رات تمہاری مسجدوں میں یہ سریں لگا لگا کر پڑھتے ہے (اساں یا محمد کہنا ایں) یہ بے ادبی ہے اور بے ادبی حضور کی کفر ہے لہذا ان کو توبہ کراؤ ورنہ تمام اعمال برباد ہو جائیں گے جو میں نے ابتدا میں تین آیتیں تلاوت کی ہیں اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ بشر ہی کو نبوت اور کتاب دی جاتی ہے، اور وحی بشر ہی کی طرف کی جاتی ہے گویا کہ ظرف نبوت ورسالت اور کتاب ووحی کا محل صرف بشر ہی ہے کفار اور منکرین نبوت کو بشریت کے منافی سمجھتے تھے حالانکہ نبوت کا ظرف آدمیت ہی ہے اور یہ بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کھانا پینا سونا جاگنا بازاروں میں بسلسلہ معاش پھرنا شادی بیاہ اور بال بچے انتقال ووفات یہ سب خصائص بشریت ہیں اس لئے حضور بشر بلکہ افضل ااور سید البشر ہیں بریلوی علماء اپنے غلط مطلب براری کے لیے آیت ہذا کے لفظ نور سے حضور اکرم کو **نور من نور اللہ** ثابت کرتے ہیں جو قرآنی منشا کے صریحاً خلاف ہے اس آیت میں آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت فرمایا ہے چنانچہ اس سے متصل اگلی آیت میں یہ فرما کر تمام شکوک شبہات کو دور کر دیا۔

(یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمت الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم) (پ٦)

آنحضرت کے صفات، کمالات، معجزات کی وجہ سے آپ کی جنس بشریت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی لہذا آپ کے نور ہدایت کا انکار کرنا کفر اور آپ کو جنس بشریت سے

خارج کرنا ڈبل کفر ہے جیسا کہ مولینا احمد رضا کے مترجم قرآن پر بریلویوں کے صدر الا فاضل مولینا نعیم الدین مراد آبادی کا فیصلہ بھی ہماری تائید میں ہے سینئے پارہ ۲۸ سورہ تغابن میں (**فقالوا ابشر یھدوننا**) کے تحت فرماتے ہیں یعنی انہوں نے (مشرکین مکہ) نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی ونافہمی ہے پھر بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا اور پتھر کا خدا ہونا تسلیم کرلیا ہے جو اس واضح فرق کو اب بھی نہ سمجھے تو اسے بریلی کے پاگل خانہ میں کم ازکم ایک چلہ ضرور رکھنا چاہیے۔

مولوی صاحب بریلویوں کی عقل کا کیوں دوالیہ نکل گیا ورنہ سوچو نوریا نوری مخلوق ملائکہ میں شادی بیاہ، نکاح و طلاق اور توالد و تناسل کا سلسلہ ہی کب ہوتا ہے؟ کیا اب بھی آنحضرت کی بشریت وعبدیت میں کوئی شک وشبہ باقی ہے؟

مولوی محمد عمر صاحب جعلی درود شریف پڑھنے کے بعد کہنے لگے ہم بشر بھی مانتے ہیں قرآن وحدیث کا حافظ صاحب انکار نہیں کرتے باقی ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ کا نام لے کر یا محمد کہنا لکھنا بے ادبی ہے ہم نے یا محمد کبھی نہیں کہا ہم جب کہتے ہیں یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ کہتے ہیں اور تم لوگ وہابی بھی التحیات پڑھتے وقت **السلام علیك ایھا النبی** یا نبی پڑھتے ہو اور ہم بھی یا نبی اللہ پڑھتے ہیں کیا آپ یا بشر کہہ کر پکارنے کا ثبوت پیش کرسکتے ہیں پھر وہی پرانی باتیں تکرار کے ساتھ بیان کرتے رہے اور بڑی مشکل سے وقت پورا کیا (نئی کوئی آیت یا قول حدیث یا کوئی نیا حوالہ آخر تک پیش نہ کیا)

حافظ عبدالقادر روپڑی مختصر خطبہ مسنونہ کے پھر آیت پڑھی اور پھر احمد رضا بریلوی کے قرآن سے ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

گیارہویں آیت (**وما ارسلنا من قبلك الا رجالاً نوحی الیھم فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون**) (سورہ نحل ع ۶ پ ۱۴)

مولوی عمر صاحب جتنے میں نے اب تک سارے مناظرہ میں قرآن وحدیث کے دلائل وبراہین پیش کیے ہیں ابھی تک ان کا کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ان شاء اللہ دے

سکے گا آج مولوی صاحب یہ بھی مان گئے کہ واقعی یا محمد کہنا بے ادبی اور گستاخی ہے حالانکہ دن رات ان بریلویوں کا وظیفہ ہی یا محمد ہے رہا بشر کہنا تو بشر حضور کا نام نہیں اور نہ ہی کوئی یا بشر کہہ کر پکارتا ہے یہ صرف عقیدہ ہے جس کا کافروں کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان کیا کیونکہ کفار رسول کے بشر ہونے کا انکار کیا کرتے تھے جس طرح اب بریلوی لوگ رسول کریم کی بشریت سے انکار کر رہے ہیں اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے ان کے بشر ہونے کا اعلان کرایا مولوی عمر صاحب! اگر آپ یا محمد کہنے کا ثبوت نہیں دکھا سکتے۔ تو آج اس بھری مجلس میں یا محمد کہنے اور لکھنے سے توبہ کرو اور اپنی تمام مسجدوں سے لکھا ہوا مٹا دو۔

مولوی عمر حافظ صاحب ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یا محمد کہنا بے ادبی اور گستاخی ہے اور ہم نے یا محمد کبھی نہیں کہا ہم تو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہا کرتے ہیں اور تم بھی التحیات میں السلام علیك ایها النبی پڑھتے ہو یعنی ہماری طرح یا نبی کہتے ہو پھر اچھروی صاحب نے وہی باتیں جو اوپر ذکر ہو چکی ہیں بار بار بیان کر کے اپنی ٹرن پوری کی۔

حافظ عبدالقادر روپڑی بعد از مختصر خطبہ مسنونہ کے یہ آیت پڑھی (**و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افائن مت فهم الخالدون**) (پ ۱۷ آیت ۳۴)

اے پیغمبر! اگر تو فوت ہو جائے گا تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے (یعنی یہ بھی ہمیشہ نہیں جئیں گے) اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اکرم کا تعلق جنس بشر سے تھا اور بموجب تصریح تفسیر جامع البیان وتفسیر سراج المنیر کے یہ ہے کہ کفار آنحضرت کی موت کے منتظر تھے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ہمیشہ کی زندگی کسی بشر کو نہیں ملی اگر محمد ﷺ فوت ہو جائیں گے تو کوئی انوکھی بات نہیں ہوگی پس قرآن کریم کے جواب کی درستگی کی بنا پر لازماً ماننا پڑے گا کہ آنحضرت جنس بشر سے ہیں اور رہے آپ صفاتی طور پر وہ نور ہدایت ہیں جس کا کسی مسلمان کو انکار نہیں اس طرح ایک حدیث رسول بھی سن لیں کیونکہ ہمارے پاس تو دو ہی روحانی چیزیں ہیں ایک اللہ کا قرآن دوسرا محمد کا فرمان کوئی دنیا کا باطل فرقہ اسی لئے بفضل خدا ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا حدیث رسول یہ ہے کہ آپؐ جب حجۃ الوداع سے واپس

تشریف لائے تو راستے میں غدیر خم کے موقع پر آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں حسب عادت خدا کی حمد وثناء کہی اور وعظ وتذکیر کی پھر فرمایا، **الا ایھا الناس انما انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب .** (مشکوٰۃ ص ۵۵۳ بروایت مسلم)

اے لوگو! سن رکھو میں ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے پاس خدا کا فرشتہ (ملک الموت) پیغام لے کر آ جائے پس میں اس کو قبول کرلوں اس خطبہ میں آپ اپنی وفات کے قریب ہونے کی خبر دیتے ہیں اور وفات کی بنا اس بات پر رکھتے ہیں کہ میں یک بشر ہوں باقی رہا غیر مسلم کو بتلانا کہ آپ لوگ کیا بتلائیں گے؟ تو جواب یہ ہے کہ جب آپ لوگ آیات ربانیہ اور احادیث نبویہ میں بشر کا لفظ پڑھ سکتے ہیں تو کیا پھر غیر مسلم کو یہ نہیں بتلا سکتے کہ ہمارے رسول بشر ہیں اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی آدمی کسی سے پوچھے کہ تمہارے والد کا نام کیا ہے؟ تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ بھائی صاحب کہ میرے تو والد صاحب ہیں آپ نے اگر نام پوچھنا ہے تو کسی دوسرے سے پوچھیں میرے لیے اپنے والد کا نام لینا بے ادبی ہے بلکہ ہر شخص یہی کہتا ہے کہ میرے والد کا نام فلاں ہے. جس طرح یہ بے ادبی نہیں اسی طرح حضور اکرم کی بشریت کا اقرار بھی بے ادبی نہیں حالانکہ بشر آپ کے ناموں میں سے کوئی نام بھی نہیں پھر کیسے بے ادبی ہوگی؟ باقی رہا نماز میں السلام علیك ایھا النبی کیوں پڑھتے ہیں یہ حضور اکرم کے قرآن مجید کی طرح سکھلائے ہوئے کلمات ہیں چنانچہ نسائی شریف باب التشہد میں ہے **یعلمنا التشھد کما یعلمنا السورۃ من القران** حضور ہمیں التحیات اسی طرح سکھلاتے جس طرح قرآن مجید کی سورتیں سکھلایا کرتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ التحیات میں جو ایھا النبی آیا ہے یہ خدا تعالیٰ کا تعلیم کردہ فرمان ہے جو معراج کی رات حضور اکرم کو تحفہ دیا گیا ہے اور حضور علیہ السلام کے لئے بطور تحفے کے کہا گیا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ بحیثیت خالق کائنات ہونے کے یہ حق رکھتا ہے۔ کہ وہ آنحضرت کی ذات اقدس کو صرف نبی یا رسول کے لفظ سے خطاب فرمائے جیسے کہ دوسرے موقعوں پر بھی ایسے ہی خطاب فرمایا مثلاً یایھا الرسول بلغ ما انزل

الیك ایک اور جگہ فرمایا یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ثابت ہوا کہ السلام علیك ایھا النبی بالکل قرآن مجید ہی کی طرح ہے اگر آپ بھی مولوی اچھروی صاحب یا محمد کہنے اور لکھنے کا ثبوت دکھا سکتے ہیں تو پیش کرو آخر میں ایک اور بات کا جواب دے دیتا ہوں مولوی صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے یا محمد کبھی نہیں کہا تو میرا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب آج سے یا محمد کہنے سے بھی انکار ہوا ہے اور یا محمد کہنے کو بے ادبی قرار دیا جا رہا ہے مولوی صاحب آپ جب مسجد کی پیشانی پر یا محمد لکھوایا کرتے ہیں تو اس وقت مستری صاحب لکھنے والے کو کیا کہہ کر لکھواتے ہیں؟ اپنی زبان سے بول کر یا محمد کہہ کر نہیں لکھواتے مستری سے کیا کہتے ہو؟ یا لکھے ہوئے کو زبان سے پڑھتے ہو یا نہیں میں پھر پوچھتا ہوں۔ کہ لکھوانے کے لئے کاریگر سے کیا کہا کرتے ہو؟ کہ مستری صاحب یہاں وہ لکھ وہ لکھ وہ لکھ لیکن اس طرح بولنے سے کام نہیں چلے گا اگر زبان سے کہو گے تو گستاخ اور بے ادب بنو گے اور اگر زبان سے نہ بولو تو لکھا نہیں جا سکتا (سب لوگ زور زور سے ہنسنے لگے اور مولوی عمر کھسیانی بلی کی طرح دیکھنے لگا کہ میں کیسے بھنور میں پھنس چکا ہوں) باقی بشر کہنا تو بشر حضور کا نام نہیں اور نہ کوئی اہل توحید میں سے آپ کو یا بشر کہہ کر پکارتا ہے

مولوی محمد عمر صاحب اس دفعہ مولوی اچھروی صاحب نے خود ساختہ جعلی پھر درود پڑھا اور پھر کہا حافظ صاحب ہم بشر آنحضرت کو تسلیم کرتے ہیں بشر مانتے ہیں بشر مانتے ہیں (تین دفعہ کہا) باقی یا محمد کہنا تو صحابہ کرامؓ بھی آنحضرت ﷺ کو یا محمد کہہ کر بلایا کرتے تھے احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے چنانچہ صحیح بخاری جلد اول ص ۴۷۲ میں بھی یہ روایت موجود ہے اسی بات کو کہہ کر وقت ختم ہونے سے پہلے ہی بیٹھ گئے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد پھر آیت مقدسہ با ترجمہ تلاوت کی، تبرك الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعلمین نذیرا (پ۱۸ سورۂ فرقان) وہ ذات بڑی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تا کہ جہان والوں کو ڈرائے۔

مولوی اچھروی صاحب کافی ٹائم گزر چکا ہے مگر آپ نے میری پیش کردہ درجنوں

آیات اور احادیث کا بالکل کوئی جواب نہیں دیا اور میں اب پھر پیشین گوئی کرتا ہوں کہ آپ ساری زندگی ان دلائل کا توڑ نہیں پیش کر سکتے کیونکہ آپ کے بڑے بھی ان براھین کے جوابات سے عاجز تھے۔

باقی (راجہ سردار خان) یہ لیجئے میری طرف سے پچیس روپے کے نوٹ ہیں جو میں آپ کے پاس بطور امانت رکھتا ہوں چونکہ تم بھی مولوی اچھروی کی طرف سے ان کے ذمہ دار ساتھی ہو اس لئے میں نے آپ کے پاس رکھے ہیں اگر مولوی صاحب بخاری شریف کی اس روایت سے یہ ثابت کر دیں کہ یہ شخص جس نے آنحضرتؐ کو یا محمد کہا تھا وہ صحابی رسول تھا تو یہ رقم بطور انعام پھر آپ مولوی صاحب کو دے دینا لہذا پہلے اس حوالہ کو ثابت کریں پھر کوئی دوسری بات ہوگی بس یہ حالات دیکھ کر اور میری بات کا الحمدللہ بے حد اثر مجمع پر دیکھ اچھروی صاحب کے اوسان خطا ہو گئے اور بے حد پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر جھانکنے لگا اس خفت اور ندامت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس وقت مناظرہ میں موجود تھے اور پھر زبانی جمع خرچ کر کے معاملہ کو ٹالنے کی کوشش کرنے لگا مگر سچ ہے۔

قسمت کی بد نصیبی تو صیاد کیا کرے
سر پر گرا پہاڑ تو فریاد کیا کرے

مولوی محمد عمر کی حالت زار اور اس کے حواری علماء کی بے بسی دیکھ کر راجہ سردار خان (ناظم اعلیٰ) اور ملک اسفند یار خان (ثالث مناظرہ) اور دوسرے سب معززین مناظرہ نے بریلوی مولویوں کی حالت پر رحم کھا کر حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب سے درخواست کی کہ ہم سب سمجھ چکے ہیں کہ اس حدیث میں یا محمد کہنے والا صحابی نہیں اچھروی صاحب غلطی کر گئے اور غلطی کھا کر صحابی کا لفظ بول بیٹھے لہذا آپ اپنا انعام واپس لے لیں اور اس معاملہ کو یہاں ختم کر دیں سارے لوگ مسئلہ کو سمجھ گئے مسلک حق اہل حدیث کی حقانیت ہمارے دلوں میں بیٹھ گئی اور ان بدعتی ملاؤں کی ہیرا پھیری اور ٹوپی ڈرامہ بھی سمجھ آ گیا ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی میں معززین اور ذمہ دار چوہدریوں کی سفارش کو قبول کرتے

ہوئے اس معاملہ کو ختم کیئے دیتا ہوں کیونکہ تم نے اقرار کر لیا کہ ہم کو اصل مسئلہ سمجھ آ چکا ہے اور بریلویت کی قلعی کھل گئی ہے لیکن اسی حدیث کا لفظی ترجمہ میں آخر میں تمام لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں کہ آنے والے مسلمانوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ یا محمد کہنے والا صحابی ہرگز نہ تھا بلکہ وہ خدا اور رسول کا سخت دشمن بے دین آدمی تھا۔

مولوی محمد عمر صاحب انتہائی پریشان اور حیرانی کے عالم میں اٹھا اور کہنے لگا کہ اب مناظرہ ختم کر دو ثالثین حضرات نے بھی ختم کر دیا معززین نے بھی مناظرہ ختم کرا دیا اب حافظ صاحب جانے دو اور حدیث کا ترجمہ نہ سناؤ جو کچھ ہو چکا کافی ہے دو گھنٹے مناظرہ ہوتا رہا اب اس معاملہ کو رفع دفع کر دو اور بات ختم کرو بار بار یہ بات خشک زبان سے اٹک اٹک کر دہرا رہا تھا کہ اب بے عزتی کا طوق تو ہم نے لے لیا اب گھر پہنچنے تک کی مجھ میں سکت ہونی چاہیے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی میں نے زور زور سے کہا مولوی اچھروی صاحب خدا کا شکر کرو کہ معززین مناظرہ نے آپ کی جان مجھ سے چھڑا لی ہے ورنہ خدا کی قسم میرا ارادہ بالکل مناظرہ ختم کرنے کا نہیں اس گاؤں کے چوہدریوں کی بات مجھے مجبوراً ماننی پڑی ورنہ میرا انہوں نے آج بڑا نقصان کیا ہے کہ میرا شکار جو کہ میرے توحید و سنت کے آہنی پنجہ میں ہر طرف سے جکڑا جا چکا ہے انہوں نے اصرار اور منت سماجت کر کے چھڑا لیا ہے یہ صدمہ ساری زندگی عبدالقادر کو نہیں بھول سکتا بہرحال چونکہ علاقہ کے لوگوں اور گاؤں کے معززین نے اصل حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے اس لئے مجھے ان کی بات تسلیم ہے مولوی اچھروی نے بے حد انکار کیا کہ حدیث نہ سنائیں مگر میں نے اپنی بخاری شریف ثالث کے ہاتھ میں دے دی اور مولوی عمر اچھروی کی بخاری شریف منگوا کر مندرجہ ذیل بلفظہ حدیث رسول پڑھ کر سنائی اور ترجمہ بھی سنا دیا۔

(عن ابی سعید قال بعث علی الی النبی صلی الله علیه وسلم بذهیبة فقسمها بین الاربعة الا قرع بن حابس الحنظلی ثم المجاشی و عینیه بن بدر الفرازی وزید الطائی ثم احد بنی بنهان و علقمة ابن علاثة العامری ثم احدبنی کلاب فغضبت قریش و الانصار قالوا یعطی صنادید اهل النجد ویدعنا قال انما اتالفهم فاقبل رجل غائر العینین مشرف

الوجنتين ناتي الجبين كث اللحية محلوق فقال اتق الله يا محمد فقال من يطع الله اذا عصيت ايامنني الله على اهل الارض فلاتا منوني فساله رجل قتله احسبه خالد بن الوليد فمنعه فلما ولى قال ان من ضيضئي هذا اوفي عقبه هذا قوم يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية يقتلون اهل الاسلام و يدعون اهل الاوثان لئن انا ادركتهم لا قتلنهم قتل عاد) (بخاری جلداول ص۴۷۲)

ترجمہ: ۔حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کو تھوڑا سا سونا بھیجا پس آپ نے وہ چار آدمیوں یعنی اقرع بن حابس حنظلی عینیہ بن بدر فزاری زید طائی بنی نبہان والے اور علقمہ بن علاثہ عامر بن کلاب میں تقسیم کر دیا یہ دیکھ کر قریش اور انصار کو ناراضگی ہوئی کہ آپ سرداران نجد کو دیتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے حضور اکرمؐ نے فرمایا میں ان کو تالیف قلوب کے لیے دیتا ہوں پس اتنے میں ایک شخص آگے بڑا جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی تھیں رخسار ابھرے پیشانی اونچی داڑھی بھاری سر منڈا پس کہنے لگے **یا محمد اتق اللہ** یا محمد خدا سے ڈرو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہی خدا کی نافرمانی کروں تو اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں کی طرف امین بنا کر بھیجا ہے پس تم کو میرا اعتبار نہیں یہ معاملہ دیکھ کر ایک صحابی نے میرے گمان میں وہ خالد بن ولید تھا آپؐ سے اجازت مانگی کہ حضور میں اسے قتل کر دوں پس آپ نے اسے روک دیا پھر وہ شخص جب پیچھے مڑ کر چلا تو آپؐ نے فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو زبان سے قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا یہ لوگ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے باہر نکل جاتا ہے اہل اسلام کو تو قتل کریں گے مگر بت پرستوں کو چھوڑ دینگے اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو ان کو قوم عاد کی طرح قتل کروں ثابت ہوا کہ:

(۱) یا محمد کہنے والا نجدی نہیں تھا کیونکہ نجد والوں کو تو حضور خوشی دے رہے تھے۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ سائل مہاجرین قریش اور انصار اہل مدینہ میں سے نہیں تھا بلکہ وہ کوئی اور ہی مردود اور گستاخ تھا۔ (تیسر الباری پ۱۳ ص۵۷)

(۳) دوسری جگہ یہ بھی وضاحت ہے کہ اس مردود کا نام حرقوص بن زبیر تھا اور کوفہ

کے علاقہ بصرہ کا رہنے والا تھا اور یہی وہ علاقہ ہے جس سے اس ظالم مردود خارجی گروہ کا ظہور ہوا۔

(۴) صحیح مسلم میں امام نووی لکھتے ہیں کہ حرورا ملک عراق کے علاقہ کوفہ کا ایک گاؤں ہے اور یہ بھی مسلمہ بات ہے کہ یا محمد کہنے والا مردود خارجیوں کا امام تھا اور ان خارجیوں نے ہی حضرت علیؓ کے خلاف لڑائی کی تھی۔

(۵) اور ان مردودوں نے ہی حضرت علیؓ کو شہید کروایا اور ان کوفیوں نے ہی حضرت حسینؓ کو قتل کیا نیز حنفیوں کی چوٹی کی کتاب شامی میں یوں لکھا ہے **و حکم الخوارج عند جمهور الفقهاء والمحدثين حكم البغات وذهب بعض المحدثين الى كفرهم قال ابن منذر ولا اعلم احدا وافق اهل الحديث على تكفيرهم**

(باب البغات جلد۳)

ترجمہ:۔ یہ ہے کہ اہل حدیث ان خارجیوں کو تمام فقہاء مذاہب سے زیادہ سختی کے ساتھ کافر کہتے ہیں ہم اس بات پر مولوی محمد عمر صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے یہ روایت پیش کر کے لوگوں پر واضح کر دیا کہ یا محمد کہنے والا کوفی خارجی تھا جن کو اہلحدیث واجب القتل اور تمام مذاہب سے زیادہ سخت کافر سمجھتے ہیں نیز اس حدیث نے بریلویوں کی اصلیت کو ظاہر کر دیا کہ اس سے مراد کوفی ہیں بخدی نہیں اور آج کے دور کے اہل بدعت قبروں کے پوجاری یہ لوگ ہیں اور یہی سب سے زیادہ اہل توحید کے دشمن ہیں۔

آخر دعونا ان الحمدلله رب العالمين

مناظرہ ضلع منٹگمری (حال اوکاڑہ)

اور

مسئلہ حاضر و ناظر

مقام مناظرہ ☆ بمقام چک 4-جی ڈی، غلام رسول والا ضلع منٹگمری (حال اوکاڑہ)

تاریخ مناظرہ ☆ ۱۹۴۱-۱۰-۲۷ بروز سوموار بمطابق ۵ شوال المکرّم

موضوع مناظرہ ☆ مسئلہ حاضر و ناظر

صدرین مناظرہ ☆ جماعت اہلحدیث کی طرف سے حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی اور بریلویوں کی طرف سے مولوی شیر نواب قصوری

مناظرین مناظرہ ☆ جماعت اہلحدیث کی طرف حافظ عبدالقادر روپڑی اور رضا خانیوں کی طرف سے مولوی محمد عمر اچھروی

ثالث مناظرہ ☆ ملک اسفندیار خاں رئیس اعظم باماں بالا (حال اوکاڑہ)

ضروری نوٹ یہ یاد رہے کہ چک نمبر ۴ غلام رسول میں دو عنوانات پر مناظرہ ہوا تھا۔ پہلا بشریت رسول دوسرا حاضر ناظر اچھروی صاحب نے بشریت رسول پر مناظرہ جو کہ چار گھنٹہ کا تھا اس کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ اس میں اچھروی کی تاریخی گت بنی اور ہر ٹرن میں ہی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

اتنے طویل مناظرہ کو ایسی حکمت کے تحت ہضم کر گئے ورنہ اپنی بے عزتی کو اپنے ہاتھوں کیسے آشکارا کر سکتے تھے ہم نے اس کو بھی دیانت داری کے اصول پر مفصل بیان کر دیا ہے تاکہ شرک کی ذریت کچھ عبرت حاصل کرے اب ہم دوسرے موضوع کو بھی ناظرین کے سامنے مدلل بیان کر رہے ہیں۔

عقیدہ بریلویہ کہ ذات مصطفےٰ ﷺ ہر وقت ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہیں جب سے آپ کی ولادت شریفہ ہوئی اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالمین کے لیے حاضر و ناظر پیدا فرمایا۔

عقیدہ اہل حدیث ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اللہ کی صفت خاصہ ہے نبی ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا شرکیہ عقیدہ ہے۔

مولوی محمد عمر اچھروی جعلی درود سلام پڑھنے کے بعد آیت پڑھی **(وما ارسلنك الا رحمة للعلمين)** یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ ﷺ مجسمہ رحمت خداوندی اور رحمت بھی ایک دو کے لئے نہیں بلکہ اولین کو آخرین عالم دنیا، عالم برزخ، عالم عقبیٰ، عالم علوی، عالم سفلی تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں رحمت تب ہی ہو سکتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں مصطفیٰ کریم حاضر و ناظر ہوں ورنہ آپ کے رحمتہ للعالمین ہونے کا انکار لازم آتا ہے اے وہابیو تم ابلیس اور اس کے قبیلے کو حاضر ناظر مانتے ہو۔ **انه یراکم هو وقبیله** لیکن مصطفیٰ کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرتے ہو بس ادھر ادھر کی بیہودہ باتوں میں باقی وقت ضائع کر دیا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی (بعد از خطبہ مسنونہ کے) آیت کریمہ تلاوت کی **(ولله المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع علیم)** (پ۲) اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مشرق اور مغرب ہے پس جدھر منہ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے بیشک اللہ تعالیٰ وسیع علم والا ہے۔

سامعین حضرات جو آیت کریمہ باترجمہ میں نے اللہ کے فضل و کرم سے تلاوت کی ہے اس کا خلاصہ یہی ہے ہر چیز پر محیط ہونا اسی ذات کے لئے زیبا ہے جو ہر آن ہر جا بے مثل طور پر موجود ہو اسی کا علم اتم اور اسی کی شان اکمل ہو گی لہذا ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا رب العالمین کی صفت خاص ہے اس میں کوئی نبی کوئی صحابی، کوئی تابعی، کوئی تبع تابعی کوئی

امام کوئی جن کوئی فرشتہ کوئی ولی کوئی چھوٹا کوئی بڑا شریک نہیں لہذا اللہ تعالیٰ کے بغیر ہر وقت ہر جگہ کوئی بھی حاضر و ناظر نہیں باقی مولوی اچھروی صاحب نے جو دلیل آنحضرت کے حاضر و ناظر کے ثبوت میں پیش کی ہے وہ بھی ہر لحاظ سے کمزور ہے اور دعویٰ کے مطابق نہیں اب اس کی پیش کردہ آیت کے ٹھوس جوابات سنیے۔

جواب نمبر ۱ مذکورہ آیت مقدسہ کی جو تفسیر اچھروی صاحب نے کی ہے اس کی یہ تفسیر نہ تو خود صاحب قرآن ﷺ سے منقول ہے اور نہ کسی صحابی سے مروی ہے نہ کسی مجتہد یا مفسر سے لہذا اپنی طرف سے قرآنی آیت کی تفسیر کر کے اپنے آپ کو اور دوسرے عوام کالانعام کو دوزخی بنانے کے مترادف ہے اگر رحمۃ للعالمین کا وہ معنی مان لیا جائے جو اچھروی صاحب نے کیا ہے تو جہانوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حالت کفر میں مر گئے اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ رحمت للعالمین بن کر آئے اور اپنی امت سے عقیدت کی انتہا بھی ہو تو پھر یہ بات گوارہ کیسے کہ کوئی کفر و شرک کی حالت میں مر جائے کیا اس میں رحمت للعالمین ﷺ کی توہین نہیں؟

جواب نمبر ۲ حضور اکرم ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا تو مسلم ہے مگر میں اچھروی صاحب سے سوال کرتا ہوں کہ حضور انور ﷺ کا جسم اطہر کائنات میں حاضر و ناظر ہے یا حضور علیہ السلام کی روح مبارکہ یا دونوں مل کر (روح اور جسم) کائنات میں حاضر و ناظر ہیں ورنہ استدلال ہی بے کار اور بے حقیقت ہے۔

جواب نمبر ۳ رحمۃ اللعالمین ہونے کا اصل مفہوم یہ ہے کہ ہم نے اے پیغمبر آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے یہ ہمارا بھیجنا تمام جہانوں پر اپنی رحمت ہے اور آپ کا دین اور شریعت و نظام اور قانون ایسا جامع، نافع اور سہل قانون ہے کہ تمام جہان والے اس سے کما حقہ مستفیض ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ حیوانات اور اڑنے والے پرندوں کی خیر خواہی کے لئے بھی احادیث نبوی میں صریح احکام موجود ہیں اور یہی ہمارا دین و ایمان ہے۔

جواب نمبر ۴ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر رحمۃ کا لفظ اور بھی کئی معنوں میں استعمال

ہوا ہے۔

(۱) مثلاً بارش کو رحمت فرمایا گیا **بشرا بین یدی رحمته۔**

(اعراف پ ۸ ع ۱۴ آیت ۵۷)

(۲) تکلیف کے بعد سکون حاصل ہوتا ہے وہ بھی رحمت ہے **ثم اذا اذا قهم منه رحمةً۔** (پ ۲۱ سورہ روم)

(۳) خاوند اور بیوی کی باہمی محبت کو رحمت فرمایا **وجعل بینکم مودة و رحمة**

(پ ۲۱ روم)

(۴) حضرت خضرؑ کی کرامتوں کو بھی رحمت فرمایا **و اتینه رحمة من عندنا**

(پ ۱۵ کہف ع ۹)

(۵) دنیا و آخرت میں جسمانی و روحانی نوازشوں کو رحمت فرمایا **و یرجون رحمته و یخافون عذابه۔** (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

(۶) الزام سے برأت پر بھی رحمت کا اطلاق ہوا **و لو لا فضل الله علیکم و رحمته ما زکی منکم من احد ابدا۔** (پ ۱۸ سورہ النور ع ۳)

اچھروی صاحب نہایت افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیر محدود اور غیر محصور بے پایاں رحمت کو صرف ایک ہی رحمت میں منحصر سمجھنا الہ العالمین کی جلالت شان سے کھلی بغاوت ہے اور یہ بھی یاد رکھیں جب لفظ رحمت معانی کثیرہ میں مستعمل ہے تو اسے ایک معنی میں بند کر کے اپنا غلط عقیدہ ثابت کرنا یہ بریلوی جہالت کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

جواب نمبر ۵ قرآن پاک میں رحمت کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اوپر واضح کر دیا ہے لیکن جہاں اس لفظ رحمت کا اطلاق انبیاء علیہم السلام پر وارد ہوا ہے وہاں مراد نبوت لی گئی ہے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں **قال یقوم ارأیتم ان کنت علی بینة من ربی واتنی رحمة من عنده۔** (پارہ نمبر ۱۲ ہود ع ۳)

(۲) واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (پ البقرہ)

(۳) و اسمعیل و ادریس و ذا الکفل کل من الصابرین و ادخلنا ھم فی رحمتنا۔ (پ ۱۷ انبیاء)

ثابت ہوا کہ مذکورہ آیات میں لفظ رحمت سے نبوت مراد ہے ایسے ہی و ما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین میں بھی رحمت سے مراد نبوت ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اے پیغمبر ہم نے آپ کو دو جہاں کے لئے پیغمبر بنا کر مبعوث فرما دیا اچھروی صاحب! آپ اس کی غلط تفسیر خانہ ساز کر کے ہر جگہ آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کر رہے ہیں۔

جواب نمبر ۶ اگر آپ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین آیت سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کریں تو وہ بھی باطل کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ حضور محسنین کے قریب ہیں معاندین، کافرین، منافقین، مشرکین کے پاس تو ہرگز حاضر و ناظر نہیں دعویٰ عام اور دلیل خاص لہذا استدلال باطل ہوگا۔

جواب نمبر ۷ و ما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین مفعول لہ ہے اس کا اور اس کے فعل کا فاعل ایک ہی ہوتا ہے اس لحاظ سے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تا کہ ہم اس ارسال کی وجہ سے تمام جہانوں پر رحمت کریں تو یہ رحمت صفت خداوندی ہے، اور نقصان نبی کریم ﷺ کو پہنچا جب محل ایک نہ رہا تو اجتماع نقیضین کہاں سے اور کیسے لازم ہے؟

جواب نمبر ۸ بفرض محال دو منٹ کے لئے اگر یہ رحمت بھی جناب نبی کریم ﷺ کی صفت ہو تو یہ رحمت دینی لحاظ سے ہے اور آپ کو جو نقصان پہنچا جو دنیوی اعتبار سے ہوا اور یہ تو منطق کا مسئلہ ہی ہے کہ بتفاوت الاعتبار یتفاوت الاحکام (سلم العلوم ص ۲۴) کے اعتبار کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔

اچھروی صاحب بعد از نقلی خطبہ جو غیر مسنونہ تھا مختصر پڑھا اور پھر آیت پڑھی و کیف تکفرون و انت تتلی علیکم ایت اللہ و فیکم رسولہ۔ (پ ۴ آل عمران) اور تم

کس طرح انکار کرتے ہو حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اللہ کا رسولؐ موجود ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امت مصطفیٰ تم حضور کے حاضر وناظر ہونے کا کس طرح انکار کر سکتے ہو؟ حالانکہ خداوند کریم کی آیتیں تم پر پڑھی جاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رسول تم میں موجود ہے **فیکم** کا خطاب عام تمام امت مصطفیٰ کو ہے لہذا مخاطبین بھی قیامت تک آنے والے ہوں گے اور باقی وقت ادھر ادھر کی گپیں مار کر پورا کر دیا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی بعد از خطبہ مسنونہ کے یہ آیت تلاوت کی۔ **یوم یبعثهم الله جميعا فينبهم بما عملوا احصٰه الله و نسوه والله علی کل شیء شهيد** (سورۃ مجادلہ پ ۲۸ ع ۱)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا پس خبر دے گا ان عملوں کی جو انہوں نے کئے ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو گن رکھا ہے اور انہوں نے اس کو بھلا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے اس آیت سے ثابت ہوا کہ حاضر وناظر کے لیے ضروری ہے کہ اسے ہر عمل کی خبر ہو اور ہر چیز پر حاضر ہو لہذا اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہر وقت ہر جگہ پر بے مثل حاضر وناظر ہونا ہے غیر اللہ کوئی بھی اس میں ہرگز شریک نہیں باقی جو آیت مولوی اچھروی صاحب نے پیش کی ہے اس کا شان نزول معتبر مفسرین کی زبانی سنیے سب سے پہلے بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کا مترجم قرآن کے حاشیہ پر مولانا نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں۔

شان نزول اوس وخزرج کے قبیلوں میں پہلے بڑی عداوت تھی اور مدتوں ان کے درمیان جنگ جاری رہی، سید عالم ﷺ کے صدقہ میں ان قبیلوں کے لوگ اسلام لا کر باہم شیر وشکر ہوئے ایک روز وہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے انس ومحبت کی باتیں کر رہے تھے شاس بن قیس یہودی جو بڑا دشمن اسلام تھا اس طرف سے گزرا اور ان کے باہمی روابط دیکھ کر جل گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ لوگ آپس میں مل گئے تو ہمارا کیا ٹھکانہ ہے؟ ایک جوان کو مقرر کیا کہ ان کی مجلس میں بیٹھ کر ان کی پچھلی لڑائیوں کا ذکر چھیڑے اور اس زمانہ میں ہر

ایک قبیلہ اپنی مدح اور دوسروں کی حقارت کے اشعار لکھتا تھا چنانچہ اس یہودی نے ایسا ہی کیا اور اس کی شرانگیزی سے دونوں قبیلوں کے لوگ طیش میں آ گئے اور ہتھیار اٹھا لئے قریب تھا کہ خون ریزی ہو جائے سید دو عالم ﷺ یہ خبر پا کر مہاجرین کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا جماعت اہل اسلام کیا یہ جاہلیت کی حرکات ہیں میں تمہارے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کی عزت دی جاہلیت کی بلا سے نجات دی تمہارے درمیان الفت و محبت ڈال دی تم پھر زمانہ کفر کی طرف لوٹتے ہو حضور کے ارشاد نے ان کے دلوں پر اثر کیا اور انہوں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا فریب اور دشمن کا مکر تھا انہوں نے ہاتھوں سے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ فرمانبردارانہ چلے آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اچھروی صاحب! کہاں آیت کا شان نزول اور پھر آپ کے صدر الافاضل مراد آبادی کی زبانی اور کہاں آپ کی یہودیانہ تحریف، زمین و آسمان کا فرق ہے؟ اب بتلاؤ مذکورہ آیت سے کب حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے؟

جواب نمبر ۲ اس آیت کا سیاق و سباق بتلا رہا ہے کہ اس کے مخاطب حضرات صحابہ کرامؓ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست یہ احکام دیئے ساری امت مخاطب نہیں اگر بفرض محال یہ بھی مان لیا جائے کہ خطاب ساری امت کو ہے تو آنحضرت ﷺ کا امت محمدیہ میں موجود ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ کی سنت، حدیث، آپ کی نبوت شریعت محمدیہ اور آپ کا اخلاق حسنہ اور قرآن کریم موجود ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں **ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنة رسوله۔** (موطا امام مالک)

اسی لئے اس آیت کا بریلویوں کے اس عقیدہ باطلہ یعنی حضور اکرم کے حاضر و ناظر ہونے سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ علامہ قرطبی نے امام زجاج سے یہی مطلب نقل کیا ہے (تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۱۵۶) اور علامہ سید محمود آلوسی حنفی نے تفسیر روح المعانی جلد چہارم ص

۱۲ میں یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۸۹)

جواب نمبر۳ اگر اچھروی صاحب سے آنحضرت ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ہی مراد ہے تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہوگا **یا ایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی مافعلتم ندمین واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم**۔ (پ۲۶ حجرات ع۱) اس سے بھی حضور ﷺ کی تمام امت مراد نہیں بلکہ آپؐ کے بعض صحابہ کرامؓ ہیں اگر بالفرض یہ خطاب عام بھی ہو تب بھی صرف مومنوں کو ہوگا جیسا کہ **یا ایھا الذین امنوا** سے ظاہر ہے ہر جگہ ہر وقت اور ہر ایک کے حق میں حاضر و ناظر ہونا پھر بھی باطل اور غلط ہے۔

جواب نمبر۴ پیش کردہ اچھروی صاحب کی آیت کا واقعہ سورہ آل عمران میں ہے جس کے بعد پچیس سورتیں نازل ہوئی ہیں (بحوالہ تفسیر اتقان ص ۱۹)

اگر آیت کا ٹکڑا **و فیکم رسولہ** سے آپ کا ہر وقت اور ہر ایک کے لئے حاضر و ناظر ہونا مراد ہوتا تو اس واقعہ کے بعد قرآن کریم کی جو سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں آنحضرت ﷺ کی ہر جگہ غیر حاضری اور عدم حاضر و ناظر کا ثبوت کیوں ہے؟ اگر اس ٹکڑے سے آپؐ کے حاضر و ناظر کو تسلیم کیا جائے تو اللہ کی کتاب میں تعارض اور تضاد ماننا پڑے گا حالانکہ قرآن مجید میں تعارض کا شائبہ تک بھی نہیں۔

جواب نمبر۵ میں اچھروی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ آپ کے کفریہ عقیدہ، شرکیہ عقیدہ اور باطل عقیدہ کے مطابق اگر ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہیں تو کیا (نعوذ باللہ) آپؐ خلاف شرع مجالس میں بھی موجود ہیں حالانکہ ان میں تو خدا کے فرمانبردار و ابرار و اخیار بندے بھی پرہیز کرتے ہیں ایسی بری اور گندی مجالس میں نمازی پرہیزگار بھی جانے سے سخت حیا کرتے ہیں تو کیا ایسی مجلسوں مثلاً شراب کی مجلس، جوئے کی مجلس، زنا کی مجلس، تاش کی مجلس، گانے بجانے کی مجلس، ننگے ناچ کی مجلس، تھیٹر اور سینما کی مجلس، غیبت اور جوئے کی گندی مجلسیں آپ کے عقیدہ کے مطابق پھر (نعوذ باللہ) حضور

اکرم ﷺ ان تمام مجلسوں میں حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ (توبہ، توبہ، توبہ) (بس تمام لوگ جو موجود تھے وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر دھرنے لگے اور توبہ توبہ پکارنے لگے اور بریلویوں کے ایسے گندے عقیدے پر لعنت، لعنت، لعنت کا تحفہ بھیجنے لگے۔

مولوی محمد اچھروی اٹھے اور جھٹ یہ آیت پڑھنے لگے **انا ارسلنك شاهدا و مبشرا و نذيرا لتومنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقروه و تسبحوه بكرة و اصيلا۔** (پ۲۶ فتح)

اے رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو حاضر و ناظر ہونے والا بھیجا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا تاکہ ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کی عزت کرو اور توقیر کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح پڑھو اس آیت خداوندی نے نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناضر ہونے کا دعویٰ ثابت کیا جس کا کوئی ایماندار شخص ہرگز انکار نہیں کرسکتا۔

اچھروی صاحب نے اس آیت کے علاوہ مندرجہ ذیل پانچ آیتیں یکے بعد دیگرے ترنم سے تلاوت کیں جن میں شاہد اور شہید کا لفظ موجود ہے روپڑی صاحب ان آیات قرآنی کو چھوڑ کر ہم کدھر جائیں؟ سنیئے۔

(۱) **انا ارسلنا اليكم رسولا شاهدا عليكم كما ارسلنا الى فرعون رسولا۔** (پ۲۹ مزمل)

(۲) **و يكون الرسول عليكم شهيدا۔** (پ۲ سورہ بقرہ ع۱)

(۳) **يا ايها النبى انا ارسلنك شاهدا و مبشرا و نذيرا۔**

(پ۲۲ احزاب ع۶)

(۴) **فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد و جئنا بك على هو لاء شهيدا۔**

(پ۵ سورہ نساء ع۶)

(۵) **ليكون الرسول شهيدا عليكم و تكونوا شهداء على الناس** (پ۱۷ حج ع۱۰)

ان تمام مذکورہ آیات سے آنحضرت ﷺ کی صفت شاہد اور شہید بیان کی گئی ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ اپنی امت پر قیامت کو گواہی دیں گے۔
روپڑی صاحب غور کرو اگر آنحضور ﷺ ہر ہر امتی کے حال سے واقف ہی نہیں اور آپ حاضر و ناظر ہی نہیں تو آپ گواہ کیسے بنے؟ گواہی وہی دے سکتا ہے جو واقعہ کو آنکھوں سے دیکھے ورنہ گواہی دینا بالکل فضول ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی بعد از خطبہ مسنونہ کے آیت پڑھی **ما یکون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم و لا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنی من ذلك و لا اکثر الا هو معهم این ما کانوا۔** (پ ۲۸ مجادلہ ص ۸۵۷ ترجمہ مولوی احمد رضا خاں)

جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشیاں ہوں تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ ہوں تو چھٹا وہ اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں مذکورہ آیت سے اچھروی صاحب ثابت ہوا کہ اگر آنحضرت ﷺ حاضر و ناظر ہوتے تو اللہ تعالیٰ فرماتے اگر تم چار ہوتے تو میں اور میرا نبی پانچواں اور چھٹا ہوتے ہیں اگر تم پانچ ہوتے تو میں اور میرا نبی چھٹا اور ساتواں ہوتے اگر تم چھ ہوتے تو میں اور میرا نبی ساتواں اور آٹھواں ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا محض اپنا اکیلے کا ذکر فرمانا اس بات کی ٹھوس دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ حاضر و ناظر نہیں ورنہ ان کا بھی ساتھ ہی ذکر کیا جاتا باقی اچھروی صاحب کی پیش کردہ چھ عدد آیتوں کا جواب یہ ہے کہ لفظ شہید اور شاہد سے حاضر و ناظر کا معنی چودہ سو سال سے کسی بھی مفسر اور شارح حدیث نے نہیں کیا لہذا یہ خود ساختہ تفسیر باطل اور مردود ہے۔ کسی صحابی کسی امام حق نے یہ تفسیر نہیں کی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ترجمہ موجود ہے اور شاہ عبدالقادر دہلوی کا ترجمہ بھی میرے پاس ہے ان کے تراجم دیکھ لو کسی ایک نے بھی شاہد یا شہید کا معنی حاضر و ناظر نہیں کیا اس کو معنوی تحریف کہتے ہیں ایسے مذہبی ڈاکو لوگوں کے مال بھی کھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ایمان بھی تباہ کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۲ قرآن قرآن کا مفسر ہے اس انا ارسلنك شاهدا کو دوسری آیت نے حل کر دیا **لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا** تا کہ تم

لوگوں کے گواہ بنو اور حضرت ﷺ تم پر گواہ بنیں اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ قیامت کے دن شہادت صرف سرور کائنات ﷺ ہی نہیں دیں گے بلکہ آپ کی امت بھی گواہ بنے گی گواہ شاہد کا لفظ جس طرح آنحضرت ﷺ کے حق میں کہا گیا ہے ایسے ہی امت محمدیہ کے حق میں بھی استعمال ہوا ہے لہذا ساری امت محمدیہ بھی ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہوگی پھر آنحضرت کی تخصیص کیسی؟

جواب نمبر ۳ سورہ مزمل مکہ مکرمہ میں نازل ہو چکی تھی جس میں شاہد کا لفظ موجود ہے اور سورہ بقرہ سورہ احزاب سورہ نساء سورہ حج اگرچہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی تھیں لیکن سورہ منافقوں تحریم اور توبہ وغیرہ مذکورہ بالا سورتوں کے بعد نازل ہوئی ہیں اگر شاہد اور شہید سے مراد وہی ہو جیسا کہ اچھروی صاحب کا دعویٰ ہے یعنی آنحضرت ﷺ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا تو جو سورتیں ان سورتوں کے (جن میں شاہد اور شہید کے الفاظ ہیں) بعد میں نازل ہوئی ہیں وہ اس دعویٰ کی تردید کیوں کرتی ہیں؟ اس صورت میں قرآن مجید کی سورتوں کا آپس میں اختلاف اور تعارض پیدا ہو جاتا ہے جو غیر ممکن ہے۔

جواب نمبر ۴ شاہد اور شہید سے مراد حاضر و ناظر ہرگز نہیں اس کا معنی حاضر و ناظر کرنا منشاء قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ اس کا صحیح معنی گواہ ہے چنانچہ آپ دوسری امتوں کے انبیاء کے اور اپنی امت کے تصدیق کرنے والے شاہد یا گواہ ہیں سورہ یوسف میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ **وشهد شاهد من اهلها** گواہی دی ایک گواہ نے ان گھر والوں میں سے کیا یہ لڑکا اس وقت موجود تھا اور حضور اکرم ﷺ کے بارے میں یہ لفظ اس لئے آیا ہے کہ آپ تمام انبیاء اور اپنی امت کے تصدیقی گواہ ہیں کئی جگہ لفظ شاہد آیا ہے کسی جگہ بھی آپ کا قیامت تک کے لئے زندہ اور حاضر و ناظر رہنا مراد نہیں۔

(صحیح بخاری ج دوم ص ۶۴۵) (جامع ترمذی جلد دوم ص ۱۶۰)

جواب نمبر ۵ یہ مسلمہ امر نہیں کہ گواہ صرف ایسی ہی چیز کی شہادت دے جس کو خود اس نے آنکھوں سے دیکھا ہو بلکہ کسی چیز کے متعلق صحیح علم ہونے پر بھی شہادت درست ہے مثلاً

ذات باری تعالیٰ، فرشتوں کا موجود ہونا، جنت اور دوزخ کا ہونا، تمام انبیاء اور رسولوں کا دنیا میں تشریف لانا صحابہ کرامؓ کے وجود کی شہادت دینا وغیرہ وغیرہ اس کی تائید میں فقہ حنفیہ کی چوٹی کی کتاب کی عبارت ملاحظہ فرمائیے **انما یجوز للشاهدان یشهد با الاشتهار و ذلك بالتواتر و اخبار من یشق به** یعنی جو چیز کہ تواتر کی وجہ سے مشہور ہو جائے یا کسی ثقہ اور معتبر نے خبر دے دی تو شاہد کو جائز ہے کہ گواہی دے دے (ہدایہ جلد ۳ ص ۱۵۷)

جواب نمبر ۶ اس آیت میں خطاب صحابہ کرامؓ سے ہے اور شہداء شاہد کی جمع ہے جو شہادت سے ماخوذ ہے جن کے معنی ہیں بیان کرنا اس لئے شہید اور اسی طرح شاہد کے معنی ہوں گے اللہ کی توحید بیان کرنے والا اور راہ حق بتانے والا جیسا کہ علامہ ابن صفی حنفی نے لکھا ہے **انا ارسلنك شاهدا لله بالواحدانية** (جامع ص ۳۶۴) یعنی آپ کو ہم نے توحید بیان کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اسی طرح شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے سورہ مزمل میں شاهدا کا ترجمہ بتانے والا کیا ہے (**انا ارسلنك اليكم رسولا شاهدا عليكم** ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول بتانے والا تمہارا)

جواب نمبر ۷ شہید کے معنی یہاں نگہبان اور رقیب کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ خدا کا رسول تم پر (صحابہ کرامؓ) نگہبان ہوتا کہ تم دین اسلام سے ہٹنے نہ پاؤ اور دین میں تحریف نہ ہونے پائے اور تم ان لوگوں پر نگہبان ہو جو تم سے دین سیکھیں جیسا کہ حوض کوثر والی حدیث میں صراحت ہے کہ کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا میں کہوں گا یہ میرے امتی ہیں تو مجھے جواب ملے گا کہ آپؐ کے بعد جو کچھ ان لوگوں نے کیا آپ کو معلوم نہیں۔

فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم۔ (صحیح بخاری جلد دوم ص ۶۶۵)

اس حدیث میں سرور کائنات ﷺ نے خود بیان فرمادیا کہ جب تک میں ان میں موجود رہا ان کے حالات سے آگاہ رہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا گواہ ہونا صحابہؓ کے لئے ہے اور ہر امتی پر آپ گواہ نہیں اور نہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

مولوی محمد عمر اچھروی بعد از خطبہ غیر مسنونہ آیت پڑھی (من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ و هو مومن فلنحیینه حیٰوة طیبة و لنجزینهم اجرهم باحسن ما کانوا یعملون) (پ۱۴ ع۱۳ آیت ۹۸) جو کوئی کرے کام اچھا مردوں سے ہو یا عورتوں سے اور وہ ہو ایمان والا پس البتہ زندہ کریں گے ہم اس کو زندگی پاکیزہ اور البتہ بدلہ دیں گے ہم ان کو ثواب ان کا ساتھ بہتر اس چیز کے تھے عمل کرتے ذرا غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ شاہداً سے حاضر ناظر ہونا ثابت ہوا اور **واعلموا ان فیکم رسول الله** سے بھی رسول اللہ کا ہر وقت موجود ہونا ثابت ہوا اور اس آیت مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے کہ نیک مرد اور عورتوں کو پاک زندگی کے ساتھ زندہ کیا جاتا ہے اور رسول کریم ﷺ اس کے زیادہ حقدار ہیں اس سے حیات النبی کا مسئلہ واضح ہو گیا اور چوتھی آیت میں حضور سے اللہ کریم نے اعلان کروایا **انا اول المسلمین** میں سب سے پہلا مسلمان ہوں اور شہدا کے بارہ میں خدا نے **بل احیآء** فرمایا وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور حضور سب سے بڑے شہید ہیں اس لئے آپ بدرجہ اولیٰ زندہ ہوئے باقی حدیث میں ہے حضور اکرم نے فرمایا **من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی** جس نے خواب میں مجھے دیکھا پس تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا دنیا میں بے شمار لوگوں کو ایک ہی رات میں آنحضرت خواب میں نظر آتے ہیں تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ امام الانبیاء زندہ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی بعد از خطبہ مسنونہ کے آیت ہذا پڑھی (**ذلك من انبآء الغیب نوحیه الیك وما کنت لدیهم اذ یلقون اقلامهم ایهم یکفل مریم وما کنت لدیهم اذ یختصمون**) (آل عمران ع۲)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں ہیں؟ اور اس وقت وہاں تھے جبکہ وہ جھگڑا کر رہے تھے۔

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جب حضرت مریم کی پرورش میں مجاورین کے ہاں آپس میں اختلاف ہوا کہ ان میں کس کی پرورش میں رکھا جائے؟ آخر قرعہ حضرت زکریا کے نام نکل آیا تو حضرت مریم کو ان کی کفالت میں دے دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ اے محمد رسول اللہ آپ اس وقت وہاں موجود نہ تھے جبکہ مریم کی کفالت کے سلسلہ میں قلموں کے ذریعہ قرعہ اندازی ہو رہی تھی مذکورہ قرآنی آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اکرم وہاں نہ جسمانی نہ روحانی طور پر ہرگز حاضر و ناظر نہ تھے۔

باقی جو اچھروی صاحب نے خود ساختہ دلائل بیان کئے ہیں ان کے باری باری جوابات سینئے جو پہلی آیت پیش کی ہے حیوۃ طیبہ اس کا تو آنحضرت کے حاضر و ناظر ہونے اور حیات النبی کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں اس آیت کا اصل مفہوم یہ ہے جس مرد یا عورت نے بھی قرآن وسنت کے موافق اعمال صالحہ کئے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں حیات طیبہ سے زندہ رکھے گا اور آخرت میں ان کو ان کے اعمال سے بہتر بدلہ دے گا حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک حیات طیبہ سے مراد رزق حلال ہے اور حضرت علی کے نزدیک حیات طیبہ کے معنی قناعت ہے

صحیح مسلم میں ہے اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ ان کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں عطا فرماتا ہے اور آخرت کی نیکیاں بھی اسے دیتا ہے ہاں کافر اپنی نیکیاں دنیا میں ہی کھالیتا ہے یعنی نیکیوں کے بدلے عیش و آرام اٹھالیتا ہے آخرت کے لیے اس کے پاس کوئی نیکی باقی نہیں رہتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

دوسری دلیل **واعلمو ان فیکم رسول اللہ** کا تفصیلی جواب پہلے دے چکا ہوں اس آیت کے مخاطب صحابہ کرامؓ ہیں اس سے ہر وقت ہر جگہ حاضر ناظر ہونا کہاں سے ثابت ہوگا باقی دوسری جگہ قرآن میں ہے۔ **لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ** میں بھی فیکم کا لفظ موجود ہے البتہ میں نے گزاری پہلے اس سے بیچ تمہارے زندگی کا حصہ آپ کے اصول کے تحت یہ فیکم بھی عام ہی ہونا چاہیے لیکن اس کی عمومیت کا قائل دنیا میں کوئی نہیں پس جب

اس فیکم کے مخاطب آپؐ کے زمانہ کے لوگ ہی ہیں تو پھر ان **فیکم رسول اللہ** کے مخاطب بھی صحابہؓ ہی ہوں گے باقی حیات شہدا کے بارہ میں قرآن کریم کی یہی دو آیتیں ہیں جو اچھڑوی صاحب نے پیش کی ہیں۔

آیت اول (**و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیآء ولکن لا تشعرون**) (سورہ بقرہ ع ۱۹)

آیت دوم (**ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیآء عند ربھم یرزقون**) (آل عمران ع ۸) شہیدوں کی زندگی سے مراد ان کی برزخی زندگی ہے جب وہ دنیا میں زندہ تھے تو ان کی زندگی بھی دنیوی تھی یعنی روح اور بدن کے ملاپ سے وہ زندہ تھے لیکن موت سے دنیوی زندگی ختم ہو گئی اور برزخ کا دور شروع ہو گیا اس لئے اب اس زندگی کو برزخی زندگی کہا جائے گا اور عالم برزخ غیب کی چیز ہے اس لئے برزخی حیات کی کیفیت کے بارہ میں خدا کا فرمان بالکل صحیح ہے **لا تشعرون** اس میں انسانی عقل وفکر رائے اور قیاس کا کوئی دخل نہیں اس لئے فرمایا گیا **عند ربھم** وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں اچھڑوی صاحب **عند الدنیا** کا لفظ دکھا دیں ابھی جھگڑا ختم ہو جائے گا حیات شہداء کی کیفیت کے بارہ میں چند اشارات ہیں تفصیل نہیں ملتی مثلاً عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ شہداء کی ارواح کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کے جسم عطا فرما کر ان کو جنت میں آزاد چھوڑ دیا ہے وہ جنت میں جہاں چاہیں آتے جاتے اور سیر کرتے ہیں گھومتے پھرتے اور کھاتے پیتے ہیں اور رات کو عرش کے نیچے قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ اجسام طیور مثالی ہیں نہ کہ عنصری کیونکہ شہداء کے عنصری ابدان تو قبروں میں مدفون ہو چکے ہیں اس کا ادراک عقل و حواس سے نہیں بلکہ صرف وحی سے ہی ہو سکتا ہے۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۳۵، جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۶، ابن ماجہ ص ۲۰۱)

صحابہ کرام اور تابعین سے بھی یہی منقول ہے محققین مفسرین نے اسی کو درست

اور صحیح قرار دیا ہے نتیجہ نکلا کہ گو شہدا دنیا میں فی سبیل اللہ مارے جاتے ہیں لیکن آخرت میں ان کی روحیں زندہ رہتی ہیں اور روزیاں پاتی ہیں۔

اچھروی صاحب خدارا سوچو اور قرآن وحدیث کی تحریف کر کے اپنی جان پر اور عوام پر ظلم نہ کرو سنو مسند احمد میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابرؓ تمہیں معلوم نہیں کہ خدا نے تمہارے باپ عبداللہ کو زندہ کیا اور فرمایا اے میرے بندے مانگ کیا مانگتا ہے؟ گو اس نے کہا خدایا پھر دنیا میں مجھ کو بھیج دے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تو میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ کوئی یہاں سے دوبارہ واپس دنیا میں لوٹایا نہیں جائے گا۔

اچھروی صاحب کان کھول کر سن لو اس حدیث رسول سے مسئلہ حل ہو گیا، کہ انبیاء، اولیاء، شہداء، صلحاء وغیرہم انتقال کرنے کے بعد قیامت تک دوبارہ دنیا میں نہیں آتے، تم نے تو تماشہ بنا رکھا ہے کہ جمعرات کی روٹیوں اور گیارہویں کی کھیروں پر ان کو بلائے رکھتے ہو، شرم کرو، انبیاء اور اولیاء کی توہین نہ کرو، جماعت اہلحدیث اللہ کے فضل سے موجود ہے ہم خدا کی کتاب اور اپنے نبی کے پیارے فرمان میں شرک و بدعت کی ملاوٹ نہیں ہونے دیں گے انشاء اللہ۔

میں آخر میں اچھروی صاحب سے پوچھتا ہوں، کہ تم اور اپنے تمام حواری علماء کو ملا کر جواب دو، کہ تمہارے گندے عقیدے کے مطابق اگر انبیاء اولیاء شہداء ہماری طرح زندہ رہتے ہیں، اور کیا وہ تمام دینوی حالات سے واقف ہوتے ہیں۔

(۱) تو زندہ کو دفن کرنا کب جائز ہے؟

(۲) اولیاء اور صلحاء کی بیویوں کے لئے بعد انقضاء عدت نکاح ثانی کرنا کیوں جائز ہے؟

(۳) ان کے مال کا ورثہ وارثوں کو کیوں تقسیم کیا جاتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ انبیاء اور اولیاء زندہ نہیں نہ امام الانبیاء زندہ اور حاضر و ناظر ہیں اور نہ شہدا وغیرہ، عالم برزخ کی زندگی کو اس دنیا کی زندگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا آپ کی آخری بات خواب میں

حضور اکرم کا کسی مسلمان کو ملنا، اس سے ہر وقت ہر جگہ آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث میں خواب کی صراحت موجود ہے اور خواب کی بات کو ظاہر پر ہرگز محمول نہیں کیا جا سکتا آپ کا دعویٰ تو تب صحیح ہو جب حضور عالم بیداری میں ملاقات کریں اور پھر آپ کی وفات کے بعد صحابہؓ تابعین، ائمہ دین کیوں آپ کی زیارت سے محروم ہو گئے؟ اس لئے خوابوں کے مسئلے بیان نہ کرو اب تمہارا دیوالیہ نکل گیا ہے بیداری کو چھوڑ کر خوابوں کے مسئلے سنانے شروع کر دیئے کبھی خوابوں پر بھی عقائد کا دارومدار رکھا جا سکتا ہے

مولوی محمد عمر اچھروی حافظ صاحب حدیث پاک میں آتا ہے کہ میت جب قبر میں دفن کی جاتی ہے تو منکر نکیر آ کر میت سے آپؐ کے متعلق یہ سوال کرتے ہیں **ما کنت تقول فی حق ھذا الرجل محمد** ﷺ ملائکہ صاحب قبر کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور مصطفیٰ سامنے ہوتے ہیں تو ملائکہ کہتے ہیں کہ بتاؤ دنیا میں اسی شخص محمد ﷺ کے متعلق کیا کہتا تھا؟ کوئی شخص غرب میں شرق میں جنوب میں شمال میں کائنات کے کسی حصہ میں فوت ہو جائے حضور قبر میں بلا تکلف تشریف فرما ہوتے ہیں گنبد خضریٰ میں بھی تشریف رکھتے ہیں وہاں سے بھی غائب نہیں ہوتے کیونکہ ہر وقت صلوٰۃ و سلام آپ کو پہنچتا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے حدیث میں ہے جب نیک آدمی فوت ہوتا ہے تو اپنے وارثوں سے کہتا ہے **قدمونی** مجھے جلدی لے چلو جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن زندہ ہوتا ہے نبی اس زندگی کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

تیسری دلیل بیت المقدس میں شب معراج تمام انبیاء کی آپؐ نے امامت کروائی اور آسمانوں پر اپنی اپنی جگہ بھی سب کو ملے جب دوسرے انبیاء ہر جگہ موجود ہیں تو سید المرسلین ﷺ حاضر و ناظر ہونے میں ان سب سے زیادہ حقدار ہیں۔

چوتھی دلیل حدیث پاک میں ہے ابن ماجہ ص ۱۱۹ میں ہے آنحضرت نے فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو اور ہر درود پڑھنے والے کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ایک وقت میں ہزاروں لوگوں کا درود سننا یہ آپ کے حاضر و ناظر ہونیکی دلیل ہے

حافظ عبدالقادر روپڑی (بعد از خطبہ مسنونہ کے) میں نے آیات باترجمہ تلاوت کیں

(و ما کنت لدیھم اذ یختصمون) (پ۳ ع۱۲)

اور اے پیغمبر ﷺ آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

دوسری آیت **(ذلک من انبآء الغیب نوحیہ الیک و ما کنت لدیھم اذ اجمعوا امرھم وھم یمکرون)** (پ۱۳ یوسف ع۵)

یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ مکر کر رہے تھے۔

تیسری آیت **(و ما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الیٰ موسیٰ الامر وما کنت من الشاھدین)** (پ۲۰ ق ص ۵۶۵ ترجمہ اعلیٰ حضرت)

اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو رسالت کا حکم بھیجا اور تم اس وقت حاضر نہ تھے۔

کیوں جناب اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں تو آپ کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے صاف طور پر لفظ آپ حاضر نہ تھے بول کر حاضر و ناظر کی تردید کر دی بتایئے اس سے بڑھ کر اور کیا مسلک اہلحدیث کی صداقت کا ثبوت مانگتے ہو ترجمہ آپ کے اعلیٰ حضرت کا اور دعویٰ ہمارا ثابت ہو گیا اچھروی صاحب ان تینوں آیات سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ سرور کائنات اپنی پیدائش سے قبل بھی حاضر و ناظر نہیں تھے ورنہ آنحضرت کو یہودیوں کے ارادوں اور سازشوں کا بخوبی علم ہوتا اور حضرت مریمؑ کی کفالت کے سلسلہ میں قرعہ اندازی کی بھی خبر ہوتی۔ اور اسی طرح آپ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام حالات سے پوری طرح علم کلی رکھتے لہذا آپ کا دعویٰ اور عقیدہ باطل اور مردود ہو گیا اور قرآن کریم نے ہی آپ کے عقیدہ باطل پر پانی پھیر کر رکھ دیا۔

چوتھی آیت اب سنیے **(سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی برکنا حولہ لنریہ من ایٰتنا انہ ھو السمیع**

البصیر) (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد و پیش کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے غرض یہ تھی کہ ہم اس کو اپنے نشانات قدرت دکھلائیں بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

واقعہ معراج پر غور کریں تو مسئلہ صاف ہو جائے گا جب براق پر سوار ہوئے تو براق پر ہی موجود تھے نہ نیچے زمین پر تھے اور نہ اپنے دولت کدہ میں پھر اس طرح جب آسمان کے دروازے پر پہنچے تو وہاں ہی تھے فرش پر نہیں تھے جب ساتوں آسمانوں کے پار پہنچے تو باقی آسمانوں پر نہیں تھے نیز آسمانی سیر سے فارغ ہو کر زمین پر اس لئے تشریف لائے کہ زمین پر موجود نہیں تھے پس اگر آپ کو ہر جگہ حاضر و ناظر تسلیم کیا جائے تو معراج کے واقعہ کا صاف انکار کرنا پڑے گا سفر معراج کا اصل مقصد قرآن نے واضح کیا لنریه من ایتنا تاکہ دکھائیں ہم اس کو اپنی نشانیاں یہ سفر اسی لئے کرایا گیا تھا تا کہ آپ کو آیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرایا جائے جو آنحضرت کو اس سے قبل حاصل نہیں تھا مثلاً تمام انبیاء کی امامت کرانا، ساتوں آسمانوں کی سیر کرانا، عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمانا، جنت اور سدرۃ المنتہیٰ اور بیت المعمور کا ملاحظہ کرنا، ثابت ہوا کہ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں تھے باقی آپ نے بیت المقدس میں انبیاء کی جماعت کرانے سے دوسرے انبیاء اور خصوصاً آنحضرت کو حاظر و ناظر ثابت کرنے کی بیکار کوشش کی ہے تو جواب یہ ہے کہ واقعہ معراج سارے کا سارا معجزہ ہے اور معجزہ وہ ہوتا ہے جس میں انسانی عقل کو کوئی دخل نہیں ہوتا اور اس کو عام طور پر عمومی دلیل نہیں بنایا جا سکتا دوسرا جواب یہ ہے کہ امام طبرانی نے کبیر میں تخریج کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکیزہ روحیں کبھی متشکل ہو کر ظاہر ہوتی ہیں تفسیر بیضاوی ج ۳ ص ۱۱۲ و تفسیر مظہری ج ۵ ص ۳۹۹ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء علیہ السلام میرے لئے مثالی اجسام میں حاضر کیے گئے اور میں نے انہیں نماز پڑھائی یعنی حضرت نبی کریم نے حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے اور حضرت یونسؑ کو حج کرتے ہوئے دیکھا پوری توجیہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ

نے دیکھا وہ ان کی ارواح تھیں تو شاید دنیا میں آپ کے لئے ان کو مثالی شکلیں دی گئی ہوں جیسا کہ شب معراج میں انبیاء علیہ السلام کو آپؐ نے مثالی اجسام میں دیکھا لیکن ان کے ابدان عنصریہ قبروں میں ہی موجود تھے علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ آنحضرت کا شب معراج میں انبیاءؑ کو آسمانوں میں دیکھنا اس کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہاں آپ نے ان کی ارواح کو دیکھا تھا جو مثالی اجسام میں متمثل تھیں۔ (شرح الصدور ص ۱۰۰)

اس بنا پر یہ جائز ہے کہ حضرت موسیٰؑ چھٹے آسمان پر موجود ہونے کے ساتھ ساتھ پیکر مثالی کے ساتھ قبر میں بھی متمثل ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اصل بات یہی ہے کہ واقعہ معراج معجزہ ہے اس میں انسانی عقل وقیاس کو کوئی دخل نہیں اور آنحضرت نے شب معراج میں ان کو دونوں جگہ دیکھا اس سے بہر حال ہر وقت ہر جگہ آنحضرت ﷺ کا حاضر وناظر ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ نیک مردہ کہتا ہے **قدمونی قدمونی** جلدی سے چلو جلدی سے چلو اچھروی صاحب اس سے آپؐ کا زندہ اور حاضر ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ کفار کی زندگی بھی اس روایت سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ کافر بھی اپنے وارثوں کو کہتا ہے۔ **یا ویلھا این تذھبون** (ہائے خرابی مجھے کہاں لئے جاتے ہو) تو کیا پھر کافر بھی ہر جگہ حاضر وناظر ہیں حالانکہ اس کے تو آپ بھی قائل نہیں مولوی صاحب یہ برزخی زندگی صالحین اور کفار دونوں کو حسب حال حاصل ہے۔

تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے قبر میں جب سوال ہوتا ہے وہاں حضور کی بعثت اور نام کا ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور قبر میں بنفس نفیس موجود نہیں ہوتے اور اکثر روایات میں سوالات ثلاثہ جو کہ قبر میں ہوتے ہے ان کا ذکر ہے ایک ان میں من نبیک کا تذکرہ ہے جن میں نام کا ذکر ہے وہ اس طرح ہے بخاری اور مسلم میں ہے **ما کنت تقول فی ھذا الرجل لمحمد** کیا کہتا تھا تو اس شخص محمد ﷺ کے متعلق دنیا میں اور ابوداؤد شریف میں ہے **فیقولان ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم** نکیرین میت سے کہتے

ہیں یہ شخص کون ہے جو کہ تمہارے درمیان بھیجا گیا تھا ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر میں سوال حضور اکرم کی رسالت اور نبوت کے متعلق ہوتا ہے بخاری اور مسلم میں میت کا جواب بھی ذکر ہے **فیقول ربی اللہ ونبی محمد** کہ میرا رب اللہ ہے اور نبی میرا محمد ﷺ ثابت ہوا کہ آپ کی شکل سامنے بالکل نہیں ہوتی۔

دوسرا جواب کہ حضور اکرم کی زندگی مبارک میں بھی یہی سوال ہر میت سے قبر میں ہوا کرتا تھا پس اگر آپ **ھذا الرجل** سے حضور کا ہر قبر میں حاضر ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں تو حضور اکرم کی زندگی میں حضور کے الفاظ حدیث صحیحہ سے دکھایئے کہ آج ہم فلاں مومن کی قبر میں حاضر ہوئے۔

تیسرا جواب اچھروی صاحب آپ کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہیں اور دلیل یہ کہ قبروں میں تشریف لاتے ہیں آخر کچھ مناسبت تو قائم کی ہوتی دعویٰ تو عالم دنیا کا دلیل عالم برزخ کی دے رہے ہو خیر سے ہوش ٹھکانے تو ہے؟

چوتھا جواب اگر بقول شما قبر میں حضور اکرم تشریف لاتے ہیں یا پہلے سے تشریف فرما ہوتے ہیں؟ اگر تشریف لاتے ہیں تو دعویٰ باطل اگر پہلے ہی موجود ہوتے ہیں تو تشریف لانا غلط ہے دونوں طرح ہی آپ شکنجے میں جکڑے گئے۔

پانچواں جواب اگر تشریف لے جاتے تھے تو آپ نے اپنی زندگی میں صحابہ ؓ کو جھاڑو دینے والی عورت کی متعلق یہ کیوں فرمایا تھا؟ **دلونی علی قبرھا** کہ وہ کہاں گئی؟ جبکہ صحابہ کرامؓ رات کے وقت اسے دفن کر چکے تھے اور آپ ﷺ نے یہ کیوں فرمایا؟ کہ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی اب چلو اور مجھے اس کی قبر دکھاؤ اچھروی صاحب میں سوال کرتا ہوں کیا اس کے متعلق صحابہؓ سے سوال و جواب نہیں ہوا تھا یا حضور علیہ السلام اس قبر میں تشریف نہیں لے گئے تھے۔

چھٹا جواب کیا حضور کافروں، مومنوں، نیکوں اور بدوں تمام کی قبر میں تشریف لاتے ہیں؟ اگر صرف ایمانداروں کی قبروں میں ہی رونق افروز ہوتے ہیں تو اس قسم کی تخصیص کہیں بھی منقول

نہیں اگر ہر قبر میں تشریف فرما ہوتے ہیں تو اس کے بعد اس قبر میں عذاب بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر عذاب ہوتا ہے تو کیا یہ حضور اکرم کے قدموں کی توہین نہیں؟ اور پھر حضور وہاں کب تک قیام فرماتے ہیں؟ ذرا سوچ کر جواب دینا اور اپنے شرکیہ عقیدہ کو سامنے رکھنا۔

ساتواں جواب اگر آنحضرت ﷺ ہر وقت اور ہر جگہ اب بھی اپنی امت میں موجود ہیں تو میں اچھروی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ تم بریلوی ملاں خطبہ جمعہ خود کیوں دیتے ہو؟ آپ کی موجودگی میں مصلی پر کھڑے ہو کر خود کیوں نمازیں پڑھاتے ہو؟ فتویٰ خود کیوں دیتے ہو؟ فوت شدہ میتوں کی نماز جنازہ خود کیوں پڑھاتے ہو؟ سب سے بڑے بے ادب گستاخ تم ہو کہ آنحضرت ﷺ کو حاضر و ناظر بھی کہتے ہو؟ اور مصلی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نمازیں بھی خود ہی پڑھاتے ہو حالانکہ قرآن مجید میں ہے کہ آپ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرنا اعمال کے ضائع ہونے کا موجب ہے۔

آٹھواں جواب بخاری جلد اول ص ۴ اور مسلم شریف جلد دوم ص ۹۷ میں مروی ہے کہ ہرقل (بادشاہ) روم نے شہر بیت المقدس میں حضرت ابوسفیان سے جبکہ وہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے آنحضرت ﷺ کے متعلق سوال کیا تھا **ایکم اقرب نسبا بھذا الرجل** (الیٰ قولہ) **انی سائل عن ھذا الرجل** تم میں سے اس شخص کا زیادہ قریبی کون ہے؟ میں اس شخص کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تحقیق سے ثابت ہوا کہ ۸۱۰ میل کی مسافت پر ہرقل آنحضرت ﷺ کو **ھذا الرجل** سے تعبیر کرتا ہے حالانکہ آنحضرت نہ تو پاس حاضر تھے اور نہ ہرقل کا عقیدہ ہو سکتا ہے اور نہ کبھی آپ کی صورت مبارک ہی دیکھی تھی

آپ کا آخری اعتراض کہ حضور زندہ ہیں اور ہر جگہ حاضر ہیں تب ہی تو آپ پر ہر ایک کا درود پیش ہوتا ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ یہ ابن ماجہ کی روایت بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں کرتی بلکہ آپ کی تردید اور ہمارے دعویٰ کی تصدیق کرتی ہے اس لئے کہ اس میں **تشھدہ الملائکہ** اور **عرضت علی صلوتہ** ہمارے دعویٰ کے ثبوت ہیں کیونکہ آپ فرمارہے ہیں کہ جمعہ کے دن فرشتے کثرت کے ساتھ آتے ہیں اور وہی فرشتے درود پڑھنے

والوں کے درود کو حضور پر پیش کرتے ہیں اگر آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو آپؐ خود کیوں نہیں سنتے اور فرشتوں کو آپؐ پر درود پہنچانے پر کیوں مقرر کیا گیا ہے؟ چنانچہ نسائی شریف باب صلوٰۃ النبی میں ہے **ان للّٰہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام** حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین میں پھر کر درود پڑھنے والوں کا درود مجھ پر پہنچاتے ہیں نیز ابوداؤد میں ہے **ما من احد یسلم علی الارد اللّٰہ علی روحی** آنحضرت فرماتے ہیں نہیں کوئی شخص کہ درود پڑھے مجھ پر مگر لوٹا دیتا ہے اللہ روح میری مجھ پر ان تمام حدیثوں سے مبرہن ہو گیا کہ حضور اکرم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود اور اس کے فرشتے امتیوں کا درود اور سلام حضور پر پہنچاتے ہیں جس کی مثال دنیا میں ایسی ہے جیسے محکمہ ڈاک ہے جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں خطوط و پارسل وغیرہ پہنچا رہا ہے اس سے حاضر و ناظر ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

آخر میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے کہا اچھروی صاحب حق یہ ہے کہ آپ اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکے اور نہ ہی قیامت تک بفضل اللہ ثابت کر سکو گے آخر میں اب عام فہم چند دلائل سنیے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

(۱) کہ ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے گھر سے غائب پایا پس میں حضور اکرم کی تلاش میں باہر نکلی ڈھونڈتی ہوئی جنت البقیع میں پہنچ گئی کیا دیکھتی ہوں کہ آپ وہاں موجود ہیں جب آنحضرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو حضرت عائشہؓ تلاش کے لئے ہی کیوں نکلی؟ اور بستر سے آنحضرت کو گم کیوں پایا؟ اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ اپنی زندگی میں ہر جگہ موجود نہ تھے تو وفات کے بعد ہر جگہ حاضر و ناظر کس طرح ہو سکتے ہیں؟

(۲) حضرت عائشہؓ پر منافقوں نے بہتان لگایا۔

(۳) خیبر میں آپ کو زہر دیا گیا وہ تمام عمر آپ کو تکلیف دیتا رہا آپ نے اپنی وفات کے وقت بھی فرمایا اس زہر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی ہے۔ (بخاری)

(۴) آپ پر جادو کیا گیا۔

(۵) معراج کی رات ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی موجودگی میں جبرائیل امین نے بھی یہی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ جہاں آپ موجود ہوں وہاں دوسرا امام ہرگز نہیں بن سکتا اب اہل بدعت مولوی تمام مساجد کی اماموں سے استعفیٰ پیش کریں اور علیحدہ ہو جائیں یا اپنے عقیدہ حاضر و ناظر سے بیزاری کا اعلان کریں۔

(۶) روضہ اطہر ﷺ پر ہر وقت رحمت کے فرشتوں کا ہجوم رہتا ہے کیونکہ ہر وقت صلوۃ و سلام مسلمانوں کے آپؐ کے پاس پہنچانے کے لیے مامور ہیں اگر آپؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو آخر اس مقام پر یہ تخصیص کیوں؟

(۷) حضور اکرمؐ اپنی ولادت با سعادت کے بعد جہاں بھی تشریف فرما رہے وہاں کے سب لوگوں کو نظر آتے رہے مکہ میں رہے تو اہلیان مکہ کو نظر آتے رہے جب مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے تو اہالیان مدینہ کو نظر آتے رہے اور نظر بھی سب کو صحابہ کرامؓ کو بھی اور کافرین و مشرکین کو بھی تو اگر آج ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو کیوں نظر نہیں آتے؟

(۸) مشکوٰۃ شریف باب حرم المدینہ جلد اول ص ۲۴۰ میں ہے کہ مکہ اور مدینہ میں دجال نہیں داخل ہو سکے گا ظاہر ہے کہ مکہ میں داخلہ نہ ہونا کعبۃ اللہ کی وجہ سے ہے اور مدینہ میں نہ جانا مسجد نبوی اور روضہ رسولؐ کی وجہ سے ہے پس اگر حضور اکرمؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو یقیناً ساری دنیا میں دجال اور طاعون کا آنا حرام کر دیا جاتا ہے مگر ایسا ہرگز نہیں۔

(۹) اگر حضور علیہ السلام کی زیارت جو کہ عالم مثال یا خواب میں ہوئی اس کا وہی درجہ ہے جو آپؐ کی زندگی میں تھا تو لازم آئے گا کہ اس طرح آپؐ کو دیکھنے والے کو صحابی قرار دیا جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(۱۰) اگر حاضر و ناظر کا عقیدہ آنحضرت کے بارہ میں رکھا جائے تو محمد رسول اللہ کے متعلق معراج کا انکار لازم آتا ہے۔

(۱۱) ہجرت رسول کا مسئلہ بالکل غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ اگر آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو مدینہ میں جانے کا تصور ہی غلط ہے کیونکہ آپ صرف اس وقت غار میں ہی تھے نہ غار کے باہر تھے

اور نہ مکہ مکرمہ میں تھے ورنہ ہجرت کا مفہوم ہی باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۲) آنحضرت ﷺ کے سفر کی نمازوں کا مسئلہ بالکل غیر درست ہو جائے گا کیونکہ جو حاضر و ناظر ہوتا ہے وہ سفر نہیں کرتا اور جو سفر کرتا ہے وہ ہر وقت حاضر و ناظر نہیں ہوتا (۱۳) میلاد النبی اور جشن عید میلاد النبی میں اہل بدعت کے خیال کے مطابق آنا اور پھر کسی کو نظر نہ آنا بالکل فضول ہے۔

(۱۴) اگر آپؐ روضہ انور سے باہر تشریف لے جاتے ہیں تو آپؐ کے روضہ کی کیا کیفیت رہ جاتی ہے؟

(۱۵) پھر آنحضرتؐ کا مدینہ منورہ میں نو برس رہ کر حج بیت اللہ کا نہ کرنا اس پر واضح دلیل ہے کہ آپ ہر جگہ حاضر نہیں ہے۔

(۱۶) عقیدہ حاضر ناظر رکھنے سے واقعہ ہجرت کا بھی انکار لازم آتا ہے کیوں کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اس سے ثابت ہوا کہ جب آپؐ مکہ میں تھے تو مدینہ میں نہیں تھے اس لئے مولوی محمد عمر رسول اللہ ﷺ کے حاضر ہونے کا انکار کرے یا آپؐ کے مہاجر ہونے کا اگر آپؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو مہاجر نہیں اگر مہاجر ہیں تو ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں۔

مسئلہ حاضر و ناظر و فقہائے حنفیہ

آخر میں فقہائے احناف کے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے جن کا خلاصہ یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں اور جو شخص آنحضرت کے حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھے وہ صریحاً کافر ہے۔

(۱) ملاں علی قاری حنفی فرماتے ہیں **و ذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب.**

(مسائیرہ جلد۲ص ۸۸،شرح فقہ اکبرص ۱۸۵)

(۲) علامہ ابن نحیم فرماتے ہیں **قال علمائنا من قال ارواح المشائخ حاضرة**

تعلم یکفر (بحرالرائق جلد۵ ص۱۲۴)

(۳) فتاویٰ عالمگیری جلد دوم ص۴۱۲ میں ہے۔ تزوج رجل امرائة ولم یحضر الشهود وقال خدائے را ورسول را گواہ کردیم اوقال خدائے راو فرشتگان را گواہ کردیم یکفر و لو قال فرشته دست راست راہ گواہ کردم و فرشته دست چپ را گواہ کر دم لا یکفر۔

(۴) مولینا عبدالحی حنفی لکھنوی فرماتے ہیں۔اعتقاد که حضرات انبیاء و اولیاء هر وقت حاضر و ناظر اند وبهمه حال بر نداء ما مطلع میشوند اگرچه از بعید باشد شرکت است چرایں صفت از مختصات حق جل جلاله است کسے را دراں شرکت نیست در فتاویٰ بزازیه مے نویسند تزوج بلا شهود وقال خدائے و رسول خدا و فرشتگان را گواہ کریم ویکفر لانه اعتقد ان الرسول والملك يعلمان الغيب انتهیٰ (حوالہ مجموعہ الفتاویٰ از علامہ عبدالحیٔ الکھنوی)

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

اختتام مناظرہ کا اعلان

مناظرہ کے منتظم نمبر داروں نے اعلان کر دیا کہ ہم کو اور تمام لوگوں کو حق واضح ہو چکا ہے اور حق وصداقت صرف قرآن وحدیث کا نام ہے تیسری کسی چیز کا نام حق نہیں لہذا ہم آج مورخہ ۵ شوال بمطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو واضح اعلان کرتے ہیں کہ علماء اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث ہی حق پر ہے ان کے دلائل لا جواب اور دندان شکن ہیں جن کا کسی بھی باطل فرقہ کے پاس توڑ نہیں آج میدان مناظرہ میں ہم کو اچھی طرح واضح ہو گیا کہ کفرو شرک و بدعت انسان کے لئے تباہی اور بربادی کا سبب ہے اور توحید وسنت ہی واحد نجات کا راستہ ہے اور یہی صراط مستقیم ہے اس لئے ہم مناظرہ کو ختم کرنے کا اعلان کرتے ہیں کیونکہ آگے چلانے کی ضرورت نہ رہی تھی اور یہ تحریر بطور سند لکھ کر ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ فقط والسلام

حاجی امام الدین نمبر دار بقلم خود

وعلی محمد نمبر دار بقلم خود

ثالث مناظرہ کا تحریری فیصلہ

اب قارئین کرام ثالث مناظرہ ملک محمد اسفند یار خاں رئیس اعظم باماں بالا کا تحریری فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم مورخہ ۴۱ ۱۰ ۲۷ کو موضع چک نمبر ۴ G-D غلام رسول والا میں جو مناظرہ مابین حافظ عبدالقادر روپڑی اور مولوی محمد اچھروی ہوا اس میں منجانب فریقین متفقہ طور پر مظہر کم علم وکم فہم کو ثالث مقرر کیا گیا میں اپنی ناقص رائے میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں۔ فریقین کے زوائد کو چھوڑ کر فیصلہ کرتا ہوں کہ مولوی محمد عمر اچھروی صاحب اپنے دعویٰ حاضر و ناظر اور نور من نور اللہ کو مناظرہ کی آخری ٹرن تک دلائل سے ثابت نہیں کر سکے اور حافظ عبدالقادر روپڑی نے قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل سے اپنے مسلک اہلحدیث کو ہر طرح سے ثابت کر کے دکھا دیا اور اچھروی کی ہر دلیل کے کئی کئی جوابات دیئے دونوں مناظروں میں آخر تک روپڑی صاحب نے اچھروی کا ناطقہ بند کر کے دکھا دیا اور میرا دل گواہی دیتا ہے حقیقت میں وہ واقعی سلطان المناظرین ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے علم میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائے۔ آمین

(والسلام) محمد اسفند یار خان بقلم خود ۴۱۔۱۰۔۲۹

نوٹ: اصل تحریر مع دستخط فریقین، گواہان ومناظرین وثالثین ہمارے پاس بطور ریکارڈ موجود ہے (الحمدللہ) تا کہ بوقت ضرورت کام آئے۔

مناظرہ جاہمن

اور

اچھروی شکست

۱۲۔۱۳ستمبر۱۹۶۴ءکو جماعت اہلحدیث جاہمن کا دو روزہ پہلا سالانہ جلسہ تھا راقم الحروف اور مولانا غلام اللہ صاحب خطیب مجاہد آباد لاہور دونوں وہاں پہنچے رات کی پہلی نشست قرآن وسنت کی روشنی میں توحید وسنت اور مقام رسالت کے عنوان پر الحمدللہ ایسی شاندار اور موثر تقریریں ہوئیں کہ شرک وبدعت کے اندھیرے اجالے میں تبدیل ہو گئے۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید دے کر میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) واپس لاہور آیا بریلوی ملاؤں نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر اس طرح اہل حدیث علماء کا ہر سال جلسہ ہوتا رہا اور توحید وسنت کی بارش ہوتی رہی اور قرآن وحدیث کی تعلیم اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا تو پورے علاقہ سے بریلویت کا خاتمہ ہو جائے گا اور شرک وبدعت کے اڈے صاف ہو جائیں گے تو پھر ہمارا گزارہ کیسے ہوگا؟ چند نہایت متعصب قسم کے بریلوی ملاؤں نے محمد عمر اچھروی کو سارا واقعہ سنایا جب ان کو معلوم ہوا کہ وہاں مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی تھے تو اچھروی صاحب نے مختلف حیلوں بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی آخر بریلوی حضرات کے مجبور کرنے اور کچھ جیب (گرم) ہونے پر وہ موضع جاہمن پہنچے خالی میدان دیکھ کر حسب عادت اکڑی ہوئی بریلویت کو سہارا دینے کے لیے لافیں مارنی شروع کر دیں کہ جس جگہ میں پہنچ جاتا ہوں روپڑی وہاں نہیں ٹھہر سکتا محمد عمر کے مقابل کوئی نہیں آسکتا وغیرہ وغیرہ موقع کو دیکھتے ہوئے چند اہلحدیث احباب فوراً میرے پاس لاہور پہنچے اور مع ضروری کتب فوراً کار پر موضع جاہمن لے گئے ہم نے اسی وقت اپنے ذمہ دار اور معتبر حضرات کو اچھروی

صاحب کے پاس بھیجا ان کو اطلاع دو کہ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی پہنچ گئے ہیں لہذا آیئے تاکہ مناظرہ میں حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے ہم اپنے جلسہ میں حفظ و امن کے ذمہ دار ہیں اچھروی صاحب نے جب یہ خبر سنی تو رنگ فق ہو گیا اس وقت ان کی حالت قابل دید تھی پریشان حال کہنے لگا میں وہابیوں کے جلسہ میں ہرگز نہیں جاؤں گا یہ گستاخان رسول ہیں اور اولیاء اللہ کے منکر ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی عوام نے کہا یہ سب فیصلے میدان مناظرہ میں ہو جائیں گے دودھ اور پانی علیحدہ ہو جائے گا اچھروی صاحب نے تھرتھراتی ہوئی زبان سے کہا اگر مناظرہ کرانا ہی ہے تو ہماری (بریلویوں) کی مسجد میں روپڑی صاحب کو لے آؤ۔ لوگوں نے مجھ کو بتلایا کہ اچھروی صاحب پہلے تو لاہور سے ہی آنے میں بہت لیت ولعل کرتے رہے اب دوسرا بہانہ یہ بنا رہے ہیں کہ روپڑی صاحب کو ہماری مسجد میں لے آؤ۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے کہا ابھی چلو اور سینکڑوں احباب کے ساتھ بفضل خدا بریلویوں کی مسجد میں پہنچ گئے اور کہا مولوی محمد عمر صاحب آج آپ کا کوئی بہانہ نہیں چلے گا میں اب آپ کے پاس آپ کی مسجد میں آ گیا ہوں لوگوں کو گمراہ کرنے سے باز آ جاؤ لوگوں کے مال و جان پر ڈاکہ نہ ڈالو اور پیٹ پوجا کے لئے کوئی اور دھندا تلاش کرو آج شرک و بدعت کے تمام جال ٹوٹ جائیں گے ان شاء اللہ اور لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ سید الکونین ﷺ کا عاشق کون ہے؟ حق و صداقت کا سورج ان شاء اللہ نصف النہار پر چمکے گا بس اتنی باتیں ہو رہی تھیں کہ علاقہ جاہمن کے تھانیدار صاحب مع سپاہیوں کے وہاں آ گئے اور یہ منصوبہ مولوی محمد عمر کے اشارے پر بنایا گیا تاکہ کسی طرح ان کی جان چھڑائی جائے کیونکہ اب تو اچھروی صاحب اور اس کے حواری پوری طرح میرے شکنجے میں آ چکے تھے اور اس کے حواری مولوی ''یا غوث'' کی بجائے ''المدد یا پولیس'' کا ورد کر رہے تھے کیونکہ موضع جاہمن فوت شدہ بزرگوں کی بجائے زندہ موجود پولیس ہی اس وقت ان کی مدد کر سکتی تھی میں نے پولیس والوں کو کہا کہ اب آپ کی موجودگی میں فریقین کو مناظرہ کرنا آسان ہو گیا ہے۔

آپ کا فرض امن وسکون کو برقرار رکھنا ہے اور ہمارا فرض قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں متنازعہ مسئلہ کا حل کرنا ہے لیکن پولیس نے کہا مناظرہ نہیں ہوگا کیونکہ امن عامہ کو سخت خطرہ ہے میں نے مناظرہ کرنے پر بے حد زور دیا لیکن بریلوی حضرات نے اچھروی صاحب کی حالت کے پیش نظر پولیس والوں کو خوش کر کے ہر صورت میں مناظرہ بند کرنے پر اصرار کیا اور مولوی محمد عمر کی جان چھڑا دی وہاں کے کچھ سنجیدہ اور پڑھے لکھے لوگوں نے تھانیدار صاحب کو کہا کہ فریقین کے علماء کے بیان سے کچھ نہ کچھ تو مسئلہ کی وضاحت ہو جانی چاہیے تھانیدار نے کہا دونوں علماء ایک سٹیج پر باری باری شان رسالت ﷺ کے پاکیزہ موضوع پر تقاریر کر سکتے ہیں تاکہ دور سے آئے ہوئے عوام پیغمبر اعظم ﷺ کی عظمت سے اپنے دلوں کو منور کر کے جائیں یہ سن کر اچھروی صاحب کی شامت آ گئی۔

میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے بلا تاخیر کہا اگر مولوی محمد عمر اور ان کے حواری مولوی صاحبان چاروں طرف سے فرار ہو چکے ہیں تو میں اس بات پر بھی تیار ہوں اس کے لئے اگر اہل حدیث کے اسٹیج پر چلنا ہے تو بڑی خوشی سے آیئے اگر بریلوی مسجد میں یہ پروگرام مکمل کرنا ہے تو جلدی شروع کیجئے اچھروی صاحب نے جب میری یہ للکار سنی تو پاؤں سے زمین نکل گئی چہرہ پر اس کے مردنی چھا گئی اور کمزور آواز میں کہنے لگے میں اپنی مسجد میں وہابیوں کے ساتھ مل کر بھی تقریر نہیں کروں گا۔

اس پر میں نے گرجدار آواز میں کہا بریلویو! اپنے گرو گھنٹال جس کو اتنی محنت اور لالچ دے کر میرے مقابل لائے ہو اس کو کہو اگر یہ سر عام میرے ساتھ مناظرہ نہیں کر سکتا ایمان اور دلائل کا ذخیرہ ختم ہو چکا ہے تو کم از کم ایک سٹیج پر تقریر تو کرے آج اللہ کے فضل وکرم سے دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ سرکار مدینہ ﷺ کی شان کون مانتا ہے اور کون جانتا ہے؟ شان رسالت کا منکر اور بے ادب کون ہے؟ چند منٹوں کے بعد کفر وشرک کا اندھیرا دور ہو جائے گا اور توحید وسنت کا سویرا شروع ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

مولوی اچھروی کی حالت اس وقت بے حد قابل رحم تھی زبان خشک ہو رہی تھی وہ مناظرہ

کے مشترکہ سٹیج پر تقریر کے لئے کسی طرح تیار نہ ہوا اور شام کے وقت اندھیرے میں اچانک کار پر سوار ہو کر اور دم دبا کر بھاگ گیا اور اچھرہ میں کوٹھی میں جا کر پناہ لی اہل توحید جوش و خروش سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، رئیس المناظرین زندہ باد، مسلک اہلِ حدیث زندہ، باد، علماء اہل حدیث زندہ باد، مولوی عمر اچھروی مردہ باد، بریلویت مردہ باد، پیٹ کے پوجاری مردہ باد، شرک و بدعت مردباد کے نعرے بلند کرتے ہوئے گھروں کو چلے گئے۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين

والحمدلله رب العلمين

(مسلک اہل حدیث قبول کرنے والوں کے نام)

موضع جاہمن میں مولوی محمد عمر کے فرار کو دیکھ کر بریلویت کو خیر آباد کہہ کر اس موقعہ پر مسلک اہل حدیث قبول کرنے والے بعض چند افراد کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) محمد یونس موضع جاہمن۔

(۲) سردار محمد موضع جاہمن۔

(۳) ملک عبدہ " " " "

(۴) ملک الہ دین " " " "

(۵) محمد حسین عرف ماکھا کاہنہ نو ضلع لاہور۔

(۶) مشتاق احمد سلیم کاہنہ نو ضلع لاہور۔

(۷) مولوی عنایت اللہ دوکاندار کاہنہ نو ضلع لاہور۔

(۸) مولوی محمد شفیع جٹ کاہنہ نو ضلع لاہور۔

(۹) مولوی عبدالرحمان رحمانی دوکاندار کاہنہ نو ضلع لاہور۔

(۱۰) چوہدری محمد شریف اے ایس آئی۔

(۱۱) مولوی عبدالستار کاہنہ نو ضلع لاہور۔

مناظرہ کدّھر

اور

علماءِ بریلویت کی عبرتناک شکست

مقام مناظرہ ☆ موضع کدھر ڈاکخانہ خاص تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

تاریخ مناظرہ ☆ ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء

صدر مناظر ☆ حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی

موضوعات مناظرہ ☆ مسئلہ حاضر وناظر اور مسئلہ علم غیب

مناظرین مناظرہ ☆ جماعت اہلحدیث اور دیوبندیوں کی طرف حافظ عبدالقادر روپڑی

بریلویوں کی طرف سے مولوی محمد عمر اچھروی

مولوی محمد اچھروی نے اپنی کتاب مقیاس مناظرہ) میں مناظرہ کدھر تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کا خوب مزے لے لے کر اور اپنے خانہ ساز فرقہ ضالہ کے تحفظ کے لئے ادھر ادھر کی لایعنی باتیں اور حقائق کی تاویلیں کر کے کافی اوراق سیاہ کر دیئے ہر مناظرہ کے ہر صفحہ اور ہر دلیل کو پیش کرتے ہوئے اتنا جھوٹ لکھا گیا ہے کہ واقعی ہم دل سے اچھروی صاحب کو امام الکاذبین سرتاج المشرکین کا لقب دینے پر مجبور ہیں باقی قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں تحریف کرنے پر رئیس المحرفین کا مقام بھی انہی کو حاصل ہے بعض باتیں کدھر میں پیش ہی نہیں آئیں اچھروی صاحب نے اپنی اچھرہ کی کوٹھی میں خود ہی جوڑ جوڑ کر جھوٹ کا پلندہ رکھ دیا اور جو واقعہ وہاں پیش آیا۔ اس کو اپنی فنکاری سے قطع و برید کر کے تحریر کر دیا تا کہ رضا خانی مذہب کا مکروہ چہرہ عوام کے سامنے بے نقاب نہ ہو سکے اور ہماری زندگی روٹی بوٹی پر آسانی سے گزر سکے۔

موضع کدھر کے مناظرہ میں مولوی محمد عمر نے پہلے تو شرائط مناظرہ پر کافی وقت ضائع کر دیا۔ کیونکہ اس کی نیت مناظرہ کرنیکی نہ تھی اسی لئے شرائط طے کرنے کے وقت ٹال مٹول سے کام لیتا رہا چونکہ وہاں دیوبندیوں کی اکثریت تھی اور مناظرہ دیوبندیوں نے کروایا تھا۔ اور دیوبندیوں کی طرف سے میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) ہی مناظر تھا اور محمد عمر بار بار یہ کہتا کہ تم تو غیر مقلد اہلحدیث ہو اور دیوبندی مقلد ہیں تم کن کی طرف سے مناظرہ کرو گے میں (حافظ صاحب روپڑی) نے کہا میں آپ کے ساتھ اس وقت اہل توحید کی طرف سے مناظرہ کرونگا مذکورہ مسئلہ میں ہمارا اور ان کا عقیدہ ایک ہی ہے مشرکوں اور بدعتیوں کو میدان سے بھگانے اور شرک و بدعت کو مٹانے کے لئے ہمارا محاذ ایک ہی ہوتا ہے لہذا اب دیر نہ کرو اگر شرائط طے نہیں ہوتی تو بغیر شرائط کے ہی مناظرہ شروع کرو عوام فیصلہ خود ہی کر لیں گے اب تم میرے پنجے میں آ چکے ہو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب تم مناظرہ کے بغیر واپس جا نہیں سکتے اگر تمہاری اس وقت میدان مناظرہ میں کوئی مدد نہیں کرتا تو بے شک اپنے عقیدے کے مطابق نزدیک سے دولہ گجرات والے کو بھی بلا لو۔

تم مناظرہ کی ابتدا تو کرو دیکھو رب العالمین حق اور اہل حق کو کس طرح بلند و بالا کرتا ہے؟ باطل اور اہل باطل کا منہ کالا کس طرح کرتا ہے؟ اس کے بعد مولوی محمد عمر صاحب نے حالات کو بھانپتے ہوئے مرتا کیا نہ کرتا مناظرہ شروع کیا۔

مولانا موصوف نے اپنی کتاب میں مسئلہ علم غیب پر جو دلائل پیش کیئے ہیں ان کا جواب بالترتیب پڑھیے۔

منصف مزاج اور تحقیق پسند حضرات خود فیصلہ کر لیں گے کہ کس فریق کے دلائل صحیح اور وزن دار ہیں اور کس فریق کے حوالہ جات کمزور، ضعیف، لایعنی، بدتہذیبی، غلط بیانی اور تحریف لفظی اور تحریف معنوی کا شاہکار ہیں۔

مولوی محمد عمر اچھروی کے پیش کردہ شرکیہ دلائل اور حافظ عبدالقادر روپڑی کے مسکت جوابات

پہلی دلیل قرآن مجید میں ہے (ارسلنك للناس رسولا) اے پیغمبر پاک ہم نے آپ کو انسانیت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے مذکورہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مرسل نے مرسل کو علم دے کر بھیجا ہے ورنہ مرسل کا بھیجنا عبث لازم آتا ہے اور ذات خداوندی سے عبث محال ہے لہذا حضور عالم الغیب ہیں۔

جواب نمبر ۱ میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے (مناظرانہ انداز میں گرجتے ہوئے) کہا مولوی عمر صاحب اسی لئے تم نے شرائط مناظرہ پہلے طے کرنے سے انکار کیا اور جو دعویٰ تم نے کاغذ پر لکھ کر دیا پھر ایک اپنے ایجنٹ مولوی سے غصے میں آکر ٹکڑے ٹکڑے کروادیا تم اپنے دعویٰ یا اپنے عقیدہ بریلویت کے مطابق کوئی آیت قرآنی پیش کرو جس کا ترجمہ یا مفہوم یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالم الغیب یا عالم ما کان و ما یکون بنا کر انسانیت کی طرف مبعوث فرمایا ہے مذکورہ دلیل تو آپ کے دعویٰ کے بالکل خلاف ہے بلکہ آیت ہذا رسالت کی تائید اور علم غیب کی تردید کرتی ہے۔

جواب نمبر ۲ آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسالت اور نبوت یہ کسبی چیز نہیں بلکہ وھبی ہے یہ بھی رسول کے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی اس سے مختار کل اور علم غیب دونوں کی نفی ہوگئی یہ نکتہ لفظ ارسلنك سے واضح ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۳ مولوی صاحب آپ کا عقیدہ تو حضور اکرم ﷺ کا روز اول سے روز آخر تک کا عالم ما کان و ما یکون ہونے کا ہے مگر پیش کردہ آیت میں یہ سب کچھ ثابت کرنے کی بجائے عالم الغیب تک کا بھی ذکر نہیں بلکہ لفظ علم بھی نہیں ملتا۔

جواب نمبر ۴ مولوی صاحب آپ نے میدان مناظرہ میں پہلی تقریر کی جس میں غیر متعلق دلیل پیش کر کے اپنی جہالت اور عقیدہ کی بطالت کا واضح ثبوت دے دیا ابھی تو کئی گھنٹے مناظرہ کرنا ہے آپ ابتداء ہی میں حواس باختہ ہو گئے آخر تک خدا جانے آپ کا کیا

حال ہوگا؟

جواب نمبر ۵ آیت میں مرسل اللہ تعالیٰ ہے اور مرسل حضور اکرم ہیں اور للناس سے مراد مخلوق خداوندی ہے تو نتیجہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو ساری مخلوق کی طرف رسالت کا تاج پہنا کر بھیجا ہے علم غیب کا منصب یا عالم **ما کان و ما یکون** کا تاج پہنا کر نہیں بھیجا۔

باقی مولوی محمد عمر صاحب اس کی تفسیر جو تم بیان کر رہے ہو یہ خانہ ساز تفسیر ہے جمیع مفسرین اس کی تائید نہیں کرتے میرا چیلنج ہے کہ تم امام ابوحنیفہ سے جن کی تقلید کا تم دعویٰ کرتے ہو ان سے آیت ہذا کی یہ تفسیر ثابت کر دو مناظرہ ابھی ختم ہو جائے گا ورنہ حدیث رسول یاد رکھو **من فسر القرآن برایه فلیتبوا مقعده من النار** مولوی صاحب تمام مسلمانوں کے سامنے اس جعلی خود ساختہ تفسیر سے توبہ کرو اور لوگوں کو گمراہ نہ کرو ورنہ آج خدائی دوزخ میں تمہاری سیٹ ریزرو ہو چکی ہے۔

جواب نمبر ۶ آیت میں لفظ **ارسلنك** اور **رسولاً** سے مراد احکام شریعت کا ملنا اور امت محمدیہ تک پہنچانا ہے مذکورہ آیت سے علم غیب کا کوئی نام ونشان نہیں ملتا۔

مولوی اچھروی اور اس کی دوسری دلیل **تبرك الذی نزل الفرقان علیٰ عبده لیكون للعٰلمین نذیراً** اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ ﷺ تمام عالمین کے رسول ہیں اور عالمین کے نذیر بھی ہیں جب آپ ماضی اور استقبال کے نبی ہیں تو آپ کو اشیائے ماضیہ ومستقبلہ کے مغیبات کا بھی علم تھا لہذا آپ علم غیب کے حامل ثابت ہوئے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبرا مولوی صاحب یہ آیت مقدسہ بھی آپ کے عقیدہ کی ہرگز تائید نہیں کرتی کیونکہ آپ کا عقیدہ آنحضرت ﷺ کے عالم **ما کان و ما یکون** کا ہے اور آیت یہ ہے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو فرقان دے کر عالمین کی طرف معبوث فرمایا آپ کی پہلی پیش کردہ آیت سے نہ تو علم غیب ثابت ہوتا ہے اور نہ اس دوسری آیت

سے کیونکہ پہلی آیت میں آپ کے عہدہ رسالت کا بیان ہے **و ارسلنک للناس** اس کا کوئی بھی منکر نہیں اور اس آیت میں نزول قرآن اور آپ کا لقب نذیر (ڈرانے والا) کو بیان کیا ہے اس کا بھی کسی کو کوئی انکار نہیں اس آیت میں یہ کہاں ہے؟ کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا اور آپ کو **عالم ما کان و یکون** بنا کر عالمین کی طرف مبعوث فرمایا۔

آیت میں واقعی مرسل اللہ تعالیٰ ہے اور مرسل سید کونین ﷺ ہیں اور **مرسل الیھم** لوگ ہیں اس آیت سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرسل نے مرسل کو رسالت کا تاج پہنا کر **مرسل الیھم** (لوگوں) کی طرف مبعوث فرمایا اچھروی صاحب! آیت کے کون سے لفظ کا یہ معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کونین ﷺ کو علم غیب کلی عطا فرما کر اپنی مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا ہے جو چیز آیت سے ثابت ہوتی ہے اس کا ہمیں انکار نہیں اور جس چیز کا انکار ہے وہ اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

آیت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ مقام رسالت اور شان رسالت تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی عطا فرمادیا تھا لیکن احکام شریعت جو رسالت کے لئے لازم وملزوم ہیں وہ ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت نازل نہیں ہوئے بلکہ ۲۳ تیئس سال میں آہستہ آہستہ مکمل ہوئے اور حجۃ الوداع کے دن میدان عرفات میں احکام کی آخری آیت حضور اکرم ﷺ نے تلاوت فرمائی (**الیوم اکملت لکم دینکم**) کہ آج دین اسلام مکمل ہوگیا۔

اگر بقول اچھروی صاحب آیت ہذا کے نزول کے وقت ہی مرسل نے مرسل کو **عالم ما کان وما یکون** بنادیا تھا تو پھر مرسل کا ۲۳ سال میں مرسل پر قرآن نازل کرنا عبث ہوا اور ذات خداوندی سے عبث محال ہے۔

لہذا مصطفیٰ ﷺ کو اپنی امت کا یا شریعت کا تمام علم یکدم دے کر بھیجنا غلط ثابت ہوا نتیجہ نکلا کہ نہ تو خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کلی عالم غیب بنا کر بھیجا اور نہ خود حضور اکرم ﷺ نے کلی عالم غیب ہونے کا دعویٰ کیا ہے اچھروی صاحب کا استدلال سراسر باطل اور قرآن مجید کی صریح تحریف ہے۔

اچھروی صاحب نے لیکون للعلمین سے آنحضرت کو ماضی اور مستقبل کا نبی بنا کر کلی عالم الغیب بنانے کی بے سود کوشش کی ہے اگر اس کا یہی معنی ہے تو بنی اسرائیل کے بارہ میں قرآنی آیت ہے انی فضلتکم علی العلمین تو اچھروی صاحب کیا بنی اسرائیل کی ماضی اور مستقبل تمام دنیا پر فضیلت ہے اور بنی اسرائیل کو کل علم غیب حاصل ہو گیا سچ کسی نے کیا ہے۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا

بھان متی نے کنبہ جوڑا

اگر حضور کے لئے عالمین کا لفظ آنے سے اچھروی صاحب کے نزدیک ماضیہ اور مستقبلہ زمانہ مراد ہے اور حضور کا ہر دور کے حالات سے باخبر ہونا ضروری ہے تو یہی لفظ قرآن پاک کے بارہ میں بھی ذکر للعالمین کا موجود ہے تو کیا موجودہ اور سابقہ زمانوں اور امتوں پر بھی اسی کا قانون ہی نافذ ہوگا لہذا نتیجہ نکلا کہ قرآن اور حضور اکرم دونوں کا عالمین ہونا اپنے زمانہ پر لاگو ہوگا۔

جواب نمبر۲ مولوی صاحب کی خانہ ساز تفسیر ہے مذکورہ بالا آیت کی یہ تشریح وتفسیر نہ خود صاحب قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ اصحاب مصطفیٰ کے کسی ایک صحابی نے اور نہ ائمہ دین محدثین میں سے کسی ایک مجتہد یا مفسر سے یہ ثابت ہے لہذا اپنی طرف سے تفسیر بالرائے کرنا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا ہے مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے وہ اپنی طرف سے کوئی چیز پیش نہیں کرسکتا۔ (توضیح تلویح)

آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں لہذا اس آیت کی وہ تفسیر جو تم نے پیش کی ہے وہ حضرت امام ابو حنیفہ سے ثابت کریں ورنہ آپ کے مقلد ہونے کا دعویٰ باطل ہے۔

اور آپ کا یہ دعویٰ کہ حضور علم غیب کلی رکھتے ہیں یہ بھی سراسر باطل ہے ایسی غلط تفسیر وہی گمراہ شخص کرسکتا ہے جس کو نہ خوف خدا ہو اور نہ شرم وحیا ہو اور مولوی محمد عمر نے ان سب چیزوں کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔

جواب نمبر ۳ ابھی تو مولوی صاحب آپ کو یہ بھی بتلانا ہوگا کہ حضور علیہ السلام کو عالم ما کان وما یکون کا منصب یا عہدہ پروردگار عالم کی طرف سے کب عطا ہوا تھا؟

(نمبر۱) عالم روحانیت میں

(نمبر۲) یا عالم دنیا میں

(نمبر۳) قبل از نبوت

(نمبر۴) یا بعد از نبوت

(نمبر۵) نزول قرآن سے پہلے

(نمبر۶) یا نزول قرآن کے بعد

(نمبر۷) پھر تھوڑا تھوڑا کر کے علم غیب دیا

(نمبر۸) یا سارے کا سارا ایک ہی دفعہ علم غیب دے دیا تھا۔

جواب نمبر ۴ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم کو عالمین کا نذیر فرمایا ہے دوسرے مقامات پر خدا نے اپنے آپ کو رب العالمین فرمایا کعبہ شریف کو ہدی للعالمین فرمایا قرآن کو ذکر للعالمین فرمایا اور خاتم الانبیاء کو رحمۃ للعالمین فرمایا اور یہاں رحمت کا معنی نبوت ہے یعنی آپؐ تمام دنیا کے لئے نبی اور ڈرانے والے ہیں چونکہ پہلے انبیاء ورسلؑ اپنے علاقوں کیلئے نبی تھے نبوت ان کی محدود تھی اور آخری پیغمبر ﷺ کی نبوت، رسالت، نذارت، ساری دنیا اور تمام مکان وزمان کے لئے ہے اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔

تعجب بالائے تعجب ہے کہ اچھروی صاحب نے مذکورہ آیت سے آپ کا عالم الغیب کلی ہونا یا عالم ما کان و ما یکون ہونا آیت کے کس لفظ سے نکال لیا اللہ تعالیٰ تو حضرت محمد ﷺ کی نبوت اور نذارت کا تمام دنیا کے لئے ہونا بیان فرمار ہے ہیں اور اچھروی صاحب کے عقل وفہم کا جنازہ نکل گیا کہ یہ آپ کیلئے علم کلی کو ثابت کر رہے ہیں کم از کم دلیل وہ پیش کرو جو دعویٰ کے مطابق ہو۔

جواب نمبر ۵ مولوی صاحب اور تمام مسلمانوں اچھی طرح سن لو قرآن پاک کی مختلف

آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی عظمت کو بیان فرمایا ہے کہیں آپ کی نبوت کہیں آپ کی رسالت کا کہیں ختم نبوت کا کہیں بشیر فرما کر بشارت کا اور اس آیت میں نذیر فرما کر آپ کی نذارت کا تذکرہ فرمایا مگر آیت ہذا میں دور دور تک بھی حضور کیلئے علم کلی کا اثبات کہیں نہیں ملتا۔

ہاں اس آیت میں ایک اور چیز کا ثبوت ملتا ہے جس کے مولوی صاحب منکر ہیں وہ حضور اکرم کی عبدیت اور بشریت ہے **تبرك الذی نزل الفرقان علی عبده** کیونکہ عبدیت اور رسالت دونوں کو تسلیم کرنا ہی عین ایمان ہے کیونکہ آپ کو عبد، بشر انسان نہ ماننا یہ بھی گمراہی ہے۔

مولوی صاحب سخت افسوس ہے کیوں خود بھی گمراہ ہوتے ہو اور دوسری مخلوق خدا کو بھی گمراہ کر رہے ہو جس چیز کا اس آیت میں ذکر تک نہیں وہ ثابت کر رہے ہو اور جو چیز ثابت ہو رہی ہے اس سے آنکھیں بند کر رہے ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور لوگوں کو صراط مستقیم پر لگاؤ کیا آپ کو دربار الٰہی کی حاضری یاد نہیں جتنے لوگوں کو شرک و بدعت پر لگا کر گمراہ کرو گے سب کا بوجھ قیامت کے دن آپ کی گردن پر ہوگا۔

(نوٹ) مولوی عمر صاحب یاد رکھو تم تو وہابیوں کو ولی نہیں مانتے یہ بھی اللہ کے فضل سے عبدالقادر روپڑی کی کرامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے شروع مناظرہ میں آیت ہی ایسی پڑھائی ہے جس میں تمہارا عقیدہ علم غیب ثابت نہ ہو سکے اسی آیت نے تیرے مذہب کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اور لفظ علی عبدہ نے بریلویت کی شہ رگ کو کاٹ کر رکھ دیا ہے۔

مولوی اچھروی اور دلیل سوم: (**فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنا بك علیٰ هٰؤلآء شهیداً**) پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور تمام پر ہم آپ کو گواہ لائیں گے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کو ہر مشہود کا علم ہے کیونکہ حضور شہید ہیں اگر آپ کا علم غیب کلی نہیں تو پھر آپ شہادت کیسے دینگے؟ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ رب کریم نے رسول کریم کو کائنات کے ذرے ذرے کا علم دے کر بھیجا ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبرا مولوی صاحب اس آیت سے بھی علم کلی ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہاں آپ کا دعویٰ کہ آنحضرت ﷺ **عالم ما کان وما یکون** اور کہاں یہ آیت جس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے آیت کا اصل مفہوم سنیئے اس آیت میں رب العلمین نے قیامت کی سختیوں اور ہولناکیوں کا بیان کیا ہے کہ اور روز محشر انبیاء علیھم السلام کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا۔

اسی مضمون کی دوسری آیت یہ ہے **و یوم نبعث فی کل امة شهیداً علیهم من انفسهم** یعنی ہر امت پر ان میں سے ہم گواہ کھڑا کرینگے اسی مفہوم کی ایک تیسری آیت ملاحظہ فرمایئے **واشرقت الارض بنور ربها و وضع الکتاب و جیء بالنبین والشهداء** یعنی زمین اپنے رب کے نور سے چمکنے لگے گی اور نامہ اعمال دیئے جاویں گے نبیوں اور گواہوں کو لا کھڑا کیا جائے گا ان آیات سے ثابت ہوا کہ گواہ تو انبیاء کے علاوہ بھی بہت سے لوگ ہوں گے تو پھر ہر گواہ کلی علم غیب کا حامل ہوگا؟ اور پھر خاتم الانبیا ﷺ کی کیا تخصیص رہ گئی؟

جواب نمبر ۲ حدیث رسول سے مذکورہ آیت کا مفہوم سنیئے بخاری شریف صفحہ نمبر ۱۴۲ میں عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید سنانے کے لئے فرمایا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں پھر میں نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کی جب میں نے آیت **فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنا بك علیٰ هولآء شهیداً** کی تلاوت کی تو آپؐ نے فرمایا بس کرو میں نے دیکھا تو آپؐ کے آنسو جاری تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ رسول خدا اس قدر روئے کہ آپ کے دونوں رخسار اور داڑھی مبارک تر ہو گئی اور آپؐ بارگاہ خداوندی میں عرض کرنے لگے۔ الٰہی لوگ جو اس وقت موجود ہیں ان پر تو میں گواہ ہوں لیکن جب تو مجھے فوت کرے گا تب تو تو ہی ان پر نگہبان ہے۔

(تفسیر ابن ابی حاتم وابن جریر)

کیوں اچھروی صاحب اس آیت کی تفسیر جس ذات پر قرآن نازل ہوا اس کی زبان مقدس نے واضح فرمادی اب ایمانداری سے بتلاؤ اس آیت سے علم غیب کی تردید ہوتی ہے یا تائید اگر واقعی امام الانبیاء ﷺ عالم ما کان وما یکون ہوتے تو آپ کو فرمانے کی کیا ضرورت تھی یا اللہ جو اس وقت زندہ ہیں ان پر تو میں گواہ ہوں اور جس وقت تو مجھے فوت کرے گا تب تو ہی ان پر نگہبان ہے۔

جواب نمبر ۳ قرآن قرآن کا مفسر ہے ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کر دیتی ہے۔ اور حدیث رسول بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن حضرت نوحؑ سے پوچھا جائے گا تم نے اپنی امت کو ہمارے احکام پہنچائے یا نہیں؟ وہ کہیں گے بے شک پہنچائے پھر کفار و مشرکین سے سوال ہوگا تو وہ تکذیب کر دیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت کی تبلیغ نہیں کی ورنہ ہم راہ راست پر آ جاتے اس وقت انبیاء کرام سے شہادت طلب کی جائے گی تو امت محمدیہ انبیاء کرامؑ کے اس دعویٰ کی صداقت پر گواہی دے گی اور پھر خاتم الانبیاء ﷺ اپنی امت کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے یعنی کفار امت محمدیہ پر جرح کریں گے کہ انہوں نے نہ ہمارا زمانہ پایا اور نہ ہم کو دیکھا پھر ان کی گواہی کیوں کر مقبول ہو سکتی ہے؟ اس پر امت محمدیہ جواب دیگی ہم کو خدا کے قرآن اور اس کے رسول کی حدیث سے اس امر کا علم یقینی حاصل ہو گیا اس وجہ سے آج ہم میدان محشر میں گواہی دیتے ہیں چنانچہ قرآن نے فرمایا:

(و کذلک جعلنٰکم امة و سطا لتکونوا شهدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیداً) (بحوالہ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ نمبر ۱۰۹۲)

ثابت ہوا کہ چودہ سو سال تک کے مفسرین میں سے کسی بھی ایک معتبر مفسر نے لفظ شہید یا شہداء یا شاہد کا معنی حاضر و ناظر یا **عالم ما کان وما یکون** ہرگز نہیں کیا لیکن اس کے برعکس مولوی صاحب نے قرآن کی غلط تفسیر کرنے اور اپنے آپ کو اور اپنے مریدوں کو جہنمی بنانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے آیت کی ایسی تفسیر جو آنحضرت، صحابہؓ تابعین و دیگر ائمہ

مفسرین میں کسی ایک نے بھی نہ کی ہو ایسی تفسیر بالرائے کرنا صریحاً گمراہی ہے اور گمراہی کا آخر انجام تو جہنم ہی ہے۔

جواب نمبر ۴ یہاں لفظ شہید کے معنی گواہ کے نہیں جیسا کہ بریلوی دوست معنی کرتے ہیں کہ شہید کے معنی گواہ کے ہیں اور گواہ وہی ہوتا ہے جو موقع پر موجود ہے اسی لئے آنحضرت موقع پر ہر امتی کے ساتھ موجود بھی ہیں اور عالم الغیب بھی ہیں یہ تفسیر اور ترجمہ بالکل غلط ہے کیونکہ شہداء لفظ شہید کی جمع ہے اور شہادت سے ماخوذ ہے جس کے معنی بیان کرنے کے ہیں اسی طرح شاہد کے معنی ہوں گے کہ اللہ کی توحید بیان کرنے والا اور راہ حق بتانے والا جیسا کہ علامہ ابن صفی حنفی نے لکھا ہے **انا ارسلنا شاھداً للہ بالواحدنیة** (جامع البیان ص ۳۶۴) یعنی ہم نے آپ کو توحید بیان کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی نے بھی سورہ مزمل میں (**انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم**) کا ترجمہ بھی یہی کیا ہے سنیے (ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول بتانے والا جامع البیان اور موضح القرآن سے ثابت ہوگیا کہ لفظ شہید کا معنی گواہ نہیں لہذا اچھروی صاحب کا استدلال ختم ہوگیا۔

جواب نمبر ۵ شہید کے معنی نگہبان اور رقیب کے بھی ہیں جس کا مطلب یہ ہوا اے صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کا رسول تم پر نگہبان ہے تاکہ تم دین اسلام سے نہ ہٹنے پاؤ اور دین میں تحریف نہ ہونے پائے صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت کے دن میں دیکھوں گا کچھ لوگ لائے جا رہے ہیں لیکن قبل اس کے وہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں انھیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا یہ تو میرے امتی ہیں تو مجھے جواب ملے گا کہ آپؐ کے بعد جو کچھ ان لوگوں نے کیا آپ کو معلوم نہیں تو **فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔** (بخاری جلد دوم ص ۲۶۵)

مذکورہ روایت میں خود ہی حضور علیہ السلام نے بتلا دیا کہ جب تک میں ان میں موجود رہا ان پر نگہبان رہا کیونکہ نہ آپؐ عالم الغیب ہیں اور نہ موجود ہیں قیامت تک کے لیے ہر امتی کے

حالات کو جاننے اور عالم ما کان و ما یکون کہاں سے ثابت ہوا یہ غلط تفسیر مولوی محمد عمر کی بد دیانتی اور بے ایمانی کا واضح ثبوت ہے۔

جواب نمبر ۶ اگر دومنٹ کے لئے شہید کا معنی گواہ ہی تسلیم کرلیا جائے پھر یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ گواہ صرف وہی ہوسکتا ہے جو موقع پر موجود ہو کیونکہ فقہائے حنفیہ کا متفق علیہ فیصلہ ہے کہ گواہ کا گواہی کے لئے واقعہ کا آنکھوں سے مشاہدہ کرنا ضروری نہیں دلیل قرآنی یہ ہے (**و شهد شاهد من اهلها ان كان قميصه قد من قبل**) (سورہ یوسف) کیا اس شخص (شاہد) نے زلیخا کی دست اندازی کا اپنی آنکھوں سے محل کے اندر مشاہدہ کیا تھا؟ ہرگز نہیں لیکن قرآن نے اس کو بھی شاہد فرمایا ثابت ہوا بن دیکھے علم یقینی کے وجہ سے شاہد شہادت دے سکتا ہے۔

جواب نمبر ۷ چنانچہ حنفیوں کی معتبر کتاب ہدایہ جلد سوم ص ۱۵۷ میں فیصلہ کن عبارت موجود ہے **انما يحوز للشاهد ان يشهد با لا شتهار و ذ لك بالتواتر واخبار من يشق به** یعنی گواہی علامات کی بنیاد پر یا کسی ایسے معتبر اور باوثوق ذریعہ سے پہنچ جائے جس سے واقعہ کی صداقت کا یقین ہو جائے تو اس کے لئے گواہی دینا جائز ہے لہذا ثابت ہوا کہ مولوی عمر کی خودساختہ تفسیر فقہ حنفیہ کے بھی صریحاً خلاف ہے۔

جواب نمبر ۸ اگر شہید کے معنی گواہ ہی ہیں اور تو گواہ سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن حضور اپنی امت پر تبلیغ رسالت کی گواہی دیں گے جبکہ قیامت کے دن آپ کی امت پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ کے احکام پہنچائے ہیں۔

جیسا کہ صحابی رسول حضرت قتادہ فرماتے ہیں (**لتكونوا شهدآء على الناس لتكون هذه الامة شهداء على الناس ان الرسل قد ابلغكم ويكون الرسول على هذه الامة شهيد ان قد بلغ ما ارسل به**) (تفسیر ابن جریر ہر جلد دوم ص ۶)

جواب نمبر ۹ تو ثابت ہوا کہ لفظ شہید کا معنی عالم الغیب تمام دلائل قطعیہ ونصوص صریحہ کے بالکل خلاف ہے جو کہ نا قابل تسلیم ہے۔

مولوی محمد عمر صاحب اگر شہید کا معنی عالم الغیب یا حاضر و ناظر کریں گے تو تم کو دوہری مصیبت پڑ جائیگی پہلی مصیبت کا اب تک تیرے پاس کوئی حل نہیں پھر ڈبل مصیبت کا کیا بنے گا؟ سنو اگر شہید کا معنی حضور اکرم کے عالم الغیب ہونے کا ہے تو پھر حضور اکرم ہی کو نہیں بلکہ ساری امت محمدیہ کو بھی عالم الغیب ماننا پڑے گا کیونکہ شروع میں امت محمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ شہداء فرمایا ہے جو شہید کی جمع ہے۔ **لتكونوا شهدآء على الناس**

مولوی عمر پھر تو ساری امت کے افراد عالم الغیب ہو گئے پھر خاتم المرسلین ﷺ کی خصوصیت کیا رہ گئی؟ اور یہ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ امت کو نہ کوئی عالم الغیب کہتا ہے نہ حاضر و ناظر حالانکہ شاہد کے لفظ کا استعمال جس طرح حضور کے لئے ویسے ہی امت کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

جواب نمبر ۱۰ آخر میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے گرجتے ہوئے کہا عام فہم اور ٹھوس دلیل سے میں آپ کو ایک ایسے گھیرے میں پھنسا دوں گا کہ اللہ کے فضل کے سے تم نکل نہیں سکو گے سنو!

اگر شہید کا معنی گواہ اور گواہ بغیر موقع دیکھے گواہی نہیں دے سکتا ورنہ شہادت اس کی نامنظور ہوتی ہے تو التحیات پڑھتے وقت آخر الفاظ پر غور کیجئے۔ **اشهدان لا الـه الا الله واشهدان محمداً عبده و رسوله** میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو مولوی صاحب جب تم یہ پڑھتے ہوئے خدا کی واحدنیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہو ایمانداری سے بتلاؤ کیا تم نے بھی خدا یا زمانہ رسالت دیکھا ہے کیا اس وقت تم موجود تھے کہ حضور کی رسالت کا اقرار کر رہے ہو آپ کے نزدیک تو گواہی اس کی ہی معتبر ہو سکتی ہے جو گواہ موقع پر موجود ہو اس کے بعد کلمہ شہادت جب پڑھتے ہو اور گواہی دیتے ہو وہ بھی چھوڑ دو۔

اذان دیتے وقت اور نماز کے لئے اقامت کہتے وقت بھی گواہی دیتے ہو، وہ بھی چھوڑ دو، آج ایک چیز کا فیصلہ کرنا پڑیگا، یا ان چیزوں کی آج سے گواہی چھوڑنا پڑے گی، یا شاہد

شہید کی خانہ ساز تفسیر سے توبہ نصوحا کرنا پڑے گی، ان سے نکلو کدھر نکلتے ہو؟

جواب نمبر ۱۱ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کی تائید وتصدیق کے لیے اپنے اعلیٰ حضرت کے مترجم قرآن کا حاشیہ دیکھئے وہ لکھتے ہیں کہ آخرت میں جب تمام اولین وآخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا حضرات انبیاء سے دریافت فرمایا جائے گا وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی اس پر ان سے دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کریں گے کہ امت محمدیہ ہماری شاہد ہے یہ امت پیغمبروں کی شہادت دے گی۔ کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس ہر گزشتہ امت کے کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے دریافت فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو؟ یہ عرض کریں گے یارب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفی ﷺ کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعہ ہم قطعی ویقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فریضہ تبلیغ علی وجہ الکمال ادا کیا پھر سید الانبیا ﷺ سے آپ کی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور ان کی تصدیق فرمائینگے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اشیاء معروفہ میں شہادت سماع کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہو اس پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔ (پارہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵ آیت **شہداء علی الناس**)

مولینا نعیم الدین مراد آبادی کی اس تفسیر نے تمام بریلویت اور اچھروی کفریات کا بیڑہ غرق کر دیا اگرچہ اب بریلوی علماء گیارہویں والے کو بھی پکارتے رہیں پھر بھی کفر وشرک کا بیڑہ غرق ہی رہے گا۔

مولوی اچھروی اور دلیل نمبر ۴ (**ھو الذی بعث فی الامین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایا تہ ویز کیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین**)

خداوند وہ ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں سے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا جو

ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں یقیناً وہ پہلے ظاہر گمراہی میں تھے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبرا مذکورہ آیت میں پیغمبر اعظم ﷺ کی بعثت کا ذکر اور ان کے فرائض اربعہ کا بیان ہے مگر قربان جایئے مولوی محمد عمر کی جہالت اور سفاہت کے کہ اس کو حضور اکرم کے علم غیب پر فٹ کر رہے ہیں حالانکہ اثبات غیب کے بارہ میں اس آیت کا دور سے بھی تعلق نہیں اور یہ قرآن پاک کی سراسر کھلی تحریف ہے۔

مولوی صاحب کو چاہیے کہ سارے قرآن پاک میں سے کم از کم ایک آیت اپنے دعویٰ کے مطابق پیش کریں جس میں یہ موجود ہو کہ امام الانبیا ﷺ عالم ما کان وما یکون ہیں یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی صفت خاصہ غیب سے متصف فرما کر عالم ما کان وما یکون بنا دیا ہے۔

جواب نمبر۲ مذکورہ آیت میں ارشاد ہے۔کہ اللہ کی ذات نے **فی الامیین** ان پڑھوں میں اپنے پیغمبرؐ کو رسالت کا تاج پہنا کر کتاب اور حکمت کا معلم بنا کر مبعوث فرما دیا اس کا کسی کو بھی انکار نہیں کیونکہ وہ کتاب وحکمت پھر نبی علیہ السلام نے اپنی ۲۳ سالہ نبوت کی زندگی میں صحابہ کرامؓ کو سکھا دیا تو کیا پھر سارے صحابہؓ اور پھر ساری امت عالم الغیب بن گئی؟ پھر آنحضرت ﷺ کی اس میں کون سی تخصیص باقی رہی؟ حیران کن بات ہے کہ اچھروی صاحب دعویٰ کچھ کر رہے ہیں اور دلیل کچھ دے رہے ہیں۔

جواب سوم اس آیت میں ارشاد ہے کہ ان پڑھوں **فی الامیین** میں خدا نے اپنے پیغمبر کو معلم بنا کر بھیجا۔

اور دوسری جگہ قرآن میں ہے (**الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً فی التوراة والانجیل**) (سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۷)

خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عرب کی امی قوم (امیین) میں رسول امی کو کتاب وحکمت کا معلم بنا کر بھیجا اس کا کسی مسلمان کو بھی انکار نہیں حضور کا علم غیب

مذکورہ پیش کردہ آیت میں کسی لفظ سے بھی ثابت نہیں ہوتا لہذا استدلال باطل ہو گیا کیونکہ دعویٰ تو اچھروی صاحب نے یہ کیا ہے کہ چونکہ حضور اکرم معلم ہیں ان کو ذرہ ذرہ کا علم دیکر بھیجا گیا ہے آیت میں کسی لفظ کا بھی مفہوم یا معنی ہرگز نہیں بلکہ کتاب وحکمت کا ہے۔

مولوی اچھروی اور دلیل نمبر ۵ حافظ صاحب اور آیات تو ایک طرف رہ گئیں صرف (**یا ایھا النبی**) اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں بھی آپ کے علم کو ثابت فرمادیا ہے کیونکہ لفظ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ تو نبی کریم کا معنی یہ ہوا کہ ہر وقت خبر رکھنے والا تو آپؐ خدا کے نبی ہیں اور خدا تعالیٰ ہماری نظروں سے غیب ہیں لہذا ثابت ہوا کہ نبی خداوند کریم سے ہر وقت غیبی خبر رکھنے والا۔

دوسرا جس کی طرف مبعوث ہوئے ان کی ہر وقت خبر رکھنے والا آپ چونکہ عالمین کے ذرے ذرے کی طرف معبوث ہوئے لہذا آنحضرت عالم ماکان وما یکون ہوئے فقیر محمد عمر کہتا ہے کہ جو شخص حضور اکرم کو عالم الغیب تسلیم نہیں کرتا وہ آپ کی نبوت کا منکر اور آپ کی امت سے خارج ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبر ا مولوی محمد عمر صاحب آپ نے پہلے نمبر پر جو آیت کے ترجمہ میں خیانت کی ہے یہ بھی بددیانتی کا نادر نمونہ ہے۔

مثلاً تم نے **یا ایھا النبی** کا ترجمہ کیا ہے کہ غیب کی خبریں بتانے والا میں میدان مناظرہ میں تمام لوگوں کے سامنے آپ سے پوچھتا ہوں بلکہ چیلنج کرتا ہوں کہ لفظ نبی کا ترجمہ خلفاء راشدین سے لے کر ہندوستان کے مترجمین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی تک کسی نے غیب کی خبریں بتانے والا کیا ہے؟ ثابت کرو اگر ثابت کردو گے تو آپ کو نقد انعام دیا جائے گا ورنہ خدائی عذاب سے ڈریں یاد رکھو

(فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین)

اس وقت میرے پاس بڑی مستند تفسیریں موجود ہیں مثلاً تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن

جریر، تفسیر فتح القدیر، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر قرطبی ان میں سے کسی بھی ایک مفسر نے آپ کے ترجمہ کی تائید نہیں کی۔

دوسرا جواب نبی کے لفظ کا مادہ اشتقاق ایک تو نباء اس کا وزن فعیل بمعنی فاعل ہے جس کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دینے والا، المختار میں ہے کہ **النبی لانه انبا لله** دوسرا مادہ اشتقاق لفظ نبأ اس کا وزن فعل بمعنی فاعل ہے جس کا معنی یہ ہوا کہ **انه شرف علی سائر الخلق** کہ اس کو تمام مخلوق پر شرف حاصل ہے۔

تو نتیجہ نکلا کہ جب لفظ نبی کے مادہ ہی میں اختلاف ہے اور کسی ایک مادہ کا تعین نہیں تو پھر احتمال پیدا ہو گیا اور قاعدہ یہ ہے **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال** زیادہ سے زیادہ لفظ نبی کا معنی یہ ثابت ہوا کہ اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی جو خبر ملے وہ نبی اپنی امت تک پہنچا دیتا ہے اور یہاں پر اچھروی صاحب نے کلی غیب جاننے والا کہاں سے نکال لیا۔

تیسرا جواب خاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے دو نام ذاتی محمد اور احمد ہیں اور باقی سب صفاتی ہیں جو کہ قرآن وحدیث میں مذکور ہیں مولوی صاحب اگر آنحضرت اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ علم الغیب کے ساتھ متصف ہے تو کیا آپ کے ذاتی یا صفاتی ناموں میں کوئی ایک نام عالم الغیب بھی ہے حالانکہ حافظ محمد بن دحیہ اندلسی نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ۱۹۹ اسماء صفاتی ہیں لیکن مزید تحقیق وتفتیش سے آپؐ کے نام تین سو تک پہنچ جاتے ہیں بلکہ قاضی ابوبکر بن العربی اندلسی فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء کے ایک ہزار صفاتی نام ہیں میں عبدالقادر روپڑی کہتا ہوں کہ مولوی عمر صاحب ان ایک ہزار صفاتی ناموں میں آنحضرت کا ایک نام عالم الغیب نہیں دکھا سکتے ہرگز نہیں تم زہر کا پیالہ تو پی سکتے ہو مگر یہ چیلنج ہرگز قبول نہیں کر سکتے ایک طرف تو آپ کا دعویٰ اتنا زبردست ہے کہ حضور اکرم علم غیب یا عالم کان وما یکون ہیں اور دوسری طرف تمہاری کمزوری کا یہ حال ہے کہ آنحضرت کے ایک ہزار صفاتی ناموں میں سے ایک نام بھی عالم الغیب حضور اکرم کا ثابت نہیں کر سکتے حالانکہ اس کے برعکس خدا کا نام عالم الغیب ہے۔

چوتھا جواب جو امور شرعیہ کا علم آپ کو دیا گیا جو اظہار غیب، اطلاع غیب، انباء غیب ہے اس کا ہم کو انکار نہیں کیونکہ علم غیب کلی نہیں اور جو آپ کا دعویٰ علم غیب کلی ہے اس کا اقرار نہیں کیونکہ وہ اس آیت سے قطعاً ثابت نہیں ہوتا جاؤ تم اچھروی صاحب اور تمام بریلویت مل کر عبدالقادر روپڑی کا ایک اور چیلنج قبول کرو کہ سارے قرآن کی ساری آیات میں لفظ علم اور لفظ غیب دونوں مل کر ایک دفعہ بھی کسی غیر اللہ کے حق میں آئے ہوں یا کسی ایک آیت میں سے ثابت کر دو خدا کی قسم مناظرہ ابھی ختم کر دیں گے لیکن میرا ایمان ہے کہ سمندروں اور دریاؤں کے رخ بدل سکتے ہیں مگر قیامت تک اچھروی صاحب اور اس کے حواری علماء اس چیلنج کو ہرگز ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔

پانچواں جواب عالم الغیب کا لفظ صرف اسی رب کے لئے خاص ہے اور یہ علم غیب کی صفت بھی رب کے لئے مخصوص ہے کسی نبی ولی شہید، بزرگ، امام، محدث یا فقیہ غیر اللہ کے لئے یہ لفظ نہیں آیا اب آیات کی تلاوت سنیے۔

(۱) (**عالم الغیب والشهادة هو الرحمٰن الرحيم**) (پارہ نمبر ۲۸ سورہ حشر ع ۶)

(۲) (**عالم الغیب فلا يظهر على غيبه احدا**) (پارہ نمبر ۲۹ ع ۲)

(۳) (**عالم الغیب لا يعزب عنه مثقال ذرة في السموات ولا في الارض**) (پارہ نمبر ۲۲ سورہ سباء)

ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے یہ صرف رب العزت کی ہی شان ہے ہر چیز کو ہر وقت برابر دیکھتا دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی، پہاڑوں میں ہو یا سمندروں میں جاننا یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی شان ہے اس پر قرآن کی شہادت سنیے۔

(**وعنده مفاتح الغیب لا يعلمها الا هو ويعلم ما في البر والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين**) (پ ۷ الانعام آیت نمبر ۵۹)

مولوی اچھروی اور دلیل ششم: (**وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل**

اللّٰه علیك عظیما) یارسول اللہ ﷺ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہی تعلیم دی جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر (یہ علم) بہت بڑا اللہ کا فضل ہے (سورہ نساء پ ۵ ع ۱۶)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ ﷺ کا پروفیسر صرف اللہ کریم ہی ہے جس کا آپ کو علم نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علمك وہی میں نے آپ کو پڑھا دیا لہذا ثابت ہوا حضور علم غیب کلی رکھتے تھے نیز روپڑی صاحب یہ بھی یاد رہے کہ لفظ ما جو کہ عموم اور استغراق حقیقی کے لئے آتا ہے اس سے بھی آنحضرت کا کلی عالم الغیب ہونا واضح ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب اول مولوی محمد عمر صاحب میں آپ کو بار بار یاد کرا رہا ہوں کہ یہ آپ چھٹی دلیل پیش کر رہے ہیں مگر ابھی تک ایک آیت بھی آپ نے اپنے دعویٰ کے اثبات کہ حضور کو ذرے ذرے کا علم ہے یا حضور علم غیب کلی کے مالک ہیں یا آپؐ عالم ماکان وما یکون ہیں پیش نہیں کی اس آیت میں علم غیب کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ باقی لفظ علمك سے آپ کو سکھانے کا ذکر ہے جو بات سکھائی پڑھائی جائے وہ علم غیب نہیں ہوتا اور جو علم غیب ہو وہ سکھانے پڑھانے کا ہرگز محتاج نہیں ہوتا لہذا آیت ہذا سے بریلویت کا آنحضرت ﷺ کے لئے کلی علم غیب کا استدلال کرنا سراسر باطل اور گمراہی ہے۔

دوسرا جواب اچھروی صاحب اگر آپ کے بیان کردہ فارمولا کے مطابق لفظ ما کو عموم اور استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ تمام صحابہ کرامؓ بلکہ امت محمدیہ کا ہر فرد غیب دان ہے اور اسے ماکان وما یکون کا کلی علم غیب حاصل ہے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں اسی مفہوم کی آیت یہ بھی سنیے **وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباؤكم** (سورہ انعام ع ۱۱)

"اور سکھایا گیا تم کو وہ کچھ جو تم نہ جانتے تھے اور تمہارے باپ دادا"

قرآن پاک میں ایک اور جگہ اس طرح ارشاد خداوندی ہے **و یعلمکم مالم تکونوا تعلمون** (بقرہ ع ۱۸)

مولوی اچھروی صاحب ذرا ہوش سے سن لو وہاں اگر **مالم تکن تعلم** تو

یہاں مالم تکونوا تعلمون فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں معلم صرف ذات خدا ہے اور متعلم محمد مصطفیٰ ہیں اور یہاں آیت میں معلم رسول خدا ہیں اور متعلمون صحابہ کرامؓ ہیں ثابت ہوا کہ بقول آپ کے خدا نے رسول کو سب کچھ سکھا دیا اور رسول خدا نے صحابہ کرامؓ کو سب کچھ سکھلا دیا لہذا ساری دنیا میں امت محمدیہ کا ہر آدمی کلی غیب دان ہے اب نکلو کدھر نکل کر جاؤ گے؟ قرآن وحدیث کے شکنجہ سے اب انشاء اللہ ہرگز نہیں نکل سکتے۔

تیسرا جواب جملہ معتبر اور مستند حضرات مفسرین کرام نے مالم تکن تعلم کی آیت میں ما کو خصوص پر محمول کیا ہے اور اس سے مخصوص امور ہی مراد لئے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) تفسیر قرطبی جلد پنجم ص ۳۸۲ میں ہے **وعلمك مالم تكن تعلم يعنى من الشرائع والاحكام.**

(۲) تفسیر مدارک جلد اول ص ۱۹۵ میں ہے **من امور الدين والشرائع۔**

(۳) تفسیر معالم التزیل جلد ا

(۴) تفسیر خازن جلد نمبر ا ص ۴۹۶ میں ہے **يعنى من احكام الشرع و امور الدين.**

(۵) تفسیر بحر المحیط جلد ۳ ص ۳۴۷ میں ہے **قال ابن عباس ومقاتل هو الشرع**

(۶) تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۵۵۴ میں ہے **وما انزل عليه من الكتاب وهو القرآن والحكمة وهى السنة۔**

جملہ مفسرین کے حوالہ جات سے ثابت ہے لفظ ما ہر جگہ عموم استغراق کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اس میں خصوص کا بھی احتمال ہوتا ہے لہذا آیت ہذا سے اچھروی صاحب کا استدلال باطل ہے اور کلی علم غیب کی نفی ثابت ہوگئی اچھروی صاحب کا معنی خود ساختہ، من گھڑت اور جملہ مفسرین کے خلاف ہے۔

چوتھا جواب مذکورہ پیش کردہ آیت کے شان نزول کو اگر اچھروی صاحب آپ دیانت داری سے دیکھ لیتے تو کبھی یہ آیت پیش ہی نہ کرتے اور سارا معاملہ صاف ہو جاتا کیوں یہ آیت ایک چوری کے واقعہ کے بارہ میں نازل ہوئی جو کہ حضرت رفاعہؓ کے گھر ہوئی تھی

چوری کی مذکورہ واردات جس کی حقیت سے آپ آگاہ نہیں تھے اصل چور کا آپ کو علم نہیں تھا (بشیر نامی منافق) اور جس میں چور کے رشتہ داروں نے چور کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے جورات کو بیٹھ کر منصوبہ بنایا تھا اسے بھی آپ نہیں جانتے تھے پس اس واقعہ کی پوری حقیقت سے اللہ نے آپ کو مطلع کر دیا یہ اللہ کا آپ پر بڑا فضل اور احسان عظیم ہے کیوں کہ حضور اگر اصل حقیقت سے واقف نہ ہوتے تو آپ ایک بے گناہ کو چوری کی سزا دیتے اور اصل چور کو بری کر دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی نبوت کے بارہ میں شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

کیوں جناب مولوی صاحب ایمانداری سے اب بتلائیں کہ اللہ نے ایک واقعہ کی اطلاع دی جس میں ایک بے گناہ پر الزام آتا تھا اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ خدا نے آپ کو علم غیب عطا کر دیا اور عالم **ما کان وما یکون** بنا دیا پھر وہ واقعہ حضور نے سب کو بتلا دیا پھر کیا تمام وحی کے ذریعہ لوگ عالم الغیب بن گئے بہت افسوس کی بات ہے۔

جواب نمبر ۵ پانچواں جواب یہ ہے کہ یہ آیت اوائل سنہ ۴ھ میں نازل ہوئی ہے اور یہ سورۃ النساء کی آیت ہے اس کے بعد قریباً ۲۴ چوبیس سورتوں کا اور نزول ہوا۔

اچھروی صاحب کان کھول کر سن لو یہ اگر اس آیت علمك مالم تكن تعلم سے آنحضرت ﷺ کو کلی علم غیب حاصل ہو چکا تھا تو پھر چوبیس سورتوں کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ مثلاً سورہ نساء کے بعد نازل ہونے والی سورتوں میں سورہ نور، منافقوں، سورہ تحریم اور سورہ منافقوں میں عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین کی سازشوں کا ذکر ہے جس کا آپ کو علم نہ ہو سکا۔

سورہ تحریم میں شہد نہ کھانے کی قسم کا ذکر ہے جسے پھر توڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا اور سورہ توبہ میں مسجد ضرار میں نماز پڑھانے سے آپ کو منع کر دیا گیا حالانکہ آپ وعدہ فرما چکے تھے یہ تمام سورتیں آنحضرت کے علم غیب کلی کی صراحتاً نفی کرتی ہیں اگر آیت علمك مالم تكن تعلم سے کلی علم غیب یا عالم ما کان وما یکون ثابت کیا جائے تو پھر اس کے بعد نازل

ہونے والی چوبیس سورتوں کے واقعات کی تکذیب لازم آئے گی تفصیل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ اچھروی صاحب کی بیان کردہ آیت سے کلی علم غیب ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

مولوی اچھروی اور دلیل ہفتم (**و نزلنا علیك الکتاب تبیاناً لکل شیء و هدی و رحمة و بشریٰ للمسلمین**) (سورہ نحل پ ۱۴)

اور ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ رب کریم نے مصطفیٰ ﷺ پر جو قرآن نازل فرمایا ہے وہ ہر شے کو بیان کرنے والا اور مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہدایت اور رحمت ہے اور یہ قرآن کریم میں سب غیبی خبریں ہیں لہذا آنخضرت عالم الغیب اور عالم **ما کان یکون** ہیں

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبرا: اس پیش کردہ آیت کریمہ میں قرآن کریم کو ہر شئے کا بیان فرمایا گیا ہے اس سے دین کی سب چیزیں اور باتیں مراد ہیں کیونکہ وحی و نبوت کا مقصد انہی چیزوں سے متعلق ہے اسی لئے قرآن مین تمام مسائل کے اصول موجود ہیں انہی کی روشنی میں احادیث رسول اللہ ان مسائل کو تفصیل سے بیان کرتی ہیں مولوی محمد عمر صاحب افسوس کا مقام ہے آپ کی عقل اور علم کہاں چلا گیا؟ اس آیت میں تو خدا نے قرآن کو **تبیانا لکل شئی** فرمایا ہے کیونکہ قرآن پاک میں اصول دین اور فلاح دارین کا مکمل واضح بیان ہے اور آپ اسے حضور اکرم کے کلی علم غیب اور عالم ما کان و ما یکون پر منطبق کر رہے ہیں آپ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ روز ازل سے لے کر آخر تک ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ کے حضور عالم الغیب ہیں اور دلیل اس کے برعکس پیش کر رہے ہیں۔

جواب نمبر۲ مولوی صاحب آپ کی پیش کردہ دلیل پارہ نمبر۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۲ کی آیت کا ایک ٹکڑا ہے اور سورہ نحل مکی ہے اگر آپ کے نزدیک اس مکی آیت سے جناب نبی کریم ﷺ کے لئے ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ کا علم ثابت ہوتا، اور ان دلائل کی وجہ سے آپ عالم الغیب ہیں، یا آپ کے لئے جمیع **ما کان و ما یکون** کا علم ثابت ہوتا ہے، تو اس کے بعد آپ پر وحی قطعاً نازل نہیں ہونی چاہیے کیونکہ کل غیب تو آپ کو مل چکا تھا حالانکہ اس کے بعد دیگر احکام تو ایک طرف رہے قرآن کریم بھی باقاعدہ نازل ہوتا رہا۔

اچھروی صاحب کیا وہ حصہ آپ کے نزدیک ما کان وما یکون اور غیب میں داخل نہیں؟ حیرانی کی بات ہے کہ بے شمار امور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدنی زندگی میں بتلائے اگر واقعی آپ ؐ کلی عالم الغیب تھے تو پھر ان امور کو بتلانے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب نمبر ۳ لوگو مولوی اچھروی صاحب آپ کو ایک لفظ ''کل'' کا چکر دے کر گمراہ کرنا چاہتا ہے لکل شی ء سے آنحضرت کا کلی علم غیب ثابت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لفظ کل ہمیشہ اور ہر مقام پر عموم اور استغراق حقیقی کے لئے آتا ہے اس استدلال کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اور یہ مولوی صاحب کی عربیت اور علم اصول سے ناواقفیت کی دلیل ہے قرآن کریم میں لفظ کل کئی جگہ استعمال ہوا ہے اور یہاں استغراق اضافی مراد ہے اور اس سے دین کے بنیادی اور ضروری احکام مراد ہیں سنو اور غور سے سنو: قرآن پاک میں سے آپ کو میں کم از کم آٹھ ۸ کل دے رہا ہوں اگر پھر بھی مولوی اچھروی کی تسلی نہ ہو اور قرآن پر ظلم کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اس سے زیادہ بدقسمت اور بدنصیب کون ہوسکتا ہے؟

پہلی آیت (ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزء ا) (پارہ ۳ رکوع ۴)

دوسری آیت (فتحنا علیھم ابواب کل شی ء) (پارہ نمبر ۷ سورہ انعام)

تیسری آیت (یجبیٰ الیه ثمرات کل شی ء) (پارہ نمبر ۲۰ سورہ قصص)

چوتھی آیت (تدمر کل شی ء) (پارہ ۲۶ نمبر سورہ احقاف)

پانچویں آیت حضرت سلیمان اللہ کے انعامات کو پیش نظر رکھ کر فرمایا (و اوتینا من کل شی ء) (پارہ نمبر ۱۹ سورہ نحل)

چھٹی آیت حضرت ذوالقرنین کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (و اتیناہ من کل شی ء سببا) (پ ۱۶ سورہ کہف)

ساتویں آیت (و اوتیت من کل شی ء) (پارہ نمبر ۱۹ سورہ نحل)

آٹھویں آیت (و کان ورائھم ملک یاخذ کل سفینة غصبا) (سورہ کہف ع ۱۰)

مولوی عمر صاحب آپ کے کھاتے میں نے آٹھ کل ڈال دیئے اور یہ ساری دنیا گواہ

ہے اگر آج خدا کو حاضر و ناظر جان کر میرے ساتھ ان لوگوں کے سامنے وعدہ کرو، اور گیارہویں کی حرام نذر نیاز سے توبہ کرو، تو اللہ کے فضل سے گیارہ کل ابھی پیش کرسکتا ہوں بس اس بات کوسن کر مجمع پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی، جس کا الفاظ میں بیان مشکل ہے اور مولوی اچھروی کا ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک رنگ جا رہا تھا۔ **فبهت الذی کفر** والا نقشہ جما ہوا تھا، میں نے کہا کہ آٹھ آیتیں میں نے بطور دلیل پیش کی ہیں۔

ان میں لفظ کل حقیقی نہیں، بلکہ اضافی ہے، آیت ہذا سے رسول اکرمؐ کے لئے کلی علم غیب ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا، لہذا ثابت ہوا مولوی صاحب کا عقیدہ اور دلیل دونوں باطل ہیں۔

چوتھا جواب مفسرین کرام میں سے کسی ایک مفسر نے بھی آیت ہذا سے کلی علم غیب مراد نہیں لیا بلکہ تمام متقدین ومتاخرین نے **تبیاناً لکل شئی** سے امور شریعت اور احکام دین مراد لیے ہیں حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) تفسیر مدارک جلد دوم ص ۳۲۹ میں ہے (**تبیاناً بلیغا لکل شئی من امور الدین**)

(۲) تفسیر جامع البیان ص ۲۳۷ میں ہے (**بیانا بلیغا لکل شی ء یحتاجون الیه من امور الدین**)

(۳) تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ ص ۹۰ میں ہے (**تبیاناً لکل شئی یحتاج الیه من الامرو والنھی والحلال والحرام والحدود والاحکام**)

(۴) تفسیر خازن جلد چہارم ص ۹۰ میں ہے (**تبیاناً لکل شئی یعنی من امور الدین**)

(۵) تفسیر جلالین ص ۲۲۴ میں ہے (**تبیاناً لکل شئی یحتاجون الیه من امر الشریعة**)

(۶) تفسیر بیضاوی ص ۱۸۸ میں ہے (**تبیانا لکل شی ء من امور الدین**)

(۷) تفسیر قرطبی جلد نمبر ۱۰ ص ۱۶۴ میں ہے (**تبیانا للحلال والحرام**)

(۸) تفسیر روح المعانی جلد ۱۴ ص ۲۱۴ میں ہے (**والمراد من کل شی ء علی ما**

ذهب اليه جميع ما يتعلق بامور الدين)

(۹) تفسیر ابوالسعود جلد۵ص ۵۰۷ میں ہے (بیاناً بلیغا لکل شی ء یتعلق بامور الدین)

(۱۰) تفسیر کبیر جلد۲۰ص۹۹ میں ہے (اما العلوم التی لیست دینية فلا تعلق بها بهذه الاية)

(۱۱) تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۵۸۲ میں ہے (تبیاناً لکل شئی قال ابن مسعود بین لنافی هذا القرآن کل علم و کل شی ء)

(۱۲) تفسیر مجمع البیان جلد۲ص ۴۶ میں ہے (و معناه لیبین کل شی ء یحتاج اليه من امور الشرع)

نتیجہ نکلا کہ مذکورہ بارہ ۱۲ معتبر تفاسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ پیش کردہ آیت سے مراد امور شرعیہ اور احکام دینیہ ہی ہیں اور کسی مفسر نے آیت ہذا سے کلی علم غیب اور (و ما کان وما یکون) پر استدلال نہیں کیا لہذا مولوی اچھروی صاحب کی بیان کردہ تفسیر خودساختہ اور خانہ ساز ہے۔

پانچواں جواب مولوی محمد عمر نے خود تسلیم کیا ہے کہ تبیاناً لکل شی ء سے مراد قرآن ہے اور اس میں ہر شے کا بیان ہے، میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں، کہ وہ قرآن کا تمام علم حضور اکرم نے امت کو سکھایا یا نہیں کیونکہ حکم الٰہی یہی تھا (یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك) اگر چھپالیا (نعوذ باللہ) تو حضور خائن ہوئے اور جو حضور کو ایسا سمجھے اس سے بڑا دنیا میں کافر کون ہوسکتا ہے؟ اگر کہو کہ امت کو بتلا دیا، سکھادیا، پڑھادیا یعنی صحابہ کرام کی معرفت تمام مسلمانوں کو وہ علم حاصل ہوگیا تو پھر امت محمدیہ کا ہر فرد علم الغیب کا حامل بن گیا پھر امام الانبیاء کی خصوصیت کیا باقی رہ گئی؟

اللہ کے لئے اس کفریہ عقیدہ سے باز آ جاؤ اور سرور کائنات کی توہین نہ کرو کیونکہ نبی پاکؐ کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔

مولوی اچھروی اور دلیل ہشتم (ذلك من انبآء الغيب نوحيه اليك) (آل

عمران) یارسول اللہ ﷺ جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں یہ سب غیبی خبریں ہیں لہذا ثابت ہوا جس کو تمام غیبی خبروں کا علم دیا گیا وہ پیغمبر عالم الغیب اور عالم (ما کان و ما یکون) ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبرا: مولوی صاحب اس مذکورہ اور پیش کردہ آیت کے الفاظ سے بھی آنحضرت کے ذرہ ذرہ کے عالم الغیب ہونے یا کلی علم غیب کا ہرگز ثبوت نہیں ملتا، ہمت کرو اور دیانت داری سے اپنے دعویٰ کے مطابق دلیل پیش کرو، خواہ ایک ہی ہو۔

عالم الغیب خدا کے علاوہ غیر اللہ کو ثابت کرنا یا ماننا شرک ہے اور علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا صریحاً مشرک ہے آپ نے جو آیت علم غیب کے اثبات میں پیش کی ہے آپ نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے کئی آیتیں چھوڑ دئیں اس آیت سے پہلے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اور پھر حضرت مریم کی کفالت کا ذکر ہو رہا ہے ان کے کفیل حضرت زکریا کے واقعات کی تفصیل بیان فرمائی اور وہی آیتیں حضور علیہ السلام نے لوگوں کو بتائیں، سوال پیدا ہوتا ہے کہ شاید آنحضرت عالم الغیب ہیں پس رب االعالمین نے ان تمام پیدا ہونے والے شبہات اور مغالطات کا ٹھوس رد فرمایا ذلك من انبـاء الـغيب نوحيـه اليك یہ غیب کی خبروں میں سے ہم نے آپ کو بذریعہ وحی مطلع کیا ہے اس آیت سے تو غیر اللہ کے لئے علم غیب کی تردید ہوتی ہے نہ کہ تائید آپ کو علم نہیں تھا تبھی تو مطلع کرنا پڑا پھر عالم الغیب کیسے ہوئے؟ اور جب وحی کے ذریعہ مطلع کر دیا پھر آپ نے امت محمدیہ کو مطلع کر دیا پھر اس لحاظ سے تمام افراد امت عالم الغیب ہو گئے پھر آنحضرت کی تخصیص کیسی؟ پھر جس وقت وحی کے ذریعہ یہ واقعہ بتلایا گیا تو معلوم ہوا زندگی کا اس سے پہلے کا دور بھی تو علم غیب کے بغیر گزرا، پھر (**عالم ماکان وما یکون**) آپ کیسے ہوئے؟ ثابت ہوا آپ کا عقیدہ اور خانہ ساز تفسیر دونوں کفر ہیں اور دونوں لعنت ہیں۔

جواب نمبر۲ یہ آیت کا ٹکڑا جملہ معترضہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی صداقت پر دلالت کرتا

ہے یہ واقعات جو آپؐ بیان فرما رہے ہیں یہ سب سینکڑوں برس پہلے کے ہیں نہ ان واقعات کا آپ کو علم ہے نہ آپ اس وقت موجود تھے۔ (ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك و ما كنت لديهم اذيلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم وما كنت لديهم اذ يختصمون) اچھروی صاحب کچھ خدا کا خوف کرو ان بے چارے عوام کا مال تو دن رات کھاتے ہو اور ڈاکے مارتے ہو ان کے ایمان پر تو ڈاکہ نہ مارو آپ کی پیش کردہ آیت آپ کے خلاف چلی گئی اس آیت میں ایک دفعہ آنحضرت کے علم غیب کی نفی اور دو دفعہ (و ما كنت لديهم) نے آپ کے عقیدہ باطلہ حاضر و ناظر کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا ثابت یہ ہوا کہ نہ تو آپؐ عالم الغیب ہیں اور نہ ہی آپ حاضر و ناظر ہیں یہ قرآن کا فیصلہ ہے میرا نہیں۔ اب جس نے انکار کر کے کافر ہونا ہے، اللہ کے قرآن کا انکار کرے جس نے ایمان لانا ہے، خدا کے قرآن پر لائے۔

جواب نمبر ۳ مولوی محمد عمر صاحب کو ابھی تک غیب کی تعریف ہی معلوم نہیں کہ غیب کس کو کہا جاتا ہے سنیے مفردات القرآن امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں الغیب ہر وہ چیز جو انسان کے علم اور حواس سے پوشیدہ ہو اس پر غیب کا لفظ بولا جاتا ہے غیب بمعنی غائب ہے۔ اور کسی چیز کو غیب یا غائب لوگوں کے لحاظ سے کہا جاتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شئے بھی پوشیدہ نہیں پھر یاد رکھو عالم الغیب ہونے کی صفت اللہ رب العزت کے ساتھ خاص ہے یہ صفت مخلوق کے لئے بالکل ثابت نہیں لوگو اچھی طرح سن لو اور دوبارہ سن لو کہ علم غیب وہ ہوتا ہے جو بلا واسطہ اور بلا ذریعہ کے آئے جو علم واسطہ اور ذریعہ کے ساتھ حاصل ہوگا مثلاً اطلاع خداوندی یا اطلاع جبرائیل یا کشف یا الہام کے ذریعہ قلب پر وارد ہو وہ علم غیب ہرگز ہرگز نہیں کہلائے گا۔

جو خبر ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلیفون، یا محکمہ آلات موسمیات کے ذریعہ یا ملاقات سے معلوم ہو وہ بھی غیب نہیں ہو سکتی کیونکہ علم غیب وہ ہی ہے جو کسی واسطہ یا ذریعہ کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔

مولوی اچھروی اور دلیل نہم (و قل رب زدنی علماً) (پارہ نمبر۱۶ اسورہ طہٰ ع ۲) اور فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر حضور اکرم ساری عمر **رب زدنی علماً** کاوظیفہ پڑھتے رہے پھر رب کریم نے آپ کے سینے کو پوری علمی طاقت سے کشادہ فرمادیا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبرا: مولوی صاحب ایک چھوٹا سا ٹکڑا اپنا غلط عقیدہ ثابت کرنے کے لئے پڑھ دیتے ہو، سیاق وسباق کا خیال تک نہیں بلکہ پوری آیت ہی پڑھ لیا کرو، تا کہ پیش کردہ ٹکڑے کا مطلب لوگوں کو آسانی سے معلوم ہو سکے، اور آپ کو ہیرا پھیری کا موقع ہی نہ ملے پوری آیت یہ ہے۔ **فتعلی اللہ الملك الحق ولا تعجل بالقرآن من قبل ان يقضى اليك وحيه وقل رب زدنی علماً** ترجمہ اللہ کی شان بہت بلند مرتبہ ہے جو سچا بادشاہ ہے اور اے پیغمبر جب تک تجھ پر قرآن کا اترنا پورا نہ ہو (وحی ختم نہ ہو) اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر اور دعا کیا کر اے رب میرے مجھ کو علم زیادہ دے آیت کا پس منظر یہ ہے کہ جب حضرت جبرئیل نبی اکرم کو قرآن کی متعدد آیات پڑھ کر سناتے تو آپ جذبہ شوق سے یا حضرت جبرائیل کے پڑھنے کے ساتھ ہی پڑھنا شروع کر دیتے تا کہ کوئی لفظ بھول نہ جاؤں اس پر اللہ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کریں وحی کو مکمل ہو جانے دیا کریں باقی اس کا آپ کے دل میں بٹھا دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا ذمہ ہے اس میں قرآن کی حفاظت کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ سورہ قیامہ میں تسلی کر دی تھی باقی **رب زدنی علماً** علم سے مراد قرآن کا یا دین کا علم ہے اور یہ علم ایسی چیز ہے، کہ اس کے زیادہ مانگنے کا اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا ہے کسی اور کی کیا مجال کہ اپنے آپ کو اس سے بے نیاز سمجھے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اللّٰھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی و زدنی علماً۔

اے اللہ جو تو نے مجھے علم دیا ہے اس سے مجھے فائدہ دے اور مجھے وہ علم دے جو مجھے فائدہ مند ہو اور میرے علم میں اضافہ کر۔ (تفسیر ابن کثیر)

مولوی صاحب کہاں نزول قرآن کا بیان اور کہاں کلی علم غیب کا اثبات دونوں چیزوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے کہاں حضور اکرم کا علم قرآن یا علم دین کی ترقی کی دعا اور کہاں **ما کان وما یکون** کا ثبوت (**لا حول ولا قوۃ الا باللہ**) کیا وہ حدیث آپ کو ابھی تک ذہن نشین نہیں ہوئی **من فسر القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار** تفسیر بالرائے کی سزا صرف جہنم کی آگ ہے افسوس مولوی محمد عمر کو دنیاوی لالچ نے تباہ کر دیا اسی لئے وہ عذاب قبر اور میدان محشر کی حاضری سے بے پرواہ ہو گئے ہیں ایسے آدمی کی سزا صرف جہنم کی آگ ہے۔

جواب نمبر ۲ اچھروی صاحب نے کہا ہے۔ کہ حضور ساری عمر ہی **رب زدنی علماً** کا وظیفہ پڑھتے رہے اور علم کے اضافہ کی دعا کرتے رہے تو جواباً گذارش ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ پتہ پتہ اور ذرہ ذرہ کا روز اول سے روز آخر تک کا **عالم ما کان وما یکون** آپ کو بنا دیا گیا کہاں دعویٰ اور کہاں دلیل اس کی، تو کیا اللہ نے فرمایا ہے کہ جا میرے نبی میں نے آپ کو **عالم الغیب ما کان وما یکون** بنا دیا اور اپنی صفت خاصہ سے تم کو متصف کر دیا پھر جھگڑا ختم ہو گیا جو سیٹ خدا کے لئے خاص ہے آنخضرت اپنے لئے کیسے دعا مانگ سکتے ہیں؟ چودہ سو سال کے مفسرین میں سے کسی معتبر مفسر نے اس آیت سے علم غیب کلی پر ہرگز استدلال نہیں کیا۔

کیا چودہ صدیوں بعد ایجاد بندہ تفسیر صرف شکم پرور اور دین فروش ملاں اچھروی کے حصہ میں آئی تھی۔

مولوی اچھروی اور دلیل دہم: (**الم نشرح لك صدرك**) (پارہ نمبر ۳۰ سورہ الم نشرح) حضرت موسیٰ نے خود مانگ کر شرح صدر کرایا، دعا کی **رب شرح لی صدری**۔ اے اللہ میرے سینے کو کشادہ کر دے اللہ تعالیٰ نے فوراً جواب دیا کہ (**قد اوتیت سولك یموسیٰ**) یعنی اے موسیٰ جو تم نے سوال کیا وہ تمہیں دے دیا گیا ایسے ہی مصطفیٰ کریم کی دعا **رب زدنی علماً** کا جواب خدا نے (**الم نشرح لك صدرك**) فوراً غیب سے

فرمادیا جس میں اور کسی واسطے کی ضرورت پڑی ہی نہیں اور خداوند کریم نے حضور کے طلب علم کی دعا قبول کر کے آپ ؐ کے سینہ مبارک میں علم کا غیبی خزانہ عطا فرمایا لہذا حضور کلی علم غیب کے مالک ہیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبرا اس کی پیش کردہ آیت (الم نشرح لك صدرك) کا بھی علم غیب کے اثبات سے کوئی تعلق نہیں اچھروی صاحب سینہ زوری سے اپنا عقیدہ باطلہ ثابت کرنا چاہتے ہیں ان ابتدائی آیتوں کا شان نزول یہ ہے مشرکین نے اعتراض کیا کہ مسلمانوں کے پاس دولت نہیں ہمارے پاس دولت ہے، ہم ان سے زیادہ قابل عزت ہیں۔

اس سے طبعی طور پر رسول اللہ ﷺ کو غم لگا، تو اس سورت میں آپ کو تسلی دی گئی، کہ اس قسم کی تنگی اور شدت بطور ابتلاء مومنوں پر آتی رہتی ہیں لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ ان پر فراخی فرما دیتا ہے استفہام تقریری ہے اور مطلب یہ ہے، کہ ہم نے پہلے ہی سے اسلام اور علوم و معارف کے لئے آپ کا سینہ کھول دیا ہے، اور اسلام کے بارے میں آپ کے دل کو اطمینان اور اتفاق سے پر کر دیا (تفسیر درمنشور)

جیسا کہ اسی آیت کی تفسیر دوسری جگہ سے ہو جاتی ہے۔ **فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام** (سورہ انعام ع ۵)

لہذا ثابت ہوا کہ پوری سورت میں رسول اللہ ﷺ کے لئے علم غیب کا ذرہ بھر بھی ثبوت نہیں۔

جواب نمبر۲ تفسیر قرطبی میں ہے، کہ ہم نے آپ کے سینہ کو منور کیا، اور وہ اطمینان وحوصلہ دیا جس سے آپ نبوت جیسے منصب عظیم کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل ہو گئے قرآن میں شرح صدر کا یہی مفہوم ہے سورہ زمر آیت ۲۲ میں ہے (**افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ**) کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے مالک کی طرف سے (ایمان کی) روشنی رکھتا ہے۔

اور ایک حدیث رسولؐ بھی ہے، کہ جب نور ایمان کسی کے سینہ میں داخل ہو جاتا ہے، تو وہ کھل کر کشادہ ہو جاتا ہے اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ انشراح صدر سے مراد کیا ہے؟ بعض احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ فرشتوں نے بحکم الٰہی آپ کا سینہ مبارک ظاہری طور پر بھی چاک کر کے صاف کیا اور بعض مفسرین نے شرح صدر سے اس جگہ وہی شق صدر کا معجزہ مراد لیا ہے۔

جواب نمبر ۳ جس شرح صدر کی تفسیر میں اختلاف ہو کوئی نور ایمان، کوئی منصب نبوت کی ذمہ داریاں، کوئی دین اسلام، کوئی شق صدر مراد لے رہا ہے، پھر اچھروی صاحب آپ نے کلی علم غیب ایک خانہ ساز تفسیر کا تعین کہاں سے کر لیا اور کہاں سے تحریف کر کے **عالم ما کان وما یکون** بنا دیا کسی مفسر نے بھی اس آیت سے شرح صدر کی تفسیر میں کلی علم غیب مراد نہیں لیا اور نہ ہی عالم ما کان وما یکون کا اشارہ تک کیا پھر آپ غلط تفسیر کر کے اپنے کفریہ عقیدہ کو پانی دے رہے ہیں اللہ کے فضل وکرم سے اس کفر وشرک کا ہر طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا خود گمراہ ہوا اور اپنے مریدوں کو کفریہ عقیدہ سے گمراہ کر رہے ہو۔

مولوی اچھروی اور دلیل نمبر ۱۱ **وما ھو علی الغیب بضنین** (پ ۳۰ سورہ التکویر)

مصطفیٰ ﷺ غیب پر بخیل نہیں، یہ آیت کریمہ بھی آنخضرتؐ کے علم غیب ہونے کی واضح دلیل ہے، ثابت ہوا، کہ حضور اکرمؐ کو علم غیب ہے، تب ہی تو آپ غیب پر بخل نہیں کرتے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مصطفیٰ کریم کو رب کریم نے علم غیب کا خزانہ عطا فرما دیا ہے۔ جس پر آپ کو بخل نہیں لہذا آپؐ کلی علم غیب کے مالک ہوئے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبر ۱ اچھروی صاحب آپ کی پیش کردہ آیت میں یہ کہیں بھی تصریح موجود نہیں کہ حضور علیہ السلام عالم الغیب یا قادر علی الغیب یا کلی عالم الغیب یا جمیع **ما کان وما یکون** کا علم آپ کو مل چکا ہے۔

آیت مذکورہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے، کہ آنخضرت ﷺ کو جن امور کی پروردگار عالم بذریعہ وحی اطلاع دیتے ہیں تو رسول اکرمؐ وہی احکام امت کو بتلانے میں بخل نہیں

کرتے ورنہ عالم الغیب تو وہ ہوتا ہے، جس کو بغیر کسی واسطہ یا ذریعہ کے معلوم ہو جائے۔

اس کا کسی کو بھی انکار نہیں اور جس چیز کلی علم غیب کا انکار ہے وہ اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا چنانچہ پہلی تین چار آیات میں پڑھ لیں حضرت جبرائیلؑ کا ذکر موجود ہے۔

"انه لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین"

جواب نمبر ۲ اچھروی صاحب تمہارا یہ استدلال بالکل بے بنیاد ہے تفسیر اتقان جلد ۱ص ۲۵ اور تفسیر روح المعانی جلد ۳۰ص ۴۹ میں ہے **"سورہ تکویر مکیه بلا خلاف"** کہ سورہ تکویر بالاتفاق مکی سورت ہے اچھروی صاحب اگر تمہارے نزدیک اس آیت سے کلی علم غیب اور عالم ماکان وما یکون کا علم مراد ہے تو اس آیت کے بعد آپؐ پر قرآن کریم کی ایک سو سات ۱۰۷ سورتیں کیوں نازل ہوئی؟

پھر ان سورتوں میں صاف طور پر علم غیب کی نفی موجود ہے اور ایسے واقعات ہیں جن کا آپ کو علم نہیں ہو سکا تو وہ واقعات اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کیوں پیش آئے جس پر حضور اکرم پریشان اور غمزدہ ہوئے۔

جواب نمبر ۳ مفسرین کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ ضمیر ھو سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے یا کہ قرآن کریم ہے جب تک اچھروی صاحب دونوں میں سے ایک کو ترجیح دے کر وجوہ ترجیح بیان نہ کریں تب تک دلیل خام رہے گی لہذا اس دلیل سے مولوی صاحب کا عقیدہ اور دلیل سراسر باطل ہے۔

جواب نمبر ۴ اب مفسرین کی زبانی آیت ہذا کی تفسیر سنیئے اس آیت سے کسی مفسر نے بھی کلی علم غیب مراد نہیں لیا۔

(۱) تفسیر عزیزی پارہ نمبر ۳۰ صفحہ نمبر ۹۰ میں ہے "ھو" کا مرجع قرآن کریم ہے یعنی نیست ایں قرآن بہ بیان علم غیب بخل ورزندہ وقصور کنندہ ہر چہ آدمی مراد معاش۔

(۲) تفسیر حقانی میں ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے اور قرآن مجید غیب کی باتیں بتانے میں بخل اور کمی نہیں کرتا۔

(۳) تفسیر معالم التنزیل جلد ۹ ص ۱۳۰ میں ہے قرآن کریم غیب تھا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا۔

(۴) تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۸۰ میں ہے اور اس کو بیان کرنے میں لوگوں سے کوئی بخل نہیں کیا اور اسکی نشر و اشاعت میں پوری کوشش کی۔

(۵) تفسیر مدارک جلد ۶ ص ۴۶۶ میں ہے" **و ما هو على الغيب بضنين وما محمد على الوحي بضنين** " یعنی حضرت محمدؐ وحی پر بخیل نہیں جیسا کہ غیب کی خبریں بتانے والے کاہن بخل سے کام لیتے ہیں۔

(۶) تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۲۱۱ میں ہے" **اي على مايخبره ما يوحى اليه بضنين** " یعنی اس چیز پر جوان کی طرف وحی کی جاتی ہے وہ اسی کی خبر دیتے ہیں۔

(۷) تفسیر جلالین ص ۴۹۰ میں ہے **و ما هواى محمد عليه السلام على الغيب ما غاب من الوحي** نہیں ہیں وہ (بخیل) غائب پر یعنی اس چیز پر جو وحی نازل ہوتی ہے۔

مذکورہ سات ۷ مفسرین کی تفاسیر سے ثابت ہوا کہ اچھروی صاحب کا استدلال باطل ہے، اور اس آیت سے حضور کا جمیع " **ما كان وما يكون** " علم ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ ہمارے عقیدہ کو مضر نہیں اور جو مضر ہے وہ یہاں سے ثابت نہیں ہوتی۔

مولوی اچھروی اور دلیل نمبر ۱۲ "ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك" یہ قرآن غیبی خبریں ہیں یہ میں نے آپ کو خفیہ پڑھائیں ہیں لہذا حضور عالم الغیب ہیں۔

(سورہ یوسف آیت نمبر ۱۰۲)

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبر ۱: مولوی صاحب یہ آیت کریمہ بھی آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں اس آیت میں کہیں آپؐ کے کلی علم غیب کا ذکر نہیں بلکہ ایک واقعہ حضرت یوسف کی غیبی خبر بذریعہ وحی دینے کا ذکر ہے اور اس میں یہ کہاں ہے؟ کہ آنحضرت کو عالم **ما كان وما يكون** بنا دیا گیا ہے اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت یعقوب اور

برادران یوسف کا بھی ایک غیبی واقعہ تھا اوراس کی بھی ہم نے آپ کو وحی کے ذریعہ اطلاع دی اور سارا قصہ تفصیل سے بیان کردیا۔

اچھروی صاحب اس میں تو ایک واقعہ کی خبر ہے اور وہ بھی وحی کے ذریعہ اطلاع دینے کا ہے اور یہ اصول ہے کہ جو چیز واسطہ ذریعہ کے ساتھ حاصل ہو وہ غیب نہیں رہتا۔ لہذا نتیجہ نکلا نہ ہی آپ کو کلی علم غیب ہے، اور نہ ہی آپؐ **عالم ما کان وما یکون** ہیں۔

جواب نمبر۲ اچھروی صاحب پوری آیت پڑھنا یہ تو آپ کے مقدر میں نہیں تھوڑا سا ٹکڑا اپنا غلط مطلب نکالنے کے لئے پڑھ لیتے ہو سنو پوری آیت اس طرح ہے ''ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك وما كنت لديهم اذا اجمعوا امرهم وهم يمكرون'' یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو (اے پیغمبر پاکؐ) ان کے پاس موجود بھی نہیں تھا جس وقت کہ مقرر کیا انہوں نے اپنا کام اور وہ مکر کررہے تھے

اچھروی صاحب اس آیت میں تو علم غیب اور حاضر و ناظر دونوں مسئلوں کی تردید ہوتی ہے ایک تو وحی کے ذریعہ کے بغیر ذاتی طور پر آپ سینکڑوں سال پہلے کے حالات بیان نہیں کرسکتے دوسرا سینکڑوں سال پہلے ہونے والے واقعات کے وقت آپ حاضر وناظر بھی نہیں تھے۔

مولوی صاحب آپ کو کچھ ہوش ہی نہیں ایسی دلیل پیش کی جو خود تمہارے اپنے خلاف ہے مذکورہ آیت نے تو علم غیب اور حاضر وناظر کے بارہ میں بریلویت کا بیڑہ ہی غرق کردیا اور مولوی محمد عمر کی کشتی کو منجدھار میں جا کر ڈبو دیا بالکل سچ ہے کہ مشرک قرآن و حدیث کا دشمن اور عقل سے خالی ہوتا ہے۔

جواب نمبر۳ تفسیر مدارک جلد دوم ص۱۸۴ میں ہے ''ذلك من انبآء الغيب ان المعنى ان هذا النبا الغيبية لم يحصل لك الا من جهة الوحى لانك لم تحضر بنى يعقوب حين اتفقو على القاء اخيهم فى البئر''

خلاصہ یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے اس قصہ کو پوری تفصیل کے ساتھ صحیح صحیح

بیان کر دینا آپ کی نبوت اور وحی کی واضح دلیل ہے کیونکہ یہ قصہ آپؐ کے زمانہ سے ہزاروں سال پہلے کا ہے آپؐ نہ وہاں موجود تھے کہ دیکھ کر بیان فرما دیا ہو نہ آپ نے کہیں سے تعلیم حاصل کی کہ کتب تاریخ دیکھ کر یا کسی سے سن کر بیان فرما دیا ہے اس لئے بغیر وحی الٰہی ہونے کے کوئی راستہ اس کے علم کا نہیں ثابت ہوا کہ واقعہ یوسفؑ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی بتلایا اور حضور اکرمؐ نے صحابہ کرامؓ کو بتلایا اور پھر ساری امت کو اس واقعہ کا علم ہوا

مولوی اچھروی صاحب اگر تمہارا عقیدہ بریلویہ کو ہم تسلیم بھی کریں پھر تو تم بھی اور ہم بھی بلکہ ساری امت محمدیہ عالم الغیب ہو گئی۔

مولوی اچھروی اور دلیل نمبر ۱۳: ''**عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبه احداً الا من ارتضیٰ من رسول**''(سورہ جن ع ۲)

اللہ تعالیٰ ہی غیب جاننے والا ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے پسند فرما لے۔ روپڑی صاحب یہ بھی یاد رہے۔ کہ لفظ الغیب میں الف لام استغراق کے لئے ہے۔ دوم ''غیبہ'' میں اضافت بھی استغراق کے لئے ہے۔ ''سوم'' **الا من ارتضی ما قبل** سے متصل ہے لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کو کلی علم غیب پر مسلط فرما دیتا ہے اور ان کو **ما کان وما یکون** کا کلی اور تفصیلی علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبر ۱: اچھروی صاحب یہ آیت بھی آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں اور اس سے بھی آپ کا مقصد پورا نہیں ہوگا کیونکہ آیت میں صراحت ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہاں اگر اپنی مہربانی سے کسی پیغمبر پر غیب کی چیز بذریعہ وحی ظاہر فرما دیں تو جائز ہے اور یہ مطلب ہمارے مسلک اہلحدیث کے عین مطابق ہے۔

جواب نمبر ۲ مولوی صاحب یاد رکھیں کہ اظہار غیب، انبائے غیب، اطلاع علی الغیب، اخبار علی الغیب کا کوئی منکر نہیں آیت ہذا سے ''**یظھر علیٰ غیبه**'' سے اظہار علی الغیب تو

ثابت ہوتا ہے مگر آپ کے دعویٰ کے مطابق کلی **عالم الغیب قادر علی الغیب یا عالم ما کان وما یکون** ہرگز ثابت نہیں ہوتا اظہار غیب اور ہے کلی علم غیب اور ہے کم از کم ایک آیت ہی ایسی دکھادیں جس میں صراحت ہو کہ حضور اکرم ﷺ کو اللہ نے کلی عالم الغیب بنا دیا۔

جواب نمبر ۳ اگر دومنٹ کے لئے بفرض محال یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ خدا تعالیٰ جس برگزیدہ پیغمبر کو جب چاہے غیب کی اطلاع دے دیتا ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے۔ جمیع عالم **ماکان وما یکون** کے غیوب کا مالک بنادیا ہے۔

جواب نمبر ۴ جو عالم الغیب ہوتا ہے اس کو آگے پیچھے پہرے داروں کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ آیت کے اگلے حصہ میں ہے'' **فانه یسلك من بین یدیه و من خلفه رصداً** ''تو وہ چلتا ہے اس کے آگے اور پیچھے (پہرہ دار) محافظ فرشتے ہوتے ہیں۔

جس کو آگے پیچھے پہرے دار فرشتوں کی ضرورت ہو وہ کلی عالم الغیب ہرگز نہیں ہوسکتا اس سے پہلی آیت میں قیامت کے علم کا ذکر ہے اور آگے وحی کا ذکر ہے جس سے خبر کا علم ہوا اس سے تو علم غیب کی تردید ہوتی ہے اچھروی صاحب نے اثبات کیسے نکال لیا؟

جواب نمبر ۵ مولوی صاحب آپ کے چکر کا جواب یہ ہے۔ کہ **الغیب** کا الف لام عہد خارجی کے لئے ہے، دوسرا الغیب سے'' **ما توعدون** '' کا علم مراد ہے یعنی قیامت قائم ہونے یا عذاب نازل ہونے کے وقت کا علم ترجمہ یہ ہوا، اے پیغمبر ﷺ آپ فرمادیں مجھے تو معلوم نہیں کہ قیامت یا عذاب قریب ہے یا ابھی اس کی آمد میں دیر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ مخصوص غیب معلوم ہے باقی اسی آیت میں مستثنیٰ یہاں متصل نہیں بلکہ منقطع ہے لہذا نتیجہ نکلا کہ یہاں غیب سے کلی غیب مراد لینا قطعاً غلط اور سراسر باطل ہے۔

جواب نمبر ۶ سورہ جن کی یہ آیت جو کہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور بعض مکی سورتیں اور تمام مدنی سورتیں اس کے بعد نازل ہوئیں اور پہلے بالتفصیل مذکور ہو چکا ہے کہ بہت سی مدنی سورتوں میں آنحضرت سے علم غیب کلی کی صاف صاف نفی کی گئی ہے اس لئے اگر سورہ جن

کی آیت سے کلی علم غیب عطا ہونا مان لیا جائے تو اس کے بعد نازل ہونے والی ان تمام آیتوں کی تکذیب لازم آئے گی۔

تفصیل ہذا سے ثابت ہوا کہ اس آیت سے آنحضرت ﷺ کے لئے کلی علم غیب پر استدلال سراسر بے بنیاد ہے۔

مولوی محمد عمر اچھروی اور دلیل نمبر ۱۴: ''و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء فاٰمنوا باللہ و رسلہ و ان تومنوا و تتقوا فلکم اجر عظیم'' (آل عمران پارہ نمبر ۴ آیت نمبر ۱۷۹)

اور اللہ تعالیٰ کسی کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا اور لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے جس کو چاہتا ہے غیب کے لئے برگزیدہ فرمالیتا ہے پھر تم اللہ اور اس کے تمام رسولوں کے ساتھ ایمان لاؤ اگر تم ایماندار ہو جاؤ اور خدا سے ڈرو تو تمہارے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ رب کریم اپنے رسولوں کو غیب پر مطلع کر دیتا ہے اور اسی طرح حضور کو کلی علم غیب پر مطلع فرما دیا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اور جواب نمبر ۱: مولوی صاحب یہ آیت بھی آپ کے دعویٰ کے مطابق کلی غیب اور **عالم ما کان وما یکون** کو ہرگز ثابت نہیں کرتی۔

اچھروی صاحب اب تک آپ نے چودہ آیات سارے مناظرہ میں میرے سامنے پیش کی ہیں لیکن آپ نے پیش کردہ آیتوں میں ایک بھی آیت دعویٰ کے مطابق پیش نہیں کی۔ میرا یہ چیلنج ہے آئندہ بھی ساری زندگی تم ایک بھی ایسی آیت پیش نہیں کر سکتے؟ اس آیت سے تو اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ امور غیب پر بذریعہ وحی اطلاع ہر شخص کو نہیں دیتے۔ البتہ اپنے انبیاء کا انتخاب کر کے ان کو دیتے ہیں بذریعہ وحی انبیاء کو گاہے بگاہے غیبی خبروں کا علم دینا اور ہے اور عالم **ما کان وما یکون** ہونا اور ہے۔

علم غیب کی صفت حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، دیگر کسی بھی مخلوق کو اس میں شریک قرار دینا شرک ہے وہ دو چیزوں کے ساتھ مشروط ہے ایک یہ کہ علم ذاتی ہو کسی

دوسرے کا دیا ہوا نہ ہو دوسرا تمام کائنات ماضی و مستقبل کا علم محیط ہو جس سے کسی ذرہ کا علم بھی مخفی نہ ہو لہذا آیت ہذا سے بریلویوں کا استدلال سراسر باطل ہے۔

جواب نمبر ۲ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ آیت ''**ما کان اللہ**'' میں فرمایا کہ حق تعالیٰ مومن اور منافق کو اسی طرح کھولتا ہے اور غیب کی خبر کسی کو نہیں پہنچاتا مگر رسولوں کو بذریعہ وحی کے۔

تفسیر ابن عباسؓ میں ہے کہ یہ خطاب کفار قریش کو ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اطلاع نہیں دیتا مگر اپنے رسول کو بذریعہ وحی آگاہ کر دیتا ہے اور پھر رسول تم کو بتاتا ہے یہ ان کا بتانا اللہ کی تعلیم سے تھا نہ یہ کہ وہ غیب دان تھے کوئی چیز کسی کے بتانے سے اس کو غیب دان ہرگز نہیں کہہ سکتے، حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی غیب دان نہیں اور پھر کلی عالم الغیب کوئی دوسرا کس طرح ہو سکتا ہے؟

جواب نمبر ۳ اچھروی صاحب آیت ہذا سے کسی بھی معتبر مفسر نے علم غیب کلی یا **جمیع ما کان وما یکون** کا علم مراد نہیں لیا لہذا اچھروی صاحب کا استدلال باطل اور مردود ہے۔

یہ آیت غزوہ احد کے موقع پر نازل ہوئی تھی جو کہ شوال ۳ھ میں پیش آیا تھا اور آیت ہذا سورۃ آل عمران کی ہے جس کے بعد قرآن کریم کی سولہ ۱۶ سورتیں نازل ہوئیں۔

(تفسیر اتقان جلد اول ص ۲۵)

اگر اس سے مراد آنحضرت کا کلی علم غیب مراد ہے تو مناسب یہی تھا اس کے بعد ایک حرف بھی قرآن نازل نہ ہوتا حالانکہ دیگر احکام کے علاوہ سولہ ۱۶ سورتیں نازل ہوئی ہیں لہذا آیت ہذا سے علم غیب کا اثبات ہرگز نہیں ہوتا۔

جواب نمبر ۴ مولوی صاحب آپ کے علمی دھوکہ تحریفانہ چکر کا جواب یہ ہے کہ یہاں الغیب میں الف لام استغراقی نہیں بلکہ عہد خارجی ہے اور اس سے مراد وہ مخصوص غیبی خبر ہے یعنی منافقوں کی بذریعہ وحی نشاندہی کرنا، یہاں الف لام استغراقی مراد لینا اصول تفسیر اور قواعد عربیت کے صریحاً خلاف ہے اگر آل عمران کی اس آیت سے حضور اکرم کے لئے کلی علم غیب ثابت کیا جائے تو سورہ توبہ کی بعد میں نازل ہونے والی آیت ''**و من اھل**

المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم ونحن نعلمهم" اس کی صاف نفی کرتی ہے اور یہ کھلا ہوا تضاد ہے جس کا خدا کے کلام میں پایا جانا محال ہے لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ زیر تفسیر آیت میں الف لام استغراق کے لئے نہیں ہے نہ ہی اس سے حضور علیہ السلام کے لئے ما كان وما يكون کا کلی علم غیب ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۵ تمام مفسرین کرام نے الغیب سے بعض غیبی خبریں مراد لی ہیں جمیع مغیبات کا کلی اور تفصیلی علم کسی نے بھی مراد نہیں لیا۔

(۱) تفسیر بیضاوی جلد۱ ص ۵۶ میں ہے "ولكن الله يجتبى من رسله فيوحى اليه ويخبره ببعض المغيبات"

(۲) تفسیر معالم التزیل جلد۱ ص ۳۸۲ میں امام بغوی فرماتے ہیں "ولكن الله يجتبى من رسله من يشآء فيطلعه على بعض علم الغيب "

(۳) تفسیر خازن جلد اول ص ۳۸۲ میں ہے "يعني ولكن الله يصطفى ويختار من رسله من يشآء فيطلعه على من يشآء من غيبه "

(۴) تفسیر جامع البیان میں علامہ ابن صفی فرماتے ہیں "ولكن الله يجتبى من رسله من يشآء فيخبره يبعض المغيبات "

(۵) تفسیر مظہری جلد دوم ص ۱۷۵ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں "فيطلعه على البعض من علوم الغيب احياناً "

(۶) تفسیر مدارک جلد دوم ص ۱۹۴ میں ہے " عالم الغيب ما يغيب عن الناس والشهادة ما يشاهدونه"

لہذا ثابت ہوا اچھروی صاحب کا استدلال تمام مفسرین کے خلاف ہے یہ اس کی اعلیٰ درجہ کی جہالت اور ضلالت کا مظاہرہ ہے۔

مولوی اچھروی اور دلیل نمبر ۱۵: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت دعا فرماتے اے میرے رب میں تجھے اور تیرے تمام ملائکہ، تمام انبیاء،

تمام رسل اور تیری تمام مخلوقات کو اپنی ذات پر شہادتی پیش کرتا ہوں، بے شک میں گواہی دیتا ہوں، کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ تیرا بندہ ہے، اور تیرا رسول ہے اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا ہوں اور تجھ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں ہر روز تین دفعہ اس کو آپؐ دھراتے۔ (حوالہ ابن سنی صفحہ ۱۵)

مذکورہ حدیث شریف میں ہے کہ خود رسول اکرم ﷺ نے تمام انبیاء ورسل و ملائکہ اور تمام مخلوق کو زندہ ہو یا مردہ اپنا گواہ پیش فرمایا ثابت ہوا کہ جو گواہ ہیں وہ حاضر وناظر اور عالم الغیب ہیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی کے سات مدلل جوابات

جواب اول حضور اکرم کے دعائیہ کلمات کے ابتدا میں **اللھم انی اصبحت ----** سے ثابت ہوا کہ عابد اپنے معبود برحق کے دربار میں اصلی مشکل کشاء کا ذاتی نام لے کر پکار رہے ہیں لفظ **اللھم** سے نتیجہ نکلا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مختار کل اور متصرف الامور ہے۔

جواب دوم غور وفکر کا مقام ہے کہ حضور حاملین عرش اور ملائکہ کو کس چیز پر شہادتی بنا رہے ہیں وہ یہ ہے ''انك انت اللہ لا الہ الا انت و حدك لك لا شريك لك''

یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی وحدانیت پر گواہ بناتا ہوں

ثابت ہوا توحید خداوندی پر گواہی بری نہیں اس چیز پر تو کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ بنایا جاسکتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔

جواب سوم توحید کی گواہی تو فطری ہے دین اسلامی کا سنگ میل مسئلہ توحید ہی ہے۔ مشرکین مکہ اور مشرکین پاکستان کو نکال دیں باقی پوری کائنات اور اس میں بسنے والے توحید کی گواہی دیتے ہیں توحید کے منکر اس وقت بھی محمد عمر اور اس کے حواری ہیں باقی سب توحید وسنت کے پروانے ہیں۔

جواب چہارم ایک خود گواہ بننا وہ پھر توحید باری تعالیٰ پر یہ اور چیز ہے اور ایک ہے گواہی دلوانا اور گواہ کو پیش کرنا اور گواہ کی تصدیق کرنا یہ اور چیز ہے گواہ کا حاضر ناظر اور عالم

غیب ہوتا یہ سب اچھروی صاحب کا دھوکہ ہے۔

جواب پنجم یہ روایت ہی صحیح نہیں اس کی وجوہات اور تفصیل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں موجود ہے جب روایت ہی ضعیف ہے تو استدلال ہی باطل ہے۔

جواب ششم مولوی اچھروی صاحب کہاں اللہ کی وحدانیت پر فرشتوں اور حاملین عرش کو گواہ بنانا اور کہاں آنحضرت کو کل علم غیب کا ہونا ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

جواب ہفتم یہ پہلا موقع ہے۔ کہ اچھروی صاحب نے اپنی مسلمہ کتاب فتاویٰ قاضی خان کی عبارت کا انکار کر دیا ہے ورنہ آج تک حنفی کہلا کر کسی اہل علم نے اتنی جرات نہیں کی کہ مستند کتاب کا ہی انکار کر دے معلوم ہوتا ہے کہ اچھروی صاحب چاروں طرف سے توحیدی شکنجے میں آچکے ہیں۔

ساری عمر علمائے اہلحدیث جماعت اہلحدیث کو گالیاں دینے والے کی حالت آج کس قدر قابل رحم ہے اور تمام لوگ یہ بات کہہ رہے تھے۔

نوٹ اچھروی صاحب نے اپنی کتاب مقیاس مناظرہ میں گھر بیٹھ کر کئی ایسے دلائل بھی تحریر کر دیئے ہیں جو اس وقت میدان مناظرہ میں پیش نہیں کئے تھے ہم نے ان سب کا جواب دنیا مناسب سمجھا تا کہ مسئلہ بھی مکمل ہو جائے پھر قارئین کرام بھی کوئی کمی محسوس نہ کریں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی کے پیش کردہ نفی علم غیب پر لاجواب بیس قرآنی دلائل

سارے مناظرہ میں کلی علم غیب کے اثبات میں غیر اللہ کے لئے مولوی محمد عمر نے جتنے مزعومہ اور نام نہاد دلائل پیش کئے تھے وہ اس کی اپنی کتاب مقیاس مناظرہ میں درج ہیں ہم نے بفضل اللہ تعالیٰ پیش کردہ ایک ایک دلیل کے کئی کئی دندان شکن جوابات دیئے ہیں اب اس کے بعد میدان مناظرہ میں جو میں نے علم غیب کی نفی میں دلائل و براہین پیش کئے اور جن کا صحیح اور ٹھوس جواب نہ اس وقت مولوی اچھروی صاحب دے سکے اور نہ آئندہ پوری زندگی دنیائے بریلویت دے سکتی ہے انہی قرآن وحدیث کے لاجواب اور بے مثال دلائل

کی وجہ سے اچھروی صاحب اوران کی پوری جماعت موضع کدھر سے ذلت ورسوائی کا تمغہ لے کر نکلی، اور حقیقت یہ ہے کہ اسی مناظرہ کے اثر کی وجہ سے پورے علاقہ میں توحید وسنت کا پرچم بلند ہو گیا اور کافی لوگوں نے مسلک اہل حدیث قبول کرلیا اور جس کے پلاٹ میں مناظرہ ہوا وہ پورا گھر اہلحدیث ہو گیا۔ (الحمدللہ علی ذلك)

حافظ عبدالقادر روپڑی اور قرآنی دلیل نمبرا: (بعداز خطبہ مسنونہ) "**قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ**" (سورہ نحل پ۲۰ ع ۵)

ترجمہ: فرمادیجے محمد رسول اللہ آسمان وزمین میں خدا کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا اس آیت کریمہ کی تائید میں صاحب قرآن جناب رسول خدا کی حدیث مبارکہ سنیے۔

(قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعلم الغیب الا اللہ)

(مستدرک حاکم جلداول ص ۷)

مولوی محمد عمر صاحب اس آیت نے معاملہ بالکل صاف کر دیا کہ نہ آسمان میں رہنے والے غیب جانتے ہیں اور نہ زمین میں رہنے والے، زمین وآسمان کا کلی غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے "**من فی السمٰوات**" سے فرشتے اور "**من فی الارض**" سے مراد جن وبشر ہیں اس کا شان نزول مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا کہ جس قیامت کے دن سے تو ہمیں ڈراتا ہے اور اس میں سخت عذاب کی دھمکی دیتا ہے ہمیں بتاؤ قیامت کا دن کب آئے گا؟

جب لوگوں نے قیامت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "**قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون**" فرمایا آپؐ یہ جواب دیں کہ یہ غیب کی بات ہے اور غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا زمین وآسمان میں کوئی بھی غیب دان نہیں اس لئے مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کب آئے گی؟

تفاسیر کے حوالہ جات

اب تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے، تفسیر خازن ج ۵ ص ۱۲۸، تفسیر قرطبی جلد ۱۳ص ۲۲۵ تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۵۵۷، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۲، تفسیر روح المعانی جز ۲۰ ص ۱۱، تفسیر معالم التنزیل جلد ۵ ص ۱۲۸، تفسیر جلالین ص ۳۲۱، تفسیر مدارک ص ۱۶۷، جامع البیان ص ۳۲۱

لہذا ثابت ہوا کہ اللہ کے بغیر کسی کو بھی علم غیب نہیں اور اس میں اس کا کوئی بھی شریک نہیں باقی اچھروی صاحب آپ نے مناظرہ میں ذاتی اور عطائی کی بحث میں بہت زور لگایا کہ ہم بریلوی عطائی غیب کو تسلیم کرتے ہیں ذاتی نہیں مانتے اور اس عطائی کی کہاں نفی کی گئی ہے؟ اس آیت کریمہ نے ذاتی اور عطائی دونوں کا جھگڑا صاف کر دیا ''**لا یعلم**'' میں لا کی تلوار نے ہر قسم کا غیب کاٹ کر رکھ دیا اور ''**الا اللہ**'' کے کلمہ نے اس کو صرف اللہ کے لیے خاص ثابت کر دیا اس کے علاوہ قابل غور بات یہ ہے کہ علم غیب ذاتی ہو یا عطائی نتیجہ دونوں کا ایک ہی ہے کہ آدمی ہر قسم کے مصائب وآلام سے ہر وقت محفوظ رہے اگر حضور اکرم کو عطائی غیب تھا تو آپ کو زندگی میں مختلف قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں کیوں آتی رہیں؟ اور آپؐ نے ان کے بچاؤ کے لئے پیشگی بندوبست کیوں نہ کر لیا۔

مولوی اچھروی صاحب نے مقیاس حنفیت ص ۳۰۶ اور مفتی احمد یار خان گجراتی نے جاء الحق ص ۸۸ میں لکھا ہے کہ اگر میرے پاس خیر ہو اور میں مصیبت سے بچوں تو سمجھ لو کہ مجھے علم غیب بھی ہے اور میرے پاس بہت خیر ہے۔

(۱) **(من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً)**

(۲) **(انا اعطینك الکوثر)**

(۳) **(یعلمھم الکتاب والحکمۃ)**

(۴) اللہ تعالی نے مجھے مصیبت سے بھی محفوظ رکھا ہے جیسے فرمان خداوندی ہے ''**واللہ یعصمك من الناس**'' لہذا مجھے علم غیب بھی ہے۔

جواب اول کہ میں نے مفسرین کرام سے ثابت کیا ہے کہ الخیر سے مراد مذکورہ

آیت میں مال، فتح، تجارت میں نفع اور سرسبز شاداب زمین اور علاقہ کا علم ہونا دشمنوں کی طرف سے تکلیف نہ ہونا وغیرہ اشیاء مراد ہیں اور ان چیزوں کا علم رسول اللہ ؐ کو زندگی تک حاصل نہیں ہوا اور السوء سے مراد فقر، ضرر، بھوک، بیماری، گرانی اور خسارہ مراد ہے اور اس قسم کے السوء سے جناب نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی محفوظ نہیں رہی اور پھر دشمنوں کی طرف سے آپ کا دانت مبارک شہید کرنا، چہرہ مبارک کا زخمی کرنا، یہودیوں کی طرف سے زہر کا دیا جانا وغیرہ وغیرہ (مستدرک جلد ۱ ص ۲۱۹)

اس کے بعد لبید بن عاصم یہودی کی طرف سے جادو کیا جانا اور اصحاب بئر معونہ کا واقعہ بھی اس پر شاہد عادل ہیں۔

باقی اچھروی صاحب اور مفتی صاحب نے الخیر سے جو مراد لیا ہے اس الخیر سے جو وافر حصہ آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا ہے اس کا ہم کو بھی انکار نہیں اور جس چیز کا انکار ہے اس کا ہرگز اقرار نہیں کیونکہ وہ یہاں سے ثابت نہیں ہوتا، باقی واللہ یعصمك من الناس میں آنحضرت کی جس حفاظت کا وعدہ ہے وہ آپ کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ اور نگران ہے آپ کو جان سے کوئی نہیں مار سکتا اس کا یہ ہرگز معنی نہیں کہ آپ کو کوئی بیماری اور دشمنوں کی طرف سے کوئی تکلیف ہرگز ہرگز نہ آئے گی تاریخ شاہد ہے کہ آپ کبھی قحط، فقر اور بھوک سے دوچار ہوئے آپ کا چہرہ زخمی ہوا اور دانت مبارک شہید ہوئے۔

اور جو اچھروی صاحب نے بے بنیاد نکتہ نکالا ہے کہ اگر آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہابی رسول کریم کے رحمتہ للعالمین ہونے کے قائل نہیں کیونکہ رحمت اور زحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع نقیضین محال ہے۔ مقیاس ص ۳۰۶) اچھروی صاحب یہ آپ کی خانہ ساز تفسیر ہے۔

جواب دوم آیت ہذا میں الخیر سے یہاں اطاعت خداوندی سخاوت یا عمل صالح ہرگز مراد نہیں اور السوء سے کہیں بدی اور کہیں برے اعمال ہرگز مراد نہیں جن سے بہر حال آپ ؐ کی ذات اقدس محفوظ رہی ہے، نتیجہ نکلا کہ الخیر اور السوء سے دینی طور پر خیر اور

سوء ہرگز مراد نہیں باقی اچھروی صاحب کو ایک اشکال کا جواب مفتی احمد یار سے ہی سمجھا دیتا ہوں مفتی صاحب جاء الحق ص ۸۸ میں لکھتے ہیں اگر مجھ کو علم حقیقی ہوتا اس طرح کہ میں اپنی مراد کے واقع کرنے پر قادر ہوتا تو خیر بہت سی جمع کر لیتا، پھر آگے لکھتے ہیں کسی چیز کا جاننا خیر جمع کرنے اور مصیت سے بچنے کے لئے کافی نہیں جب تک خیر کے کرنے اور مصیبت کے بچنے پر قدرت نہ ہو۔تو علم غیب سے مراد وہ علم ہے جو قدرت کے ساتھ ہو یعنی علم ذاتی جو لازم الوہیت ہے جس کے ساتھ قدرت لازم ہے۔ (بلفظہ جاء الحق)

کیوں اچھروی صاحب اب تو مفتی گجراتی بھی تسلیم کر گئے کہ رسول خدا کو نقصان ٹالنے پر قدرت نہ تھی میں پوچھتا ہوں کیا مفتی احمد یار خان بھی آنحضرت کے رحمتہ للعالمین ہونے کے منکر ہیں اب انصاف سے ذرا فتویٰ لگادو۔

تیسرا جواب یہ بات بالکل صاف ہے کہ رسول اکرم کو نقصان بھی ہوا، چہرہ مبارک زخمی ہوا، دانت مبارک شہید ہوئے، زہر خورانی کا واقعہ پیش آیا یہ کیسے نہ مانا جائے کہ دینوی امور میں آپ کا کبھی کوئی نقصان نہیں ہوا، آپ کو اس کے ٹالنے پر قدرت بھی نہ تھی مگر اس کے ساتھ آپ رحمتہ للعالمین بھی تھے اس میں نہ تو رحمت و زحمت کا اجتماع ہے اور نہ اجتماع نقیضین ہے۔

چوتھا جواب باقی اچھروی صاحب رہا آپ کا یہ کہنا کہ اس آیت میں ذاتی علم غیب کی نفی مراد ہے عطائی کی نہیں تو یہ اعتراض بھی سراسر باطل ہے کیونکہ جن مشرکین مکہ کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ان کا سوال ذاتی سے ہرگز نہ تھا بلکہ انہوں نے کہا تھا کیا تیرا پروردگار تجھ کو گرانی سے پہلے ارزانی کی خبر اور اطلاع نہیں دیتا؟ اور کیا زمین پر قحط نازل ہونے سے پہلے تیرا رب تجھے اس کی اطلاع نہیں دیتا تا کہ بروقت عمل کر کے فوائد و منافع حاصل کریں اور نقصانات سے بچ جاویں۔

ثابت ہوا کہ ان کفار مکہ کا سوال ہی علم عطائی کے متعلق تھا ذاتی کا سوال ہی نہ تھا، مثلاً دفع مضرات کے لئے اتنا ہی کافی ہے، اس کو یہ بات معلوم ہو کہ یہ زہر ہے اور اس کے

کھانے کا نتیجہ ہلاکت ہے اگر کوئی احمق یہ جانتے ہوئے بھی زہر کھا لے کہ مجھے اس کے نقصان کا ذاتی علم نہیں بلکہ کسی کا بتلایا ہوا (عطائی) ہے تو ایسے بیوقوف اور احمق کا علاج بریلی کے پاگل خانے میں ہی ہو سکتا ہے۔

"و ما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون" (سورہ یوسف)

ترجمہ: اور اکثر لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی شرک کرتے ہیں۔

مولوی اچھروی نے **"و ما مسنی السوء"** سے اخلاقی برائیاں مراد لی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ساری عمر اخلاقی برائیوں سے محفوظ رہے لہذا علم غیب کلی کے مالک تھے ورنہ محفوظ نہیں رہ سکتے تھے واقعی مشرک کی عقل کا دیوالیہ نکل جاتا ہے کہ دلائل حقہ کی بجائے ادھر ادھر کی خام باتوں سے سہارا تلاش کرتا پھرتا ہے۔

حالانکہ اخلاقی برائیوں سے تو عام ایمانداروں کو خدا بچالیتا ہے اور پھر (العیاذ باللہ) انبیاء و مرسلین کا تو مقام بے حد بلند و بالا ہے ان کے بارہ میں تو اخلاقی برائیوں کا تصور لانا بھی قطعاً حرام ہے حالانکہ شیطان نے بارگاہ الٰہی میں جو اقرار کیا تھا کہ **"لاغوینھم اجمعین الا عبادك منھم المخلصین"** (پ۱۴ سورہ حجر، سورہ ص پ۲۳)

میں تمام لوگوں کو گمراہ کروں گا مگر جو تیرے مخلص بندے ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا مخلصین میں سب سے اونچا درجہ انبیاء کا ہے اور پھر انبیاء میں سے سید الانبیاء ﷺ کا آپؐ کی نسبت اخلاقی برائیوں کا تصور بھی ذات اقدس کی توہین ہے۔

قرآنی دلیل نمبر۲

"و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو"

(سورہ انعام ع۷ آیت نمبر۵۹)

اور اللہ ہی کے پاس خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے یہ آیت بالکل واضح اور صریح ہے کہ خدا کی ساری مخلوقات سے پوشیدہ باتوں کا علم اور غیب کے تمام خزانے صرف اللہ ہی کے پاس ہیں مفاتح الغیب کی سب سے راجح اور جامع تفسیر

خود صاحب قرآن ﷺ سے سنیے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی کنجیاں صرف اللہ کے پاس ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا پھر سورہ لقمان کی یہ آیت تلاوت فرمائی ''**ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیب و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر**'' (بخاری شریف ص ۱۴۱)

(۱) قیامت کا علم (۲) بارش کا علم (۳) پیٹ کے بچہ کا علم (۴) کل کے کام کا علم (۵) موت کی جگہ کا علم۔

ثابت ہوا، کہ جب غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں تو کسی دوسرے کو غیب دانی کا حق کیسے ہوسکتا ہے؟ مولوی صاحب آیت سے ثابت ہوا کہ کلی غیب کا جاننا اور (**عالم ما کان وما یکون**) ہونا تو درکنار غیب کی کنجیاں بھی کسی غیر کے پاس نہیں نتیجہ نکلا غیب مقفل چیز ہے وہی جانے گا جس کے پاس کنجیاں ہوں گی کنجیاں صرف اللہ ہی کے پاس ہیں لہذا عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے۔

مذکورہ تفاسیر میں اس آیت کا یہی مفہوم درج ہے۔ (تفسیر در منثور جلد ۳ ص ۱۵، تفسیر ابن کثیر جلد ۸ ص ۲۴، ۲۵، تفسیر مدارک جلد ۳ ص ۱۳)

''**و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو**'' کے تحت جاء الحق مفتی احمد یار خاں اور مولوی اچھروی صاحب کے جوابات ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد ہے۔

''**ان الذین یلحدون فی آیاتنا لا یخفون علینا**''

جو لوگ ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں وہ ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں یہ ایسے ظالم ہیں کہ جب کوئی دلائل قرآن وحدیث سے نہیں ملتے۔ تو پھر یہ لوگ قرآن کو اپنے ظلم کا نشانہ بناتے ہیں۔

اگر ''**اعطیت بمفاتیح خزائن الارض**'' سے کلی علم غیب مراد لیا جاوے تو حنفی

اصول فقہ کی رو سے قرآن وحدیث میں تناقص لازم آئے گا۔ قرآن میں ہے "**قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ**" کہ میرے پاس اللہ کے خزانے بالکل نہیں ہیں اور بقول شما زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا کر دی گئیں لہذا آپ کا عقیدہ باطل ہو گیا۔

(۲) اگر "**بمفاتیح خزائن الارض**" سے مراد علم غیب کی چابیاں ہیں تو یہ بھی غلط ہے حدیث کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ دلیل بھی قرآن کے مخالف نہیں۔

قرآن کی آیت ہذا میں ہے "**وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو**" کہ اللہ کے علاوہ غیب کی کنجیاں کسی کے پاس نہیں۔

(۳) تمام محدثین کرام نے اس حدیث کے تحت فرمایا ہے کہ "**مفاتیح خزائن الارض**" سے مراد زمین کے مفتوحہ علاقے ہیں جو صحابہ کرام بلکہ قیامت تک مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوں گے جس میں قیصر وکسریٰ بھی شامل ہیں اگر اس سے کلی علم غیب مراد ہوتا تو "**خزائن الارض**" کا لفظ نہ لایا جاتا بلکہ غیب کے خزانوں کے الفاظ لائے جاتے کہ ہم نے اپنے پیارے نبی کو "**خزائن الغیب**" عطا فرما دیئے ہیں۔

(۴) رسول اکرم کی وفات حسرت آیات ہوگئی اور اس کے بعد صحابہ کرام کے دور میں بڑے بڑے علاقے فتح ہوئے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے **و ان امتی سیبلغ ملکھا ماروی لی منھا**۔

(۵) اگر آپ کلی علم غیب کے مالک اور غیب کی کنجیاں آپ کے پاس تھیں تو اس حدیث کے بعد باقی زندگی دکھ مصائب وآلام کیوں اٹھاتے رہے اور پریشانیوں سے کیوں دوچار ہوتے رہے حالانکہ جس کے پاس غیبوں کی کنجیاں ہوں اس کو ساری عمر کوئی تکلیف ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔

قرآنی دلیل نمبر۳ "**و من اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم**" (پارہ نمبر ۱۱ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۱ رکوع ۲)

کئی لوگ اہل مدینہ سے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں آپ تو ان کو نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔

یہ مدینہ طیبہ میں ادنیٰ درجہ کے منافقوں کی ہی نہیں بلکہ رجسٹرڈ منافقوں کی بات ہے جن کا نفاق عروج کو پہنچا ہوا تھا اور جو نفاق پر اڑے ہوئے اور بضد تھے ان کو بھی نبی اکرم ﷺ نہیں جانتے تھے ان کا علم بھی بس اللہ تعالیٰ ہی کو تھا ان چالاک اور مکار قسم کے منافقوں کے نفاق کا آپ کو بھی علم نہ ہوسکا ثابت ہوا کہ واقعہ بھی صراحتاً حضور علیہ السلام کے علم غیب کلی کی صاف صاف نفی کرتا ہے آیت ہذا کا یہی مفہوم مندرجہ ذیل تفاسیر میں موجود ہے (تفسیر مدارک جلد۲ ص ۱۰۹، تفسیر خازن جلد۳ ص ۱۱۵ تفسیر مظہری جلد۴ ص ۲۸۹، تفسیر روح المعانی ص ۱۰ ج ۱۱، تفسیر قرطبی جلد۸ ص ۲۴۱، تفسیر بیضاوی جلد دوم ص ۱۸۶)

قرآنی دلیل نمبر۴ ”و لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء“ (پ۹ رکوع ۲۳ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۸۸)

اگر میں جانتا ہوتا غیب کی باتیں تو بہت خوبیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی میں تو یہی ہوں ڈرانے اور خوشی سنانے والا۔

لوگو! مذکورہ آیت میں مختار کل اور کلی علم غیب کی صاف تردید موجود ہے پہلے حصہ میں فرمایا کہ اپنی جان کے نفع اور ضرر کا بھی مالک نہیں۔

دوسرے حصہ میں فرمایا اگر میرا غیب پر قبضہ ہوتا تو میں ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا اور ساری زندگی مجھ کو کوئی تکلیف اور ضرر نہ پہنچتا اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا اور اگر برا معلوم ہوتا تو کیوں اس میں قدم رکھتا۔

مثلاً شہد کو حرام کر لیا جس پر سورہ تحریم نازل ہوئی اور واقعہ افک حضرت ام المومنینؓ پر منافقین نے تہمت لگائی تھی تو کتنے دنوں وحی نہ آنے کی وجہ سے پریشان رہے اسی طرح قحط سالی کا پڑنا اور کفار کا اعتراض کرنا کہ تم کیسے ہو؟ جو پہلے سے قحط کا معلوم نہیں کر لیتے چنانچہ اس آیت کا شان نزول بھی یہی ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ سے کہا کہ اے محمد! کیا تمہارا پروردگار گرانی سے پہلے نرخ کی ارزانی کی خبر نہیں دیتا تاکہ آپ اس ارزانی کی حالت میں خریدیں اور پھر جنس کو گرانی کے زمانہ میں بیچ کر خاطر خواہ نفع حاصل کریں؟ اور کیا

آپ کے رب نے آپ کو یہ بھی نہیں بتلایا کہ قحط نازل ہونے والا ہے تا کہ آپ وہاں سے سرسبز علاقہ کی طرف کوچ کر جائیں۔ (تفسیر معالم التنزیل جلد دوم ص ۲۶۶)

یہاں فقط خیر اور سوء سے دنیاوی نفع ونقصان مراد ہے اور اسی کے متعلق اہل مکہ کا سوال تھا مندرجہ ذیل مفسرین عظام نے یہی مفہوم مراد لیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۷۵، تفسیر بیضاوی جلد ا ص ۳۰۴، جامع البیان ص ۳۰۶ تفسیر ابی السعود جلد ۴ ص ۵۴۶)

پھر استکثار خیر کے ثبوت کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ جس وقت حضور نے وصال فرمایا ہے آپ کی زرہ مبارک چند صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے ہاں رہن رکھی ہوئی تھی اور مس سوء کا ثبوت آپ کا آخری مرض ہے بالخصوص اخیر ایام مرض میں تین دفعہ مسجد آنے کے لئے تیاری اور ہر بار غشی طاری ہو جانا اور آپ کا نہ جا سکنا بالآخر مایوس ہو کر حضرت صدیقؓ اکبر کو نماز پڑھانے کا حکم دینا، مولوی اچھروی صاحب آیت ہذا سے ثابت ہوا کہ اخیر زمانہ حیات تک بھی آپ کو کلی علم غیب حاصل نہ تھا اور نہ آپ عالم ماکان ومایکون تھے۔

اچھروی صاحب جو آیات آپ نے السوء کے بارہ پیش کی ہیں اس سے اخلاقی سوء مراد نہیں ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر قسم کی اخلاقی سوء سے ہر نبی معصوم ہوتا ہے، چہ جائے کہ امام الانبیاء ﷺ وہ تو بدرجہ اولیٰ اخلاقی سوء سے منزہ اور مطہرہ تھے۔

(۲) بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کے مترجم قرآن کے حاشیہ پر مولانا نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں، خیر سے مراد راحتیں، کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے، اور برائیوں سے تنگی تکلیف اور دشمنوں کا غالب آنا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کا مطیع اور نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مومن ہونا ہے اور برائی سے بدبخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا ہے۔

پھر اچھروی صاحب قرآن کریم میں لفظ سوء ساٹھ ۶۰ مقامات پر ساٹھ آیات میں آیا ہے اور یہ گیارہ ۱۱ معنوں میں استعمال ہوا ہے اور تم نے اپنے غلط عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے صرف ایک معنی اخلاقی برائی کو بار بار ذکر کیا ہے اور باقی دس معنوں میں استعمال شدہ

مقامات کو دیدہ دانستہ چھوڑ دیا ہے تاکہ آپ کے باطل عقیدہ پر کہیں پانی نہ پھر جائے اور بریلویت کا کہیں ستیاناس نہ ہو جائے جو لفظ گیارہ معنوں میں استعمال ہو ایک ہی معنی میں استعمال کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دینا یا عوام کو فریب دینا یہ رضا خانیت کا کمال ہے؟ اچھروی صاحب آپ سے پہلے بڑے بڑے قرآن کے محرفین مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ گزرے ہیں مگر آپ نے فن تحریف میں سب کو مات کر دیا۔

ہمارا اور پوری جماعت اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ حضرت نبی اکرمؐ اخلاقی اعتبار سے بالکل پاک اور معصوم ہیں اور اس آیت میں اخلاقی سوء مراد نہیں جو تم نے بار بار قرآنی آیات پڑھ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے اس کا صحیح مطلب یہ ہے اگر غیب کی ہر بات جان لیتا تو بہت سی بھلائیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا، جو علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں، مثلاً افک کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضور کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب رہا، حجۃ الوداع میں تو صاف ہی فرمادیا، **لو استقبلت من امری ما استدبرت لما سقت الهدی،** اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی تو ہر گز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا اس قسم کے بیسوں واقعات ہیں جن کی روک تھام علم کلی یا علم **ما کان و ما یکون** رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی ان سب سے بڑھ کر عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ حدیث جبرائیل کی بعض روایات میں آپ نے صریحاً فرمادیا کہ میں نے جبرائیل کو واپسی کے وقت تک نہیں پہنچانا جب وہ اٹھ کر چلے گئے تب علم ہوا کہ وہ حضرت جبرائیل تھے اس میں قیامت کے سوال پر **ما المسئول عنها باعلم من السائل** کے الفاظ بھی موجود ہیں جو علم غیب کی نفی کے لیے کافی ہیں۔

مندرجہ ذیل بیس آیتوں میں لفظ سوء اخلاقی برائی پر استعمال نہیں کیا گیا بلکہ غیر اخلاقی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) **(افمن یتقی بوجهه سوء العذاب یوم القیمة)** (سورہ زمر آیت ۲۴)

آیا پس جو کوئی بچاتا ہے منہ اپنے کو برے عذاب سے دن قیامت کے۔

(۲) (لا فتدوا به من سوء العذاب يوم القيمة) (زمر:۴۷)

البتہ بدلا دیویں اس کو برے عذاب سے دن قیامت کے۔

(۳) (فانقلبوا بنعمة من الله و فضل لم يمسسهم سوء) (آل عمران ۱۷۴)

تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

(۴) (سنجزى الذين يصدفون عن ايتنا سوء العذاب) (انعام نمبر ۱۵۷)

عنقریب وہ ہماری آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں ہم انہیں برے عذاب کی سزا دیں گے۔

(۵) (و اذانجينا كم من آل فرعون يسومونكم سوء العذاب)

(الاعراف آیت ۱۴۱)

جب نجات دی ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے پہنچاتے تھے تم کو سخت تکلیف۔

(۶) (فلما نسوا ما ذكرو به انجينا الذين ينهون عن السوء)

(اعراف آیت ۱۶۵)

جب بھول گئے جو وہ نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اس کے نجات دی ہم نے ان لوگوں کو کہ جو منع کرتے تھے برائی سے۔

(۷) (زین لهم سوء اعمالهم والله لا يهدى القوم الكفرين) (توبہ آیت ۳۷)

زینت دیے گئے ہیں واسطے ان کے برے عمل ان کے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو۔

(۸) (ان يقول الا اعتراك بعض الهتنا بسوء) (ہود آیت ۵۴)

نہیں کہتے ہم مگر یہ کہ آسیب پہنچایا ہے تم کو بعض ہمارے معبودوں نے ساتھ برائی کے۔

(۹) (اولئك لهم سوء الحساب و ماوا هم جهنم و بئس المهاد)

(سورہ رعد آیت ۱۸)

یہی ہیں جن کا برا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا جہنم اور بہت برا بچھونا ہے۔

(۱۰) (والذين يصلون ما امر الله به ان يوصل و يخشون ربهم و

یخافون سوء الحساب) (سورۂ رعد۲۱)

اور وہ لوگ جوڑتے ہیں اس کو جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور حساب کی برائی سے خوف کھاتے ہیں۔

(۱۱) **(اولئك لهم اللعنة و لهم سوء الدار)** (سورۂ رعد آیت ۲۵)

یہی وہ لوگ ہیں ان کے واسطے لعنت ہے اور ان کے واسطے برا دکھ ہے۔

(۱۲) **(قال الذين اوتوا العلم ان الخزی اليوم والسوء علىٰ الكٰفرين)**

(سورہ نحل آیت ۲۷)

کہیں گے وہ لوگ جو علم والے تھے کہ آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے۔

(۱۳) **(فالقوا السلم ما كنا نعمل من سوء)** (نحل آیت ۲۸)

اب صلح ڈالیں گے ہم بھی کچھ برائی نہ کرتے۔

(۱۴) **(يتوارى من القوم من سوء ما بشر به)** (نحل آیت ۵۹)

چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب۔

(۱۵) **(واضمم يدك الى جناحك تخرج بيضاء من غير سوء)**

(سورہ طٰہٰ آیت ۲۲)

اور ملا لے ہاتھ اپنا طرف بازو اپنے کی نکل آوے گا سفید بغیر برائی کے نشانی۔

(۱۶) **(ولا تمسوها بسوء فياخذكم عذاب يوم عظيم)** (شعراء آیت ۱۵۶)

اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو ساتھ برائی کے پس پکڑے گا تم کو عذاب دن بڑے کا۔

(۱۷) **(الا من ظلم ثم بدل حسناً بعد سوء فانی غفور رحيم)** (النمل آیت ۱۱)

مگر جو کوئی ظلم کرے پھر بدل ڈالے نیکی پیچھے برائی کے پس تحقیق میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

(۱۸) **(امن يجيب المضطر اذا دعاه و يكشف السوء)** (النمل آیت ۶۲)

کون ہے کہ قبول کرتا ہے دعا مضطر کی جس وقت کہ پکارتا ہے اس کو اور کھول دیتا ہے

تکلیف۔

(۱۹) (افمن زین له سوء عمله فراٰه حسناً فان الله یضل من یشاء)

(سورہ فاطر آیت)

کیا وہ شخص کہ زینت دیا گیا واسطے اس کے برا عمل پس اس نے دیکھا اس کو اچھا پس تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے۔

دلیل نمبر ۵ (قل لا اقول لکم عندی خزائن الله و لا اعلم الغیب)

(پ ۷ انعام آیت نمبر ۵۰ ع ۴)

فرما دیجئے! اے پیغمبر محمد رسول اللہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور میں غیب کو جانتا ہوں اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے اس میں کوئی بھی دوسرا شریک نہیں۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ کلی علم غیب اور (علم ما کان وما یکون) کا حاصل ہونا منصب نبوت میں داخل نہیں ہے آیت ہذا میں رب العالمین نے رحمتہ للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی پاک زبان سے اعلان عالی شان کروا کر شرکیہ عقیدہ کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا اور ہر قسم کا شک وشبہ ختم کر دیا، میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا مالک اور مختار کل اور متصرف الامور بھی نہیں اور **و لا اعلم الغیب** اور نہ ہی غیب کا علم رکھتا ہوں۔

کیوں اچھروی صاحب جس ہستی کے بارہ میں تم جھگڑا کر رہے ہو خدا کی لاریب کتاب میں سے پیغمبر کی لاریب زبان سے میں نے آیت پڑھ کر سنا دی جب خود امام الانبیا ﷺ نے دوٹوک فیصلہ کر دیا دنیا میں کون سچا مسلمان قرآن اور صاحب قرآن کی زبان کا انکار کر سکتا ہے اب مولوی صاحب سارے قرآن مجید سے ایک آیت تم مجمع میں پڑھ کر سنا دو، کہ میرے پاس خدائی اختیارات بھی ہیں اور میں کلی علم الغیب جانتا ہوں ذاتی اور عطائی کا جھگڑا یاد آ گیا ہے یہاں لانفی جنس واقع ہے جہاں لانفی جنس آتا ہے وہاں اس کے تمام افراد مراد ہوتے ہیں، اس لانفی جنس نے **((لا اعلم الغیب))** میں ذاتی اور عطائی

ہر قسم کے غیب کی نفی کردی ہے لیکن قیامت تک کبھی بھی مجھے ہرگز ہرگز تم نہیں دکھا سکتے اور یہ بات بھی بالکل حق ہے کہ پیغمبر اپنے قول وفعل اور ہر ایک حرکت اور سکون میں رضائے الٰہی اور حکم خداوندی کے تابع ہوتا ہے۔

مولوی اچھروی اور اس کی ذریت کو چاہیے کہ خدائی فیصلے اور مصطفائی فیصلہ پر اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرلیں زندگی کا کچھ اعتبار نہیں کہ کب تار کٹ جائے اس لئے اس زندگی میں عقائد اور اعمال کو درست کرلو اور قرآن کی تحریف کرکے علم غیب ثابت کرتے ہو اچھا سارے قرآن میں سے ایک آیت ایسی نکال دو کہ کسی جگہ حضور نے مسلمانوں سے خطاب کرکے یہ فرمایا ہو کہ **انی اعلم الغیب** کہ میں علم غیب جانتا ہوں سارا جھگڑا ختم ہو جائے گا اور مسئلہ حل ہو جائے گا۔

قرآنی دلیل نمبر ۶ (یسئلونك عن الساعة ایان مرسٰها فیم انت من ذکرٰها الیٰ ربك منتهٰها انما انت منذر من یخشاها)(پ۳۰ نازعات رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ آپؐ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب اس کا قیام ہوگا؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا؟ تیرے رب کی طرف ہی اس کی انتہا ہے تو صرف ڈرانے والا ہے اس کو جو اس سے ڈرتا ہے۔

اس آیت کے شان نزول کے بارہ حضرت علیؓ سے مروی ہے، **کان النبی صلی الله علیه وسلم یسئل عن الساعة فنزلت فیم انت من ذکرها** رسول اکرم ﷺ قیامت کے وقت کو دریافت فرماتے تھے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی **فیم انت من ذکرها** کہ آپ کو اس کے ذکر سے کیا تعلق؟ تفسیر درمنشور جلد ۶ ص ۳۱۴ خاتم الانبیاء کو رب العلمین نے کیا بہترین جواب دیا کہ تو تو منذر ہے باقی وقت قیامت کا علم آپ کے منصب رسالت میں داخل نہیں اس کو تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

صدیقہ کائنات حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ برابر قیامت کے متعلق دریافت فرماتے رہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی **فیم انت من ذکرها الی ربك**

منتھھا نازل ہوئی پھر آپ نے کبھی دریافت نہیں فرمایا۔ (تفسیر درمنشور جلد ۶ ص ۳۱۴)

طارق بن شہاب صحابی رسول فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قیامت کا بکثرت ذکر فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آیت **فیم انت من ذکرھا....** الخ نازل ہوئی تو آپ نے اس کو ترک فرمادیا۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ آپ سے لوگ قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب اس کا قیام ہوگا؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا تعلق؟ تیرے رب ہی کی طرف سے ان کی انتہا ہے۔

(رسالہ اصول فقہ ص ۶۷ الامام شافعی)

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ کلی علم غیب یا علم **ماکان وما یکون** ہرگز کسی کو حاصل نہیں اور قیامت کے آنے کے وقت خاص کا علم بھی حضور اکرم کو حاصل نہ تھا کفار اور منافقین کی طرف سے ازراہ شرارت وامتحان آنحضرت کی زندگی کے آخری لمحات تک یہ سوال ہوتا؟ جس کا جواب بار بار قرآن کریم میں دیا گیا اور یہ واضح کر دیا گیا کہ مکی اور مدنی زندگی کے مکمل دور میں قیامت کا علم آپ کو عطا نہیں کیا گیا کہ وہ کب اور کتنی دیر بعد آئے گا لہذا نتیجہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کلی علم غیب کائنات میں کسی کو حاصل نہیں اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے پھر کوئی غیر اللہ اس میں شریک نہیں مندرجہ ذیل تفاسیر میں مذکورہ آیت کا یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۶۹)، (تفسیر خازن جلد ۷ ص ۱۷۳)، (تفسیر معالم التنزیل جلد ۷ ص ۱۷۳) (تفسیر سراج المنیر جلد ۴ ص ۴۸۳) (تفسیر مدارک جلد ۴ ص ۲۴۸)، (تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص ۳۸۵)، (تفسیر ابو السعود جلد ۸ ص ۴۰۰)، (تفسیر جلالین ص ۴۸۸)، (تفسیر جامع البیان ص ۴۸۸)

قرآنی دلیل نمبر ۷ **(قل ما کنت بدعاً من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا مایوحیٰ الی وما انا الا نذیر مبین)**

(پ ۲۶ سورہ الاحقاف، رکوع ۱ آیت نمبر ۹)

اے محمد ﷺ آپ فرما دیجئے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں آیا اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا پیش آئے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا میں تو صرف اسی راہ پر چلتا ہوں جس کا مجھے حکم آیا اور میرا کام تو ڈرانا ہے کھول کر۔

آیت ہذا سے ثابت ہوا کہ آنحضرت کو کلی علم غیب نہیں اس لئے آپ نے آئندہ کے حالات کے جاننے کی صاف نفی فرما دی لوگو سن لو اچھی طرح سن لو ہمارا اہل توحید کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم کی شان اللہ کے نزدیک پوری کائنات سے زیادہ ہے پھر آپؐ سے زیادہ کون سچا ہوگا جس کی بات کا یقین کیا جائے گا جبکہ آپ بھی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا پھر اس سے بڑھ کر کون کذاب اور ملعون ہوگا جو آپؐ کو **عالم ما کان و ما یکون** ثابت کرنے کی کوشش کرے باقی جو آپؐ نے پیش گوئیاں کیں وہ تو اللہ کی وحی سے اطلاعات ہیں اور جو بات اطلاع یا کسی بھی ذریعہ سے معلوم ہو وہ غیب نہیں ہوتا اور نہ اس طرح سے جاننے والے کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں۔

بریلویوں کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں نے (انباء المصطفیٰ ص ۵) اور مفتی احمد یار خاں نے جاء الحق ص ۹۷ اور اچھروی صاحب نے مقیاس حنفیت ص ۳۹۵ میں آیت ہذا کے بارہ میں لکھا ہے کہ منسوخ ہے اور ناسخ آیت (**لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر**) کیونکہ اس آیت سے پہلے آنحضرت کو اپنی نجات کا علم نہ تھا سورہ الفتح کی اس آیت نے آکر (**قل ما کنت بدعاً**) کو منسوخ کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

جواب اول بعض مفسرین اور مذکورہ علماء بریلویہ کا نسخ کا دعویٰ باطل اور مردود ہے وہ اس لئے کہ نص قرآنی میں (**و ما ادری ما یفعل بی ولا بکم**) خبر ہے اور **ما ادری** خالص خبر ہے اور خبر میں نسخ ہرگز جائز نہیں اور جملہ **ما ادری** کی صورت میں بھی خبر ہے اور معنی میں بھی خبر ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں **فاما الا خبار فلا یکون فیھا ناسخ ولا منسوخ** (ابن کثیر جلد اول ص ۱۴۹) (تفسیر احمدیہ ص (۱۰) (افادۃ الشیوخ ص ۵) (مرقات ہامش مشکوٰۃ جلد دوم ص ۴۵۶)

جواب دوم دلیل وحی پر سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر تم پر وحی آتی ہے تو ہمیں بتلاؤ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے تو جواب دیا گیا کہ مجھے تو ابھی تک اپنے بارہ میں بھی علم نہیں کہ دنیا میں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے کیونکہ اس بارے میں ابھی تک کوئی وحی نہیں آئی نمید انم چہ کردہ شود بامن وشمادر دینا (فتح الرحمٰن) (وتفسیر ابن جریر) آپ کو اپنا اخروی انجام تو معلوم تھا اور بالقین معلوم تھا اس لئے وہ یہاں ہرگز مراد نہیں۔

جواب سوم ثابت ہوگیا کہ یہ آیت محکم ہے اور اسے منسوخ ماننے کی ضرورت ہی نہیں باقی حضرت ابن عباسؓ کی منسوخی کا قول اکثر محققین کے نزدیک روایتاً ودرایتاً دونوں پہلوؤں سے ضعیف ہے۔ (تفسیر کبیر)

جواب چہارم مفتی احمد یار خاں جاء الحق کے ص ۹۸ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت کو اپنی نجات اخروی کا علم نہ تھا جب سورہ فتح نازل ہوئی اور آیت لیغفرلك الله یہ علم حاصل ہوا اور مغفرت کی خبر حدیبیہ کے سال آپ کو دی گئی تو یہ آیت منسوح ہوگئی تو جواباً گذارش ہے کہ حدیبیہ کا واقعہ ۶ ھ میں پیش آیا تو نتیجہ نکلا کہ رسول اللہ کو نبوت کے بعد انیس ۱۹ سال تک اپنی اخروی نجات کا علم نہ ہوسکا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا اس میں آنحضرت کی توہین وتحقیر نہیں کیا جعلی عاشقوں کے ایمان کا ستیاناس نہیں ہو جاتا دوسروں کو دن رات بے ادب یا گستاخ رسول کہنے والے خود گستاخی کے سمندر میں غوطے لگا رہے ہیں ہمارا جماعت اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ امام الانبیاء کو جس دن نبوت کا تاج پہنایا گیا اسی وقت سے آپ کو اپنی اخروی نجات کا علم تھا کیونکہ نبوت تو عام ایمانداروں کو نجات کی بشارت دیتی ہے چہ جائیکہ صاحب نبوت کو اپنی نجات پر یقین نہ ہو لہذا یہ تصور بھی لانا تباہی ہے کہ انیس سال بعد از نبوت اپنی اخروی نجات کا علم ہی نہ تھا اور یہ بھی واضح ہوگیا تمہارے اکابر کی تحریروں کی روشنی میں کہ آپ کو ۶ ھ تک علم غیب نہ تھا۔ اور نہ آپ **عالم ماکان ومایکون** تھے۔

جواب پنجم اچھروی صاحب نے تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۵۵ کا حوالہ دے کر اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے مگر اسی صفحہ پر حافظ ابن کثیر کی دوسری عبارت کو گیارھویں کی کھیر سمجھ کر

ہضم کر گئے و **لکن قال لا ادری ما یفعل بی و لا بکم فی الدنیا اخرج کما اخرجت الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام من قبلی؟ ام اقتل کما قتلت الانبیاء من قبلی ولا ادری ایخسف بکم او ترمون بالحجارۃ؟**

(تفسیر ابن کثیر جلد۴ص ۱۵۵، تفسیر معالم التنزیل جلد۴ص ۶۵۹)

مفسرین کرام کے نزدیک یہ آیت امور دنیاوی کے متعلق ہے نجات اخروی سے اس کا کوئی تعلق نہیں لہذا یہ آیت کسی طرح منسوخ نہیں ہوگی نیز ابن عباس کی طرف اس قول کی نسبت کسی صحیح سند سے ثابت نہیں۔

جواب ششم دلائل اور براہین سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جو جو واقعات جناب رسول اکرم کو قوم سے پیش آئے تھے آپ کو ان کا علم اور درایت نہ تھی جیسا کہ حضرت ام العلاء الانصاریہؓ جناب رسول خدا ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت نے خود ارشاد فرمایا

''واللہ لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم''

(بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۳۹)

مذکورہ حدیث سے بھی مراد امور دنیوی ہیں امور اخروی ہرگز مراد نہیں لہذا اہل بدعت کا استدلال ختم ہوگیا۔

جواب ہفتم تفسیر روح المعانی جلد ۲۶ص ۸ اور تفسیر فتح الرحمٰن اور تفسیر ابن جریر میں موجود ہے کہ **(قل ما کنت بدعاً من الرسل)** کا معنی یہ ہے کہ میں کوئی نئی بات لے کر نہیں آیا میں نے وہی دعوت توحید پیش کی ہے جو انبیاء سابقین کی دعوت تھی باقی میں تمہارے آئندہ کے حالات کے بارہ میں آپ کو کیا بتلاؤں؟ مجھے تو ابھی تک اپنے بارے میں بھی علم نہیں کہ اس دنیائے فانی میں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے کیوں کہ اس بارے میں ابھی تک کوئی وحی نہیں آئی تھی'' **و ما ادری مایفعل بی ولابکم فی الدنیا**'' (تفسیر قرطبی) آیا میں مکہ شریف میں رہوں گا یا اس سے نکال دیا جاؤں گا اور کیا طبعی طریقہ پر میری وفات ہوگی یا دشمنوں کے ہاتھوں شہید کر دیا جاؤں گا باقی اے کفار و مشرکین

تمہارے بارے میں بھی مجھے کوئی علم نہیں کہ کیا تم پر عذاب ابھی آئے گا یا تمہیں مزید مہلت دی جائے گی۔

باقی مولوی اچھروی صاحب یہ بھی وضاحت یاد رکھو کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آخرت کے بارہ میں آپ کو ابتداء میں ہی بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ ؐ کو اور آپ ؐ کے متبعین کو جنت اور تکذیب کرنے والوں کو دوزخ نصیب ہو گی مذکورہ پیش کردہ دلیل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ آپ ؐ کو کلی علم غیب ہرگز نہیں تھا اور نہ آپ **عالم ما کان وما یکون** تھے۔

قرآنی دلیل نمبر ۸ ''**لیس لك من الامر شیئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون**'' (پ۴ آل عمران رکوع ۱۳ آیت نمبر ۱۲۸)

اے محمد ﷺ (میرے فیصلوں میں) آپ کا کچھ اختیار نہیں یا تو اللہ تعالیٰ ان پر رجوع فرمائے (اور وہ توبہ کریں) یا ان کو عذاب کرے کیوں کہ وہ ناحق پر ہیں۔

اس آیت کا تعلق جنگ احد سے ہے جس میں ستر ۷۰ صحابہ ؓ شہید ہو گئے تھے۔ جن میں آپ ؐ کے چچا امیر حمزہ ؓ بھی تھے مشرکین نے نہایت وحشیانہ طور پر شہداء کا مثلہ کیا یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالے پیٹ چاک کیا حتیٰ کہ امیر حمزہ کا جگر نکال کر ہندہ نے چبایا۔

خلاصہ یہ کہ خود امام الانبیاء کو بھی اس لڑائی میں زخم پہنچے سامنے کے چار دانت شہید ہوئے چہرہ مبارک زخمی ہوا اور خود کی کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں گھس گئیں بدن مبارک پر بہت سے زخم آئے آپ ؐ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے جب آپ کو ہوش آیا تو آپ ؐ نے زبان اقدس سے فرمایا **کیف یفلح قوم شجوا نبیھم وھو یدعوھم الی اللہ عزوجل** وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے پیغمبر کے ساتھ یہ حال کیا حالانکہ نبی انہیں خدا کی طرف بلاتا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ''**لیس لك من الامر**'' (صحیح بخاری جلد دوم ص ۵۸۲، صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۰۸، جامع ترمذی جلد دوم ص ۱۴۰، سنن نسائی جلد اول ص ۱۲۲، مسند احمد جلد دوم ص ۹۳، تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۴۰۲، تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۱۹۹)

مولوی اچھروی صاحب سنو! بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ امام المرسلین ﷺ چالیس دن تک مشرکین کے حق میں بددعا کرتے رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی چونکہ آنحضرت کو ان کے انجام اور ہدایت کا علم کلی حاصل نہ تھا اس لئے آپ بددعا فرماتے رہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں چونکہ ان مشرکین کی قسمت میں ایمان کی دولت تھی اور یہ سب حضرات بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بددعا کرنے سے منع فرما دیا اس آیت کے شان نزول اور واقعہ ہذا سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نہ تو مختار کل ہیں اور نہ ہی عالم الغیب ہیں ورنہ آپ لعنت اور بددعا نہ کرتے۔

اچھروی صاحب اللہ کے بندوں پر اتنا ظلم نہ کرو کتاب اللہ سے آٹھ آیات میں نے ٹھوس اور صریح نصوص پیش کی ہیں آج میدان مناظرہ میں یا تو قرآن کا انکار کر کے کافر بننا پڑیگا یا پھر اقرار کر کے اپنے عقیدہ باطلہ پر اپنے ہاتھ سے چھری چلانا پڑے گی۔

قرآنی دلیل نمبر ۹ ”یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لك تبتغی مرضات ازواجك واللہ غفور رحیم“ (سورہ تحریم پ ۲۸)

اے پیغمبر اللہ نے جو چیز تجھ پر حلال کی تو اس کو (اپنے اوپر) حرام کیوں کرتا ہے؟ تو اپنی بیویوں کی رضا مندی چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی زوجہ زینب بن جحشؓ کے پاس سے شہد نوش فرمایا اور آپ کو شہد بہت مرغوب تھا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہؓ نے ازراہ رقابت سوچا کہ زینبؓ کو یہ شرف کیوں حاصل ہو؟ اور اظہار غیرت کیا آنحضرت نے اپنے اوپر شہد کو حرام فرما دیا خدا تعالیٰ کو یہ بات سخت ناگوار گزری جبرائیل امین یہ آیت لے کر آئے سنہ ۹ کے واقعہ ہذا سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو بعض بیویوں کے مشورے کا علم نہ ہوا اور ازواج مطہراتؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ہمارے مشورہ سے حضور باخبر نہیں کیوں اچھروی صاحب میں خالق کائنات کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر نبی پاک ہی عالم الغیب ہوتے تو شہد کو حرام نہ کرتے اور خدائی تنبیہ نازل نہ ہوتی حقیقت یہی ہے کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے کوئی غیر اللہ اس میں

شریک نہیں ہوسکتا۔ (بخاری شریف ص۷۲۳، مسلم شریف ص۴۷۱، (تفسیر روح المعانی ص ۱۶۴، ج۱۴۔ تفسیر قرطبی جلد ۱۸ ص ۱۸۶)

قرآنی دلیل نمبر۱۰ "ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غداً و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر" (سورہ لقمان پ۲۱ آخری آیت)

تحقیق اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے بارش اور وہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی) اور کسی کو معلوم نہیں کہ کل یہ کیا کمائے گا؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا؟ بے شک اللہ ہی جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

احادیث نبویہ میں ان امور خمسہ کو مفاتح الغیب کہا گیا ہے معلوم ہوا کہ ان اشیاء کا علم صرف ذات خداوندی کے ساتھ مخصوص ہے اور اسی طرح زمانہ کی تمام اقسام ماضی، حال اور مستقبل کے تمام حوادث کو بغیر رب العالمین کے کوئی نہیں جانتا اس ہماری پیش کردہ ادلہ عشرہ سے ثابت ہوا کہ پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۱) قیامت کب آئے گی؟ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ (۵) اسے موت کہاں آئیگی؟

حدیث رسول میں ہے کہ ایک آدمی آنحضرت کے پاس آیا اور سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو ذات نبوتؐ نے فرمایا **فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ** حوالہ سنیئے، صحیح بخاری ص۱۲، صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۹، نسائی شریف جلد ۲ ص ۲۶۳، ابن ماجہ ص ۷)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا **مفاتح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ** یعنی غیب کے پانچ خزانے ہیں ان کو اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۸۱)

حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ **ھذہ الخمسۃ لا یعلمھا الا**

اللہ و لا یعلمھا ملک مقرب و لا نبی مرسل فمن ادعی علیٰ انه یعلم شیئا من ھذہ فقد کفر بالقرآن لانه خالفه . (تفسیر قرطبی جلد۱۴ص۸۲،تفسیر خازن جلد ۵ ص۱۸۳،تفسیر ابن کثیر جلد۳ص۴۵۵)

مذکورہ آیات اوراحادیث،اقوال صحابہؓ وتابعین وعبارات مفسرین سے واضح ہوگیا کہ جمیع علم غیب اورعلم **ما کان وما یکون** کاعلم صرف اللہ کی ذات کوہی ہے مولوی اچھروی اوراس کے حواریوں کاعقیدہ،دعویٰ،نظریہ سراسر باطل اور گمراہی پرمبنی ہے۔

دلیل نمبر۱۱ **"یسئلونك عن الساعة ایان مرسٰھا قل انما علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا الا ھو ثقلت فی السموات و الارض لاتاتیکم الا بغتة یسئلو نك کانك حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون"** (الاعراف آیت ۸۷ پ۹)

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کس وقت ہے؟ تو کہہ اس کی خبرتو میرے رب کے پاس ہی ہے وہی کھول کردکھادے گا اس کواپنے وقت پرمگر وہ بھاری بات ہے آسمان و زمین میں تم پرآ ویگی تو بےخبرآئیگی تجھ سے پوچھتے ہیں گویا کہ تو اس کا متلاشی ہے تو کہہ کہ اس کی خبر ہے اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

استدلال: مذکورہ آیت سے واضح ہے کہ قیامت کے بارہ میں آنحضرت سے سوال کیا گیا کہ وہ کب آئیگی؟ آپؐ نے جواب دیا کہ اس کے وقت خاص کا علم خدا عالم الغیب کے سوا کسی کونہیں اوروہی اسے وقت پرظاہر کرے گا۔

مندرجہ ذیل تفاسیر میں یہی تشریح بیان کی گئی ہے۔(تفسیر ابن کثیر ص۲۷۴ ج۴، تفسیر ابن جریر جلد۹ص۸۸،تفسیر خازن ج۲ص۲۶۵،تفسیر معالم التنزیل جلد۲ص۳۶۵، تفسیر سراج منیر جلداول ص۵۴۴)

قرآنی دلیل نمبر۱۲ **"یسئلك الناس عن الساعة قل انما علمھا عنداللہ وما یدریك لعل الساعة تکون قریباً"** (سورہ احزاب ع۵ آیت نمبر۶۳)

لوگ آپ سے قیامت کے بارہ میں سوال کرتے ہیں تم فرما دو کہ اس کی خبر اللہ ہی کے پاس ہے اور تو کیا جانے شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔

مذکورہ آیت کا ترجمہ سننے کے بعد مولوی اچھروی صاحب اب بھی ضد اور تعصب سے یہی ورد کریں گے کہ حضور کلی علم غیب کے مالک تھے تو پھر یقیناً کہوں گا کہ مولوی صاحب قرآن سے جنگ اور صاحب قرآن جناب محمد رسول اللہ سے بغاوت کرتے ہیں۔

قرآنی دلیل نمبر ۱۳ ''و یقولون متیٰ ھٰذا الوعد ان کنتم صٰدقین قل انما العلم عنداللہ و انما انا نذیر مبین'' (سورہ ملک ع ۲ آیت ۲۶،۲۵)

ترجمہ: یہ کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ (اے پیغمبر) ان کے جواب میں فرما دیجئے یہ تو خدا ہی جانتا ہے اور میں تو کچھ نہیں ہوں مگر (خدا کے عذاب سے) صرف ظاہر ڈرانے والا۔

مذکورہ پیش کردہ آیت سے بھی ثابت ہوا کہ علم غیب کلی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اگر حضور عالم ماکان و ما یکون کا علم رکھتے ہیں تو قیامت کی تفصیلات کیوں نہیں بتلاتے؟ معلوم ہوا یہ خاصہ خداوندی ہے تفسیر ابن کثیر جلد ا ص ۴۰، جامع البیان ص ۴۶۶، تفسیر ابی السعود جلد ۸ ص ۳۰۷ اور تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۱۹۱ میں مفسرین نے یہی وضاحت فرمائی ہے۔

قرآنی دلیل نمبر ۱۴ ''و یقولون متیٰ ھو قل عسیٰ ان یکون قریباً''

(سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۵)

اور کہیں گے بھلا بتلاؤ کہ (قیامت کب آئے گی؟) یہ کب ہونا ہے فرما دیجئے کہ شتاب ہے یہ کہ ہو نزدیک۔

مولوی اچھروی صاحب اس آیت میں بھی وقت قیامت کے سوال کے جواب میں صرف اس کا قرب زمانی بیان فرمایا گیا ہے کوئی خاص وقت ہرگز نہیں بتلایا یعنی جب قیامت آنے والی ہے تو وہ چاہے کتنی دور ہو اسے قریب ہی سمجھو اور اپنی نجات کی فکر کرو پوری تفصیل امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۰۴ اور خطیب شربینی نے تفسیر سراج

منیر جلد۲ص ۳۱۰ میں دیکھیں تمام آیات مسئلہ کو نکھار رہی ہیں کہ علم غیب خدا کا خاصہ ہے مگر خدا جانے مولوی اچھروی پر اب کون سی نئی وحی نازل ہوگئی ہے کہ بار بار اپنے گمراہ عقیدہ کو دہرار ہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرر ہے ہیں۔

قرآنی دلیل نمبر ۱۵ ''قل انما یوحیٰ الی انما الٰھکم الله واحد فهل انتم مسلمون فان تولوا فقل اٰذنتکم علیٰ سواء و ان ادری اقریب ام بعید ما توعدون'' (سورہ۱۷ انبیاء ع۷)

ترجمہ: تم فرمادو کہ مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ معبود تمہارا ایک ہے پھر ہو تم حکم برداری کرتے پھر اگر منہ موڑیں تو آپ فرمادیجئے میں نے خبر دی تم کو دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو تم وعدہ کیے گئے ہو۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں باقی اے کفار و مشرکین جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے تو وہ لامحالہ قائم ہو کر رہے گی مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہوگی؟ اور مجھے معین وقت کا علم ہرگز نہیں دیا گیا بہرحال (توعدون) سے مراد خواہ قیامت ہو خواہ عذاب ہو خواہ غلبہ مسلمین ہو اگر تینوں چیزیں بھی مراد لی جاویں تو بھی غیر اللہ سے علم غیب کی نفی ثابت ہوگی اور اچھروی کا دعویٰ اور دلیل دونوں باطل ہوگئے۔

(تفسیر بیضاوی جلد۲ص ۵۶)

قرآنی دلیل نمبر ۱۶ ''الیہ یرد علم الساعة و ما تخرج من ثمرات من اکمامها وما تحمل من انثیٰ ولا تضع الا بعلمه'' (پ۲۵ سورہ حم سجدہ ع۶)

قیامت کا علم خدا ہی کی طرف پھیرا جا سکتا ہے اور کوئی پھل اپنے خول سے نہیں نکلتا اور نہ ہی کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کے علم سے ہوتا ہے۔

آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ کے کمال علم اور وسعت معلومات کو ایک عجیب انداز میں بیان کیا گیا ہے پھر فرمایا قیامت قائم ہونے اور نظام کائنات کے درہم برہم ہونے کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے اور پھر یہ بھی بیان ہے کہ اس عالم کون و مکان میں تمام

حوادث اور حیوانات ونباتات میں رونما ہونے والے تمام انقلابات کا تفصیلی اور کلی علم بھی اسی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اگر کوئی چیز اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اپنے نبی کو بتادے تو وہ اطلاع علی الغیب تو ہوسکتی ہے مگر اسے **عالم ماکان ومایکون** نہیں کہہ سکتے۔

ثابت ہوا کہ زمین وآسمان کے تمام غیوب اور **ما کان وما یکون** کے جمیع علوم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں ساری مخلوق میں سے کوئی اس کا شریک نہیں تفاسیر کے حوالہ جات بھی سنیے۔ (جامع البیان ص ۴۱۳، تفسیر خازن جلد ۶ ص ۹۶، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۷۳، تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۳۸۱)

قرآنی دلیل نمبر ۱۷ ”**قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل له ربی امداً**“ (سورہ جن آیت نمبر ۲۹ ع ۲ پ ۲۹)

فرمادیجئے محمد رسول اللہ مجھے معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک ہے یا میرے پروردگار نے اس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے مذکورہ آیت سابقہ آیات کی طرح واضح ہے کہ قیامت کا وقت قرب اور بعد بھی نامعلوم ہے۔

تفاسیر میں موجود ہے کہ قرب قیامت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی باقی ماندہ عمر اس گزشتہ عمر سے کم ہے بس اتنا قرب تو معلوم ہے لیکن اس قرب کی ٹھیک مقدار معلوم نہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۳۴۳، تفسیر ابن کثیر جلد ۱۰ ص ۹۶)

دلیل ہذا سے معلوم ہوگیا کہ لفظ **ماتوعدون** سے مراد قیامت ہو یا عذاب الٰہی ان کے وقت معین کا علم آنحضرت کو ہرگز حاصل نہ تھا لہذا امام الانبیاء کو نہ تو کلی علم غیب حاصل تھا اور نہ آپ **عالم ما کان وما یکون** تھے مفسیرین کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۳۲، تفسیر خازن جلد ۷ ص ۱۳۶، تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۳۳۹، تفسیر ابوالسعود جلد ۸ ص ۳۲۹)

قرآنی دلیل نمبر ۱۸ ”**ویقولون متیٰ هٰذا الوعد ان کنتم صٰدقین قل لا املك لنفسی ضراً ولا نفعاً الا ما شاء اللّٰه**“ (سورہ یونس ع ۵ پ ۱۱)

اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ (قیامت کا) اگر تم سچے ہو؟ تو کہہ میں مالک نہیں اپنے واسطے کسی نفع اور ضرر کا مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ۔

آیت ہذا میں مشرکین نے سید المرسلین ﷺ سے قیامت کے وقت خاص کے متعلق سوال کیا تھا جس کے جواب میں کوئی وقت نہیں بتلایا گیا بلکہ مزید ترقی کر کے یہ جواب دیا گیا لوتم قیامت کے بارہ میں پوچھتے ہو جس کا تعلق تمام مخلوق سے ہے) میں تو اپنی ذات کے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا وہ بھی خدا کے دائرہ اختیار میں ہے آخر میں مولوی اچھروی سے پوچھتا ہوں کہ اتنی آیات میں نے پیش کی ہیں جب بھی حضور سے کسی نے قیامت کے تعین یا اس کے آنے کے وقت خاص کے بارے میں سوال کیا آپؐ نے لا علمی کا اظہار فرمایا، اگر واقعی بقول شما آپؐ کلی عالم الغیب تھے تو آپؐ نے صراحت اور وضاحت کیوں نہ بتلائی کہ کس صدی میں آئیگی؟ کس سال میں آئیگی؟ کس ماہ میں آئے گی کس ماہ کے کس جمعہ کو آئے گی اگر معلوم ہے تو اس میدان مناظرہ میں اچھروی صاحب قرآن کو ہاتھ میں اٹھا کر قیامت کے بارہ میں ان باتوں کا جواب دیں مناظرہ ابھی ختم ہو جائے گا۔

قرآنی دلیل نمبر ۱۹ (و عندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون) (سورہ زخرف آیت ۸۵ ع ۷ پ ۲۵)

اور اسی (اللہ) کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اسی (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔
مذکورہ آیت کا خلاصہ یہ ہے اگر اس سے مراد عذاب الٰہی ہے تو معنی یہ ہوگا اے مشرکین یہ عذاب تم پر یقیناً آئے گا لیکن متعین طور پر کب آئے گا؟ آیا بہت جلد آئے گا یا اس کے آنے میں ایک طویل مدت ہے اس کا علم مجھے بھی ہرگز نہیں دیا گیا دوسرا معنی علم الساعہ سے مراد قیامت ہے تو یہ دونوں چیزیں امور غیب میں سے ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ ساری مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں جانتا، کیونکہ اس ذات الٰہی کا کلی علم غیب کسی کو بھی حاصل نہیں۔

قرآنی دلیل نمبر ۲۰ (یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً) (پ ۱۵ بنی اسرائیل ع ۱۰ آیت ۸۵)

اے پیغمبر پاک آپ سے روح کے بارہ میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیں کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور آپ کو علم سے تھوڑی خبر دی گئی ہے۔

اس آیت کا شان نزول جو روایات صحیحہ میں وارد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یہودیوں نے بطور امتحان آپؐ سے روح کے متعلق سوال کیا یہ کیا چیز ہے؟ آپؐ رک گئے جواب نہ دیا بلکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں کل بتلاؤں گا اور ان شاء اللہ نہ کہا پھر پندرہ دن تک وحی کا نزول بند رہا، آپؐ سخت پریشان ہو گئے، اس کے بعد پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ روح امر ربی ہے ایک چیز بدن میں آ پڑی، وہ جی اٹھا جب نکل گئی وہ مر گیا۔

مولوی اچھروی صاحب اور میدان مناظرہ میں آنے والے لوگو اچھی طرح سن لو مولوی صاحب نے اپنے دعویٰ کے مطابق ایک آیت بھی آنحضرت کے بارہ میں کلی علم غیب یا عالم ماکان ومایکون کی سارے مناظرہ میں پیش نہیں کی، میں نے اس کی پیش کردہ مزعومہ چودہ آیات کے جوابات بھی دے دیے ہیں اور نفی علم غیب پر اللہ کے فضل وکرم سے بیس آیات قرآنیہ مع تشریح ومفسرین کی تصریحا مع شان نزول پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ زمین وآسمان کے تمام غیوب کامل، کلی اور تفصیلی علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس کے سوا کوئی نبی، کوئی ولی، کوئی صحابی، کوئی تابعی، کوئی امام، کوئی فرشتہ، کوئی جن، حتیٰ کے امام الانبیاء بھی علم غیب نہیں جانتے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

مسئلہ علم غیب اور احادیث نبویہ

پہلا نمبر قرآن کریم رب العلمین کی لاریب کتاب کا ہے اسی لئے میں نے کتاب اللہ کی بیس آیتوں سے صراحتاً ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر جو پیغمبروں کو کچھ ضروری خبریں دیتا ہے تو وہ اطلاعی طور پر (بذریعہ وحی) ہوتی ہے اس کو غیب نہیں کہا جاتا اور نہ ایسے شخص کو عالم الغیب کہتے ہیں باقی اللہ تعالیٰ نے **ماکان ومایکون** کا کلی اور تفصیلی علم نہ اپنے مقرب فرشتوں کو دیا ہے اور نہ اپنے برگزیدہ رسولوں اور نبیوں کو عطا کیا ہے اور نہ اپنے نیک بندوں اولیاء کرام حتی کہ امام المرسلین خاتم النبین ﷺ کو بھی علم غیب کا مالک نہیں بنایا قرآن کے بعد دوسرا درجہ حدیث رسول کا ہے اب آخر میں بالترتیب احادیث مصطفویہ سے بھی ثابت کرتا ہوں کہ یہ صفت علم غیب خدا کے ساتھ خاص ہے کوئی دوسرا عالم الغیب ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا اس کے بعد جو کوئی مسلمان ہونے کا تو دعویٰ کرے مگر خدائی آیات اور احادیث پیغمبر کا انکار کرے اس کے کافر ہونے میں کون شبہ کرسکتا ہے؟

پہلی حدیث اور نفی علم غیب یہ حدیث حدیث جبرائیل کے نام سے مشہور ہے کیونکہ سوال پوچھنے والے حضرت جبرائیل تھے انہوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا قیامت کے بارہ میں تو آنحضرت نے جواباً فرمایا **ما المسئول عنھا با علم من السائل** یعنی جس سے قیامت کے بارہ میں سوال کیا گیا وہ خود سائل سے اس بارہ میں زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کے بارے میں جتنا علم سائل کو ہے کہ قیامت آئے گی ضرور بس اتنا ہی مسئول عنھا یعنی نبی اکرم کو علم ہے۔

باقی رہا قیامت قائم ہونے کا معین اور مخصوص وقت تو اس کا علم نہ سائل کو ہے نہ مسئول عنھا کو بلکہ یہ علم اللہ تعالیٰ کے مختصات میں سے ہے یہ حدیث چار مشہور کتابوں میں ہے۔ (مسلم شریف جلد ا، جامع ترمذی ج ۲ ص ۷۵، سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۶۳، سنن

ابن ماجہ ص ۷)

یعنی اس مقام پر ایک نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ حضور اکرم نے سائل جرائیل کو **ماالمسئول عنھا باعلم من السائل** فرمادیا وہ اس لئے کہ قیامت کے بارہ میں اگر کوئی آدمی سائل بن کر کسی مسئول سے جب بھی کوئی سوال کرے تو یہی جواب بطور دلیل نفی علم غیب کافی ہے۔ **ماالمسئول عنھا با علم من السائل۔**

دوسری حدیث اور نفی علم غیب حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے ایک ماہ پہلے فرماتے سنا **تسئلونی عن الساعة و انما علمھا عنداللہ** تم مجھ سے قیامت کے (قائم ہونے کے معین وقت) کے بارہ میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کے معین وقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ (حوالہ صحیح مسلم جلد دوم ص ۳۱۰)

ثابت ہوا کہ آپ کا یہ ارشاد وفات سے صرف ایک ماہ قبل کا ہے نتیجہ نکلا کہ قیامت کے معین وقت کا علم آنحضرت ﷺ کو زندگی کے آخر تک عطا نہیں کیا گیا کیونکہ زندگی کے آخری ایام میں آپؐ نے فرمایا کہ مجھے خود اس کا علم نہیں اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے تو مولوی اچھروی صاحب کو بریلی کے پاگل خانہ میں بھیج دینا چاہیے کیونکہ پھر وہ آنحضرت ﷺ کے لئے کلی علم غیب کس طرح ثابت کرتے ہیں؟

تیسری حدیث اور نفی علم غیب حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مفاتح الغیب (غیب کے خزانے) پانچ ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

لا یعلم ما فی غد الا اللہ (۲) ولا یعلم ما تغیض الا رحام الا اللہ (۳) ولا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ (۴) و لا تدری نفس بای ارض تموت (۵) ولا یعلم متی تقوم الساعة الا اللہ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۸۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان پانچ علوم کو بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر مخلوق میں دوسرا کون انسان مختار کل اور کلی عالم الغیب ہوسکتا ہے؟ ان پانچ امور میں لفظ ''الا'' نے غیر اللہ کے علم غیب کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا۔

چوتھی حدیث اور نفی علم غیب حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں (ابتدائی انتظامات کے لئے) حوض پر تم سے پہلے پہنچوں گا اور کچھ لوگ میرے سامنے لائیں جائیں گے پھر ان کو میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں عرض کروں گا یہ تو میری امت کے لوگ ہیں تو مجھے جواب ملے گا **فیقال انك لا تدری ما احدث و ابعدك** (صحیح بخاری جلد نمبر۲ ص ۹۷۴، صحیح مسلم جلد۲ ص ۲۵۰)

کہ ان لوگوں نے آپ کے دین میں جو بدعات جاری کردی تھیں آپ اسے نہیں جانتے۔

اچھروی صاحب اس دنیا فانی میں خدا کی توحید اور پیارے پیغمبر کی سنت سے بغاوت کرلو آخر اگر بغیر توبہ مر گئے تو اللہ کے پاک نبی کے دربار سے آپ کو دھد کار دیا جائے گا۔

پانچویں حدیث اور نفی علم غیب حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت سہیل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام الانبیا ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ میرے پاس ایسے بھی آئیں گے جن کو میں پہچان لونگا اور وہ مجھے پہچان لیں گے اور پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل کردیا جائے گا تو میں عرض کروں گا کہ یہ لوگ میری امت کے ہیں تو جواب ملے گا آپؐ کے بعد جو کچھ ان لوگوں نے کیا ہے اسے آپ نہیں جانتے پھر میں کہونگا **سحقا سحقا لمن غیر بعدی** کہ دوری ہو ان لوگوں کے لیے جنہوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل دیا۔

(حوالہ بخاری جلد دوم ص ۹۷۴، مسلم شریف جلد۲ ص ۲۴۹)

مولوی عمر صاحب ساری عمر تم بھی لوگوں کو دین میں تحریف کر کے گمراہ ہی کرتے رہے مشرکوں اور بدعتیوں کا ذرا حال سامنے رکھو اور پھر اپنا انجام بھی ذہن میں رکھو۔

چھٹی حدیث اور نفی علم غیب عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا شب معراج میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ سے ہوئی تو وقت قیامت کا ذکر آ گیا پس پہلے حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا انہوں نے کہا **لا علم لی** کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر یہی سوال حضرت موسیٰ کی خدمت میں اور پھر

حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں پیش ہوا ہر ایک نے یہی کہا **لا علم لی** پھر امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا **فلا یعلم بھا احد الا اللہ تعالیٰ** اس کے وقوع کے وقت کی خبر تو اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ (ابن ماجہ) درمنثور ج ۴ ص ۱۵۲)

ساتویں حدیث اور نفی علم غیب حضرت عیسیٰ کی ملاقات جناب جبرائیل سے ہوئی (سلام و جواب کے بعد حضرت عیسیٰ) نے کہا اے جبرائیل قیامت کب تک ہوگی؟ جبرائیل نے بازو جھٹک کر جواب دیا **قال ما المسئول عنھا با علم من السائل ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتة۔** مسئول کو بھی سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں قیامت تو بھاری ہے آسمانوں اور زمین میں وہ اچانک اور بے خبری میں آئے گی (الحدیث درمنثور جلد سوم ص ۱۵۰)

ثابت ہوا کہ حضرت مسیحؑ تو درکنار سید الملائکہ حضرت جبرائیل بھی عالم الغیب نہیں اور نہ ہی یہ خاصہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے۔

آٹھویں حدیث حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ کسی آدمی نے دروازے کے سوراخ سے جھانک کر دیکھا اس پر آنحضرت نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے قال لو اعلم انك تنظرنی لطعنت فی عینك... انما جعل الاذن من اجل البصر اگر میں جانتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں نیزہ چبھو دیتا۔ (بخاری شریف جلد دوم ص ۹۲۲) نتیجہ نکلا حضور اکرم تو عالم الغیب بھی نہیں اور مولوی اچھروی آپؐ کو کلی عالم الغیب اور **عالم ما کان و ما یکون** کیسے بنا رہے ہیں؟

نویں حدیث اور نفی علم غیب حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤنگا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰؑ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے (کھڑے) ہیں اب میں نہیں جانتا **فلا ادری اکان فیمن صعق فافاق قبلی او کان ممن استثنیٰ** کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں تھے لیکن مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا وہ

ان میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے (بے ہوش ہونے سے) مستثنیٰ فرمایا ہے۔
(بحوالہ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۴۸۴، صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۶۷)

دسویں حدیث اور نفی علم غیب حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن جب گنہگار تمام پیغمبروں کے پاس سے پھر پھرا کر میرے پاس آئیں گے) تو میں اپنے اللہ سے (شفاعت) کی اجازت لوں گا چنانچہ مجھے اجازت مل جائے گی اور (اس وقت) **ویلھمنی محامدا احمدہ بھا لا تحضرنی الان فاحمدہ بتلك المحامد واخرله ساجدا**....... الخ اللہ تعالیٰ مجھے حمد وثناء کے ایسے کلمات الہام فرمائے گا جن سے میں اللہ کی حمد وثناء کرونگا اور جو آج مجھے معلوم نہیں۔
(صحیح بخاری جلد دوم ص ۱۱۱۸ و صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۱۰)

مذکورہ حدیث اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آنحضرت کا علم **جمیع ما کان وما یکون** نہیں تھا اور آپ کو کلی علم غیب ہرگز ہرگز نہیں تھا اور یہی ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے ساری زندگی مولوی اچھروی اور اس کے حواری ان قرآن وحدیث کے قطعی اور ٹھوس دلائل کا جواب نہیں دے سکتے، ان شاءاللہ **و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین**

نوٹ: اسی مسئلہ علم غیب کے بقایا دلائل کسی دوسرے مناظرہ میں بیان کئے جائیں گے۔

مناظرہ کدھر ضلع گجرات کا عظیم الشان فیصلہ

مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۶۳ء کو موضع کدھر تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں جو مناظرہ اہل بدعت (اچھروی وغیرہ) سے ہوا اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو عظیم الشان فتح بخشی اس کا اندازہ اس مندرجہ ذیل خط سے کیجئے جو میرے (حافظ روپڑی صاحب کے) نام آیا خط من وعن درج کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا حافظ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ ! السلام علیکم ورحمتہ اللہ

ہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ آپ کی تشریف آوری سے لوگوں کے دلوں پر جو مدتوں شرک وکفر کی میل جم چکی تھی وہ مناظرہ کے دن صاف ہوگئی اور بریلوی مولوی محمد عمر اچھروی کی دروغ گوئی اور بد دیانتی پوری طرح واضح ہوگئی ہے ہمارے گاؤں کے چودھری جو بدعتی خیال کے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بالکل صراط مستقیم پر آ گئے ہیں۔

اب اکثریت بریلویوں کی یہ کہتی ہے کہ مولوی اچھروی کو صرف جھوٹ اور میراثیوں کی طرح نقلیں ہی آتی ہیں میدان مناظرہ میں اچھروی صاحب کے علم اور فرقہ بریلویت کی ساری حقیقت کھل گئی ہے۔

حافظ صاحب آپ کی تشریف آوری اور مناظرہ میں کامیابی کا ہمارے علاقہ پر بفضل اللہ تعالیٰ اتنا اثر ہوا ہے جسے آپ اور دیگر اہل توحید معلوم کر کے یقیناً خوش ہوں گے کہ ہمارے گاؤں کے کئی متعصب چودھری اہلحدیث ہوگئے ہیں۔

خاکسار و دیگر تمام اہالیان کدھر خاص ضلع گجرات

عبدالرشید ولد حکیم رحمت خاں

موضع کدھر تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

۲۳ فروری ۱۹۶۳ء

بحوالہ تنظیم اہلحدیث لاہور ۸ مارچ ۱۹۶۳ء

مناظرہ سُگّہ

اور

جماعت اہلحدیث کی عظیم الشان فتح

مقام مناظرہ ☆ موضع سُگّہ تھانہ بھکھی ونڈ ضلع لاہور (حال امرتسر)

تاریخ مناظرہ ☆ ۲۵،۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء

مناظرین مناظرہ ☆ جماعت اہلحدیث کی طرف سے حافظ عبدالقادر روپڑی اور بریلویوں کی طرف سے مولانا محمد عمر اچھروی

موضوعات مناظرہ ☆ (۱) مسئلہ علم غیب (۲) مسئلہ استمد ادلغیر اللہ (۳) مسئلہ فاتحہ خلف الامام (۴) فرقہ ناجیہ کون (۵) مسئلہ حاضر و ناظر

انتظامات مناظرہ ☆ بانتظام پولیس علاقہ وباہتمام پنچائیت کمیٹی

نوٹ: ان موضوعات خمسہ پر دو دن مناظرہ ہوتا رہا اور ہم یہاں فرقہ ناجیہ اور مسئلہ حاضر و ناظر کے دلائل کو ذکر نہیں کریں گے کیونکہ ان دونوں مناظروں کے دلائل پہلے ذکر ہو چکے ہیں

مختصر روئداد مناظرہ

بفضل اللہ تعالیٰ مناظرہ چونکہ دو دن تک ہوتا رہا اور پانچ عنوانات پر تفصیلی ہوالہذا ان مناظروں کے باری باری پورے دلائل بالترتیب تو درج نہیں ہو سکتے البتہ جو قرآن و حدیث کے دلائل میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) نے پیش کئے اور اچھروی صاحب آخر تک ان کا جواب دینے سے قاصر رہے اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے وقت کو ٹالتے رہے اور وقتی طور پر گذارہ کرتے رہے بالآخر بریلویت کو ہر مسئلہ میں تاریخی شکست ہوئی اور سینکڑوں لوگوں نے مسلک حقہ اہلحدیث کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا مولوی محمد عمر اور اس کے حواری مشرک مولوی جس ذلت اور رسوائی کے ساتھ وہاں سے بھاگے اس کا بیان الفاظ میں ہر گز نہیں ہو سکتا۔

مناظرہ سگہ
اور
مسئلہ علم غیب اور دلائل نفی علم غیب

حافظ عبدالقادر روپڑی میں ہر دفعہ مسنونہ خطبہ پڑھنے کے بعد آیات قرآنیہ پیش کرتا وہ تمام قرآنی دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔ اور سب سے پہلے ہمارے نزدیک علم غیب کی تعریف سن لیں۔

لفظ غیب بمعنی مغیب ہے جیسے خلق بمعنی مخلوق اور اس کے معنی پوشیدہ شئے کے ہیں یعنی ہر وہ چیز جو عقل اور حواس خمسہ کے علاوہ کسی واسطہ اور ذریعہ کے بغیر معلوم ہو اسے علم غیب کہتے ہیں اور یہ خاصہ خداوندی ہے۔

آیت اول ''**وللہ غیب السمٰوات والارض والیہ یرجع الامر کلہ فاعبدہ وتوکل علیہ**'' (سورہ ہود ع ۱۰)

ترجمہ: آسمانوں اور زمینوں میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے اس کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔

علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے اس میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں بلکہ کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ یا جن کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا نتیجہ نکلا کہ تمام انبیاء صحابہؓ تابعینؒ تبع تابعین کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت خاصہ میں شریک نہیں۔

آیت دوم اللہ کی پاکیزہ اور معزز مخلوق جو کہ فرشتے ہیں ہر وقت اللہ کی عبادت اور اطاعت میں مصروف رہتے ہیں وہ بھی علم غیب نہیں جانتے حتی کہ سید الملائکہ حضرت جبرائیل بھی غیب نہیں جانتے جب حضرت آدم کے سامنے فرشتوں سے چیزوں کے نام پوچھے گئے تو انہوں نے لاعلمی کا واضح اقرار کیا (**قالوا سبحنك لا علم لنا الا ما**

علمتنا انك انت العليم الحكيم) فرشتوں نے عرض کیا تو پاک ہے ہم کو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہم کو عطا کیا بے شک تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

ثابت ہوا! کہ نوری فرشتے غیب نہیں جانتے ان کا علم بھی اللہ کے بتانے کی حد تک محدود ہے جو اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ نوری فرشتوں کو بھی کلی غیب نہیں اور نہ وہ عالم ما کان و ما یکون ہیں۔

حضرت آدمؑ اور نفی علم غیب

تیسری آیت (و لقد عهدنا الیٰ آدم من قبل فنسی ولم نجدله عزماً)

(سورہ طہ ع ۶)

اور اس سے پہلے ہم آدمؑ کو ایک حکم دے چکے تھے سو ان سے غفلت ہوگئی اور ہم نے ان سے پختہ عزم نہیں پایا۔

ثابت ہوا! حضرت آدم اگر علم غیب جانتے ہوتے تو شجرہ ممنوعہ کے قریب نہ جاتے اور شیطان کی جھوٹی قسموں کے فریب میں نہ آتے۔

حضرت نوحؑ اور نفی علم غیب

چوتھی آیت (ینوح انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لك به علم انی اعظك ان تکون من الجاهلین)

اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا بے شک وہ بد عمل شخص تھا سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست مت کر جس کا تمہیں علم نہیں ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادانوں میں سے نہ بنو۔

مذکورہ آیت سے ثابت ہوا اگر حضرت نوحؑ کو علم غیب ہوتا تو اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے

ہوئے اللہ سے معافی کیوں طلب کرتے؟ تو جس کو اپنے بیٹے تک کا علم نہیں تو وہ عالم ما کان وما یکون کیسے ہوسکتا ہے؟ حضرت نوحؑ کے واقعہ میں مولانا احمد رضا خاں کا مترجم قرآن کا حاشیہ نمبر۲ مولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ حضرت نوح کا بیٹا منافق تھا اور آپ کے سامنے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتا تھا اگر وہ اپنا کفر ظاہر کر دیتا تو آپؑ اللہ تعالیٰ سے اس کی نجات کی دعا نہ کرتے۔ (مترجم قرآن احمد رضا ص ۲۷۱)

حضرت ابراہیمؑ اور نفی علم غیب

پانچویں آیت (و اوجس منھم خیفۃ قالوا لا تخف انا ارسلنا الیٰ قوم لوط) (سورہ ہود ع ۷)

حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں کو انسانی شکل میں دیکھا اور کھانے کی طرف ان کے ہاتھ نہ بڑھے فرشتوں کو پہچان نہ سکے تو دل میں ان کو دیکھ کر ڈرے انہوں نے کہا ڈریئے مت ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا اگر حضرت ابراہیم عالم الغیب ہوتے تو فرشتوں کو انسان نہ سمجھتے اور نہ فوراً ان کے لئے بچھڑا تل کر لاتے۔

(تفسیر معالم ص ۱۹۷ جلد ۳ تفسیر خازن جلد ۳ ص ۱۹۷)

حضرت لوطؑ اور نفی علم غیب

چھٹی آیت (و لما جآء ت رسلنا لوطاً سیٓء بھم و ضاق بھم ذرعاً و قال ھٰذا یوم عصیب) (سورہ ہود ع ۷)

اور جب ہمارے فرشتے حضرت لوط کے پاس پہنچے تو لوط ان کی وجہ سے پریشان ہوئے اور ان کی وجہ سے بہت تنگ دل ہوئے اور بولے یہ آج کا دن بہت بھاری ہے

ثابت ہوا کہ لوط علیہ السلام بھی علم غیب نہیں جانتے تھے ورنہ فرشتوں کو بے ریش لڑکوں کی صورت میں پہچان لیتے اور ہرگز نہ گھبراتے۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۱۲)

حضرت یعقوبؑ اور نفی علم غیب

ساتویں آیت **(اوا طرحوه ارضاً يخل لكم وجه ابيكم و تكونوا من بعده قوماً صٰلحين)** (سورہ یوسف)

یا تو یوسف کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی سرزمین میں ڈال آؤ اور تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جائے گا اور اس کے بعد پھر توبہ کر کے نیکوکار بن جانا۔

ثابت ہوا! حضرت یعقوب علیہ السلام بھی عالم الغیب نہ تھے ورنہ ان کو برادران یوسفؑ کی خفیہ سازش کا پتہ چل جاتا اور اپنے بیٹے کو ان کے ساتھ ہرگز نہ بھیجتے۔

حضرت موسیٰؑ اور نفی علم غیب

آٹھویں آیت **(يٰموسىٰ اقبل ولا تخف انك من الأمنين)** (سورہ قصص ۴)

اے موسیٰ آگے آؤ اور مت ڈرو تحقیق تم امن میں ہو۔

اگر موسیٰ کلیم اللہ کو بھی علم غیب ہوتا تو وہ نہ ڈرتے تو پھر واقعات کے عدم علم کا کیا جواب دو گے؟ جب حضرت موسیٰ اپنی اہلیہ کے ساتھ جنگل میں سے گزر رہے ہیں اس وقت ان کو علم نہ ہو سکا کہ جس چیز کو میں آگ سمجھ رہا ہوں حقیقت میں وہ آگ نہیں پھر جب لاٹھی سانپ بن گئی تھی ان کو ہرگز علم نہ تھا ورنہ اطمینان سے اپنی جگہ کھڑے رہتے ڈر کر کبھی نہ بھاگتے تیسرا واقعہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے سفر کا ہے پورا واقعہ حضرت موسیٰ سے علم غیب کی زبردست نفی کرتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ اور نفی علم غیب

نویں آیت (و تفقد الطیر فقال مالی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین فمکث غیر بعید فقال احطت بما لم تحط بہ و جئتك من سباء بنبا یقین)

(سورہ نمل ع ۹)

حضرت سلیمانؑ نے ایک دفعہ پرندوں کی حاضری لگائی تو ہدہد پرندے کو غیر حاضر پایا اور اعلان فرمایا کہ اسے بلا اجازت غیر حاضری پر سخت سزا دونگا۔

اگر حضرت سلیمانؑ عالم ماکان و مایکون کا علم رکھتے تو ان کو ہدہد کے جانے کا علم ہوتا کہ وہ قوم سباء کے علاقہ میں گیا ہے اور وہاں سے عمدہ خبر لائے گا جو مجھے معلوم نہیں۔

حضرت عزیرؑ اور نفی علم غیب

دسویں آیت (قال بل لبثت مائة عام فانظر الیٰ طعامك و شرابك لم یتسنه) (سورہ بقرہ)

پورا واقعہ حضرت عزیرؑ سے علم غیب کی نفی کرتا ہے اگر وہ علم غیب رکھتے تو سو سال کی طویل مدت مرنے کو ایک دن یا دن سے کم نہ سمجھتے اور پھر یہ قدرت کاملہ کا اظہار ہے کہ سو سال کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کر دیا اور یروشلم شہر کو بھی دوبارہ آباد کر دیا۔

ثابت ہوا ہر ہر بات کو ہر ہر وقت جاننے والا عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

حضرت عیسیٰؑ اور نفی علم غیب

گیارھویں آیت (ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی و لا

اعلم ما فی نفسك انك انت علام الغیوب) (سورۂ مائدہ آخری رکوع)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے سوال کریں گے کہ اے عیسیٰؑ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا مجھے اور میری والدہ کو خدا کے سوا معبود بنا لینا تو حضرت عیسیٰ کا جواب قرآن کی زبانی سنیے اے اللہ تو پاک ہے مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا اگر میں نے کہا ہوتا تو آپ کو اس کا علم ہوتا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں تیرے دل کی باتوں کو نہیں جانتا تمام غیبوں کو جاننے والے آپ ہی ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے اقرار اور اعتراف سے واضح ہوا کہ وہ عالم الغیب نہیں تھے اور عالم ما کان وما یکون صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہی ہے۔

(تفسیر مدارک جلد۱ ص۲۴۰ تفسیر قرطبی جلد۶ ص۳۷۶)

تمام انبیاء و رسلؑ اور نفی علم غیب

بارہویں آیت (یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام الغیوب) (مائدہ)

جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع کریں گے پھر ارشاد فرمائیں گے کہ تم کو قوموں کی طرف سے کیا جواب ملا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم کو کوئی علم نہیں آپ ہی بے شک تمام غیبوں کے جاننے والے ہیں۔

یہ آیت نص صریح ہے کہ تمام انبیاءؑ علم غیب نہیں جانتے اور نہ وہ عالم ما کان وما یکون کا علم رکھتے ہیں۔

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ اور نفی علم غیب

تیرہویں آیت (قل لا اقول لكم عندى خزائن الله ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم انى ملك) (سورہ انعام ع ۵)

محمد رسول اللہ فرما دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدائی خزانے ہیں اور میں نہ میں غیب کو جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

مذکورہ آیت میں رب العالمین نے آنحضرت ﷺ کو تین باتوں کا اعلان عالیشان کرنے کا حکم فرمایا ہے پہلا یہ کہ میں اللہ کے خزانوں کا مالک ومختار نہیں دوسرا کہ میں غیب ہرگز نہیں جانتا تیسرا: یہ کہ میں فرشتہ نہیں ہوں۔

مولوی اچھروی صاحب اور اس کے حواریو! کچھ تو خدا کا خوف کرو اور سوچو کیا اس نص قطعی کے مقابلہ میں قرآن مجید کی کوئی آیت یا احادیث کے ذخیرہ میں کوئی صحیح حدیث موجود ہے جس میں سید المرسلین نے یہ فرمایا ہو کہ **انی اعلم الغیب** میں علم غیب جانتا ہوں یا اللہ رب العزت کا یہ اعلان ہو کہ میرا پیغمبر علم غیب کا مالک ہے ہرگز ہرگز نہیں۔

چودہویں آیت اور نفی علم غیب

(قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله) (پارہ نمبر ۲۰ سورہ نمل)

فرما دیجئے جناب محمد رسول اللہ کہ آسمانوں اور زمینوں میں کوئی بھی خدا کے بغیر غیب نہیں جانتا۔

پندرہویں آیت اور نفی علم غیب

(فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین) (سورہ یونس)

فرما دیجئے محمد رسول اللہ کہ بلا شبہ غیب خدا تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے پس تم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

سولہویں آیت اور نفی علم غیب

(فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین) (پ۲۲ سورہ سباء)

بعض لوگ بکواس کرتے ہیں کہ جن ہمیں غیب کی خبریں دیتے ہیں ان کی تردید اس آیت نے کر دی ہے کہ کوئی جن اور نہ ہی کوئی انسان کوئی بھی عالم الغیب نہیں۔

پورا واقعہ سنیے حضرت سلیمانؑ نے اپنے عصا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ٹھوڑی مبارک کے نیچے لگا لیا اور تخت پر بیٹھ گئے اسی حالت میں روح اقدس قبض ہو گئی جنات آپ کو زندہ سمجھ کر اور بیٹھا دیکھ کر تعمیر بیت المقدس کی محنت شاقہ میں مصروف رہے سال بھر تک اسی طرح ذلیل ہوتے رہے سال کے بعد دیمک نے عصا کو کھا کر اندر سے کھوکھلا کر دیا حضرت سلیمانؑ گر پڑے تب جنوں کو حقیقت معلوم ہوئی۔

ثابت ہوا کہ نوریوں (فرشتو) نے **سبحنك لا علم لنا الا ما علمتنا** کہہ کر اور ناریوں (جنات) کے اس واقعہ نے اور خاکیوں کے سردار حضرت آدم نے **ربنا ظلمنا انفسنا** کہہ کر واضح کر دیا کہ کسی بھی مخلوق کو علم غیب ہرگز حاصل نہیں ہے۔

سترہویں آیت اور نفی علم غیب

(ولا تقولن لشیی ء انی فاعل ذلك غداً الا ان یشآء اللہ واذکر

ربك اذا نسيت) (پ۱۵ سورہ کہف ع۴)

آپ کسی بھی کام کی نسبت یوں نہ کہا کریں کہ میں اس کو کل کروں گا مگر خدا کی مشیت کو ملا لیا کریں اور جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کو یاد کیا کریں۔

مذکورہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ قریش مکہ نے حضور علیہ السلام سے بطور امتحان تین چیزوں کے بارہ میں سوال کیا تھا (۱) روح (۲) اصحاب کہف (۳) ذوالقرنین کے بارہ میں تو اس کے جواب میں فرمایا کہ ان سوالوں کا جواب تم کو میں کل دوں گا اور ان شاء اللہ کہنا بھول گئے اور بطور تنبیہ پندرہ دن کے لئے وحی کا سلسلہ منقطع رہا اور آئندہ کے لئے حکم فرمایا کہ کبھی نسیان یا بھول کی وجہ سے ایسا ہو جائے تو اس کی تلافی کے لئے جب یاد آ جائے تو اسی وقت ان شاء اللہ کہہ لیا کریں۔ (تفسیر کبیر جلد ۵، ص ۷۰۳، تفسیر مظہری جلد ۶ ص ۲۶، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۷۹، تفسیر خازن جلد ۴ ص ۱۶۸، تفسیر بحر المحیط جلد ۶ ص ۱۱۶)

اٹھارہویں آیت اور نفی علم غیب

(و من الناس من يعجبك قوله فى الحيوٰة الدنيا و يشهد الله علىٰ ما فى قلبه وهو الد الخصام) (بقرہ ع ۲۵)

مفسیرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت اخنس بن شریق منافق کے بارے میں نازل ہوئی جس کی شریں کلامی اور چکنی چپڑی باتوں کی وجہ سے آپ ہمیشہ اسے اپنے قریب بٹھاتے تھے۔

ثابت ہوا! آپ علم غیب کے مالک نہ تھے ورنہ آپؐ اس کی عیارانہ باتوں اور جھوٹی قسموں سے دھوکا کھا کر اسے مومن صادق نہ سمجھتے۔

(تفسیر جلالین ص ۳۰، تفسیر روح المعانی ص ۹۵)

احادیث نبویہ

اور

مسئلہ علم غیب

حدیث اول اور نفی علم غیب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی تو نماز میں ایک رکعت کم پڑھائی) جب آپ نے سلام پھیرا تو کسی نمازی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز کے بارہ میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے؟ نمازیوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اتنی رکعت نماز ادا فرمائی ہے اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا **لو حدث فی الصلوۃ شئی انبئاتکم به ولکن انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی** (صحیح مسلم جلد اول ص ۲۱۲) اگر نماز میں نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تم کو بتا دیتا لیکن میں بھی بشر ہی ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں اس لئے اگر میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلا دیا کرو دوسری حدیث میں اور وضاحت ہے کہ جب ذوالیدین صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ یہ تمام باتیں حضور اکرم کے **عالم ما کان وما یکون** ہونے کی صاف تردید کرتی ہیں۔

حدیث دوم اور نفی علم غیب حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے گئے تو میں نے وضو کا پانی رکھا جب آپ باہر تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ جب آپ کو بتلایا گیا تو آپؐ نے میرے حق میں خصوصی دعا فرمائی **فقال اللھم فقھه فی الدین** (صحیح بخاری جلد ا ص ۲۶، صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۹۸)

ثابت ہوا کہ اگر آنحضرت ﷺ کو علم غیب ہوتا تو آپ کو علم ہوتا کہ پانی کس نے رکھا ہے؟ اور پوچھنے کی نوبت نہ آتی یہ حدیث علم غیب کی نفی پر واضح دلیل ہے۔

حدیث سوم اور نفی علم غیب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ **واللہ ان شاء اللہ لا احلف علی یمین فاری غیرھا خیراً منھا الا اتیت الذی ھو خیر و تحللتھا** (صحیح بخاری جلد۲ص ۹۸۸، صحیح مسلم جلد۲ص ۴۷)

اگر میں کسی کام پر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالوں پھر دیکھوں کہ اس کے خلاف میں بہتری ہے تو ان شاءاللہ میں وہی کام کروں گا جو بہتر ہوگا اور قسم کا کفارہ ادا کروں گا۔

حدیث مذکورہ سے واضح ہوگیا کہ آپؐ کو جمیع مغیبات کا علم نہیں تھا اور نہ آپ کو ہر ہر بات کا مکمل علم ہوتا۔

حدیث چہارم اور نفی علم غیب غزوہ خیبر کے وقت ایک یہودی عورت نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کی، اور کھانے میں زہر ملا دیا ایک لقمہ کھا لینے کے بعد آپ کو معلوم ہوگیا کہ اس میں زہر ہے آپؐ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی کھانے میں شریک تھے جب زہر کا انکشاف ہوا تو سب نے کھانا چھوڑ دیا آنحضرت پر اگرچہ زہر کا شدید ردعمل فوری طور پر شروع نہ ہوا تاہم بعض صحابہؓ ان زہر آلود لقموں کی وجہ سے وفات پا گئے سنن ابی داوٗد میں ہے **فتوفی اصحابہ الذین اکلوا من الشاۃ** (ابوداوٗد جلد۲ص ۴۵۲)

اور خود امام الانبیاء تین سال تک زہر کی تکلیف محسوس فرماتے رہے۔

مذکورہ واقعہ بھی آنحضرت ﷺ سے علم غیب کی نفی پر زبردست دلیل ہے اگر آپ کو ما کان وما یکون کا علم ہوتا تو آپؐ نہ خود وہ زہر آلود کھانا تناول فرماتے اور نہ اپنے صحابہ کرامؓ کو کھانے دیتے جس کی وجہ سے بعض صحابہؓ کی موت واقع ہوگئی تھی۔

حدیث پنجم اور نفی علم غیب بروایت ربیع بنت مسعودؓ ان کی شادی کی موقع پر نبی کریم کی موجودگی میں انصار کی بچیاں دف بجا کر ان کے آبا کے مناقب پڑھ رہی تھیں جو بدر میں شہید ہوگئے تھے ان بچیوں میں سے ایک نے کہہ دیا **و فینا نبی یعلم ما فی غد** کہ ہم

میں نبی موجود ہیں جو کل کی باتیں جانتے ہیں تو آپؐ نے فوراً فرمایا **دعی ھذہ و قولی بالذی کنت تقولین (مشکوۃ المصابیح باب اعلان النکاح)** یہ کلمہ بات نہ کہو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔

ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے متعلق علم غیب کی ذرا سی نسبت کی بھی اجازت نہ دی اور فوراً منع فرما دیا اسے چھوڑ دو افسوس کا مقام ہے کہ مشرک لوگ آنحضرت کو کلی علم غیب کا درجہ دے رہے ہیں۔

حدیث ششم اور نفی علم غیب حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک راستے سے گزرے تو آپ کو ایک کھجور پڑی ہوئی ملی، ارشاد فرمایا **لو لا انی اخاف ان تکون من الصدقة لا کلتها** (بخاری و مسلم)

اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی کھجور ہوگی تو میں اسے کھالیتا۔

ثابت ہوا! کہ حضور کلی علم غیب ہرگز نہیں جانتے اگر مال صدقہ میں سے نہ ہونے کا یقین ہو جاتا تو تناول فرما لیتے یقین نہ ہونا علم غیب کی نفی پر بڑا واضح ثبوت ہے۔

حدیث ہفتم اور نفی علم غیب حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تا کہ ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دیں مسلمانوں میں سے دو شخص باہم جھگڑنے لگے تو آپؐ نے فرمایا میں آیا تھا تا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دوں لیکن فلاں فلاں باہم جھگڑنے لگے۔

انی اریت لیلة القدر و انی نسیتها فالتمسوها فی العشر الاواخر فی وتر بے شک مجھے لیلۃ القدر بتلائی گئی تھی مگر وہ بھلا دی گئی پس اب تم اسے (رمضان کے) آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔ (صحیح بخاری باب الاعتکاف)

کہ امام الانبیاء نے اتنی خیر و برکت والی رات کو امت کے لئے متعین کر کے کیوں نہ بتلایا۔

ثابت ہوا! کہ خاتم الانبیاء قطعی **عالم ما کان وما یکون** نہ تھے کیونکہ بھول

جانا علم غیب کی ضد ہے۔

حدیث ہشتم اور نفی علم غیب حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے (۱۰ھ) عاشوار (۱۰ محرم) کا روزہ رکھا اور صحابہؓ کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دن کی تو یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو آنحضرت نے فرمایا **لئن بقیت الیٰ قابل لاصومن التاسع** (رواہ مسلم) اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا تا کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہو جائے مگر آپ اگلے سال تک زندہ نہ رہے ربیع الاول ۱۱ھ ہی میں وفات پا گئے صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ حدیث سے واضح ہو گیا کہ آپ کو اپنی وفات شریفہ کا بھی علم نہیں تھا کہ وہ کب ہو گی؟ تبھی تو آپؐ فرما رہے ہیں کہ اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نو محرم کا روزہ بھی رکھوں گا۔

دلیل نہم اور نفی علم غیب حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ دعا میں حسب ذیل کلمات کہا کرتے تھے۔ **اللّٰھم انی اعوذ بك من علم لا ینفع و من قلب لا یخشع الخ** (صحیح مسلم جلد دوم ص ۳۵)

اے اللہ میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو بے فائدہ ہو اور اس دل سے (بھی پناہ مانگتا ہوں) جس میں خشوع نہ ہو۔

جو علوم بے فائدہ ہیں وہ آپ کو عطا نہیں کیئے گئے تھے کیونکہ آپ ان سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

لہذا ثابت ہوا! حضور اکرم کو **ماکان وما یکون** کا علم نہیں دیا گیا تھا۔

دلیل دہم اور نفی علم غیب حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت غزوہ خندق سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو ہتھیار اتار ڈالے اور غسل فرمایا اتنے میں حضرت جبرائیل حاضر خدمت ہوئے اور کہا **قد وضعت السلاح واللہ ما وضعناہ اخرج الیھم** آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں خدا کی قسم ہم نے تو ابھی نہیں اتارے اب ان کی طرف چلئے کن کی طرف. جبرائیل نے کہا بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا چنانچہ نبی کریم ان کی

طرف نکل کر روانہ ہو گئے۔ (بخاری جلد۲ ص ۵۹، مسلم جلد۲ ص ۹۵)

یہ حدیث بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علم غیب نہیں جانتے تھے ورنہ جبرئیل سے دریافت نہ کرتے کہ کہاں جانا ہے؟

بڑی حیرانی کی بات ہے کہ علم غیب کا وہ مسئلہ جس کی نفی میں رب العلمین نے اپنی پاک کتاب میں سینکڑوں آیات بینات نازل فرما کر اسے حل کر دیا ہے اور ہر قسم کے ذاتی عطائی کے شکوک وشبہات کو جڑ سے اکھیڑ دیا ہے مفتی احمد یار اور مولوی اچھروی صاحب نے اسی مسئلہ کو تحریفات کر کے الجھن میں ڈال دیا ہے اور امت محمدیہ کو گمراہ کرنے میں مکمل ٹھیکہ حاصل کر لیا ہے اور اپنے لئے جہنم میں سیٹیں بک کروالی ہیں۔

بریلویوں کی پہلی دلیل مفتی احمد یار خان نے اپنی کتاب جاء الحق ص ۵۹ اور مولوی اچھروی نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت ص ۳۱۹ میں اس آیت **(وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم)** (آل عمران) سے حضرت عیسیٰؑ سے کلی علم غیب کو ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو دو انعام خصوصی عطا ہوئے ایک پیٹ میں کھائی ہوئی چیزوں کا علم دوسرا گھروں میں مدفون ذخیرہ، یہ سب علوم غیبیہ کو حضرت عیسیٰ نے ایک دو گھنٹہ کے وقت میں ماں کی گود میں ظاہر فرما دیئے اچھروی صاحب نے کئی صفحات اسی دلیل پر سیاہ کر دیئے اور اپنا نامہ اعمال بھی سیاہ کر لیا۔

پہلا جواب آیت ہذا کے شروع میں اس کی صراحت موجود ہے کہ یہ خطاب صرف بنی اسرائیل کو ہے اور وہ صرف اپنی ہی قوم کو یہ بتلاتے تھے کہ انہوں نے کیا کھایا اور کیا رکھا اور یہ معجزات عیسویؑ میں سے ایک یہ بھی معجزہ تھا دلیل نبوت جو لوگوں کے ایمان ویقین کو بڑھانے کے لئے بطور معجزہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو عطا فرمایا تھا مفتی صاحب اور اچھروی صاحب کی تحریر سے حیرانی ہوتی ہے کہ غیب کی چند چیزوں اور وہ بھی بطور معجزہ اور محدود باتوں سے علم غیب کلی اور علم **ما کان وما یکون**؟ ثابت کر رہے ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں سید محمود حنفی نے آیت ہذا کے تحت لکھا ہے **فالمراد الاخبار**

بخصوصیة هذین الامرین کما یشعر الظاهر (روح المعانی جلد۳ص ۱۷۰)
یعنی یہ مراد نہیں کہ وہ تمام مغیبات کی خبر دیتے تھے بلکہ وہ بطور معجزہ صرف ان دو باتوں کی ہی خبر دیتے تھے اور وہ بھی اپنی قوم کے بارہ میں نہ کہ تمام دنیا کے ہر فرد اور بشر کے بارہ میں۔

دوسرا جواب اسی رکوع میں آیت ہذا سے پہلے حضرت عیسیٰؑ کے عملی معجزات کا تفصیلی ذکر ہے مثلاً حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونا معجزہ، نابینے کو بینائی عطا کرنا معجزہ، اور معجزہ احیاء موتی وغیرہ وغیرہ آخر میں یہ ایک علمی معجزہ کا ذکر کر دیا اور یہ بھی یاد رہے کہ معجزہ پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ اسی لئے اسی آیت میں لفظ **باذن الله** لاکر تمام شکوک وشبہات کا خاتمہ کر دیا عیسائیوں کو بھی اسی وجہ سے دھوکا لگا اور جو باتیں آپ سے بطور معجزہ ظاہر ہوئیں وہ کہنے لگے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے ''**وقالت النصاریٰ مسیح ابن الله**'' وہ ان معجزات کو دیکھ کر دھوکا کھا گئے مگر انہوں نے لفظ باذن اللہ نہ دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ میں خود یہ کمال نہ تھا بلکہ خدا کے حکم کے ماتحت تھا پیغمبر کا اپنا ذاتی کوئی کمال نہ تھا اس میں مختار کل اور عالم الغیب ہونے کی کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ بھی حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ تھا کہ وہ لوگوں کو بتلا دیتے تھے کہ وہ کیا کھا کر آئے ہیں اور کیا گھر بچا کر رکھا ہے اور یہ بھی اللہ کے بتلانے سے انہیں معلوم ہوتا تھا وہ خود کسی قسم کا غیب ہرگز نہیں جانتے تھے یہی حال مفتی صاحب اور اچھروی کا اور ان کے گمراہ حواریوں کا ہے کہ وہ باذن اللہ کو خاطر میں نہیں لاتے۔

تیسرا جواب تمام معجزات کے تذکرہ سے پہلے فرمایا **رسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بایة من ربکم** کہ میں بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آیا ہوں بے شک میں تمہارے رب کی طرف سے معجزات (نشانیاں) لے کر آیا ہوں۔

دوسری دلیل دوسری دلیل اچھروی صاحب نے مقیاس حنفیت ص ۳۲۱ میں حضرت عیسیٰ کو غیب دان ثابت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل آیت سے اپنا غلط دعویٰ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے ''**فاشارت الیه قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیا قال**

انی عبداللہ سے ولم یجعلنی جبارا شقیا" تک اور دو تین صفحات سیاہ کر دیئے۔

حضرت عیسیٰ نے انی عبداللہ کہا اور ان کے عبداللہ کہنے کا علم اسی وقت تھا جس وقت ان کے علم غیب کا ثبوت اور اتانی الکتاب فرما کر علم ماذا تکسیب غدا کا اظہار فرمایا اور وجعلنی نبیا سے ثابت کر دیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔

جواب اول اچھروی صاحب جو تم نے قرآنی تحریف کی ہے وہ اپنی شرکیہ فطرت سے مجبور ہو کر کی ہے ورنہ شیر خوارگی کی حالت میں حضرت عیسیٰ نے جن اخبار غیب انباء غیب کی طرف اشارہ کیا ہے اس کا کسی کو انکار نہیں اس میں چند جزئیات کا ذکر ہے اور حضرت مسیحؑ نے اپنی والدہ ماجدہ کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا ہے اس میں ساری مخلوق کے کلی علم کا قطعاً ذکر نہیں اچھروی صاحب کی پیش کردہ آیات کے کسی لفظ سے حضرت عیسیٰ کا کل علم غیب ثابت نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام کائنات کو میدان محشر میں اکھٹا کرے گا اور تمام مخلوق کے ساتھ انبیاء کرام کو بھی وہاں جمع کرے گا پھر سوال کرے گا "یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام الغیوب"

(پ ۷ مائدہ ع ۱۴)

جس دن اللہ تعالیٰ جمع فرمائے گا سب پیغمبروں کو پھر سوال کرے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا؟ وہ عرض کریں گے لا علم لنا ہم کو کسی قسم کا کوئی علم نہیں تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔

آیت ہذا سے ثابت ہو گیا کہ غیب دان صرف اللہ ہے اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں اب یہاں قیامت کے دن پیش آنے والا ایک واقعہ ذکر کر کے یہ حقیقت بیان فرمائی انبیاء جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات پر فوقیت اور فضیلت عطا فرمائی ہے وہ بھی غیب دان نہیں تھے نہ اپنی زندگی میں اور نہ موت کے بعد چنانچہ تمام انبیاء و رسلؑ قیامت کے دن صاف اقرار کریں گے کہ ان کے پیچھے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کا انہیں کچھ علم نہیں" قالوا لا

علم لنا" یہ تو غیب کی بات ہے اور تمام غیبوں کو جاننے والا صرف تو ہی ہے اور کوئی نہیں مذکورہ آیت تمام انبیاء مرسلین کے علم غیب کی نفی پر برہان قطعی ہے۔

اہل بدعت کا اعتراض اہل بدعت کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ انبیاء کو معلوم تو سب کچھ ہوگا لیکن اھوال قیامت کی وجہ سے وہ جواب نہیں دے سکیں گے اور علم کی نفی کر دیں گے۔

جواب بدعتی علماء کا یہ جواب دو وجہ سے غلط ہے۔

(پہلا) اس لئے اگر یہ مان لیا جائے کہ ان کو سب کچھ معلوم تھا تو اس صورت میں لاعلم لنا واقعہ کے صریح خلاف اور جھوٹ ہوگا۔

(دوسرا) اس لئے کہ انبیاء علیہ السلام قیامت کے ہول اور جزع فزع سے محفوظ و ماموں ہونگے اور ان پر کوئی گھبراہٹ طاری نہیں ہوگی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے **(لا یحزنھم الفزع الاکبر)** (انباء ع ۷) یعنی جن لوگوں کے لئے حسنیٰ (جنت) کا وعدہ ہو چکا ہے وہ قیامت کی فزع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔

(تیسرا جواب) حضرت عیسیٰؑ کا مہد (پنگھوڑا) میں شیر خوارگی کی حالت میں کلام کرنا یہ بھی معجزہ ہے جیسا کہ ان کے دوسرے معجزات ہیں مٹی سے پرندہ بنانا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو صحت یاب کرنا مردوں کو زندہ کرنا اور بعض پوشیدہ چیزوں کا پتہ دینا یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے بطور معجزہ تھا جس میں حضرت عیسیٰؑ کی قدرت اور طاقت کو رتی بھر دخل نہیں کیونکہ معجزہ محض اللہ کے حکم اور اس کی طاقت و قدرت سے انبیاء علیھم السلام کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتا ہے ان کے اختیار میں ہرگز نہیں ہوتا اسی لئے ہر معجزہ عیسوی کے ساتھ لفظ باذن اللہ کی قید لگا دی ہے تاکہ کوئی بے ایمان مشرک غلط استدلال کر کے گمراہ نہ کر سکے لہذا نتیجہ نکلا کہ اچھروی صاحب کے خانہ ساز دلائل سے نہ مطلق علم غیب نہ علم مافی غد اور نہ علم ما کان وما یکون عیسیٰؑ کے بارہ میں ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے سوال کریں گے کہ اے عیسیٰ! کیا تو

نے لوگوں سے کہا تھا مجھے اور میری والدہ کو خدا کے سوا معبود بنا لینا تو قرآن کی زبانی حضرت عیسیٰ کا جواب سنیے ''قال سبحنك ما يكون لی ان اقول ما ليس لی بحق ان كنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك انك انت علام الغيوب'' (سورہ مائدہ ع۱۶)

یا اللہ تو پاک ہے مجھ کو کسی طرح لائق نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہ تھا اگر میں نے کہا ہوتا تو آپ کو اس کا علم ہوتا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں جو تیرے دل میں ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کے جاننے والا تو ہی (اللہ) ہے۔

مذکورہ قرآنی دلیل سے صراحتاً واضح ہو گیا اور خود حضرت عیسیٰ کے اپنے ہی اقرار و اعتراف سے مسئلہ حل ہو گیا کہ میں کسی قسم کا غیب نہیں جانتا بلکہ ہر قسم کے غیبوں کا مالک صرف اللہ ہی ہے اور اس آیت سے اگلی آیت میں حضرت عیسیٰ نے صاف صاف اقرار کیا ہے کہ اے اللہ! جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کے اعمال دیکھتا رہا لیکن جب تو نے مجھے ان سے اٹھا لیا (**فلما توفيتنی كنت انت الرقيب عليهم**) پھر مجھے ان کے اعمال و افعال کا کوئی علم نہیں ان دونوں آیتوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ قطعاً عالم الغیب نہیں ہیں۔

پانچواں جواب قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کا ایک اور واقعہ درج ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے حضرت مسیح تبلیغ کرتے رہے مگر یہودیوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ وہ الٹے دشمن بن گئے اور آپ کو قتل کرنے کی سازشیں کرنے لگے جب حضرت مسیحؑ کو پتہ چلا تو انہوں نے اپنے حواریوں سے مدد چاہی (**فلما احس عيسىٰ منهم الكفر قال من انصاری الی الله قال الحواريون نحن انصار الله امنا بالله واشهد بانا مسلمون**) (آل عمران ع۵)

حضرت عیسیٰؑ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہودی انہیں تکلیف نہ پہنچائیں لیکن اللہ تعالیٰ

نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ وہ ان کو یہودیوں کے شر سے محفوظ رکھیں گے اور ان کو عزت واکرام سے آسمان پر اٹھائیں گے اگر حضرت عیسیٰؑ کو علم غیب ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کو جانتے ہوتے تو وہ یہودیوں کے کفر وانکار سے نہ گھبراتے اور حواریوں کو مدد کے لئے کبھی نہ بلاتے اور ''من انصاری الی اللہ'' کبھی نہ پکارتے۔

بریلویوں کی تیسری دلیل اور اس کے جوابات اچھروی صاحب نے مقیاس ص ۳۳۳ میں حضرت ابراہیمؑ کو غیب دان ثابت کیا ہے اور دلیل یہ تحریر کی ہے سورہ ابراہیم میں ہے **(ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم)** حضرت اسحاق تو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے **من ذریتی** کے لفظ سے حضرت ابراہیم کے لئے عالم الغیب ہونا ثابت ہوگیا کیونکہ ابراہیمؑ نے پہلے ہی **من ذریتی** فرمادیا دوسرا حضرت ابراہیم نے بیت الحرام کا ذکر فرمادیا جس کا وہاں نام ونشان نہ تھا اس مقام پر حضرت خلیلؑ نے بھی **(ماذا تکسب غداً)** کا علم بیان کردیا۔

جواب اول مذکورہ آیات سے علم غیب ثابت کرنا ایسی تحریف کی جرات کوئی بریلوی تو کیا مرزا قادیانی بھی نہ کرسکا صرف اچھروی صاحب نے قرآن پر ظلم کیا ہے بلکہ اپنی بے علمی اور جہالت کا تاریخی ثبوت دیا ہے حالانکہ بندہ خدا کو اتنا بھی معلوم نہیں اس آیت میں تو ذکر صرف یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بیابان جنگل میں اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بیٹے شیر خوار اسماعیل کا ڈیرہ لگوایا **ذریتی** سے مراد حضرت اسماعیل ہیں جو اس وقت موجود تھے اچھروی صاحب نے اسحاق کا نام اس لئے لیا ہے تاکہ اپنا عقیدہ باطلہ ثابت کرسکیں لیکن اس کو معلوم نہیں حضرت اسحاق بھی اس دعا کے وقت پیدا ہوچکے تھے یہی تحریف اچھروی صاحب کی جہالت اور سفاہت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جواب دوم اچھروی صاحب کا استدلال بالکل باطل ہے کہ حضرت ابراہیم کو **علم ما کان و ما یکون** حاصل تھا اس لئے کہ ایک دعا تو جو کہ سورہ بقرہ پارہ اول میں ہے حضرت ابراہیم نے اس وقت کی تھی جب آبادی کا بالکل نام ونشان نہ تھا اسی لئے اس آیت میں

بـلـدا امـنـا نکرہ لایا گیا اور اس میں ذریتی کا ذکر نہیں ہے اور دوسری دعا اس وقت حضرت ابراہیم نے کی تھی جب بستی بن چکی تھیں آبادی ہو چکی تھی اور حضرت اسحاق بھی پیدا ہو چکے تھے اس لئے اس آیت میں لفظ **رب اجـعـل هـذا البلد امنا لفظ البلد** کو معرفہ لایا گیا یہ تیرھویں پارہ میں مذکورہ سورۃ ابراہیم آیت ۳۵ ہے اور اچھروی صاحب آپ کا داؤ فریب تحریف کا بیان نہیں چل سکتا کیونکہ اس آیت کا قرینہ بتلا رہا ہے (**الـحـمـدلله الذی وهب لی علی الكبر اسمٰعيل و اسحاق ان ربی لسميع الدعآء**) شکر ہے اس خدا کا جس نے بڑھاپے میں مجھ کو اسماعیل اور اسحاق دو بیٹے عنائیت فرمائے بے شک میرا مالک اپنے بندوں کی دعا بہت سنتا ہے۔

ثابت ہوا! کہ بیت اللہ کی تعمیر حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے بعد کی ہے قبل کی نہیں چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے (**و هٰذا كـان بـعـد بـنـائه تاكيدا و رغبة الـى الله**) یہ دعا بیت اللہ کی تعمیر کے بعد کی ہے اس میں مزید تاکید اور رغبت الی اللہ تعالیٰ کا اظہار کیا گیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۵۴۱)

جواب اگر اچھروی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ جب ابراہیمؑ نے دعا کی تھی اس وقت بیت الحرام کا نام ونشان نہ تھا تو یہ سراسر غلط ہے کیونکہ تاریخی لحاظ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے تین مرتبہ کعبہ بن چکا تھا کیونکہ سب سے پہلے کعبہ کی عمارت فرشتوں نے اور ان کے بعد حضرت آدمؑ نے اور پھر ان کی اولاد حضرت شیثؑ نے کھڑی کی تھی اگر اچھروی صاحب یہ کہیں کہ مکان کی صورت میں اس کا نام ونشان نہیں تھا تو ٹھیک ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل اللہ کو اس کی جگہ کی اطلاع ضرور دیدی تھی اس لئے انہوں نے **عـنـد بيتك الـمـحـرم** فرمایا اور رب العلمین کا ارشاد بھی سچ ہے (**و اذ بـوانـا لابراهيم مكان البيت**) (پارہ نمبر ۱۷ سورہ الحج ع ۴)

اور جب ہم نے ٹھیک کر کے دکھلا دی ابراہیمؑ کو جگہ اس گھر کی اور جب قرآن سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت الحرام کی جگہ بتلا دی اور حضرت ابراہیمؑ نے دعا میں

اس کا ذکر بھی کر دیا اچھروی کی جہالت پر حیرانی ہوتی ہے کہ یہاں علم غیب اور **ما فی غد** کا علم کہاں سے ثابت ہوتا ہے۔

بریلویت کی چوتھی دلیل اور اس کے جوابات اچھروی صاحب نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت ص ۳۲۲ میں حضرت ابراہیمؑ کو غیب دان ثابت کرنے کے لئے ایک اور آیت کی عجب تحریف کی ہے سنیے **(و کذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض)** (سورۂ انعام: ۷۵)

اور ایسے ہی ہم نے ابراہیمؑ کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھا دیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے علوم غیبیہ عطا کر دیئے ہیں۔

جواب اول کذلک میں کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی یوں زمین و آسمان کے عجائب حضرت ابراہیمؑ کو دکھانا یہ ہمارا ہی کمال ہے اور نری فعل مضارع ماضی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے **ای عرفناہ و بصرناہ** (روح المعانی) **ملکوت السموات والارض** سے زمین و آسمان کے عجائبات اور قدرت خداوندی کی آیات مراد ہیں **ولیکون** اس کا معطوف علیہ محذوف ہے **ای لیستدل به ولیکون من الموقنین** مذکورہ آیت سے حضرت ابراہیمؑ کے عالم الغیب یا ما کان و ما یکون پر استدلال کرنا یہ اچھروی صاحب کا ہی کمال ہے جس ذات رسول اکرم ﷺ پر قرآن نازل ہوا انہوں نے یہ تفسیر نہ بتلائی صحابہ کرامؓ جو براہ راست امام الانبیاء کے قابل ترین شاگرد تھے اور نزول قرآن کے عینی شاہد تھے ان میں سے کسی ایک سے بھی یہ تفسیر ثابت نہیں تابعین اور تبع تابعین سے بھی دور دور تک یہ تفسیر نہیں ملتی مگر اچھروی صاحب کے اچھرہ کی کوٹھی میں یہ گمراہ کن تفسیر بلکہ تحریف ملتی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث واضح ہے کہ جو شخص بھی تفسیر قرآن اپنی رائے سے کرے گا۔ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے چنانچہ اچھروی صاحب نے اپنا مقام خود ہی منتخب کر لیا ہے۔

جواب دوم اچھروی صاحب سے ہمارا یہی مطالبہ ہے یہ تفسیر کس سے منقول ہے؟ نیز وہ

کون سی لغت اور ڈکشنری ہے جس میں ملکوت کے معنی علوم غیبیہ کے آتے ہیں۔

مفسرین کرام نے آیت ہذا کے جو معنی بیان کیے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی قوم چونکہ ستارہ پرست تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نظام شمسی کی حقیقت سے آگاہ فرما دیا تھا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ شمس و قمر اور باقی تمام سیارے اور ستارے اللہ تعالیٰ کے ایک مقررہ نظام کے تحت چل رہے ہیں کبھی طلوع کبھی غروب، کبھی کسوف کبھی خسوف کا شکار ہو جاتے ہیں جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ کل دنیا کیا آسمان کی چیزیں اور کیا زمین کی چیزیں سب ایک زبردست طاقت کے نیچے کام کر رہی ہیں کوئی ان میں سے مستقل موثر نہیں ہم اس لئے دکھاتے اور سمجھاتے تھے کہ ان میں غور کرنے سے پورا کامل یقین رکھنے والا ہو جائے یہی حال مخلوق ارضی کا ہے یہ اونچے اونچے پہاڑ یہ سمندر یہ ہرے بھرے درخت سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے مظاہر ہیں ان میں یہ صلاحیت نہیں کہ ان سے معبودوں کے مجسمے تیار کر کے ان کی پوجا کی جائے یہ سب کچھ ابراہیم کو اس لئے دکھایا گیا تاکہ ایک طرف تو خود ان کے ایمان و اطمینان میں اضافہ ہو جائے اور دوسری طرف وہ علی وجہ البصیرت کواکب پرستوں کی تردید کر سکیں اور مشرک قوم کے سامنے توحید رب العلمین کھل کر بیان کر سکیں (البحر المحیط جلد۴ ص۱۶۵) (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۱۵۰)

جواب سوم اگلی آیات میں صراحتاً موجود ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ستارے، چاند اور سورج ایک ایک کو سامنے رکھ کر اپنی قوم کی تردید کی اور **فاطر السموات والارض** کی توحید کا علانیہ اقرار فرما کر حجت قائم کر دی جن کو اللہ تعالیٰ نے **و تلك حجتنا اتینھا ابراھیم علیٰ قومه** سے تعبیر فرمایا ہے الغرض اس آیت کو علم غیب سے دور کا بھی واسطہ نہیں چہ جائیکہ حضرت ابراہیم کو **عالم ما کان وما یکون** بتایا جائے آیت کا مفہوم یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو زمین و آسمان کی بعض اہم مخلوقات کے تغیر و تبدل اور طلوع و غروب سے آگاہی اس لئے عطا فرمائی تاکہ وہ ملک اور خلق میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر استدلال کر سکیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود اور کارساز نہیں۔

جواب چہارم اگر اچھروی صاحب اور مفتی احمد یار خاں اس آیت سے حضرت ابراہیمؑ کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں تو پھر اس آیت **اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوات والارض** (پ۹ الاعراف آیت نمبر ۱۸۴)

تو کیا انہوں نے آسمان وزمین کی سلطنت میں نظر نہیں کی کا کیا جواب ہے؟ جس میں تمام انسانوں کو خطاب ہے کہ انہوں نے آسمانوں اور زمین کے ملکوت نہیں دیکھے تو آپ کے خیال کے مطابق تمام انسانوں کے لئے علم غیب ثابت کرنا ہو گا پھر انبیاء واولیاء کی تخصیص کیا رہ گئی؟ جبکہ تمہارے استدلال سے تو ہم اور تم بلکہ ساری دنیا کے انسان بھی عالم الغیب ہو گئے باقی اچھروی صاحب ایک بات یاد رکھئے کہ کذلك نری ابراهیم کا معنی یہ ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو زمین وآسمان کے عجائبات دکھائے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ یہ دکھانا خدا کا کمال ہے مختار کل اور متصرف الامور صرف خدا کی ذات ہے دوسری یہ بات ثابت ہوئی کہ جس چیز کی رویئت ہو جائے کوئی چیز دیکھنے سے آدمی اس کا مالک نہیں بن جاتا ہم بازار میں روز چلتے ہوئے سینکڑوں قیمتی چیزیں دیکھتے ہیں کیا ہم ایک دفعہ فوراً دیکھتے ہی ان چیزوں کے مالک اور قابض بن جاتے ہیں؟ ایسے ہی زمین وآسمان کی چیزوں کو ایک طائرانہ نظر کرنے سے کیا حضرت ابراہیم مختار کل اور عالم ما کان وما یکون بن گئے تعجب بالائے تعجب ہے کہ اچھروی صاحب طفلانہ اور بچگانہ بے بنیاد دلیلیں پیش کر کے بریلویوں کو کیوں رسوا کر رہے ہیں جو پہلے ہی ماشاء اللہ اچھروی صاحب اور مفتی صاحب کی وجہ سے نیک نامی کے آخری نکتہ کمال تک پہنچ چکے ہیں۔

بریلویوں کی پانچویں دلیل اچھروی صاحب نے (مقیاس ص ۳۲۵) میں ایک اور قرآنی آیت میں تحریف کر کے حضرت ابراہیمؑ کو غیب دان بنانے کی بالکل بے سود کوشش کی ہے وہ یہ ہے یابت انی قد جآء نی من العلم مالم یاتك فاتبعنی اهدك صراطاً سویاً (سورہ مریم ۱۶،۳)

اے میرے باپ میری شان یہ ہے کہ میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس

نہیں ہے تو میری اتباع کر لے میں تجھے سیدھے راستے کی ہدایت دوں گا۔

ثابت ہوا! آیت ہذا میں علم سے مراد علم غیب ہے کیونکہ اس کے ساتھ جآء فعل آیا ہے اسی واسطے جآء کی قید نے علم کو غیب سے متصف کر دیا اور مالم یاتک کے فرمان نے صاف غیب کی تاکید فرما دی (بلفظہ مقیاس ص ۳۲۵)

جواب اول اچھروی صاحب کا مذکورہ آیت سے حضرت ابراہیمؑ کے لئے علم غیب ثابت کرنا یہ اچھروی کمال ہی کہا جا سکتا ہے ورنہ اس آیت کا علم غیب سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس آیت کے تحت مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں **من العلم** سے میرے رب کی طرف سے معرفت الٰہی کا علم مراد ہے کیوں اچھروی صاحب اب بتلائیے بریلویوں کے امام فاضل نے تو علم سے مراد معرفت الٰہی لی ہے اور آپ کی عقل اور آپ کے علم کا دیوالیہ نکل گیا کہ آپ اس علم سے علم ما کان وما یکون اور غیب ثابت کر رہے ہیں۔

جواب دوم آیت ہذا کا مطلب تو صرف اتنا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے میرے باپ مجھے اللہ تعالیٰ نے توحید و رسالت اور معاد وغیرہ کا صحیح علم عطا فرمایا ہے اور حقائق شریعت اور حلال حرام اور جائز و ناجائز وغیرہ احکام سے آگاہ کیا ہے اگر تم نبوت کی اتباع کرو گے تو رب العلمین تک پہنچ جاؤ گے اس کے علاوہ سب راستے ٹیڑھے اور ترچھے ہیں جو راہ مستقیم نہیں ہو سکتے اس کا علم غیب سے کیا تعلق ہے؟

جواب سوم کیا یہ تفسیر آنحضرت ﷺ سے منقول ہے اچھروی صاحب بتلائیے کیا صحابہ کرامؓ یا تابعین سے یا ائمہ مجتہدین اور فقہائے اسلام سے ثابت ہے اگر ہے تو "**ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین**" ورنہ یہ آپ کا خود ساختہ اجتہاد ہے تو یہ آپ کو ہی مبارک ہو۔

جواب چہارم علامہ قرطبی اور علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ علم سے اللہ تعالیٰ کی معرفت آخرت کی جزا و سزا و دیگر احکام شریعت کا علم مراد ہے **ای من الیقین والمعرفۃ باللہ وما یکون بعد الموت** (تفسیر قرطبی ص ۱۱۱، تفسیر روح المعانی ج ۱۶ ص ۹۷)

بریلویوں کی چھٹی دلیل اچھروی صاحب نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت ص ۳۲۵ میں حضرت یعقوبؑ کو عالم الغیب ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور لکھتے ہیں کہ یعقوبؑ نے یوسفؑ کو کنویں میں گرنے سے پہلے ہی **ما فی الغد** کا ارشاد فرمایا **فیکیدوا لك کیدا** تجھ سے تیرے بھائی حیلہ کرینگے **فیکیدوا** صیغہ استقبال فرما کر قبل از وقت علم غیب کی اطلاع دی۔

جواب اول اچھروی صاحب تو شرک وبدعت کی وجہ سے پاگل ہو گئے اور اتنا بھی معلوم نہیں کہ اگر حضرت یعقوب نے یوسفؑ کے بارہ میں کنویں میں گرنے سے پہلے اطلاع دیدی تھی اور سب کچھ معلوم تھا اور برادران یوسف کی خفیہ سازش کا علم تھا تو حضرت یعقوبؑ نے صاف کیوں نہ فرما دیا کہ میں اپنے بیٹے یوسف کو تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا کیونکہ تم نے اسے مجھ سے جدا کرنے کی سازش کی ہے اور تم نے طے کیا ہے کہ اسے کنویں میں پھینک دو گے۔

لہذا ثابت ہوا کہ وہ عالم الغیب نہ تھے ورنہ انہیں قبل از وقت ان سازشوں کا علم ہو جاتا۔

دوسرا جواب دوسرا اگر حضرت یعقوب کو غیب ہوتا اور وہ **ما کان وما یکون** کے عالم ہوتے تو فوراً فرما دیتے کہ تم جھوٹ بولتے ہو اسے بھیڑئے نے نہیں کھایا بلکہ اسے تم فلاں کنویں میں پھینک آئے ہو اور خود وہاں جا کر اپنے بیٹے یوسفؑ کو کنویں سے نکال کر گھر لے جاتے اچھروی صاحب اس کا معنی یہ ہوا کہ جان بوجھ کر حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو ان کے ساتھ روانہ کیا اور جنگل میں جان بوجھ کر مروایا اور قصداً کنویں میں پھنکوایا (نعوذ باللہ) کیا کوئی دنیا کا معمولی باپ بھی علم ہوتے ہوئے اپنی اولاد کو معمولی تکلیف میں دیکھ کر برداشت کرسکتا ہے؟ جب کہ یعقوبؑ نبی اللہ تو رب تعالیٰ کے بڑے اونچے پیغمبر تھے کیا انہوں نے جان بوجھ کر اپنے لخت جگر کو کنویں میں ہلاکت کے لئے چھوڑ دیا تھا؟ اچھروی صاحب تم نے اپنا باطل عقیدہ ثابت کرنے کے لئے اللہ کے پاک پیغمبر حضرت یعقوبؑ پر

اتنا بڑا الزام لگایا ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔

تیسرا جواب آئندہ تفصیلات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بھائیوں نے مل کر یہ پروگرام بنایا مگر حضرت یعقوبؑ کو اس کا کوئی علم نہیں۔

ثابت ہوا کہ فرزندان یعقوبؑ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوبؑ کی ہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان نہیں ورنہ وہ کوئی ایسا منصوبہ نہ بناتے ”فیکیدوا لك کیداً“ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے بوجہ فراست اور نور ایمانی کے اس خواب کی تعبیر کو سمجھ لیا تو کہا بیٹا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کیونکہ وہ اس خواب سے تیری ترقی کا نتیجہ پا کر تیرے حق میں فریب بازی کریں گے۔

ساتویں دلیل اچھروی صاحب نے حضرت یعقوبؑ کا علم غیب ثابت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل آیت سے غلط استدلال کیا ہے ”وکذلك یجتبیك ربك“ سے حضرت یوسف کو بادشاہی کا ملنا اور بھائیوں کا ماتحت ہونا یہ بھی علوم غیبیہ کی خبر ہے۔

(۲) تعبیر رویا کا علم جو ابھی یوسفؑ کو حاصل نہیں تھا اللہ کے پاس ہے یا لوح محفوظ پر ہے **یعلمك من تاویل الاحادیث** سے ثابت ہے یہ بھی غیبی خبر تھی

(۳) **ویتم نعمته علیك** سے یوسفؑ کی نبوت کی خوشخبری دینا یہ بھی **مافی الغد** کا علم ہے۔

جواب اول حضرت یعقوبؑ نے جو کچھ ارشاد فرمایا یہ اسی خواب کے پیش نظر ہے جو حضرت یوسفؑ نے دیکھا تھا مگر اس سے علم غیب یا عالم ما کان و ما یکون حضرت یعقوبؑ کا ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ خواب کی تعبیر بہت ظاہر تھی اور حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کو جو بہر حال خاندان نبوت میں سے تھے ایسے واضح خواب کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہ تھا کہ گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہیں اور چاند سورج ماں باپ ہیں یہ سب کسی وقت یوسفؑ کی عظمت شان کے سامنے سر جھکائیں گے چنانچہ آخر سورت میں **یابت هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا** کہہ کر اسی خواب کی طرف اشارہ کیا۔

جواب دوم حضرت یعقوبؑ نے جو پیش گوئی کی اس کا کچھ حصہ تو وہ حضرت یوسف کے خواب سے سمجھے کہ اس نے اتنی چھوٹی عمر میں ایسا موزوں و مبارک خواب دیکھا اور کچھ حضرت یوسفؑ کے خصائل و شمائل سے یا وحی الٰہی کے ذریعے سے مطلع ہوئے ہونگے حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسف کا بادشاہ ہونا تعبیر رؤیا کا ماہر ہونا اور نبوت کا ملنا یہ اپنے نور ایمانی اور الہام ربانی سے اندازہ لگا لیا تھا کہ میرے بچے یوسف کا مستقبل نہایت درخشاں ہے اور نبوت کا خاندانی سلسلہ ان کی ذات سے وابستہ ہونے والا ہے۔

آٹھویں دلیل برادران یوسف نے رات کو آ کر اپنے باپ کو کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا **بل سولت لکم انفسکم امراً فصبر جمیل**

(سورہ یوسف)

بریلوی حضرات کہتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ حضرت یعقوبؑ کو غیب کا کلی علم حاصل تھا۔

جواب اول اصل بات یہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ کو آثار و قرآئن سے معلوم تھا کہ میرا بیٹا یوسف زندہ ہے انہوں نے اسے گم کر دیا ہے اور بھیڑیئے کے کھانے کا محض بہانہ ہے حضرت یوسف کے زندہ ہونے کی ایک دلیل تو ان کے پاس ان کا خواب ہی تھا۔

اور حضرت یعقوبؑ کو یقین تھا کہ اس کی تعبیر ظاہر ہونے سے پہلے حضرت یوسف کی موت واقع نہیں ہوسکتی دوسرا کرتا خون آلودہ سلامت دیکھ کر ظاہری علامتوں سے اندازہ لگا لیا کہ کسی بھیڑیئے نے نہیں کھایا ورنہ یوسفؑ کا کرتا بھی تار تار ہو جاتا۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۶۳، تفسیر روح المعانی ج ۱۲ ص ۲۰۱) (تفسیر ابن جریر ج ۱۲ ص ۹۱)

جواب دوم تفسیر مدارک اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ برادران یوسف حضرت یوسف کی قمیص پر ایسا خون لگا کر لے آئے جوان کا نہ تھا وہ بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف کا کرتا لت پت کر کے لے آئے مگر ان سے یہ بھول ہوگئی کہ کرتا کو پھاڑنا بھول گئے تب حضرت یعقوبؑ نے فرمایا تم نے میرے بیٹے کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت غائب

کر دیا ہے کیوں اچھروی صاحب؟ ایمانداری سے بتلاؤ اس چیز کا علم غیب سے کیا تعلق ہے؟

جواب سوم جب دوسری مرتبہ یہودا کے بغیر تمام بھائی حضرت یعقوبؑ کے پاس گئے انہوں نے واقعہ سنایا کہ آپ کے لڑکے بینا بین نے چوری کی ہے اور اس قافلہ سے بھی دریافت فرمالیں تو حضرت یعقوب نے فرمایا **بل سولت لکم انفسکم امرا** اہل بدعت اس سے بھی غیب ثابت کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے اگر واقعی حضرت یعقوب غیب دان تھے تو پھر اتنا افسوس کیوں کیا جتنا کہ گمشدہ چیز کا کیا جاتا ہے اگر علم غیب ہوتا ہے تو فوراً فرما دیتے کہ میرے بیٹے بنیامین نے چوری نہیں کی اور وہ اپنے بھائی یوسف کے پاس موجود ہے کسی قسم کا اس کو ڈر خطرہ نہیں اور پھر اپنے بیٹوں کو کیوں قصوروار قرار دیا؟ حالانکہ وہ بے گناہ تھے۔

بریلویوں کی نویں دلیل اور اچھروی صاحب اور دیگر اہل بدعت کی طرف سے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ تیسری بار جب برادران یوسف مصر جانے کے لئے تیار ہوئے تو اس وقت یعقوبؑ ان کو تاکید فرماتے ہیں **یبنی اذھبوا و تحسسوا من یوسف واخیه و لا تایئسوا من روح الله**(یوسف:۱۰)

ثابت ہوا کہ ان کو علم غیب تھا کہ یوسف ابھی زندہ ہے اسی لئے اس کی تلاش کرنے کی تاکید فرمائی۔

جواب اول بے شک حضرت یعقوب کو یقین تھا کہ یوسف زندہ ہے یہ وہی حضرت یوسف کا خواب تھا جس کی روشنی میں ان کو یقین تھا کہ اس کا خواب ضرور پورا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو ضرور منصب نبوت سے ممتاز فرمائے گا۔

بریلویوں کی دسویں دلیل مفتی احمد یار خان اپنی کتاب (جاء الحق ص ۱۲۳) میں یہ دلیل بھی دی ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ نے اپنے دونوں بیٹوں (حضرت یوسف اور بنیامین) کے فراق میں درد و کرب کا اظہار کیا تو بیٹوں یا اہل خاندان نے کہا آپ ہمیشہ

یوسف کے تذکرہ کو پیش نظر رکھتے ہیں آپ غم سے کہیں ہلاک نہ ہو جائیں تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا (واعلم من اللہ ما لا تعلمون)(پ ۱۳ سورہ یوسف)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اصل واقعہ حضرت یعقوبؑ کو معلوم تھا اور عالم ما کان وما یکون کے مالک تھے۔

جواب اول جب مصر سے بشیر حضرت یوسف کی قمیص لے کر روانہ ہوا تو پہلے ہی فرمادیا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے اور جب بشیر ان کے پاس پہنچ گیا اور قمیص آنکھوں پر ڈالی اور ان کی آنکھیں روشن ہوگئیں یہ بھی یاد رہے کہ حضرت یوسف کے کرتے کی خوشبو سونگھ لینے سے حضرت یعقوب کا قطعاً عالم الغیب ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا یہ تو ایک معجزہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا یہ معجزہ حضرت یعقوبؑ کا تھا یا حضرت یوسفؑ کا ممکن ہے دونوں کا ہو اللہ تعالیٰ نے بطور اعجاز حضرت یوسف کی قمیص میں خوشبو پیدا کر دی ہو اور پھر بطور اعجاز دور دراز سفر سے اس خوشبو کو حضرت یعقوبؑ تک پہنچا دیا ہو۔

(تفسیر مدارک جلد ۲ ص ۱۸۲ تفسیر روح المعانی جلد ۱۳ ص ۵۳)

جواب دوم جب یوسفؑ کے بھائیوں نے اس کے کرتے کو جھوٹا خون لگایا اور گھر میں لے آئے تو اس وقت حضرت یعقوب کو کرتے کی خوشبو کیوں نہ آئی؟ اور جب ساتویں کوٹھری میں دوڑتے ہوئے کرتا پھٹا اور آپ نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا اور باہر دوڑے تو اس وقت کرتے کی خوشبو حضرت یعقوبؑ کو کیوں نہیں آئی؟ حالانکہ دونوں جگہ ہی یوسف صدیق کا کرتا تھا اللہ کی قدرت دیکھئے یوسف علیہ السلام مصر میں موجود ہیں کبھی نہیں کہا کہ یوسف کی خوشبو آتی ہے کیونکہ اللہ نے امتحان پورا کرنا تھا ادھر قافلہ یوسف کی قمیص لے کر مصر سے نکلا ادھر پیراہن یوسفؑ کی خوشبو یعقوبؑ کے مشام جان کو معطر کرنے لگی اور ادھر سینکڑوں میل کے فاصلہ پر حضرت یعقوب اس کی مہک پالیتے ہیں بعض تفاسیر میں ہے حضرت یوسف برسوں مصر میں موجود رہے اور کبھی حضرت یعقوبؑ کو ان کی یا ان کے کرتے کی خوشبو نہ آئی مگر اب قافلہ کنعان سے آٹھ دن کے فاصلہ پر تھا کہ ان کی قمیص سے خوشبو

آنی شروع ہوگئی اور قافلہ اسی ۸۰ فرسخ آپ سے دور تھا یہ سب معجزہ ہے اور معجزہ کی اصل طاقت صرف اللہ کے قبضہ میں ہوتی ہے۔

اچھروی صاحب اپنے عقیدہ باطلہ کو سہارا دینے کے لئے معجزہ کو ہرگز دلیل نہیں بنایا جاتا یہی خالق اور مخلوق میں فرق ہے اللہ تعالیٰ جب چاہے جو چاہے کرے مشیت ایزدی کے آگے سب مجبور ہیں۔

ثابت ہوا! حضرت یعقوبؑ کو اس بارہ میں جو کچھ معلوم تھا وہ ظاہری علامات کے ذریعہ تھا یا بطور معجزہ تھا اور وہ اسی بنا پر **اعلم من اللہ مالا تعلمون** فرما رہے تھے ورنہ وہ ہرگز ہرگز عالم الغیب نہ تھے اسی فلسفہ کو حضرت سعدی شیرازی نے یوں فارسی اشعار میں بیان فرمایا ہے۔

یکے ہرسید زاں گم کردہ فرزند
کہ اے روشن گہر پیر خرد مند
زمصرش بوئے پیراہن شنیدی
چرادار چاہ کنانش نہ دیدی
بگفت احوال مابرق جہانست
دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

بریلویوں کی گیارہویں دلیل اچھروی صاحب مقیاس حنفیت ص ۳۲۶ میں حضرت نوح علیہ السلام کے علم غیب ثابت کرنے کی بہت بے سود کوشش کرتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں "**و قال نوح رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیاراً انک ان تذرھم یضلوا عبادك ولا یلدو الا فاجراً کفاراً**" **(سورہ نوح)**

حضرت نوحؑ نے صاف صاف فرمادیا اے اللہ اگر تو ان کو زندہ چھوڑے گا تو ان

کی آئندہ نسلیں بھی بدکار اور فاجر ہوں گی۔

ثابت ہوا! کہ حضرت نوحؑ کو **ما فی الارحام** اور **ما فی الغد** کا علم تھا اور وہ غیب دان اور عالم کلی کے مالک تھے۔

جواب اول اس سے علم غیب کا استدلال کرنا اچھروی صاحب کی جہالت کا بین ثبوت ہے کیونکہ حضرت نوح نے یہ بددعا اس وقت کی تھی جب بذریعہ وحی ان کو یقین ہو گیا تھا کہ اب یہ لوگ نہیں مانیں گے جنہوں نے ایمان لانا تھا لا چکے ہیں دلیل سورہ ہود میں ہے (**و اوحی الیٰ نوح انه لن یومن من قومك الا من قد اٰمن فلا تبتئس بما کانوا یفعلون**) (سورہ ھود)

اور نوح کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوا ان کے جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہیں لائے گا سو جو کچھ وہ کر رہے تم اس پر غم نہ کرو۔

جواب دوم دوسرا جواب یہ ہے حضرت نوح کا اپنے بیٹے کنعان کی نجات کے لئے دعا کرنے کا واقعہ بددعا سے بعد کا ہے اور حضرت نوحؑ کے بیٹے پر اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوا اور پھر حضرت نوحؑ نے اپنی لاعلمی کا اقرار کر کے معافی مانگ لی اگر واقعی آپ غیب دان ہوتے تو وہ مشرک بیٹے کو غرق ہونے سے بچانے کی ہرگز کوشش نہ کرتے۔

ثابت ہوا! کہ حضرت نوح کو ما کان و ما یکون کا ہرگز علم نہ تھا۔

جواب سوم حضرت نوحؑ کا وہ اعلان عالی شان بھی سن لو جو انہوں نے اپنی مشرک قوم کے سامنے واضح طور پر کہا **و لا اقول لکم عندی خزآئن اللہ و لا اعلم الغیب و لا اقول لکم انی ملك** میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

جواب چہارم مولانا احمد رضا خان کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کے حاشیہ پر آیت (**ان ابنی من اھلی**) کے تحت مولانا مراد آبادی لکھتے ہیں "کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان منافق تھا اور آپ کے سامنے خود کو مومن ظاہر کرتا تھا اگر وہ اپنا کفر ظاہر کر دیتا تو

آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی نجات کی دعا نہ کرتے (کنزالایمان ص ۲۷۱)

کیوں اچھروی صاحب تو آپ کے صدر الافاضل نے بھی علم غیب کی واضح نفی کو تسلیم کر لیا اب آپ کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں لوگوں کو گمراہ کرنے سے باز آ جاؤ اور سچی توبہ کرو۔ ورنہ آخرت کا عذاب بہت سخت ہے۔

بریلویوں کی بارہویں دلیل اچھروی صاحب نے مقیاس حنفیت ص ۳۲۷ میں حضرت خضر علیہ السلام کو غیب دان ثابت کیا ہے خضر علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے پہنچنے سے پہلے کشتی کی ایک تختی اکھاڑ دی جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲) لڑکے کو قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے ماں باپ کو بالغ ہو کر گمراہ کر دے گا چنانچہ دیوار نئے سرے سے تعمیر کر دی کیونکہ اس کے نیچے خزانہ تھا۔

ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو **علم ما فی الغد** اور **علم ماذا تکسب غدا** حاصل تھا۔

جواب اول حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے واقعہ کی تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم جو خدا کے جلیل القدر پیغمبر تھے کشتی توڑنے لڑکے کو قتل کرنے اور دو ۲ یتیموں کی گرتی ہوئی دیوار کو درست کرنے میں جو حکمتیں پوشیدہ تھیں وہ ان سے بے خبر تھے اگر انہیں ان کاموں کے پوشیدہ اسرار کا علم ہوتا تو وہ حضرت خضر پر ہرگز اعتراض نہ کرتے۔

جواب دوم اچھروی صاحب آپ نے حضرت خضر کو عالم الغیب بنانے کی بے سود کوشش کی ہے جس کا جواب خود قرآن نے دے دیا ہے یہ سارے کام کرنے کے بعد حضرت خضرؑ نے خود ہی شبہ دور کر دیا ہے (**و ما فعلته عن امری ذلك تاويل مالم تستطع عليه صبرا**) اور میں نے (جو کام کئے ہیں سب بذریعہ وحی کئے ہیں ان میں سے کوئی کام اپنی رائے سے نہیں کیا یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا) آیت کریمہ سے نتیجہ نکلا کہ حضرت خضرؑ نے جو جو کام کیا وہ اپنے علم اور اختیار سے نہیں کیا بلکہ

بتانے والا بتاتا رہا اور وہ اس کے مطابق عمل کرتے رہے حضرت خضرؑ کی نبوت کے بارہ میں اختلاف ہے لیکن راجح قول یہی ہے کہ وہ نبی تھے تفسیر روح المعانی میں ہے **الجمهور على انه عليه السلام نبي** (روح المعانی جلد ۱۵ ص ۳۲۰)

جواب سوم چند باتوں کا اور وہ بھی بذریعہ وحی معلوم ہو جانے سے ان پیغمبروں کا کلی علم غیب ہونا ثابت نہیں ہوتا چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا اے موسیٰ میرے پاس اللہ کے علم میں سے ایسا علم ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے **لا تعلمه انت** لیکن تو اسے نہیں جانتا اور تجھے بھی ایک علم اللہ کی طرف سے حاصل ہے۔ **لا اعلمه** جو مجھے معلوم نہیں (صحیح بخاری جلد دوم ص ۶۸۷)

مذکورہ دلیل سے ثابت ہو گیا کہ جس طرح حضرت موسیٰ غیب نہیں جانتے تھے ایسے ہی حضرت خضر بھی علم غیب سے بے خبر تھے غیب خاصہ خداوندی ہے کوئی بھی غیر اللہ اس میں شامل نہیں ورنہ شرک لازم آئے گا وہ تو دونوں نبیؑ ایک دوسرے کے سامنے علم غیب کی نفی کر رہے ہیں اور اچھروی صاحب ان کو خواہ مخواہ **عالم ما كان وما يكون** کا مالک ومختار بنا کر مشرک اور کافر ہو رہے ہو اس کے ساتھ آپ خود کو اور اپنے مریدوں کو مشرک اور جہنمی بنا رہے ہیں۔

بریلویوں کی تیرہویں دلیل اچھروی صاحب نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت ص ۳۲۷ میں خاتم الانبیاء ﷺ کو اس آیت سے عالم الغیب ثابت کیا ہے **و لا انا عابد ما عبدتم و لا انتم عابدون ما اعبد** (سورہ کافرون)

اور نہیں ہوں میں اس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرنے والے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

جواب اول اس سورہ کا شان نزول یہ ہے۔ کہ چند روسائے قریش نے کہا کہ اے محمد ﷺ آؤ ہم تم سے صلح کر لیں کہ ایک سال تک آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں پھر دوسرے سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس طرح دونوں فریق کو ہر ایک

کے دین سے کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے گا آپؐ نے فرمایا خدا کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ (ایک لمحہ کے لئے بھی) کسی کو شریک ٹھہراؤں ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا پھر اختلاف جو کچھ ہے۔ غیراللہ کی پرستش میں ہے اس گفتگو مصالحت کو ختم کرنے کے لئے سورہ ہذا نازل ہوئی۔
(تفسیر درمنثور، تفسیر ابن کثیر)

جواب دوم اچھروی صاحب کا یہ استدلال نہایت غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ اسم فاعل اور مضارع اگرچہ حال اور استقبال دونوں کا احتمال رکھتے ہیں جب احتمال پیدا ہوگیا تو صرف استقبال پر ہی اڑ جانا بالکل غلط ہے اور یہ بھی اصول واضح ہے **اذا جآء الاحتمال بطل الاستدلال**

جواب سوم آیت ہذا میں رب العلمین نے رحمتہ للعالمین ﷺ کو لفظ قل سے اطلاع دے کر اعلان کردیا ہے کہ تم کہہ دو کہ جیسے میں اب غیراللہ کی عبادت نہیں کرتا آئندہ بھی نہیں کروں گا ایمان داری سے بتلاؤ کہ اس کا علم غیب سے کیا تعلق ہے؟ اور پھر علم کل اور عالم ما کان وما یکون کا کیا واسطہ ہے؟ یہ تو آپ نے اعلان اللہ تعالیٰ کے کہنے پر کیا تھا۔

جواب چہارم خاتم الانبیا ﷺ نے کل کے متعلق صرف عبادت ہی کی خبر دی ہے نہ کہ ہر ہر چیز جو کل واقع ہونے والی ہے کی خبر دی ہے اختلاف امور حسنہ کی جزئیات میں نہیں بلکہ کلیات میں ہے قرآن کریم پر ظلم وستم کرنا یہ اچھروی صاحب کا کمال ہے۔

بریلویوں کی چودھویں دلیل مشکوۃ شریف ص ۷۲ اور کنز العمال ج ۸ ص ۱۵۸ میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا رب احسن صورت میں ایک رات میرے پاس آیا تو اللہ نے فرمایا.....طویل حدیث پھر دوران گفتگو اللہ نے اپنا بے کیف دست پاک میرے دو کندھوں کے درمیان رکھدیا تو ہر شئے میرے لئے روشن ہوگئی اور ترمذی شریف میں ہے **فعلمت ما فی السموات والارض** جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے رب میں نے جان لیا اور **عالم ما کان وما یکون** حاصل ہوگیا اس لئے حضرت آدمؑ سے لیکر تا قیامت سب علوم حضور اکرم ﷺ کو

حاصل ہیں احادیث جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد میں سرکار مدینہ نے علامات قیامت بھی امت کو سب بتلادیں۔ پھر آپ علم غیب کلی کے مالک کیوں نہ ہوئے حضرت آدمؑ کی ولادت سے تا قیامت سب اخبار غیبیہ سرکار نے امت کو واضح کردیں۔

۱. آدم جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔
۲. جمعہ کے دن جنت میں داخل کیئے گئے۔
۳. جمعہ کے دن ہی آسمانوں سے نیچے اتارے گئے۔
۴. جمعہ کے آدمؑ کی توبہ منظور کی گئی۔
۵. آدمؑ کا وصال بھی جمعہ کے دن ہوا۔
۶. جمعہ کے دن ہی قیامت قائم ہوگی۔
۷. جمعہ کے دن ہر زمین پر چلنے والی چیزیں سوائے جن وانس کے خائف اور منتظر رہتی ہیں۔
۸. اب سنہ قیامت کے بارہ میں رب کریم نے فرمادیا ہے ''فی یوم کان مقدارہ الف سنة مما تعدون'' تمہارے دنوں کے اندازے کے مطابق قیامت کا ایک دن

پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا ان میں کون بیوقوف ہے جو اس سے آگے سوال کرے گا۔

اچھروی صاحب مقیاس حنفیت ص ۳۵۵ میں لکھتے ہیں علم قیامت کے تین پہلو ہیں۔

(۱) ایک قیامت کی ہیت کذائیہ جو ذات کو مستلزم ہوتی ہے (۲) اور دوسرا اس کا وقوع (۳) اور تیسرا وقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات یعنی قیامت کی ہیت کذائیہ قرآن کریم میں مذکور فرمادی حالانکہ **عندہ علم الساعة** میں مطلق علم ہے ہیت کذائیہ ہو یا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب رب العزة نے ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمادیا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی کے جوابات قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ ﷺ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے انکار کروایا مندرجہ ذیل آیتوں سے آنحضرت کی نفی علم غیب ثابت ہوتی ہے۔

(۱) **قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الاهو.**

(۲) یسئلك الناس عن الساعة قل انما علمها عندالله.

(۳) و عنده علم الساعة و الیه ترجعون.

(۴) یسئلونك عن الساعة ایان مرسها فیم انت من ذکرٰها.

(۵) ان الله عنده علم الساعة.

مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو علم قیامت حاصل نہیں کہ وہ کب واقع ہوگی ورنہ قرآن کریم کی نصوص صریحہ کا انکار کرنا پڑے گا۔

جواب اول گویا اس ایک آیت میں ٦ چھ دفعہ مختلف انداز میں غیر اللہ سے علم قیامت کی نفی کا اظہار فرمایا گیا ہے قیامت کے وقت کا علم حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور کسی آسمانی اور زمینی مخلوق کو اس کی اطلاع نہیں مذکورہ آیت کی تفصیل سنیے پہلا جز **یسئلونك عن الساعة ایان مرسها قل انما علمها عندالله** دوسرا جز **لا یجلیها لوقتها الا هو** خدا خود ہی قیامت کو اس کے آنے کے وقت ظاہر کرے گا تیسرا جز **ثقلت فی السماوات والارض** اور چوتھا جز **لا یاتیکم الا بغتة** کہ وہ قیامت اچانک ہی آئے گی پانچواں جز **یسئلونك کانك حفی عنها** چھٹا جز **قل انما علمها عند ربی** یہ بھی ایک مستقل دلیل ہے۔

ثابت ہوا جو علم قیامت غیر اللہ کے لئے تسلیم کرتا ہے وہ قرآن کا انکار اور اللہ تعالیٰ سے جنگ کرتا ہے۔

جواب دوم قیامت کے نفس وقوع کا علم اور چیز ہے اور اس کے وقت خاص کا علم علیحدہ چیز ہے پس پہلا علم یعنی اتنا علم کہ قیامت ضرور ایک دن آئے گی یہ تو مجھ کو بھی حاصل ہے اور انذار و تنذیر کے لئے وہی کافی ہے اور دوسرا علم یعنی قیامت کے وقت خاص کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں اور میرے نذیر ہونے کے لیے اس کی ضرورت بھی نہیں۔

(تفسیر بیضاوی جلد۲ ص ۳۲۹، تفسیر کبیر جلد۸ ص ۱۹۱)

جواب سوم مشرکین از راہ شرارت اور یہود از راہ امتحان آنحضرت ﷺ سے سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں آیت ہذا میں رسول اکرم ﷺ کو کلمہ حصر "انما" کے ساتھ علم قیامت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص کرنے کا حکم دیا گیا قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر بیضاوی میں علم قیامت کے غیب کو عطائی طور پر حاصل ہونے کی بھی نفی فرمادی جس کا عام اہل بدعت جھگڑا کرتے ہیں۔

جواب چہارم مشرکین عرب کو یقین تھا کہ ذاتی طور پر حضور اکرم ایک ذرہ کا بھی علم نہیں ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔ تو اللہ نے ان کو قیامت اور دوسرے علوم ضرور عطا فرمائے ہونگے اس لئے ان کو آپ کے عطائی علم ہی کے ذریعہ قیامت کا علم حاصل کرنا مطلوب تھا جس کا جواب آپ کو نفی میں دینے کی ہدایت کی گئی جس کا صاف نتیجہ نکلا کہ قیامت کا علم آپ کو عطائی طور پر بھی حاصل نہ تھا دلائل صریحہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام ؓ سے لے کر متاخرین تک تمام علماء نے حضور اقدس ﷺ سے علم غیب عطائی کی نفی فرما دی ہے۔ **فماذا بعدالحق الا الضلال**

جواب پنجم بقول اچھروی صاحب اگر امام الانبیا ﷺ واقعی عالم الغیب اور عالم ما کان وما یکون کے مالک تھے تو آپ نے اشراط قیامت اور علامات قیامت تو بحکم خداوندی بتلائی ہیں مگر قیامت کے وقت خاص کا اظہار نہیں فرمایا ورنہ آپ ﷺ نے واضح طور پر کیوں نہ فرمایا کہ فلاں صدی فلاں سال فلاں مہینہ فلاں جمعہ اور جمعہ فلاں حصہ کو قیامت واقع ہوگی کیا جسے علم غیب کلی حاصل ہوتا ہے اس کی یہی حالت ہوتی ہے اور وہ کفار و مشرکین کے استہزاء کا یوں ہی نشانہ بنتا ہے۔

اگر اچھروی صاحب یہ کہیں کہ سنہ اس وقت جاری نہیں ہوا تھا اور سنہ ھجری حضرت عمر فاروق کے دور میں جاری ہوا تھا تو جواب یہ ہے کہ اگر جاری نہیں ہوا تھا تو پھر بھی حضور اپنی زندگی میں سنہ بتلا دیتے کیونکہ آپ عالم الغیب تھے اور فرما دیتے کہ سنہ ہجری فلاں وقت فلاں کے دور حکومت میں جاری ہوگا میں عالم الغیب ہوں میں آج ہی قیامت کا سنہ بھی بتلا دیتا ہوں۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

مناظرہ سکہ

اور

مسئلہ استمداد لغیر اللہ

اس مناظرہ میں جو دلائل بفضل اللہ تعالیٰ میں (حافظ عبد القادر روپڑی) نے پیش کئے وہ بھی کافی طویل ہیں بہر حال مخالفین نہ ہی دلائل پیش کر سکے اور نہ ہی لوگوں کو متاثر کر سکے ان کے جوابات خام اور **کمثل العنکبوت** تھے جو قرآن وحدیث کی زبردست بمبارڈمنٹ کے سامنے **ھباء منثوراً** ہو گئے اچھروی صاحب کے مفروضہ دلائل چونکہ اکثر تحریف لفظی اور تحریف معنوی پر مشتمل تھے اور ان میں کوئی خاص وزن اور سنجیدگی نہیں تھی اس لئے ان کو عدم ذکر کر دیا گیا میدان مناظرہ میں میرے پیش کردہ قرآن وحدیث کے ٹھوس دلائل پڑھتے جایئے اور بنظر انصاف خود اپنے دل سے فیصلہ کرتے جایئے کہ حق و باطل میں کتنا واضح فرق ہے؟

الٰہ بمعنی معبود ہے اور وہ عبادت سے مشتق ہے قرآن پاک میں عبادت کی زیادہ تر ۴ چار قسمیں آئی ہیں (۱) غائبانہ حاجات میں پکارنا (۲) نذر و نیاز دینا (۳) سجدہ کرنا (۴) طواف کرنا کسی نبی یا پیر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا یا اس سے ڈر کر یا امید رکھ کر اس کی قبر کے سامنے سجدہ کیا گیا یا اس کے نام کی نذر نیاز دی گئی یا اس کی قبر کا طواف کیا گیا تو یہ اس کی عبادت ہو گی یہ بھی واضح رہے کہ بعض وہ امور ہیں جو بندوں کے اختیار میں ہیں اور بعض وہ ہیں جو محض خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں جو امور بندوں کے اختیار میں ہیں ان کے متعلق مخلوق سے امداد مانگنا ہرگز شرک نہیں عربی اصطلاح میں اسے ماتحت الاسباب سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جو امور صرف خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں مخلوق کا اس میں ذرہ بھر بھی

دخل نہیں ان کو مافوق الاسباب کے لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے ایسے امور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنے چاہئیں اگر کسی اور کو ان چیزوں کا متولی یا متصرف سمجھ کر یا عالم الغیب تصور کر کے امداد کے لئے پکارا جائے وہ شرک ہوگا اور ایسے فعل کا فاعل واقعی مشرک ہوگا سب سے پہلے ان قرآنی دلائل کا بیان ہوگا جن سے صراحتاً غیر اللہ کو پکارنے کی نفی اور مخالفت ہے اس کے بعد انبیاء ورسل کا دستور العمل بالترتیب بیان کیا جائے گا۔

پہلی دلیل (ایاك نعبد و ایاك نستعین) ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ ذات الٰہی کے سوا کسی سے بھی مافوق الاسباب مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اسی لئے کسی معاملہ میں بھی ماوراء الاسباب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد مانگنا ہرگز جائز نہیں مثلاً مرض کے علاج کے لئے دواؤں کا استعمال تو جائز ہے مگر دوا اور علاج کو چھوڑ کر محض غیبی شفا کسی غیر اللہ سے طلب کرے تو یہ شرک ہے بعض لوگ عموماً ان دعاؤں میں بحرمت فلاں یا بطفیل فلاں کے الفاظ پڑھتے ہیں مگر قرآن مجید اور احادیث صحیحیہ کے رو سے منع ہیں اور اس قسم کے الفاظ صحابہ ؓ تابعین اور سلف صالحین سے بھی ہرگز ثابت نہیں اسی آیت کے تحت ایک حدیث رسول بھی سنیے **اذا استعنت فاستعن باللہ** اور جب بھی تو مدد مانگے تو صرف اللہ ہی سے مدد مانگو بہر حال مذکورہ آیت وحدیث میں ان مشرکین کا رد ہے جو اللہ کے سوا کسی پیر، امام، پیغمبر، فرشتے، چاند، سورج، قبر، طاق، چبوترے، تعزیئے کی پرستش کرتے ہیں اور ان کو مشکل کشاء، دستگیر، قطب اور غوث سمجھ کر ان سے مدد مانگتے ہیں اگر کوئی مسلمان ایسا کرے تو وہ بھی مشرک ہے۔

دوسری دلیل (امن یجیب المضطر اذا دعاه و یکشف السوء) آیا کون ہے کہ قبول کرتا ہے دعا مضطر کی جس وقت کہ پکارتا ہے اس کو اور دور کر دیتا ہے برائی کو مشرکین عرب خود اس چیز کو جانتے اور مانتے تھے کہ مصیبت کو ٹالنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر تعجب ہے دور حاضر کے مشرکوں پر جو دعویٰ تو مسلمانی کا کرتے ہیں مگر مصیبت اور دکھ درد

کے وقت یا ''رسول اللہ'' ''یا علی'' اور یا غوث اعظم کے نعرے لگاتے ہیں گویا اس آیت میں مشرکین کو تنبیہ ہے کہ سخت مصائب اور شدائد کے وقت تو تم بھی مضطر ہو کر اسی کو پکارتے ہو اور دوسروں کو بھول جاتے ہو پھر فطرت اور ضمیر کی اس شہادت کو امن واطمینان کے وقت یاد نہیں رکھتے وہی اللہ کی ذات ہے جو بے چین اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب و بلیات سے بچاتا ہے وہ سب کا خالق اور سب کو ان کی ضرورتیں مہیا کرتا ہے وہ سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اس کے علاوہ کوئی بھی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں ہے اس کے مطابق ایک حدیث سنیے **ان اللّٰہ تبارك و تعالیٰ یقول یا عبادی کلکم مذنب الا من عافیت فاسلونی المغفرۃ فاغفرلکم و من علم منکم انی ذو قدرۃ علیٰ المغفرۃ فاستغفرلی بقدرتی غفرت له و کلکم ضال الا من هدیت** ۔الحدیث (ابن ماجہ ص ۳۲۴)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! تم سب خطاوار ہو مگر جس کو میں معاف کروں سو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تم کو بخش دوں گا اور تم میں سے جو مجھ کو بخشش کرنے والا جانے تو پھر میری قدرت سے بخشش مانگے تو میں اس کو بخش دیتا ہوں اور تم سب راہ بھولے ہوئے ہو مگر جس کو میں ہدایت کروں اور تم سب محتاج ہو مگر میں جس کو غنی کروں پس تم مجھ سے دعا کرو تاکہ میں تم کو دوں اگر تمہارے زندہ اور مردے اگلے اور پچھلے ہرے اور سوکھے سب مل کر ایک متقی بندہ کے موافق پرہیز گار ہو جائیں تو میری شان عظمت میں اتنا بھی اضافہ نہ ہوگا جتنا ایک مچھر کا پر ہے اور اسی طرح سب ایک جگہ ایک وقت جمع ہو کر مانگنے لگیں اور جس کسی کا جہاں تک خیال پہنچے وہی سوال کرے اور میں سب کو ان کی تمناؤں کے مطابق دیتا جاؤں تو میری بادشاہت سے اتنا بھی کم نہ ہوگا۔ جتنا سمندر میں سے ایک سوئی ڈبونے سے پانی یعنی میرے خزانوں میں اتنا فرق بھی نہیں پڑتا جتنا کوئی سمندر میں سے ایک سوئی کو تر کرے افسوس کا مقام ہے کہ آج کل کے مشرک مشرکین مکہ سے بھی بڑے ہوئے ہیں کیونکہ وہ مصائب کے وقت صرف اللہ کو

پکارتے تھے اور یہ مصائب وآلام میں بھی غیر اللہ کو ہی پکارتے ہیں۔ مثلاً:

بگر داب بلا افتاد کشتی

مدد کن یا معین الدین چشتی

اور کوئی کہتا ہے۔

بہاؤ الحق بہاؤ الحق

بیڑہ دھک بیڑہ دھک

تیسری دلیل اور نفی استمداد غیر اللہ (و لا تدع مع اللہ الھاً آخر لا الہ الا ھو کل شیء ھالك الا وجھه له الحکم و الیه ترجعون)(پ۲۰ سورہ قصص آیت ۸۸)

اور نہ تو پکار اللہ کے ساتھ کسی غیر کو معبود اور نہیں کوئی معبود مگر وہی ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر ذات اس کی واسطے اسی کے حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

مذکورہ آیت سے ثابت ہوا کہ تمام عبادتوں کے لائق صرف اللہ ہی کی ذات ہے عبادت کی اقسام ثلاثہ تو مشہور ہیں (۱) بدنی (۲) مالی (۳) قولی اس لئے کہ وہی ذات پاک دائم اور باقی رہنے والی ہے جو نہ مرے گا نہ سوتا ہے باقی ہر قسم کی مخلوقات پر موت ضرور وارد ہوگی۔

مذکورہ آیت سے مسئلہ واضح ہے کہ خالق و مالک، متصرف ومختار اور عالم الغیب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے نفع نقصان اور منع عطاء اسی کے اختیار میں ہے لہذا اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو۔

لہذا ثابت ہوا اللہ کے علاوہ ہر شے فانی ہے اللہ کے علاوہ اپنی حاجات میں ما فوق الاسباب کسی اور کو مت پکارو اور یہی پکارنا شرک ہے۔

چوتھی دلیل (قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض و ما لھم فیھما من شرك و ماله منھم من ظھیر) (پ۲۲ سورہ سبا آیت ۲۲)

فرمادیجئے محمد رسول اللہ پکاروان کو جن کو گمان کرتے ہو سوائے اللہ کے وہ مالک نہیں ایک ذرہ بھر کے آسمانوں میں اور نہ زمینوں میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں کوئی ان کا مددگار ہے ثابت ہوگیا کہ مالک الملک کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی نبی، ولی، بزرگ، زندہ یا مردہ (**مثقال ذرة**) ایک ذرہ برابر بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں۔

نیز اس آیت میں مشرکین مکہ کو خطاب ہے اللہ کے علاوہ جن چیزوں پر تم کو خدائی کا گمان ہے کسی آڑے وقت میں ان کو پکارو تو سہی، دیکھیں وہ کیا کام کر سکتے ہیں؟ یہ بیچارے کیا بگڑے کام سنواریں گے جنہیں آسمان وزمین میں ایک ذرہ کا بھی مستقل اختیار نہیں نہ آسمان وزمین میں ان کی کوئی شرکت ہے بڑے بڑے مقربین کو بھی یہ طاقت نہیں کہ خالق کائنات کے کسی کام میں دخل دے سکیں۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں: کہ پکارنے والے حاجتمند کی مراد ضرورت وہ شخص پوری کر سکتا ہے جس کو تین باتوں سے کوئی بات حاصل ہو (۱) یا تو خود مالک ومختار ہو (۲) یا مالک پر اس کا دباؤ یا اثر ہو جیسے امیر وزیر وغیرہ جو کابینہ کے ارکان ہوتے ہیں اور ان کی ناراضگی سے سلطنت کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہو (۳) یا کوئی ایسا پیارا ہو جس کی ہر حال میں بات موڑنی مشکل ہو جیسے بیٹا یا بیوی کہ ان کی سفارش گہری اور قریبی محبت کی وجہ سے رد نہ کر سکے۔

فرمایا غیر اللہ اور من دون اللہ کو خواہ بڑے سے بڑا ہو اور چھوٹے سے چھوٹا ہو ان تینوں میں سے کوئی بات بھی حاصل نہیں نتیجہ نکلا کہ استمداد **لغیر اللہ امور مافوق الاسباب** اور صریحاً شرک ہے جبکہ رب العلمین کے سوا کوئی بھی ذرہ بھر نفع ونقصان کا مالک ومختار نہیں۔

پانچویں دلیل ''**والذین تدعون من دونه ما یملکون من قطمیر**'' (پ۲۲ سورہ فاطر)

اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے بغیر پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اس کی بادشاہی میں کسی کو کچھ اختیار نہیں مشرک جو بزرگوں کو پکارتے ہیں ان سے

مدد چاہتے ہیں وہ ان کے پکارنے کو بھی نہیں سنتے۔ مدد کرنا تو در کنار اگر بالفرض پکار نا سن بھی لیویں تو کیا فائدہ؟ مراد تو نہیں دے سکتے اللہ کے علاوہ تمام انبیاء اولیاء ابرار و اخیار سارے ملک ایک قطمیر بھی پیدا نہیں کر سکتے عربی میں قطمیر اس باریک جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتی ہے اور اہل عرب یہ لفظ تھوڑی اور حقیر چیز کے لئے بولتے ہیں اور یہ وہاں ضرب المثل بن گیا ہے۔

چھٹی دلیل (**والذین تدعون من دونه لا یستطیعون نصرکم ولا انفسهم ینصرون**) (سورہ اعراف پ۹)

اللہ کے علاوہ جن (بزرگوں ولیوں شہیدوں) کو تم پکارتے ہو نہ تو تمہاری امداد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں مطلب بالکل واضح ہے رب العالمین ہر مشکل ہر مصیت ہر بیماری ہر دکھ تکلیف کو دور کرنے والا ہے اسی کے پاس تمام اختیارات ہیں وہی ہر چیز کا مالک خالق مختار ہے۔

ساتویں دلیل (**و من اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیٰمة و هم عن دعائهم غافلون و اذا حشر الناس کانوا لهم اعدآء و کانو بعبادتهم کٰفرین**) (پ۲۶ سورہ احقاف)

اور کون اس شخص سے زیادہ گمراہ ہے؟ جو خدا کے بغیر ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں اور جب لوگ اٹھائے جاویں گے تو وہ ان کے دشمن بن جاویں گے اور ان کی پرستش کا انکار کریں گے۔

ثابت ہوا کہ مشرکین غائبانہ طور پر جن کو حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں ان کو ان کی پکار کی کوئی خبر نہیں اور جب میدان محشر میں ان کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے ہمیں پکارا تھا تو وہ دشمن بن جاویں گے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں اس سے بڑھ کر حماقت اور گمراہی کیا ہوگی کہ خدا کو چھوڑ کر ایک ایسی بے جان یا بے اختیار مخلوق کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارا جائے جو اپنے مستقل اختیار سے کسی کی پکار کو نہیں پہنچ سکتی۔

آٹھویں دلیل (ان الذین تدعون من دون الله عباد امثالکم فادعوهم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین) (پ۹اعراف ع۱۳)

تحقیق جن کو پکارتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں تمہاری طرح پس پکارو تم ان کو پس چاہیے کہ جواب دیں تم کو اگر تم سچے ہو۔

مذکورہ آیت میں معبودان باطلہ کے عجز اور ان کی عبادت کرنے والوں کی سفاہت کا بیان ہے یعنی جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی حاجات میں غائبانہ پکارتے ہو وہ بھی تمہاری مانند اللہ کے بندے ہیں اور کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں ان کو پکار کر دیکھو اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو کہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں تو پھر ان کو تمہاری پکار قبول کر کے تمہاری حاجت روائی کرنی چاہیے حالانکہ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ (تفسیر روح المعانی جلد۹ص۱۴۴)

حقیقت یہی ہے کہ جن غیر اللہ کو تم پکارتے ہو وہ تو اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے تمہاری کیا خاک مدد کریں گے؟ (تفسیر ابی السعود جلد۴ص۴۹۵)

نویں دلیل (والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئاً و هم یخلقون اموات غیر احیآء و ما یشعرون ایان یبعثون) (پ۱۴النحل)

اور جن کو خدا کے بغیر پکارتے ہو وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے وہ خود مخلوق ہیں فانی ہیں زندہ جاوید نہیں ان کو تو قیامت کے دن کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جاویں گے؟

دلیل ہذا سے ثابت ہوا کہ عبادت اور پکار کے لائق وہی ہے اور پکارنا بھی اسے چاہیے جو نہ مخلوق ہو اور نہ ہی لقمہ اجل بن سکے۔

دسویں دلیل (قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم و لا تحویلاً) (بنی اسرائیل)

فرما دیجیے محمد رسول اللہ ﷺ جن کو تم نے خدا کے بغیر کارساز سمجھا ہوا ہے ان کو پکارو پس وہ نہ تمہاری مصیبت دفع کر سکتے ہیں اور نہ مصیبت پھیر سکتے ہیں

تو ثابت ہوا کہ استمداد لغیر اللہ شرک ہے مافوق الاسباب غیر اللہ کو پکارنے والا

واقعی مشرک ہے اگر وہ بلا توبہ اس دنیا میں مر گیا تو وہ پکا دوزخی ہے اور وہ کبھی باہر نہیں نکل سکے گا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد اور عورت کو شرک کی لعنت سے محفوظ فرمائے۔

ایک عجیب وغریب لطیفہ سکھ قوم جو کہ غیر مسلم اور وہ قرآن وسنت کی تعلیم سے ناواقف ہوتے ہیں لیکن مسئلہ توحید ایک ایسا فطری ہے کہ وہ بھی اس کو سمجھتا ہے جب میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) مناظرہ میں اپنی ٹرن کے وقت تقریر کر رہا تھا تو اس وقت ایک سکھ زمیندار بڑے جوش سے اٹھا اور کہنے لگا تمام مسلمانوں میری بھی ایک بینتی (عرض سنو) میں نے اجازت دیدی اور اچھروی صاحب اس لئے خاموش رہے کہ اگر وقت ضائع ہوگا تو روپڑی صاحب کا ہوگا میرا اس میں کیا نقصان ہے؟ چنانچہ سکھ نے بلند آواز سے کہا میرا مربع زمین کا گاؤں کے قبرستان سے کچھ آگے ہے ہر روز قبرستان میں سے گزر کر جاتا ہوں کئی دفعہ ایسا ہوا کہ میں چارہ لاتے ہوئے قبرستان سے گزرا اور بوجھ کی گٹھری میرے سر سے گر پڑی پھر میں نے کئی آوازیں دیں کہ اے قبراں والیو بزرگو ولیو واہ گرو (اللہ) کے لئے میری آج مدد کرو کیوں کہ بعض مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قبروں والے سینکڑوں میلوں کے فاصلہ سے بھی مدد کر سکتے ہیں لیکن میں تو آج تمہارے پاس کھڑا ہو کر پکار رہا ہوں کہ بوجھ اٹھانے میں میری مشکل حل کرو چنانچہ (سوں گرو دی دھرم نال میں کنا چراڈ یک دار ہیا اور کناں چرواجاں ماردار ہیا پر قبراں والیاں وچوں کوئی نہ آیا اور کسے نے وی پنڈ نہ چکوائی۔ آخیر پنڈوں بنداسد کے پنڈ چکائی تے کئی واری راہیاں لنگھدیاں کولوں چکواندار ہیا پھر اس سکھ نے ترنم کے ساتھ اونچی آواز سے کہا اوہ...... چوہدری دے مالی جھنڈی پٹ کے لے گئے سوں گرو دی) روپڑی مولوی

نوٹ: جس چوہدری کا یہاں ذکر ہے وہ اہلحدیث تھا جنہوں نے اپنی طرف سے مناظرہ کے لئے مجھے "حافظ عبدالقادر روپڑی" اور دیگر علماء اہلحدیث کو مدعو کیا تھا۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين

والحمدلله رب العلمين

مناظرۂ سُگّہ
اور
مسئلہ فاتحہ خلف الامام

میرا یہ دوسرا مناظرہ حضرت مولانا محمد عمر اچھروی کے ساتھ مسئلہ فاتحہ خلف الامام کے اہم موضوع پر موضع سگہ میں ہوا، یہ بھی تقریباً دو اڑھائی گھنٹہ کا مناظرہ تھا باری باری فریقین کے علماء اپنے اپنے موقف پر اپنے اپنے مناظرانہ انداز میں بیان کرتے رہے۔ شرم کی بات ہے کہ مولوی اچھروی صاحب ہر ٹرن میں یا تو ضعیف اور کمزور دلائل پیش کرتے رہے جن کا اہل علم تو درکنار عام لوگوں پر بھی کوئی خاص اثر نہ پڑا، یا پھر انہیں باتوں کو بار بار دہرا کر اپنی ٹرن کا وقت پاس کرتے رہے، اور میں (حافظ عبدالقادر روپڑی) اپنی ہر ٹرن میں مختصر خطبہ مسنونہ پھر نئی آیت یا حدیث پیش کرتا اور پھر اچھروی صاحب کے پیش کردہ مزعومہ اور خود ساختہ دلائل کے دندان شکن جواب دیتا اور خصوصی مناظرانہ انداز میں ہر دلیل کا خوب پوسٹ مارٹم کرتا اسی وجہ سے مولوی اچھروی کو بالآخر شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے مریدوں نے اس کو بہت ملامت کی اور کہا اگر تو نے ایسے ہی ہمیں ذلیل کرنا تھا تو آپ ہمیں بتلا دیتے اور ہم آپ کو بھاری فیس دے کر کبھی نہ لاتے اللہ پاک کی مہربانی سے سینکڑوں لوگ میدان مناظرہ میں یہ شرک وبدعت سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے اور انہوں نے دل وجان سے مسلک حقہ اہل حدیث قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور مختصر دلائل جو کہ میں نے پیش کئے اور اچھروی صاحب آخر تک ان کے ٹھوس جوابات دینے سے قاصر رہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

مولوی عمر اچھروی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم و اذا قرئ القراٰن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون) اور جب

قرآن پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سورہ فاتحہ نماز کی کسی رکعت میں بھی نہیں پڑھنی چاہیے باقی ہمارا احناف کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے لہذا مقتدی کو علیحدہ قرأت کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اس کے بہت سے جوابات ہیں۔

پہلا جواب تفسیر کبیر میں ہے کہ امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت کو اگر نماز میں قرأت کے متعلق لیا جائے تو یہ آیت اپنے ماقبل سے بے ربط ہو کر رہ جاتی ہے ماقبل کی آیات میں مشرکین سے خطاب چلا آ رہا ہے اس لئے نظم قرآنی کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں بھی مشرکین مکہ مخاطب ہوں۔

مروی ہے کہ مشرکین مکہ قرآن کی قرأت کے وقت شور و غل کرتے اور اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس دیتے دوسری آیت اسی مفہوم کی تائید کرتی ہے **(و قال الذین کفروا لا تسمعوا لهٰذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون)** (پارہ نمبر ۲۴ سورہ حم سجدہ) قرآن پاک کی آواز بجلی کی طرح سننے والوں کے دلوں میں اثر کر جاتی تھی جو سنتا فریفتہ ہو جاتا، اس سے روکنے کی تدبیر کفار و مشرکین نے یہ نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے، ادھر کان مت دھرو، اور اس قدر شور و غل مچاؤ، کہ دوسرے بھی نہ سن سکیں، اس طرح ہماری بک بک سے قرآن کی آواز دب جائے گی اور اسلام مٹ جائے گا اللہ تعالیٰ نے کفار کے جواب میں سورہ اعراف کی آیت **(و اذا قرئ القرآن)** نازل فرمائی۔

یہ اس کی اصل حقیقت تھی اور حنفی مولویوں نے اس کو کھینچ کر فاتحہ خلف الامام کی ممانعت کے لئے چسپاں کر دیا ہے حالانکہ یہ دونوں آیات مکی ہیں دونوں میں سورہ فاتحہ کا مطلقاً ذکر نہیں نہ اس میں خطبہ و عیدین کے متعلق کوئی حکم ہے تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے انہی معنوں کو ترجیح اور احسن فرمایا ہے۔

دوسرا جواب اصول فقہ کی مشہور کتاب نور الانوار میں ہے کہ جب دو آیتوں میں تعارض پیدا ہو

جائے تو دونوں پر استدلال ساقط ہو جاتا ہے (**لان الایتین اذا تعارضتا تساقطتا**) آگے آیت **(اذا قرئ القرآن)** کو **فاقرؤا ما تیسر** کے مقابل لکھ کر معارض ٹھہرایا ہے یہی اصول کتاب تلویح ص ۴۱۵ باب المعارضۃ والترجیح میں لکھا ہے۔

حنفی علماء کو چاہیے کہ آیت ہذا کو ہمارے سامنے پیش کرنے سے پہلے اپنا چہرہ اپنے ہی فقہی اصول کے شیشے میں ملاحظہ فرمالیں۔

تیسرا جواب اگر آیت **و اذا قرئ القرآن** کو حکم عام کے تحت بھی بقول حنفیہ کے تسلیم کرلیا جاوے تو تب بھی اصول فقہ کی رو سے حدیث **لا صلوۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب** (کہ کوئی نماز بھی سورہ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی) سے اس کی تخصیص ہو سکتی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ آیت مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کی قرأت سے کسی طرح بھی مانع نہیں ہو سکتی۔

چوتھا جواب جمعہ کے دن خطیب صاحب جب خطبہ پڑھے تو سب لوگ چپ رہیں اس کے ثبوت میں یہی آیت پیش کرتے ہیں مگر جب خطیب **(یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ)** پڑھے تو اس وقت تمام سامعین کو آنحضرت پر آہستہ درود پڑھ لینا چاہیے۔

چنانچہ یہ مسئلہ ہدایہ و شرح وقایہ میں بھی موجود ہے اصل عبارت سنو **(الا اذا قرأ الخطیب یا ایھا الذین اٰمنو صلوا علیہ)** تو **فیصلی السامع فی نفسہ سرا** (شرح وقایہ ص ۱۷۵) ایسے ہی امام کی قرأت کے وقت آہستہ فاتحہ مقتدی کا پڑھنا جائز ہے اور آیت **(واذا قرئ القرآن)** اس کو ہرگز منع نہیں کرسکتی۔

پانچواں جواب کتب حنفیہ میں مذکورہ ہے کہ نماز فجر ہونے کی حالت میں امام کی قرأت کے وقت صفوں کے پیچھے فجر کی سنتیں پڑھ لینی چاہئیں (عمدۃ الرعایہ بر شرح وقایہ ص ۲۱۲، شامی، عنایہ شرح ہدایہ ص ۱۳۲) تو ایسے ہی سورہ فاتحہ کو آہستہ پڑھنے سے **(و اذا قرئ القرآن)** بھی ہرگز نہیں روکتی۔

چھٹا جواب کتب حنفیہ میں یہ بھی صراحت سے درج ہے کہ مسبوق کو امام کی قرأت کی

حالت میں تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر پڑھنا واجب ہے۔ کیوں اچھروی صاحب اب اس وقت آیت **(اذا قرئ القرآن)** کہاں چلی گئی؟

ثابت ہوا مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ بھی ایسے ہی پڑھ سکتا ہے۔

ساتواں جواب حنفیہ کے نزدیک آیت **(فاقرؤا ما تیسر من القرآن)** سے قرأت فاتحہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور آیت **(اذا قرئ القرآن)** سے نفی ثابت ہوتی ہے حالانکہ بقول احناف دونوں ہی نماز کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں۔

چنانچہ اصول فقہ حنفیوں کی کتاب نور الانوار میں مرقوم ہے **قوله تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر من القرآن مع قوله تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا الخ فان الاول بعمومه یوجب القراة علی المقتدی والثانی بخصوصة ینفیه وقد وردفی الصلوٰة جمیعا۔** (نور الانوار ص ۱۹۴ مبحث التعارض)

اور اسی کتاب کے ص ۱۹۷ پر لکھا ہے کہ جب منفی اور مثبت میں تعارض واقع ہو تو مثبت پر عمل کرنا ضروری ہے اصل عبارت یوں ہے **اذا تعارض المثبت والنافی فالمثبت اولیٰ بالعمد** پس اس اصول کے مطابق آیت **(و اذا قرئ القرآن)** بھی عندالحنفیہ قابل عمل نہ رہی اور آیت **(فاقرؤا ما تیسر من القرآن)** مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھنی محکم دلیل سے ثابت ہوگئی۔

آٹھواں جواب سارے قرآن کی ساری آیات بالاتفاق امام الانبیاء ﷺ پر نازل ہوئی ہیں اور یہ آیت بھی تو ضرور آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے دنیا کا کوئی حنفی مولوی کسی حدیث صحیح میں سے دکھا دے یا ثابت کر دے کہ آپ کی زبان درخشان نے یہ ارشاد فرمایا کہ آیت **(اذا قرئ القرآن)** نے مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے روک دیا ہے جاؤ سارا جھگڑا ختم ہو جائے گا، مگر قیامت کی صبح تک آپ ہرگز نہیں دکھا سکتے۔ جاؤ آخر میں ایک اور چیلنج کو قبول کرلو کہ جن کی تقلید کا تم دعویٰ کرتے ہو اور بڑے فخر سے مقلد بنے ہو اس امام ابوحنیفہ سے ہی اس آیت **(اذا قرئ القرآن)** کی یہ تفسیر ثابت کردو کہ

انہوں نے فرمایا ہو کہ یہ آیت مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرتی ہے۔
یہ چیلنج بھی دنیا کے تمام مقلدین مل کر قبول نہیں کر سکتے کیونکہ یہ حوالہ بھی وہ ہرگز نہیں دکھا سکتے اب سورہ فاتحہ خلف الامام پر ہمارے دلائل سنیے اور اپنے سینوں کو ٹھنڈا کرتے جائیے۔

پہلی حدیث (عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا صلوٰة لمن لم یقرا بفاتحة الکتٰب)

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نسائی)

حضرت عبادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں ہوتی اس حدیث کے راوی حضرت عبادہ بن صامت ہیں جو مدنی ہیں جس سے واضح ہے کہ انہوں نے یہ حدیث مدینہ میں سنی ہے۔

دوسری حدیث (عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تعالیٰ قسمت الصلوٰة بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ماسال)
(مسلم شریف) المشکوة باب القراة فی الصلوٰة۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز نصف نصف کی ہے درمیان اپنے اور بندے اپنے کے اور واسطے میرے بندے کے ہے جو مانگے ساری حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ جب بندہ نماز میں **الحمد لله رب العٰلمین** کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری حمد کی، اور جب **الرحمٰن الرحیم** کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء بیان کی، جب وہ **مالك یوم الدین** کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری بڑھائی بیان کی، اور جب (**ایاك نعبد و ایاك نستعین**) کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، اور میرے بندے نے جو مانگا سو پایا پھر جب **اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لاالضالین** کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور میرے بندے نے جو مانگا سو پالیا۔

تیسری حدیث (عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا صلوة لمن لم یقرا بفاتحة الکتاب خلف الامام اخرجه البیهقی و قال اسناده صحیح) (کتاب القراۃ ص ۵۰)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

چوتھی حدیث (عن عبادة بن الصامت قال کنا خلف النبی صلی الله علیه وسلم فی صلوٰة الفجر فثقلت علیه القرءة فلما فرغ قال لعلکم تقرؤون خلف امامکم قلنا نعم یا رسول الله قال لا تفعلوا الا بفاتحة الکتاب فانه لا صلوٰة لمن لم یقرأبها و فی روایة لابی داؤد قال و انا اقول مالی ینازعنی القرآن فلا تقرؤا بشیء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن) (مشکوٰۃ شریف)

عبادہ بن صامت ؓ فرماتے ہیں کہ ہم صبح کی نماز میں نبی ﷺ کے مقتدی تھے آپ پر قرأت بوجھل ہوگئی نماز سے فارغ ہو کر حضرت ﷺ نے ہمیں فرمایا شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے تھے؟ ہم نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سورہ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ جس شخص نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں خیال کرتا تھا کہ مجھ سے قرآن کیوں چھینا جاتا ہے جب میں نماز میں اونچی قرأت پڑھوں تو (میرے پیچھے) سورہ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھا کرو۔

پانچویں حدیث (عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی باصحابه فلما قضیٰ صلوٰته اقبل علیهم بوجهه فقال اتقرؤون فی صلوٰتکم والامام یقرأ فسکتوا فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال فلا تفعلوا ولیقرأ احدکم بفاتحة الکتاب فی نفسه) (جزء القراءۃ، صحیح ابن حبان)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ کو نماز پڑھائی ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم اپنی نماز میں پڑھتے ہو اس حال میں کہ امام پڑھتا ہے

ایک شخص نے کہا یا کئی شخصوں نے کہا کہ پڑھتے ہیں فرمایا ایسا نہ کرو اور چاہیے کہ تم میں سے ہر شخص سورہ فاتحہ آہستہ پڑھے۔

چھٹی حدیث (عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال من صلّٰی صلوة لم يقرأ فيها بأم القران فهی خداج ثلاثاً غير تمام فقيل لابی هريرة انا نكون وراء الامام قال اقرأبها فی نفسك)(مسلم شریف)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسی نماز پڑھے جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے وہ نماز ناقص ہے تین دفعہ فرمایا حضرت ابو ہریرہؓ کو کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں فرمایا (اس وقت) آہستہ پڑھا کرو۔

ساتویں حدیث عن محمد بن ابی عائشة عن رجل من اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم لعلكم تقرؤن والامام يقرأ قالوا انا لنفعل قال لا الا ان يقرأ احدكم بفاتحة الكتاب و فی رواية فی نفسه (بيهقی، جزء القراة)

محمد بن ابی عائشہ سے وہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم پڑھتے ہو کہ اس حال میں امام بھی پڑھتا ہے انہوں نے کہا کہ پڑھتے ہیں فرمایا نہ مگر یہ کہ پڑھے ایک تمہارا آہستہ آواز سے سورہ فاتحہ۔

آٹھویں حدیث (عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم تقرؤون خلفی قالوا نعم انا لنهذ هذاً قال فلا تفعلوا الا بأم القرآن) (جزء القراة للبخاری)

یعنی عمرو بن شعیب وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں ہم لوگ جلدی جلدی پڑھتے ہیں فرمایا فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو۔

نویں حدیث (عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول من صلّٰی صلوٰة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهی خداج)(مسند احمد، سنن ابن ماجہ، طحاوی)

مولانا لکھنوی رحمہ کا منصفانہ فیصلہ آخر میں حنفی مذہب کے مشہور و معروف مسلمہ بزرگ کا ٹھوس فیصلہ سناتا ہوں جس میں کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں وہ اپنی کتاب تعلیق الممجد ص ۱۰۱ میں فرماتے ہیں **لم یرد فی حدیث مرفوع صحیح النھی عن قرأۃ الفاتحۃ خلف الامام و کل ماذکروہ مرفوعاً فیہ اما لا اصل لہ و اما لا یصح** یعنی کسی صحیح مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت نہیں آئی اور اس بارے میں جو مرفوع روایات ذکر کرتے ہیں ان میں بعض کا کوئی اصل نہیں یعنی جھوٹی ہیں اور بعض صحیح نہیں یعنی ضعیف ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ کا اعلان حق امام شعرانی فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا آخری قول یہی ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی جائے نہ پڑھنے کا قول پہلے کا ہے جس سے انہوں نے احتیاطاً رجوع کرلیا تھا، اصل الفاظ سنیے **فرجعا من قولھما الاول الی الثانی احتیاطاً**۔ (غیث الغمام ص ۱۵۶)

کیوں اچھروی صاحب آج میدان مناظرہ میں یا تو امام ابوحنیفہ کی تقلید سے دستبردار ہوجائیں اور یا پھر سورہ فاتحہ کے ترک سے سبکدوش ہوجائیں دونوں میں جو کام آسان ہو وہ کرلیں۔

محمد عمر اچھروی حافظ صاحب (**و اذا قرئ القرآن**) عام ہے اس میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورتیں سب شامل ہیں جیسے فاتحہ کے بعد قرآن کی سورتوں کو خاموشی سے سننے کا حکم ہے ایسے ہی فاتحہ بھی اس میں شامل ہے اور یہ بھی مقتدی کو خاموشی سے سننی چاہیے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب کچھ علم و عقل سے کام لو غور کرو تو سب کچھ واضح ہوجائے گا یہ ٹھیک ہے کہ (**و اذا قرئ القران**) عام ہے کہ خاموشی سے قرآن مجید سنو مگر حدیث رسول **لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** نے تخصیص کردی کہ باقی سب قرآن خاموشی سے امام کے پیچھے سنو مگر سورہ فاتحہ ہر مقتدی کو دل میں پڑھنی لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جیسے (یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة) یہ عام ہے مگر حدیث رسول نے چار آدمیوں کو خاص کر لیا (عورت، غلام، قیدی، بیمار) کہ ان چار آدمیوں کو جمعہ معاف ہے ایسے ہی سارے قرآن میں سے سورہ فاتحہ کو خاص کر لیا ہے یہ ضرور پڑھنی ہے باقی سب قرآن کی سورتیں خاموشی سے سنی چاہئیں ان کو علماء حنفیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

محمد عمر اچھروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہری نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا تم میں سے میرے ساتھ کسی نے قرأت پڑھی ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ جی ہاں آپ نے فرمایا: (انی اقول ما لیٰ انازع القرآن قال فانتھی الناس عن القرأة) کہ میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ سے قرآن کھینچا جاتا ہے کہا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازوں میں قرأت پڑھنے سے رک گئے جب لوگوں نے آپ کا ارشاد سن لیا۔

حافظ صاحب مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرأت پڑھنے سے روکا اور لوگ آپ کا ارشاد سن کر قرأت پڑھنے سے رک گئے سورہ فاتحہ بھی قرأت میں شامل ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی

پہلا جواب فانتھی الناس ''لوگ رک گئے'' یہ حدیث نہیں بلکہ زہری کا اپنا کلام ہے چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں کہ فانتھی الناس کے الفاظ مدرج ہونے میں کوئی اختلاف نہیں

دوسرا جواب زہری کے کلام کا اصل مطلب یہ ہے کہ لوگ جہری قرأت پڑھنے سے رک گئے۔ کیونکہ قرأت میں منازعت کا سوال جہری قرأت پڑھنے سے ہو سکتا ہے سری قرأت پڑھنے سے قرأت میں منازعت (جھگڑا) کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، امام کے ساتھ جھگڑا مقتدی کی جہری قرأت میں ہوتا ہے۔

تیسرا جواب اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ ؓ ہیں اور ان کا خود اپنا فتویٰ مسلم

شریف میں موجود ہے۔ **فقیل لابی هریرة انا نکون ورآء الامام فقال اقرأ بها في نفسك** کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ آہستہ آواز سے پڑھنی چاہیے اس لئے اس حدیث کا مفہوم وہی مراد لیا جائے گا جو ان کے فتویٰ کے خلاف نہ ہو کیونکہ اصول مسلمہ ہے ان **راوی الحدیث ادری بمراد الحدیث عن غیره۔**

چوتھا جواب امام بخاری کا فتویٰ ہے کہ **فانتهی الناس** سے مراد سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن ہے۔

جیسے آنحضرت کا ارشاد ہے **لا تقرؤا بشیء من القرآن الا بفاتحة الکتاب.** (جزء القراۃ)

محمد عمر اچھروی حدیث کی کئی کتابوں میں یہ حدیث بھی موجود ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا **انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا و اذا قرأ فانصتوا** (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

حافظ صاحب قرآن کریم میں بھی ہے۔ **(فاستمعوا له و انصتوا)** (اعراف)

اور حدیث میں بھی ہے **(و اذا قرأ فانصتوا)** لہذا قرآن وحدیث سے ثابت ہو گیا کہ سورہ فاتحہ خلف الامام نہیں پڑھنی چاہیے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی

پہلا جواب یہ جملہ **(و اذا قرأ فانصتوا)** اکثر محدثین کے نزدیک غیر محفوظ اور ضعیف ہے چنانچہ بیہقی میں ہے کہ اس جملہ کی عدم صحت پر محدثین ابوداؤد، ابو حاتم، ابن معین، حاکم، دارقطنی کا اتفاق ہے۔

دوسرا جواب اگر بالفرض اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی اچھروی صاحب آپ کا کام نہیں بن سکتا کیونکہ اس میں ماسوائے فاتحہ کا ذکر مراد ہوگا جس کا مفہوم یہ ہوگا کہ مقتدی کو سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے فاتحہ کے علاوہ مقتدی کو اور کچھ نہیں پڑھنا چاہیے حضرت عبادہ ؓ حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حضرت انس ؓ وغیرہم کی احادیث خاص ہیں عام کو خاص پر

محمول کیا جائے گا لہذا نتیجہ نکلا کہ فاتحہ کے علاوہ باقی قرأت مراد ہے اس وقت مقتدی بالکل خاموش رہیں قال البخاری

تیسرا جواب انصات اور سکوت کا بڑا فرق ہے۔ اسکتوا سکوت سے ہے اور اس کا معنی زبان کو حرکت نہ دینا اور خاموش رہنا ہے نصت نہیں اور لفظ انصات باب افعال ہے جس کا خاصہ سلب ماخذ ہے یعنی صوت کا سلب مراد ہے لہذا انصتوا کا معنی یہ ہوگا کہ تمہاری آواز دوسرے تک نہ پہنچے یعنی صوت اور آواز کا سلب کرنا چونکہ انصتوا کافروں کے والغوا فیه کے مقابلہ میں ہے جس کا مادہ لغو ہے جس کا معنی ہے شور مچانا لہذا انصتوا کا معنی یہ ہوگا کہ شور نہ مچانا اچھروی صاحب قرآن اور حدیث کے پیش کردہ لفظ انصتوا سے شور نہ کرنے سے فاتحہ کا نہ پڑھنا کہاں سے ثابت ہو گیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ سورہ احقاف)

چوتھا جواب اچھروی صاحب جیسا کہ اکثر اہل علم اور شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ کی رائے ہے کہ فاتحہ سکتات میں پڑھ لینی چاہیے اگر اس تجویز معتدلہ کے مطابق سکتوں میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے تو آپ کو پھر تو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس طرح پڑھنا نہ یہ "انصات" کے منافی ہے اور نہ استماع کے ثابت ہوا فاتحہ ہر حال میں پڑھنی ضروری ہے۔

محمد عمر اچھروی روپڑی صاحب اور دلائل تو ایک طرف رہ گئے عدم قرأت فاتحہ کے بارہ میں میں اس مشہور حدیث کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ اصل الفاظ یہ ہیں **(من کان له امام فقرأة الامام له قرأة)** کہ جس شخص کا کوئی امام ہو تو مقتدی کے لئے اس کے امام کی قرأت ہی کافی ہے یہ ہماری موٹی سی دلیل ہے بڑے بڑے مناظروں میں میں نے پیش کی ہے کسی مولوی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی اچھروی صاحب تم نے اپنے خیال میں اس دلیل کو جتنا زوردار اور اعتماد کے ساتھ میرے سامنے پیش کیا ہے اتنا ہی اس کا حال ناکارہ اور بے بنیاد ہے آج تمہارے سامنے اللہ کے فضل سے عبدالقادر ہے جو دلیل پیش کرنی ہے ہوش سے کرو

میں آپ کے کفر وشرک کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا اور تمہارا کوئی فریب اور دھوکہ ہرگز نہیں چلنے دوں گا ان شاء اللہ اب میرے جوابات سنیئے۔

پہلا جواب مذکورہ حدیث کے بارہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں (**حدیث من کان له امام فقرأة الامام له قراة مشهور من حدیث جابر وله طرق عن جماعة من الصحابة و کل معلولة**) (فتح الباری ص ۸۱)

دوسرا جواب یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس کی سند میں جابر جعفی واقع ہے جس کے بارہ میں امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں **ولا لقیت فیمن لقیت اکذب من جابرن الجعفی۔** (تخریج زیلعی ص ۲۴۸ کتاب القراء للبیہقی ص ۱۰۸)

یعنی جن لوگوں سے میں نے ملاقات کی ہے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

تیسرا جواب اس روایت پر علامہ سندھی حنفی ابن ماجہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں **فی اسنادہ جابرن الجعفی کذاب** یعنی اس کی سند میں جابر جعفی کذاب ہے۔

چوتھا جواب حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر کے ص ۲۰ میں فرماتے ہیں **فقد روی ھذا الحدیث من طرق ولا یصح شئی منها عن النبی صلی الله علیه وسلم**

یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور اس میں حضرت نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز صحیح نہیں ہے

پانچواں جواب امام المحدثین حضرت امام بخاری اپنی کتاب جزء القرأۃ میں فرماتے ہیں **لم تثبت** یعنی یہ حدیث ثابت ہی نہیں۔

چھٹا جواب جابر کی حدیث ہذا **فاقرؤا ماتیسر من القرآن** کے مخالف ومعارض ہے کیونکہ یہ آیت بعمومہ مقتدی پر بھی قرأت قرآن بتلاتی ہے جیسا کہ اصول فقہ کی معتبر کتاب نور الانوار سے ثابت ہے لہذا نتیجہ نکلا کہ یہ حدیث بمقابلہ آیت قرآنی ہرگز قابل قبول اور قابل عمل نہیں ہوسکتی ورنہ خبر واحد سے آیت قرآنی کا نسخ یا ترک لازم آئے گا جو عندالحنفیہ جائز نہیں۔ (نور الانوار، توضیح وغیرہ)

ساتواں جواب من کان لہ امام اگر مطلقاً قرأت خلف الامام کی حرمت پر دلیل ہے تو یہ حدیث حنفیہ کے نزدیک بھی ناقابل استدلال ہے کیونکہ اس حدیث کو حضرت جابر کے علاوہ حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت انسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی مروی ہے دیکھو (بیہقی کتاب القراءت ص ۱۳۵ ص ۱۳۸ ص ۱۲۳ ص ۱۲۴)
مگر یہ احادیث سب کی سب ضعیف اور موضوع ہیں کسی کی سند بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔

آٹھواں جواب بفرض محال اگر مذکورہ حدیث کی صحت ثابت بھی ہو جائے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ باقی امام کی قرأت حکماً مقتدی کی قرأت ہے چنانچہ امام زیلعی نے یہی لکھا ہے سنیے **حمل البیھقی ھذہ الاحادیث علی ماعد الفاتحۃ** امام بیہقی نے **من کان لہ امام** کی روایتوں کا اطلاق فاتحہ کے علاوہ دوسری قرأت پر محمول کیا ہے

نواں جواب اچھروی صاحب آپ اور آپ کے مذہب کا دیوالیہ نکل گیا دن رات آپ نے لوگوں میں شور مچا رکھا ہے کہ امام کی فاتحہ مقتدی کو کافی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حنفی مذہب میں تو امام کے لئے بھی فاتحہ کا پڑھنا ضروری نہیں لوگو خدا کے لئے غور کرو جب حنفی امام کے لئے فاتحہ ضروری نہیں تو حنفی مقتدیوں کو پیچھے خاک ملے گا؟ بس پھر سارے مجمع نے لعنت لعنت کے آوازے لگانے شروع کر دیئے حنفیت مردہ باد اچھروی مردہ باد فقہ حنفی مردہ آباد، بریلوی مولوی مردہ باد اسی پر مناظرہ ختم ہو گیا اور لوگ گھروں کو چلے گئے۔

سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین

والحمدلله رب العلمین

مناظرہ لاہور
اور
مسئلہ سماع موتی

از: قلم مولانا محمد اشرف سلیم
قلعہ محمدیہ گوجرانوالہ

مناظر اہلحدیث ☆ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

مناظر بریلوی ☆ مولانا خلیل احمد قادری خطیب جامع مسجد وزیر خان کشمیری بازار لاہور

تاریخ مناظرہ ☆ جنوری ۱۹۶۲

موضوع ☆ مسئلہ سماع موتی

مناظرہ کا پس منظر

تقریباً ماہ جنوری ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے کہ تاریخی مسجد وزیر خاں کشمیری بازار لاہور کی بائیں جانب ایک متصل محلہ میں دو بھائی ایک ہی کوٹھی میں رہائش پذیر تھے ان میں ایک مسلکاً پکا اہلحدیث تھا اور دوسرا اکٹر حنفی بریلوی تھا اہلحدیث بھائی تو جمعہ اکثر مسجد قدس چوک دالگراں میں پڑھتا تھا اور دوسرا بھائی جمعہ و نمازیں قریبی مسجد وزیر خان میں مولانا خلیل احمد قادری کے پیچھے ادا کرتا تھا ہر جمعہ کو نماز عشاء کے بعد دونوں بھائی اپنے اپنے خطیب کے شنیدہ مسائل پر خوب بحث کرتے رہتے بعض دفعہ ان کی مذہبی بحث میں اہل محلہ اور قریبی رشتہ دار بھی شریک ہو جاتے اور اختلافی مسائل کا بازار مزید گرم ہو جاتا اور رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہتا کبھی کبھی وہ اہلحدیث آدمی جمعہ کے علاوہ بھی جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں میں آتا رہتا اور بریلویت کے متنازعہ مسائل کے جوابات حضرت روپڑی صاحب مرحوم سے پوچھتا رہتا اور ذہن نشین کرتا رہتا۔

راقم الحروف ان دنوں سلطان المناظرین استاذی المکرّم حافظ عبدالقادر روپڑیؒ سے

دوسرے طلباء کے ساتھ مشکوٰۃ شریف پڑھا کرتا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ روپڑی صاحب نے اپنی ساری زندگی دین اسلام اور مسلک حقہ اہلحدیث کی اشاعت وترویج کے لئے وقف کر رکھی تھی اور یہ رب العزت کا خصوصی فضل ہے کہ انہوں نے اپنی مسحور کن خطابت اور کامیاب مناظروں کے ذریعہ پاکستان کے ہر شہر ہر قصبہ اور گاؤں گاؤں بلکہ گلی گلی میں خالص توحید وسنت کا پیغام پہنچایا بے شمار اور لا تعداد لوگوں کو شرکیات وبدعات ورسومات کی پر خار وادیوں سے نکال کر صراط مستقیم کے سدا بہار چمنستان میں آباد کر دیا **ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم**

ایک دن وہ اہلحدیث آدمی بڑا پریشان اور افسردگی کی حالت میں آیا اس وقت حضرت روپڑی صاحب ہم کو سبق پڑھا رہے تھے اور دور دراز سے آئے ہوئے مہمانان رسول کو مناظرانہ علمی نکات سے مستفیض فرما رہے تھے سبق کے ختم ہونے پر وہ آدمی اٹھا سلام مسنون کے بعد کہنے لگا کہ اب تو ایک ہفتہ سے دونوں بھائیوں کی بحث وتکرار زیادہ طوالت اختیار کر گئی ہے۔

اہل محلہ اور ہم دونوں بھائیوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ دونوں طرف سے اپنا اپنا کوئی عالم دین بلایا جائے اور کسی ایک مسئلہ پر فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے آج تو میں خصوصاً اس کام کے لئے آپ کی خدمت اقدس میں آیا ہوں میری طرف سے آپ مناظر ہیں دعوت مناظرہ آپ قبول فرمائیں اپنی ڈائری دیکھ کر تاریخ کا تعین کر لیں۔

رئیس المناظرین حافظ روپڑی مرحوم نے فرمایا: مجھے تو اس سے کوئی انکار نہیں اور نہ ہو سکتا ہے میں نے تو مسلک اہلحدیث کے لئے اپنے آپ کو چوبیس گھنٹے وقف کر دیا ہے (الحمد لله علی ذلك) جس وقت، جس تاریخ، جس جگہ اور جس مسئلہ پر جس باطل فرقہ کا کوئی عالم للکارتا ہے میں مسلک حقہ اہلحدیث کے دفاع اور باطل فرقوں کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لئے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیار ہوں مگر اس موقع اور حالات کی نزاکت کے پیش نظر آپ ایسا کریں کہ میری تاریخ مناظرہ پہلے طے کرنے کی بجائے آپ اپنے

بھائی کو مجبور کریں کہ وہ اپنے مولوی صاحب سے مل کر تاریخ طے کروائے پھر آپ وہی طے شدہ تاریخ مجھے فوراً ڈائری پر درج کروا دینا میں انشاء اللہ تیار ہوں اور تیار رہوں گا۔

روپڑی صاحب نے فرمایا: کہ اگر میں آپ کو آج پہلے تاریخ مناظرہ دے دوں تو پھر وہ مولوی یہ کہہ کر انکار کر دے گا کہ میرے پاس یہ تاریخ بک ہے خالی نہیں بتلاؤ پھر آپ کیا کریں گے؟ اس طرح بریلوی مولوی کو فرار ہونے کا آسانی سے بہانہ مل جائے گا اس لئے آپ بے فکر ہو جائیں اور جائیں مگر میری دو باتیں اچھی طرح ذہن میں بٹھالیں۔

۱۔ ایک تو بریلوی مولوی سے پہلے تاریخ طے کروائیں۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ اپنے بھائی، اہل محلّہ یا ان مولویوں کو میرا بالکل نہ بتلائیں کہ اہلحدیثوں کی طرف سے حافظ عبدالقادر روپڑی مناظرہ کرے گا اگر کسی طریقہ سے ان کو معلوم ہو گیا کہ روپڑی آ رہا ہے تو وہ زہر کا پیالہ تو پینا منظور کر لیں گے مگر مناظرہ ہرگز نہیں کریں گے لہذا آپ ان سب کے سامنے ایک ہی بات کو دہراتے رہیں کہ آپ بریلوی فرقہ کی طرف سے کوئی بھی مولوی صاحب کو لے آئیں اور ہم اہلحدیث بھی جس عالم دین کو مناسب ہوا وقت پر لے آئیں گے (انشاء اللہ)

روپڑی صاحب نے فرمایا: کہ میرا اب دلی ارادہ ہے کہ آپ کے گھر یہ مناظرہ ضرور بر ضرور ہوتا کہ آپ کے محلّہ والوں اور رشتہ داروں کے صدور، قلوب شرک و بدعت کی غلاظت اور نجاست سے پاک ہو جائیں اور حق و باطل کا فیصلہ بفضل اللہ آسانی سے ہو جائے اور روز روز کا تماشہ ختم ہو جائے۔

تاریخ مناظرہ اور موضوع مناظرہ طے ہو گیا تقریباً ڈیڑھ ہفتہ کے بعد وہ اہلحدیث بھائی پھر آیا اور مسکراتا ہوا کہنے لگا روپڑی صاحب اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بڑی پریشانیوں اور رکاوٹوں کے بعد تاریخ مناظرہ اور موضوع مناظرہ خوش اسلوبی طے پا گیا میرا بھائی جس بڑے سے بڑے بریلوی مولوی کے پاس گیا وہ پہلا سوال ہی یہی کرتا کہ وہابیوں کی طرف سے مناظر کا پہلے نام بتلاؤ ورنہ ہم گفتگو نہیں کریں گے اور پھر خود ہی وہ

کہتے کہ سچ بتلاؤ کہ ان کا مشہور مناظر حافظ عبدالقادر روپڑی تو نہیں؟ بس یہ ڈیڑھ ہفتہ اسی چکر میں گزر گیا۔

بالآخر میرے بھائی اور چند افراد اہل محلہ نے بے حد مجبور کر کے دو بریلوی علماء کو تیار کیا ہے ایک مولانا خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خاں دوسرے مفتی اعجاز ولی صاحب کرشن نگر لاہور کے ہیں اور موضوع مناظرہ سماع موتی ہے۔

یہ سنتے ہی ہم سارے طلباء بے اختیار ہنسنے لگے اور روپڑی صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میری ڈائری پر مذکورہ تاریخ نوٹ کریں اور تمام احباب مناظرہ سننے کے لئے تیار رہیں اور قادر کریم کی قدرت و امداد کا عینی مشاہدہ کریں کہ وہ اپنے فضل سے مسلک حق اور علماء حق کو کیسے فتح و کامرانی سے ہمکنار کرتا ہے اور فرقہ باطلہ اور علماء سو کو کیسے شکست فاش سے دوچار کرتا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ ہم سب طلبائے جامعہ اس دن سے اپنی انگلیوں پر گن گن کر بڑی شدت سے تاریخ کا انتظار کر رہے تھے تاکہ جلد از جلد ہم اپنی آنکھوں سے اہل علم اور اہل شکم کا علمی مقابلہ دیکھیں خدا خدا کر کے مناظرہ کا دن آ گیا اور بے چینی ختم ہوئی۔

سلطان المناظرین مقام مناظرہ پر پہنچ گئے طے شدہ مذکورہ تاریخ کے مطابق جرنیل اہلحدیث روپڑی صاحب مدرسین اور طلبائے جامعہ کے ہمراہ مقام مناظرہ پر عشاء کی نماز کے فوراً بعد مع ضروری کتابوں کے بفضل اللہ پہنچ گئے ماہ جنوری سردیوں کا موسم تھا بیٹھک بڑی کشادہ تھی قالینوں پر بیٹھنے کا انتظام تھا سامعین بڑی دلجمعی اور سکون کے ساتھ بیٹھ گئے عوام کے زیادہ ہونے پر دروازے اور کھڑکیاں بھی کھول دی گئیں تاکہ گلیوں میں کھڑے ہوئے اہل اسلام حق و باطل کا روحانی منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

علماء اہلحدیث اور احباب اہلحدیث کے پون گھنٹہ بعد رضا خانی علماء مع اپنے حواریوں کے آوارد ہوئے موجود حاضرین نے بالمقابل دوسری دیوار کے ساتھ کچھ جگہ خالی کر دی جس پر وہ بھی بیٹھ گئے اب دونوں طرف سے علماء مناظرین جلوہ افروز ہو چکے تھے تمام لوگ

جلد از جلد مناظرہ کے شروع ہونے کا سخت بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

حافظ روپڑی صاحب کی سادگی تو مشہور تھی اور گونا گوں صفات کے حامل تھے حد درجہ منکسر المزاج، سادہ طبیعت اور فخر و تکبر سے مبرا تھے شہری ہونے کے باوجود دیہاتی طرز بود و باش کو ساری زندگی پسند کیا اس دن بھی سادہ لباس اور سر پر پٹھانی کلہ باندھنے کے بعد اپنے سارے جسم کو اونی کمبل سے لپیٹا ہوا تھا اور جامعہ کے طلباء کے ساتھ بغیر کسی امتیازی حیثیت کے بیٹھے ہوئے تھے بریلوی سامعین منہ جوڑ جوڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ یہ وہابیوں کا سیدھا سادہ اور دیہاتی مولوی کیا خاک مناظرہ کرے گا ہمارے علمائے کرام تو چند منٹوں میں اس کو شکست دے دیں گے ادھر رضا خانی مولوی بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے ڈرائی کلین جوڑے پہنے ہوئے سروں پر اونچی ٹوپیاں سجائے ہوئے اور شیروانیاں پہنے ہوئے اپنے مونہوں میں پان چبا رہے تھے اور بار بار پاندانوں میں تھوک رہے تھے نیز فخر و مباہات سے ان کی گردنیں اکڑی ہوئی تھی۔

مناظرہ کا آغاز ہو گیا سب سے پہلے گھر میں ایک سفید ریش بزرگ اٹھا اور سلام مسنون کے بعد کہا کہ الحمد للہ دونوں فرقوں کے جید علماء کرام مناظرہ کے لئے آپ کے سامنے جلوہ افروز ہیں تمام مسلمانوں سے میری دردمندانہ گذارش ہے کہ اپنی اپنی جگہ بڑے سکون و اطمینان سے بیٹھیں اور کوئی شخص بغیر مناظرین کے کوئی بات نہ کرے اور نہ کسی قسم کا شور و غوغا کرنے کی کوشش کرے یہ کوئی لمبا چوڑا مناظرہ نہیں بلکہ افہام و تفہیم کی ایک علمی مجلس ہے لہذا تمام بھائی خوف خدا دل میں رکھ کر تعصب اور فرقہ بندی کو نکال کر سنیں اور فکر آخرت سے معمور ہو کر صراط مستقیم کو تلاش کریں پھر اس کے بعد حق و صداقت کے موتیوں کو اپنے دلوں میں بند کریں اور رب العالمین سے توفیق طلب کریں کہ وہ ساری زندگی ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

آخر میں دونوں طرف کے علماء مناظرین سے میری درخواست ہے کہ آپ وارثان انبیاء ہیں اس پاک نبی کی امت کو تہذیب و شرافت کے دائرہ میں رہ کر اخلاق عالیہ کے

انداز میں دلائل وبراہین سے مسئلہ سماع موتی کو سمجھائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

مولانا خلیل احمد قادری پہلی ٹرن اپنا تعارف کرانے کے لئے بڑے کروفر سے اٹھے اور یوں گویا ہوئے، تمام سنی بھائیوں کو اور باقی حاضرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ میرا تعارف مشہور ہے کہ میرا نام حضرت مولانا خلیل احمد قادری ہے لاہور کی تاریخی مسجد کا میں خطیب ہوں، میرے والد اور میرے دادا اہل سنت بریلویوں کے بہت بڑے عالم مفتی اور راہنما تھے اور کافی کتابوں کے مصنف بھی تھے صرف لاہور نہیں مجھے پورے پاکستان میں لوگ جانتے پہنچانتے ہیں جلسوں اور کانفرنسوں میں عموماً خطاب کے لئے جاتا رہتا ہوں سینکڑوں علماء میرے شاگرد ہیں اور ہمارا مدرسہ معیاری مدرسہ ہے جو معروف دانشگاہ ہے اور میرے ساتھ صدر مناظرہ بریلوی جماعت کے عظیم مفتی، مدرس اور بحر العلوم عالم دین ہیں ان کا اسم گرامی مفتی اعجاز ولی صاحب مدظلہ ہے اب دوسری طرف سے جس نے گفتگو کرنی ہے وہ بھی اس طرح اٹھ کر عوام کے سامنے اپنا تعارف کرائے تا کہ پھر بالترتیب مناظرہ جاری ہو

حافظ عبدالقادر روپڑی جو کہ سامعین میں بیٹھے ذکر الٰہی میں مصروف تھے اور باوضو تھے درد وسوز سے بھرا ہوا خطبہ مسنونہ پڑھا اور فرمایا سب بزرگوں، دوستوں، نوجوانوں کو میری طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں جماعت اہلحدیث اور مسلک اہلحدیث کا ایک ادنیٰ خادم ہوں میرا نام عبدالقادر ہے لوگ عام طور پر مجھے حافظ روپڑی سے پکارتے ہیں یہ مختصر تعارف ہے زیادہ تعارف کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کی مہربانی سے جیسے جیسے مناظرہ کی گاڑی چلتی جائے گی ویسے ویسے ہر ٹرن پر ہر اسٹیشن پر میرا اور مسلک اہلحدیث کا تعارف ہوتا جائے گا اب دوسری ٹرن میں مولوی صاحب کو چاہئے کہ اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن وحدیث سے دلائل پیش کریں کہ انبیاء، اولیاء فوت ہونے کے بعد قبروں میں سنتے اور جواب دیتے ہیں، مشکل کشائی وحاجت روائی کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ رب العزت تمام بھائیوں کو مسئلہ ہذا کی صحیح حقیقت سمجھنے کی توفیق دے اور پھر خلوص دل سے عمل پیرا ہونے کی طاقت عطا فرمائے آمین وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین.

سلطان المناظرین کی اس پہلی تعارفی ٹرن کو سنتے ہی دونوں مولویوں کے اوسان خطا ہو گئے اور سامعین پر ایک سناٹا چھا گیا بریلوی مولویوں اور حواریوں میں اللہ تعالیٰ نے خوف وہراس پیدا کر دیا ایک دوسرے کو گھور گھور کر دیکھنے لگے گھر والوں اور محلّہ والوں کو کہنے لگے کہ آپ نے ہمیں پیشگی کیوں نہ اطلاع دی کہ وہابیوں کی طرف سے ان کا بلند پایہ عظیم مناظر روپڑی صاحب ہے پھر ہم بھی ان کے مقابلہ میں کہنہ مشق اور تجربہ کار مناظر کا انتخاب اور انتظام کرتے یہ تو ہمیں اب یہاں پہنچ کر پتہ چلا ہے اور تعارفی ٹرن پر معلوم ہوا ہے ہر فن کا علیحدہ علیحدہ سپیشلسٹ ہوتا ہے جیسے تبلیغ کا، تدریس کا، تصنیف کا، ایسے ہی مناظرہ کرنا یہ بھی ایک فن ہے ہمارا شعبہ تعلیم وتدریس، خطابت وامامت کا ہے مناظرہ کرنا ہرگز نہیں گھر والوں اور محلہ داروں نے ہم کو صریحاً دھوکہ دیا اور بے موقع ہم پھنس گئے تیاری ہم نہ کر سکے اور پوری کتابیں بھی ہمراہ نہ لا سکے لہذا ہم اب مناظرہ نہیں کریں گے اور انہوں نے مولانا محمد عمر اچھروی اور مولانا محمد عنایت اللہ سانگلوی وغیرہ سے درجنوں مناظرے کئے اور ہم تو اس میدان کے آدمی ہی نہیں اور اب ایسا کریں کہ دوبارہ تاریخ مناظرہ، وقت مناظرہ شرائط مناظرہ اور موضوع مناظرہ بے شک آج ہی طے کرلیں مناظرہ پھر کسی دوسرے وقت میں ہوگا۔

راقم الحروف اور طلباء دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بریلوی احبار ورہبان کے نوارنی چہروں کا منظر اس وقت دیدنی تھا بے حد گھبراہٹ اور پسینہ سے شرابور تھے غصہ کی وجہ سے پانی اور پاندان اٹھا کر دور پھینک دیئے شرک وبدعت کے پجاریوں کا عارضی رعب ودبدبہ اور چمک ودمک منٹوں میں کافور ہو گیا بے بس اور بے کسی کے عالم میں بار بار پانی مانگ رہے تھے وقفہ وقفہ کے بعد پکار رہے تھے کہ ہمارے ساتھ سخت زیادتی ہوئی ہے ورنہ ہم گھر اور مدرسہ سے ہی نہ آتے سامعین اپنی اپنی باتیں کرتے چہ میگوئیاں کرتے اور شور مچاتے تقریباً ایک گھنٹہ بے چینی، بدامنی اور شور وغوغا کی وجہ سے ضائع ہو گیا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی آخر اس جھگڑے اور پریشانی کو ختم کرنے کے لئے حضرت

حافظ روپڑی صاحب اٹھے اور جوش سے کمبل اتار دیا اور فرمایا لوگو مسلمانوں پاک نبی کا کلمہ پڑھنے والو، خاموش ہو جاؤ، شور بند کرو آرام سے بیٹھے رہو بے جا پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں انشاء اللہ مناظرہ آج ہی ہو گا اس وقت ہو گا، اور انہیں مولویوں کے ساتھ ہو گا جو تشریف لا چکے ہیں اور اسی اہم موضوع ''سماع موتی'' پر ہی ہو گا تھوڑی دیر میں بفضل اللہ تعالیٰ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے گا باقی مولوی قادری صاحب اور مفتی صاحب اچھی طرح سن لو میری جماعت اور میرے ساتھیوں نے مجھے بھی آپ کی اطلاع نہیں دی تھی اور نہ ہی میں نے گھر والوں پر کوئی پابندی لگائی تھی کہ مناظرہ کے لئے فلاں علماء کرام کو لانا اور فلاں کو نہ لانا اسلئے آپ ہرگز اب ایسا نہ کریں قیامت کے دن تو جھوٹے پیر اور جھوٹے مولوی اپنے مریدوں کو چھوڑ کر جائیں گے مگر آپ ان کو اس فانی دنیا میں تو نہ چھوڑیں جو گھر والے یا محلہ والے آپ کو بڑی محبت اور محنت سے لائے ہیں آج وفاداری کا ثبوت دیں آج ضرور ان کی عزت رکھ لیں اگر میدان مناظرہ میں پہنچ کر آج آپ ان کو بے یارومددگار چھوڑ گئے تو یہ آپ کے عقیدت مندوں، مریدوں اور مقتدیوں کو ساری زندگی یہ صدمہ نہیں بھولے گا اور کم از کم اس محلہ میں آپ کا وقار خاک میں مل جائے گا میں آپ کو برادرانہ مشورہ دیتا ہوں کہ میں عبدالقادر آپ کو کچھ نہیں کہتا اس مسئلہ ہذا پر بڑے ٹھنڈے دل اور پیار و محبت سے گفتگو ہو گی مناظرہ کی بیٹھک میں آئے ہوئے لوگوں کو متنفر نہ کرو جتنی دیر آپ آرام سے گفتگو کریں گے عوام اور آپ کو کچھ نہیں کہتے آپ گفتگو کریں جب آپ تھک جائیں یا انکار کر دیں گے میں گفتگو بند کر دوں گا (سب لوگوں نے اندر اور باہر گلی میں زور زور سے کہا کہ ٹھیک ہے مناظرہ ضرور ہونا چاہئے، ضرور ہونا چاہئے چاہے تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو)

روپڑی صاحب نے فرمایا کہ باقی آپ نے پھر دوسرے وقت میں مناظرہ کرنے اور کسی بریلوی مناظر کو لانے کا اشارہ دیا ہے یہ بھی قبول کرتا ہوں کہ آج تو آپ خود مناظرہ کریں پھر مناظرہ کے اختتام پر متفقہ تاریخ اور موضوع طے کر لیں گے اور آپ کو اختیار ہو گا

کہ پورے پاکستان میں بریلوی مسلک کے جس بھی مناظر کو، جس جگہ، جس وقت، جس موضوع پر جس تاریخ کو مناظرہ کرنا چاہئے تو بندہ عبدالقادر ہمہ وقت تیار ہے (بفضل اللہ تعالیٰ)

چشم ما روشن دل ما شاد

راقم الحروف نے اس دن عجیب منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا خدا شاہد ہے حضرت روپڑی صاحب اور حاضرین تو دلاسہ دلیری ان مولویوں کو دے رہے تھے تاکہ کسی نہ کسی طرح مناظرہ ہو جائے مگر اہل بدعت مولویوں کے ہوش و ہواس اڑ چکے تھے اور مخبوط الحواس ہوتے ہوئے ادھر ادھر، دائیں بائیں اور کبھی اوپر نیچے دیکھ رہے تھے ہائے افسوس جعلی نورانی چہروں پر شرک و بدعت کی ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور حاضرین کو سوائے شرم وندامت کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

بالآخر عوام اور گھر والوں کے بے حد مجبور کرنے پر مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق گفتگو کا سلسلہ باقاعدگی سے شروع کیا اور چاروں ناچار آہستہ آہستہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ مناظرہ جاری رہا آخری ٹرن میں تو بالکل ہی شکست سے چور ہو گئے اور یکایک کتابیں اٹھا کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ کسی سے پوچھا نہ مشورہ کیا نہ کسی کو سلام کیا اپنے چند حواریوں کو لے کر جلدی جلدی بغلوں میں کتابیں اور دم دبا کر نکل گئے۔

گھر والوں دونوں بھائیوں نے اصرار کر کے کہا کہ مولوی صاحب مفتی صاحب ہم نے آپ اور عوام کے لئے کھانے پینے اور فروٹ کا کھلا انتظام کیا ہے اگر آپ مناظرہ سے پریشان اور اکتا چکے ہیں اور کسی صورت بھی مناظرہ نہیں کر سکتے تو ایک کام پیٹ پوجا تو ضرور کر کے جائیں انہوں نے صاف انکار کر دیا اور غصے میں لبریز ہو کر کہہ رہے تھے کہ اب آج ہمارا داخلہ بند تم وہابی ہو گئے اور وہابی علماء ہی تمہاری دعوت کھائیں گے اہل حق کا ڈنکا بج چکا تھا حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہو چکا تھا اور بریلوی علماء **ثم نکسوا علیٰ رؤسھم** کی مکمل تصویر بن کر اور عبرتناک شکست کھا کر دوڑے جا رہے تھے اس کے بعد یہ شکم پرور اور دین فروش ملاؤں نے ساری زندگی کبھی مناظرہ کا نام نہیں لیا۔

الحمدللہ گھر کے تمام افراد مع دونوں بھائیوں نے اور اکثر اہل محلہ نے مسلک حقہ اہلحدیث قبول کر لیا اور شرک و بدعت سے توبہ کر لی اب باری باری اہلحدیث اور بریلوی مناظرین کی مکمل اور مفصل روائیداد پڑھئے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔

مولانا خلیل احمد قادری یہ میرے ہاتھ میں قرآن مجید ہے اور میں نے سورہ اعراف پارہ ۸ میں سے دو مقامات سے دو دلیلیں سماع موتی کے موضوع پر پیش کی ہیں یہی ہمارا حنفی بریلوی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء، اولیاء، شہداء و دیگر صالحین جو اللہ کے محبوب، مقبول اور مقربین لوگ ہیں اس دنیا سے فوت ہونے کے بعد بھی اپنی قبور میں زندہ ہیں، باہر سے جو بھی کوئی زائر زندہ قبر پر جا کر پکارے، امداد طلب کرے وہ سنتے، جواب دیتے اور ان کی مشکل کشائی، حاجت روائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے۔

پہلی آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں حضرت صالح ؑ اور ان کی قوم کا بیان ہے جب نافرمان قوم نے اپنے پیمبر کی تعلیم و تبلیغ کا انکار کر دیا تو اس قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا جو کہ حیرت انگیز زلزلہ کی صورت میں تھا عذاب نے ان کو اس طرح تہس نہس کر دیا صالح اپنی تباہ شدہ قوم اور برباد شدہ بستیوں کے سامنے کھڑے ہو کر خطاب فرماتے ہیں:

قال یقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین (سورۃ الاعراف:۸۹)

"اے میری قوم البتہ تحقیق پہنچا دیا تھا میں نے تم کو پیغام اپنے رب کا اور خیر خواہی کی میں نے واسطے تمہارے لیکن تم خیر خواہی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے"

دوسری آیت میں حضرت شعیب اور ان کی کافر و مشرک قوم کا بیان ہے جو کہ اپنی کرتوتوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے ایک تباہ کن زلزلہ سے نیست و نابود کر دیئے گئے اس دنیا میں ایسے برباد ہوئے کہ ان کا نام و نشان باقی نہ رہا اس کے بعد حضرت شعیب نے بھی اپنی تباہ شدہ قوم کی لاشوں اور مکانوں کے کھنڈرات کے قریب کھڑے ہو کر یوں خطاب کیا

قال یقوم لقد ابلغتکم رسلٰت ربی و نصحت لکم فکیف اسیٰ علیٰ قوم کٰفرین (سورۃ الاعراف: ۹۳)

''اے میری قوم! میں نے پہنچائے تم کو پیغام اپنے رب کے اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے پس کیونکر غم کھاؤں میں اوپر قوم کافروں کے''

قادری صاحب نے فرمایا: کہ یاد رکھو پوری امت اور قوم میں سمجھ دار اور عقلمند اور سردار اس وقت کا پیغمبر ہوتا ہے، نیز عقل و علم و فکر میں اس کا کوئی ہم پلہ نہیں ہوتا اگر قوم دونوں پیغمبر کی فوت شدہ اور عذاب یافتہ بالکل نہیں سنتی تو حضرت صالح اور حضرت شعیب جو کہ عظیم المرتبت نبی ہیں فوت شدہ لاشوں اور تباہ شدہ مکانوں کو لفظ ''یا'' سے کیوں خطاب کر رہے ہیں، نیز پریشانی اور افسوس کے عالم میں بار بار یٰقوم، یٰقوم سے کیوں مخاطب ہو رہے ہیں ثابت ہوا کہ فوت شدہ سنتے اور جواب دیتے ہیں۔

دوسری ٹرن حافظ عبدالقادر روپڑی

خطبہ مسنونہ کے بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیٰمۃ وھم عن دعائھم غافلون واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء و کانوا بعبادتھم کافرین

(سورۃ احقاف: ۶-۷)

''اور اس سے بڑھ کر بڑا گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے علاوہ ایسے کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ وہ ان کی پکار ہی سے بے خبر ہیں اور جب قیامت کے دن تمام لوگ (پیر اور مرید، معبود اور عابد) جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور وہ (فوت شدہ) ان کی عبادت کا صاف انکار کر دیں گے''

بزرگو، دوستو اور مسلمان بھائیو! میں نے آپ کے سامنے جو قرآنی آیات باترجمہ پیش کی ہیں اس میں ''سماع موتی'' کے مسئلہ پر تمام اعتراضات اور شکوک و شبہات دور کر دیئے ہیں کہ ہر انسان جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی بھی غیر اللہ کو مافوق الاسباب پکارتا ہے

خواہ وہ نبی ہو، علی ہو، ولی ہو، زندہ ہو، مردہ ہو، ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو، رب اعلیٰ نے اضل کا لفظ بول سب پیچید گیاں کھول کر رکھ دیں کہ اس شخص سے بڑھ کر بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ان غیروں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہیں دے سکتے اس لئے کہ وہ اس کی پکار سے بے خبر ہیں پھر آگے فرمایا کہ جس دن لوگوں کو میدان حشر میں جمع کیا جائے گا تو وہ بزرگ (جن کو مرید اور مقتدی پکارتے تھے) ان پکارنے والوں کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کردیں گے۔

ثابت ہوا عبادت خالص اللہ کی کرنی چاہئے پکار اور عبادت ایک ہی چیز ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دعا (پکار) عبادت کا مغز ہے لہذا پکار قولی عبادت ہے لہذا غیر اللہ کو پکارنا کفر اور شرک ہوگا۔

حافظ روپڑی صاحب نے فرمایا کہ یہ مضمون قرآن کی متعدد آیات میں پھیلا ہوا ہے مثلاً سورہ یونس آیت ۲۹، سورہ مریم آیت ۸۱،۸۲، سورہ عنکبوت آیت ۲۵ وغیرہ وغیرہ درحقیقت بات یہ ہے کہ دنیا میں معبودان باطلہ کی عام طور پر دو قسمیں ہیں ایک تو جمادات، نباتات اور سورج چاند وغیرہ قیامت کے دن اللہ پاک ان کو زندگی اور قوت گویائی عطا فرمائے گا اور یہ چیزیں بول کر گواہی دیں گی کہ ہمیں تو قطعاً کوئی علم نہیں کہ یہ مشرک لوگ ہماری عبادت کرتے تھے اور تیری خدائی میں ہم کو شریک گردانتے تھے۔

دوسری قسم معبودوں کی وہ ہے جو انبیاء، ملائکہ، صالحین، اولیاء اور شہداء وغیرہ جیسے حضرت عیسیٰ بن مریم اور دیگر عباد الصالحین ہیں علاوہ ازیں شیاطین بھی اپنے پجاریوں کے سامنے صاف انکار کردیں گے جیسے سورہ قصص آیت ۶۳ میں ہے: تبرانا الیک ما کانوا ایانا یعبدون پھر روپڑی صاحب نے اپنی مناظرانہ للکار مار کر فرمایا مولویو کچھ خدا کا خوف کرو لوگوں کو جو کہ بے علم ہیں ان کو گمراہ نہ کرو جو مولوی صاحب نے حضرت صالح اور حضرت شعیب کے واقعات سے اپنا غلط عقیدہ سماع موتیٰ کا ثابت کرنے کی فضول کوشش کی ہے کیونکہ دونوں نبیوں نے اپنی اپنی قوموں کو جو کہ عذاب الٰہی سے برباد ہوگئی

تھیں ان کی بے جان لاشوں کو خطاب کر کے یٰقوم کہا ہے وہ کافروں اور مشرکوں نافرمانوں کی لاشیں ہیں اور دونوں پیغمبروں نے بطور حسرت اور افسوس سے ان کو خطاب کیا ہے **یقوم لقد ابلغتکم رسلت ربی ونصحت لکم** فرمایا ہے۔

میں دونوں علماء کرام سے پوچھتا ہوں کہ کیا دونوں دلیلیں دعویٰ کے مطابق ہیں؟ دعویٰ تو آپ کا ہے کہ فوت شدہ انبیاء اولیاء سنتے ہیں، پیش یہ دلیلیں کر رہے ہو کہ کافر اور مشرک قومیں مرنے کے بعد سنتی ہیں **استغفر اللہ، العیاذ باللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ، انا للہ وانا الیہ راجعون.**

راقم الحروف نے دیکھا کہ اس وقت سامعین پر عجیب سناٹا طاری ہو گیا ہر آدمی دوسرے کی طرف تعجب خیز نظروں سے تکنے لگا اور زبان سے کہنے لگے کہ آج بریلوی ملاؤں کو کیا ہو گیا ہے کہ ان کا دعویٰ کیا ہے اور دلائل کیا دے رہے ہیں؟ واقعی شرک و بدعت کی وجہ سے ان کی عقل اور علم رخصت ہو چکا ہے جب ان کی ابتدائیہ ہے تو انتہا کا کیا حال ہوگا؟

لفظ یا حرف نداء کی وضاحت تیسری بات یاد رکھیں بار بار مولوی قادری صاحب یٰقوم لفظ یا حرف ندا کا ذکر کر رہے تھے ان کو علم ہونا چاہیے کہ یا کا لفظ چار معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) ندا کے لئے۔

(۲) ندبہ کے لئے۔

(۳) تعجب کے لئے۔

(۴) استغاثہ کے لئے۔

مذکورہ دونوں آیتوں میں حرف یا صرف تعجب کے لئے آیا ہے یہ میرے پاس تفسیر روح المعانی عربی جلد ۸ ص ۱۶۵ میں موجود ہے جب قوم ہلاک ہو گئی اور مکان بھی برباد ہو گئے تو حضرت صالح نہایت حسرت و یاس کے ساتھ اپنی قوم سے یوں خطاب کر کے ہجرت کر گئے کہ اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی

کا حق ادا کر دیا مگر افسوس کہ تم خیر خواہی کو پسند نہیں کرتے تھے، یہاں صرف ندا اور ضمائر خطاب سے اپنی ہلاک شدہ قوم کو خطاب کرنا بطور افسوس کے تھا ان کو سنانا ہرگز مقصود نہ تھا بلکہ یہ ندا و خطاب محض قوم کی بدقسمتی اور بدنصیبی پر اظہار افسوس کے لئے تھا یہی حال حضرت شعیب کا اپنی قوم کے خطاب کا ہے کہ انہوں نے بھی فوت شدہ قوم کی لاشوں کو بطور افسوس خطاب کیا تھا سننا سنانا ہرگز مطلوب نہ تھا اصل عبارت سنیئے **فتولی عنهم بعد ان جری عليهم ما جرى على ما هو الظاهر مغتماً متحسراً على ما فاتهم من الايمان محتزنا عليهم** (روح المعانی جلد پنجم ۱۶۵)

اب میں اس ٹرن کے آخر میں دونوں مولوی صاحبان سے گزارش کرتا ہوں، کہ خدارا عوام کو پریشان نہ کرو اور اپنے دعویٰ کے مطابق دلائل قرآن مجید اور احادیث صحیح سے پیش کرو جس میں یہ صراحت ہو کہ انبیاء و اولیاء فوت شدہ زندوں کی پکاریں اور فریادیں سنتے، جواب دیتے اور ان کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں **واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.**

مولانا خلیل احمد قادری بڑے جوش اور غصہ سے اٹھے اور حواس باختہ ہو کر کہنے لگے بخاری شریف جو کہ حدیث کی چوٹی کی کتاب ہے جس کا قرآن مجید کے بعد نمبر ہے اہل حدیث اور اہل سنت (بریلوی) سب کے نزدیک مصدقہ اور مسلمہ ہے اور کسی کو انکار کی مجال نہیں اس میں یہ حدیث ہے کہ رحمت دو عالم، نور مجسم ﷺ نے میدان بدر میں مقتولین کفار کی لاشوں کے سامنے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا کہ فلاں بن فلاں ان کے اور ان کے آباء کے نام لے لے کر فرمایا کہ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو پالیا ہے کیا تم نے بھی اللہ پاک کے وعدہ عذاب کو پالیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے **اطلع النبي صلى الله عليه وسلم على اهل القليب فقال وجدتم ما وعدكم ربكم حقاً فقيل له اتدعو امواتاً: قال ما انتم باسمع منهم ولكن لا يجيبون۔** (صحیح بخاری کتاب المغازی)

"لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ مردوں کو پکار رہے ہیں جن میں روح نہیں رسول اللہ نے فرمایا تم سے وہ اس وقت زیادہ سنتے ہیں البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ کیوں روپڑی صاحب اب تو شک وشبہ کسی قسم کا نہیں رہنا چاہئے کیوں آپ کی اور ہماری مسلمہ کتاب بخاری شریف سے مردوں کا سننا بلکہ زندوں سے زیادہ سننا ثابت ہوگیا"

دوسری دلیل یہ ہے جس سے سماع موتی کا مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے یہ دلیل بھی بخاری شریف سے ہے اور کتاب الجنائز میں ہے خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا:

اذا مات عبد وضع فی قبرہ تولیٰ عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان (الحدیث)

"جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے اور اس کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کو چھوڑ کر جانے لگتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اور اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے بٹھلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں" (الحدیث)

کیوں روپڑی صاحب اب تو میں نے سماع موتی کے موضوع پر دو احادیث صحیحہ اور وہ بھی پھر بخاری شریف سے پیش کی ہیں ان کے بارہ میں ارشاد فرمائیں کہ فوت شدہ لوگ زندوں کی آواز سن سکتے ہیں یا نہیں؟

حافظ عبدالقادر روپڑی | خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا الظلمت ولا النور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور (سورہ فاطر ۱۹)

"اندھا اور بینا برابر نہیں، اندھیرا اور روشنی برابر نہیں، دھوپ اور سایہ برابر نہیں ایسے ہی زندہ اور مردہ برابر نہیں، بے شک اللہ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور اے نبی آپ ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں ہرگز نہیں سنا سکتے"

مجھے بے حد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا قادری صاحب نے ابھی تک اپنے

دعویٰ کے مطابق ایک دلیل پیش نہیں کی، دعویٰ یہ ہے کہ انبیاء اولیاء صالحین فوت ہونے کے بعد سنتے، جواب دیتے اور حاجت روائی کرتے ہیں مگر دلیل یہ پیش کی ہے پہلے بھی اور اب بھی کہ کافرین اور مشرکین کو پکارنا جائز ہے اور وہ سنتے ہیں اور اب بھی بخاری شریف سے پہلی یہ دلیل دی ہے کہ میدان بدر کے ویران کنویں میں کفار ومشرکین کی لاشیں سنتی تھیں لہٰذا یہ دلیل بھی دعویٰ کے اثبات میں ہرگز نہیں نیز تمام فقہائے حنفیہ نے بھی اس دلیل کو عدم سماع موتیٰ پر ہی محمول کیا ہے۔

دوسرا جواب میں دونوں بریلوی علماء سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے تین دلیلیں کفار ومشرکین کے سماع میں پیش کی ہیں جو سراسر تمہارے دعویٰ کے مخالف ہیں سچ سچ بتلاؤ کہ اگر اندر سے بریلوی مولویوں کا یہی عقیدہ ہے کہ فوت شدہ کافر اور مشرک بھی سنتے ہیں تو پھر کافروں، مشرکوں، نافرمانوں، باغیوں کی قبروں پر کیوں مزار اور دربار بناتے، سبز چادریں یا پھول کی کیوں نہیں چڑھاتے بلند وبالا روضے کیوں تعمیر نہیں کرتے فرعون، نمرود، ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ کی قبروں پر عرس کیوں نہیں کرواتے اور قوالیاں کیوں نہیں کرواتے نذریں نیازیں اور چڑھاوے کیوں نہیں چڑھاتے افسوس صد افسوس ان مولویوں کے علم وعقیدہ پر تبھی تو مثال مشہور ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور یا تو مولوی صاحب اپنے عقیدہ کے بدلنے کا آج اعلان کر دو یا پھر دعویٰ کے مطابق دلائل صحیحہ اور قویہ دکھاؤ کہ اولیاء، صالحین کو فوت ہونے کے بعد پکاریں تو وہ سنتے اور مشکلیں حل کرتے ہیں۔

تیسرا جواب اس مذکورہ حدیث کے بارے میں مسلمانوں کی اماں جان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ سن لو اور دل وجان سے قبول کرو اور تابعدار اولاد ہونے کا اظہار کرو صحیح بخاری ص ۵۶۷ جلد اول میں ہے کہ یہ حدیث جب پیش کی گئی تو صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

كيف يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك والله تعالىٰ يقول وما انت بمسمع من في القبور .

''یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ صاحب قرآن ہوکر خود ہی قرآن پاک

کے مخالف لب کشائی فرمائیں جبکہ اللہ فرمایا رہا ہے کہ اے نبی جو قبروں میں مدفون ہیں تم ان کو اپنی بات ہرگز نہیں سنا سکتے"

بعض روایات صحیحہ میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہاں سماع کو علم پر محمول کیا ہے: **اقول انما قال انهم الان ليعلمون ان ما كنت اقول لهم حق.**

(بخاری شریف)

"یعنی حضور اکرم کے فرمان مبارکہ کا یہ مطلب تھا اس کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا"

چوتھا جواب یہ امام الانبیاء کا معجزہ اور خصوصیت تھی اس لئے اسے عموم پر محمول نہیں کیا جا سکتا جیسے بے شمار معجزات کی طرح مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہونا، سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا ستون حنانہ کا بچوں کی طرح رونا لعاب دہن سے کھانے میں برکت کثرت ہونا وغیرہ وغیرہ۔

معجزہ اس وقت کے پیغمبر کے ساتھ ہی خاص ہوتا ہے ورنہ کیا آج بھی کوئی حنفی مولوی یا موجودہ پیر ایسا کام کر کے دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں لہذا یہ دلیل خاص اور دعویٰ عام ہے سراسر یہ دلیل باطل ہے۔

پانچواں جواب معجزات سے عمومی زندگی کے اصول مرتب نہیں ہوتے ورنہ آپ اور ہم سب عام قبرستانوں میں سب مردوں کو سناتے اور باتیں کرتے۔

یہی وجہ ہے کہ راوی حدیث حضرت قتادہؓ صحابی رسول فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلیب بدر کے مردوں کو زندہ کر دیا تھا اور آنحضرتؐ کے کلام کو معجزانہ طور پر سنا دیا تھا تا کہ ان کی حسرت وندامت میں اضافہ ہو اصل عبارت سنئے:

احياهم الله حتىٰ اسمعهم قوله توبيخاً وتصغيراً ونقمة وحسرة وندماً۔ (صحیح بخاری ص ۵۶۶، تفسیر روح المعانی جلد ۲۱ ص ۵۶)

چھٹا جواب آنحضرت ﷺ نے قلیب بدر کے موقع پر کفار و مشرکین کی لاشوں کو خطاب فرمایا تھا اس سے مردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ جو پاس صحابہؓ کھڑے ہوئے تھے

ان کو عبرت ونصیحت دلانا مطلوب تھا جیسا کہ کبھی حضرت علیؓ قبرستان میں جا کر مردوں کو مخاطب کیا کرتے اور زندوں کے لئے عبرت ونصیحت کی باتیں کرتے۔

(بحوالہ فتح القدیر جلد چہارم ص ۱۰۰)

ساتواں جواب حضرت صالحؑ اور حضرت شعیبؑ کا اپنی اپنی قوم کے مردہ کفار کی لاشوں کو خطاب برائے زجر وتوبیخ اور حسرت وافسوس کے تھا جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کو دریا میں تیرنے سے بار بار منع کرتا ہو مگر نافرمان بیٹا باز نہ آتا ہو اور خدانخواستہ وہ دریا میں ڈوب جائے تو اس پر صدمہ سے نڈھال باپ، بیٹے کی لاش دیکھ کر بار بار روئے اور پکارے کہ میں اب کیا کروں میرے لخت جگر میں نے بار بار تم کو منع کیا تھا کہ یہ کام نہ کرو یا ایسے ہی والدہ بیٹے کی لاش پر روتی اور بین کرتی ہے کہ تو باز نہ آیا اور انجام یہ ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔

آٹھواں جواب احناف کی فقہ کے مسلمہ اصول کے مطابق یہ دلیل استدلال کے لائق نہیں کیونکہ یہ خبر واحد ہے اور قرآن کے خلاف ہے لہذا حنفی فقہ کے اصول کو تسلیم کرتے ہوئے اس (حدیث) خبر واحد پر عمل نہیں کیا جائے گا بلکہ عمل قرآن کے حکم پر ہوگا۔

اس لئے مقلدین پہلے اپنے اکابرین کے اصول کو غلط تسلیم کریں پھر یہ اصاغرین خود بخود غلط ٹھہریں گے ورنہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور آیت قرآنی **وما انت بمسمع من فی القبور** کے خلاف ہے لہذا استدلال صریحاً باطل ہے۔

چوتھی دلیل کے دندان شکن جوابات

قادری صاحب نے چوتھی دلیل یہ پیش کی ہے کہ مردہ دفن کر کے واپس جانے والوں کے پاؤں کی چاپ سنتا ہے تو پھر زندہ کی پکار، فریاد اور رونا دھونا مرنے والا کیوں نہ سنتا ہوگا؟

پہلا جواب یہ مذکورہ حدیث صحاح ستہ کی کتابوں میں جہاں یہ موجود ہے وہاں ساتھ ہی منکر نکیر کے آنے اور سوالوں کے جوابات کا فوراً شروع ہونے کا ذکر ہے گویا نکیرین کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے اس کی روح مقام علیین یا مقام سجین سے لوٹا کر اسے ہوش میں لایا جاتا ہے تاکہ وہ سوالوں کے جواب دے سکے یہ بھی دلیل خاص ہے اور دعویٰ عام ہے اور

مذکورہ حدیث دعویٰ کے مطابق نہیں ہے کیونکہ حدیث ہذا سے عموماً احوال واوقات میں سماع موتیٰ کے اثبات پر استدلال کرنا باطل ہے یہ وقتی سماع ابتدائے دفن کے ساتھ خاص ہے جو عدم سماع پر دال ہے ہر وقت ہر زندہ آدمی کی پکار و آواز کا سننا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

جواب دوم وقتی طور پر دفن کر کے جانے والوں کے جوتوں کی آواز سننے کا ذکر ہے اور یہ صرف اسی چند منٹوں کے لئے باقی ہے اس وقت جانے والوں اور ان کے بعد قبر پر آنے والوں یا رونے دھونے والوں کی باتوں کو سننے سنانے کا ہرگز ذکر نہیں اور اللہ تعالیٰ جب چاہے جسے چاہے سنا سکتا ہے وہ صرف میت کو لے جانے والوں کی اس وقت چاپ سنا دیتا ہے یہ احساس دلانے کے لئے کہ دیکھ جن رشتہ داروں اور ساتھیوں دوستوں کی خاطر تو دن رات گناہوں میں غرق رہتا تھا اور حلال وحرام کی تمیز نہ رکھتا تھا اب وہ تمام تجھے تن تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اکیلا بے یار و مددگار قبر کا عذاب برداشت کرے گا۔

جواب سوم مسلمانوں غور کرو یہ عالم دنیا میں ہے جہاں ہم زندگی گزار رہے ہیں اور میت کو جہاں ہم دفن کر کے آ جاتے ہیں وہ عالم برزخ ہے، عالم دنیا کو عالم برزخ پر ہرگز قیاس نہیں کیا جا سکتا، وہاں کے احوال واحکام ہی اور ہیں۔

حدیث رسول میں ہے کہ نمازی میت کو قبر میں عصر کا تنگ وقت سورج کے غروب ہونا دکھایا جاتا ہے حالانکہ بعض دفعہ صبح کو، شام کو، عشاء کو آدھی رات کے وقت دفن کرتے ہیں ثابت ہوا وہ دنیا کا سورج تو ہو نہیں سکتا یقیناً وہ عالم برزخ کا دوسرا سورج ہے جو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے دکھاتا ہے اسی طرح مردہ کا زندوں کے پاؤں کی آہٹ سننا وہ بھی برزخی معاملہ ہے دنیوی ہرگز نہیں تو یہ قیاس مع الفارق ہے جس میں کسی طرح بھی مطابقت نہیں لہٰذا یہ حدیث ہمہ وقت سماع موتیٰ پر پیش کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

جواب چہارم اس حدیث سے مطلق سماع موتیٰ ہرگز ثابت نہیں ہوتا یہاں تعجیل آمد نکیرین مراد ہے اور کچھ نہیں، حقیقی سماع تو بالکل مراد ہی نہیں ورنہ زندگی میں جو آدمی بہرا تھا کیا اس کی میت قبر میں جا کر سننے لگ جاتی ہے دوم حدیث تو ہر میت کے لئے ہے خواہ میت

اندھی ہو یا مردہ بہرا ہو جس شکل میں بھی ہو مثلاً لاش ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی ہو یا بغیر سر کے ہو تو پھر ایسی میت کے سماع کی کیفیت کیسی ہو گی اور بعض دفعہ اسلام دشمنوں کے علاقہ میں سر کہیں اور باقی ڈھڑ دوسری جگہ دفن کر دیتے ہیں اس کا قبر میں سننا کیسا ہو گا؟

جواب نمبر بعض محدثین نے یہ علمی جواب دیا ہے جو بڑا معقول ہے کہ یسمع مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور قرع نعالھم اس کا نائب فاعل ہے مطلب ہو ہوا کہ جب لوگ اپنی میت کو قبر میں دفن کر کے واپس گھروں کو لوٹتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس ان کی جوتیوں کی آواز جا سکتی ہے کہ منکر نکیر سوال و جواب کے لئے فوراً آ جاتے ہیں۔

آخر ٹرن میں پھر روپڑی صاحب نے جوشیلے انداز میں فرمایا مولوی صاحب اپنے دعویٰ کے مطابق زیادہ نہیں تو صرف ایک دلیل ہی پیش کریں جو صحیح السند ہو کہ ہر نبی، ہر ولی، ہر پیر بزرگ فوت ہونے کے بعد اپنی قبر میں ہمہ وقت سنتا، جواب دیتا اور مشکل کشائیاں کر سکتا ہے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين .

مولانا خلیل احمد قادری بعد تعوذ اور تسمیہ کے یہ آیت پڑھی:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (سورہ نساء: ٦٤)

”اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم نور مجسم ﷺ کو فرماتا ہے کہ اگر وہ (مشرکین) اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو تمہارے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے“

اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں ساتھ ہی ایک حدیث رسول بھی سن لیں سرکار دو عالم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر آیا اور روضہ کی خاک اپنے سر پر ڈالنے لگا اور عرض کیا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ”ولو انهم اذ ظلموا “ میں نے بھی بے شک اپنے جان پر ظلم کیا اور میں آپ

کے حضور اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔
لہذا آپ یارسول اللہ میرے رب سے میری مغفرت کروا دیں اس کے فوراً بعد قبر شریف سے آواز آئی کہ جا تیری معافی ہوگئی اور تیرا بیڑہ پار ہوگیا (الصارم المنکی ص ۲۳۸)
روپڑی صاحب مذکورہ قرآنی آیت اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ فوت شدہ اللہ کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے (۲) قبر رسول پر جانا جاؤک میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے (۳) یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ وفات کے بعد مقربان حق کو لفظ یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے استمد اد لغیر اللہ ثابت اور پکارنے والوں کی مشکل حل ہو جاتی ہے ٹرن کے آخر میں ضروری وضاحت کرتا ہوں کہ لفظ جاؤک میں ظالم، ظلم، حیات ووفات، زبان ومکان کسی قسم کا جرم کر کے تمہارے آستانہ عالیہ مدینہ منورہ آ جائے نتیجہ نکلا کہ سرور انبیاء کی ذات مقدس اور قبر مبارک وہ شفا خانہ ہے جس میں ہر مجرم ہر گناہ اور ہر بیماری کی دوا ہے یہاں کسی کو محروم نہیں کیا جاتا خواہ آنے والا کوئی ہو **تواباً رحیماً** کے ٹکڑے سے واضح ہوا کہ رب العالمین بھی اس انسان کے لئے تو رب رحیم ہے جو روضہ رسول پر حاضر ہو جائے ورنہ جبار اور قہار ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی **نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور.** (سورہ فاطر: ۲۲)
”اے محمد رسول اللہ! بے شک اللہ تعالیٰ تو جس کو چاہے سنا سکتا ہے لیکن آپ ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں ہرگز نہیں سنا سکتے“
مولانا قادری صاحب نے سورہ نساء کی آیت اور اس کی تفسیر میں ایک ضعیف بلکہ موضوع روایت بیان کی ہے جو کہ بے سند ہے ان کو خود بھی علم ہے کہ روایت کی سند کیسی ردی اور روایت بھی موضوع، اب یہ مجبور ہیں جب دکان میں کھرا اور سچا سودا نہ ہو یا بالکل ختم ہو جائے تو پھر خراب اور ردی سودے کو بیچنا دکاندار کی مجبوری ہے ابھی تک مولوی صاحب نے

اپنے دعویٰ کے مطابق ایک بھی دلیل صحیح اور قوی پیش نہیں کی، مولوی صاحب کہاں سے پیش کریں؟ جب کہ ان کی ساری دکان میں مال ختم ہو چکا ہے مثل مشہور ہے:

روتا کیوں ہے تھالی میں ہی کچھ نہیں

قرآن پاک کی خود ساختہ تفسیر سے مولوی صاحب فوراً عنداللہ توبہ کریں کیونکہ خاتم الانبیاء کی زبان سے وعید یاد رکھیں **من فسر القرآن برایه فلیتبوا مقعده من النار** باقی جو آیت بطور دلیل **ولو انهم اذ ظلموا** پیش کی ہے یہ سورہ نساء کی آیت ایک خاص واقعہ منافقین کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اس سے سماع موتی کا کوئی تعلق نہیں محققین مفسرین نے واضح کر دیا ہے کہ اس سے مراد آنحضرت کی حیات دنیوی میں حاضری دینا مراد ہے اس طرح رسول اللہ کا ان کے لئے دعاء استغفار کرنا شرط قرار دیا گیا آپ کی وفات کے بعد یا آپ کی قبر سے استمداد و استشفاع ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

(روح المعانی جلد پنجم ص ۷۰)

اس آیت سے قبر کی حاضری یا سفارش کرنا قطعاً ثابت نہیں ہوتی پیش کردہ آیت کے الفاظ اور معانی پر تھوڑا سا غور و فکر کریں تو تمام اعتراضات کا صفایا ہو جاتا ہے۔

۱- **ظلموا انفسهم** ظالم اپنی جانوں پر ظلم کریں۔

۲- **جاؤك** تیری زندگی میں تیرے پاس آ جاتے۔

۳- **فاستغفروا الله** پھر دربار الٰہی میں استغفار کرتے اصل چیز تو اللہ کے دربار میں معافی مانگنا ہے یہی اصلی دربار ہے۔

۴- **واستغفرلهم الرسول** اور رسول کریم بھی ان کے لئے معافی کی درخواست کرتے یعنی مجرمین کے لئے رسول اللہ بھی اللہ کے دربار میں معافی کی درخواست کریں یعنی رسول خود ان کو معاف نہیں کر سکتا بلکہ ان کے ساتھ دونوں دربار الٰہی میں معافی مانگیں (سبحان اللہ) پھر مجھے رب اور رحیم پاتے تو سامعین کرام واضح ہو گیا نہ ہی محمد رسول اللہ اس دنیا میں زندہ ہیں اور نہ وہ باغی منافقین زندہ ہیں یہ چودہ سو سال پہلے کا واقعہ ہے اور نہ رسول

اللہ اور منافقین کا ملکر اللہ کے دربار میں استغفار کا موقع ہے لہذا بریلوی دوست جس اسٹیشن کا ٹکٹ ہاتھ میں لیے بیٹھے ہیں وہ گاڑی تو (۱۴) صدیاں ہوگئیں نکل چکی ہے ان کے ہاتھوں کا ٹکٹ (اوور ڈیٹ) ہو چکا ہے اور وہ اسٹیشن بھی ختم ہو چکا ہے اب تا قیامت صرف فاستغفر اللہ والا دربار الٰہی والا مین گیٹ ہی موجود ہے اور موجود رہے گا۔

دوسرا جواب گویا رسول اللہ کی حیات مبارکہ کا واقعہ ہے جس سے کسی اہل علم کو انکار نہیں بلاشبہ گنہگاروں کے لئے آپ کی دعاء مغفرت ان کی معافی کا ذریعہ تھی باقی آیت ہذا سے آپ کی وفات کے بعد آپ کا وسیلہ ثابت کرنا یہ صریحاً تحریف معنوی ہے اور سراسر ظلم ہے میں پوچھتا ہوں قادری صاحب اگر جاؤ ك سے مراد پاک پیغمبر کی قبر پر حاضری ضروری ہے تو پھر حاضر ناظر کا مسئلہ بھی ختم یعنی ہر ظالم، ہر مجرم، ہر عاصی و خاطی کا اگر مدینہ منورہ اور روضہ رسولؐ پر آنا شرط ہے تب معافی خدا دیتا ہے تو آپ دن رات لوگوں کو یہ وعظ کرتے رہتے ہیں کہ ہر وقت ہر جگہ نبی پاک موجود ہیں یہ سارا ٹوپی ڈرامہ ہے اور آج پھر سابقہ عقیدہ باطلہ سے توبہ کرو کیونکہ اگر نبی پاکؐ (بقول شما) مدینہ منورہ قبر انور میں ہی زندہ اور موجود ہیں تو پھر پاکستان یا دوسرے ممالک میں آپ کی مسجدوں، محفلوں، جلوسوں، کانفرسوں اور شبینوں میں تو کسی جگہ بھی موجود نہیں یہ حاضر و ناظر کا عقیدہ ختم اگر یہاں زندہ اور موجود ہیں تو قبر رسول پر معافی کے لئے حاضری ختم، کوئی بھی گنہگار جہاں بھی ہو اللہ کے دربار میں سچی توبہ کر کے معافی حاصل کر سکتا ہے۔

تیسرا جواب قادری صاحب نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں ایک من گھڑت واقعہ روضہ رسول پر حاضری کا پیش کیا ہے کہ اس کی مغفرت کی آواز قبر سے آئی مختصر طور پر اس روایت کا علمی جائزہ سنئے۔

۱-الصارم المنکی میں ہے کہ یہ حدیث منکر اور موضوع ہے۔

۲-اس کی سند میں ابو صادق ایک راوی ہے اس کا سماع ہی ثابت نہیں۔

۳-ایک اور راوی روایت ہذا میں ہشیم بن عدی کوفی کذاب تھا۔

۴-ابو حاتم رازی، امام نسائی وغیرہ نے کہا کہ یہ راوی متروک الحدیث ہے۔
تمام حاضرین ذرا غور کریں کہ قاری صاحب کی پیش کردہ روایت جھوٹی، منکر، موضوع اور متروک ہے۔

اور پھر روایت ہذا قرآن کریم کی آیات ثلاثہ عدم سماع موتی (سورہ فاطر، سورہ روم، سورہ نمل) کے بھی صریحاً خلاف ہے۔

مثل: واقعی کسی نے سچ فرمایا۔

قرآن کی تفسیر بگڑ جاتی ہے
ایمان کی تعبیر بگڑ جاتی ہے
ملاں کی جسدم بدل جاتی ہے نیت
تو اسلام کی تقدیر بدل جاتی ہے

اپنا بیان ختم کرنے سے پہلے پھر میں علمائے بریلویت اور سامعین کرام کو ضروری بات سمجھتا ہوں کہ قادری صاحب اپنے دعویٰ کے مطابق ابھی تک ایک بھی ٹھوس دلیل پیش نہیں کر سکے کہ انبیاء، اولیاء، صالحین اپنی قبروں میں زندوں کی فریادیں سنتے، جواب دیتے وہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں کیونکہ بریلوی علماء کا عقیدہ ہے ''کہ اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان کے علم و ادراک، سمع و بصر پہلے کی نسبت بہت قوی ہو جاتے ہیں'' (حوالہ بہار شریعت از امجد علی ص ۵۸)

اس لئے ان کا عقیدہ ہے کہ فوت شدہ صالحین بزرگ اپنے مریدوں کی پکاروں کو سنتے اور ان کی امداد کے لئے پہنچتے ہیں خواہ ان کا مرید دنیا کے کسی گوشے سے بھی ان کو پکارے (العیاذ باللہ) حالانکہ ان سب شبہات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں اپنے آخری پیغمبر کے ذریعہ قیامت تک کے لئے حل فرما دیا **ان اللّٰہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور** پوری دنیا کے انسانوں میں انبیاء کی شان اعلیٰ ہوتی ہے اور تمام انبیاء و مرسلین میں سے خاتم الانبیاء کا مقام سب سے اونچا ہے سماع موتی کا مسئلہ حال

کرنے کے لئے رب العزت نے سیدالانبیاء، سالار انبیاء شافع روز جزاء محمد رسول اللہ کو خطاب کر کے فرمایا اے میرے حبیب تو بھی جو قبروں میں مدفون ہیں ان کو اپنی بات ہرگز ہرگز نہیں سنا سکتا قادری صاحب افسوس صد افسوس تم اولیاء صالحین، تابعین، پیروں کے بارے میں جھوٹا عقیدہ سماع موتیٰ کا بنائے بیٹھے ہو مگر رب کائنات نے تو ہادی کائنات ﷺ کو خطاب کر کے سماع موتیٰ کا مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حل کر دیا سورہ نمل میں ہے انك لا تسمع الموتیٰ اے آخری پیغمبر تو بھی مردوں کو ہرگز نہیں سنا سکتا۔

اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

مولانا خلیل احمد قادری | **نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!**

حضرات سماع موتیٰ کے موضوع پر دلائل سن لیں اور غور و فکر کریں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما من احد يمر بقبر اخيه المومن كان يعرفه فى الدنيا يسلم عليه الاعرفه ورد عليه (التمہید لابن عبدالبر)

”جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر پر سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہنچاتا تھا اور وہ اس کو سلام کرے تو اللہ تعالیٰ اس مردہ کی روح کو اس میں واپس لوٹا دیتا ہے تاکہ وہ اس کے سلام کا جواب دے“

روپڑی صاحب! مذکورہ پیش کردہ حدیث سے ثابت ہوا کہ فوت شدہ مردے سنتے ہیں دوسرا ان کا سننا اور ہمارا سنانا ہمارے نہیں اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ مردہ کی روح کو واپس لا کر سلام سنا دیتے ہیں اور مردہ کو سلام کا جواب دینے کی بھی قدرت ہے۔

دوسری دلیل اور سنئے مشکوۃ شریف میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اکرم اور میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے حجرہ میں دفن تھے تو میں قبر مبارک پر بغیر پردہ کے داخل ہوتی تھی لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تو پھر میں اپنی چادر سے باپردہ

ہو کر جایا کرتی تھی استحیاء من عمر ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ سمجھتی تھیں کہ فوت شدہ اندر سے دیکھتا ہے ورنہ حضرت عمر فاروق ؓ کے دفن ہونے کے بعد سخت پردہ دار ہو کر داخل ہونا کے کیا معنی ہیں۔

میرے پیش کردہ دونوں دلائل سماع موتی کے اثبات پر واضح ہیں اور کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

حافظ عبدالقادر روپڑی | **الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انك لا تسمع الموتیٰ۔** (سورہ نمل:۸۰)

۲۔ **وما انت بمسمع من فی القبور** (سورہ فاطر:۲۲) بزرگو دوستوں اور مسلمان بھائیو! میں نے اللہ پاک کے فضل وکرم سے مسئلہ عدم سماع موتی پر صریحاً اور واضح طور پر دو آیات ربانیہ پڑھی ہیں ایک آیت میں مردوں کے نہ سننے کا صاف ذکر ہے اور دوسری آیت میں قبور والوں کے عدم سماع کا صاف ذکر ہے اور پھر دونوں آیتوں یں رب العالمین نے رحمۃ للعالمین کو خطاب فرمایا ہے کیونکہ حضور اکرم سے بڑی شان والا پوری مخلوق میں کوئی نہیں۔اب قادری صاحب سارے قرآن کی ٦٦٦٦ آیات میں سے صرف دو آیتیں اپنے دعوٰی کے مطابق پیش کریں جس میں یہ ہو کہ اے محمد رسول اللہ تم مردوں (فوت شدگان) کو سنا سکتے ہو یا جس کا معنی یہ ہو کہ اے میرے پیغمبر تم قبروں میں مدفون لوگوں کو اپنی بات سنا سکتے ہو۔

اگر نہیں اور ہرگز نہیں دکھا سکتے تو قادری صاحب اور ان کے حواری صدق دل سے عدم سماع موتی کا اعلان کر دیں تا کہ حاضرین بھی آسانی سے مسئلہ کو سمجھ سکیں باقی ضد اور تعصب کا علاج تو پاک پیغمبر کے پاس بھی نہیں ورنہ چچا ابوطلب فوراً کلمہ پڑھ لیتا تسلیم کرنا پڑے گا کہ رضا خانی مذہب قرآن کے خلاف ہے حدیث کے خلاف ہے تعامل صحابہ ؓ کے خلاف ہے، محدثین، مفسرین اور ائمہ اربعہ کی تعلیمات کے خلاف ہے صرف پیٹ اور

پلیٹ، روٹی اور بوٹی کا سارا چکر ہے ورنہ خدا کی قسم ایک منٹ میں مسئلہ ہذا حل ہوسکتا ہے
باقی قادری صاحب نے جو دو دلیلیں پیش کی ہیں ان کا جواب سن لیں۔

پہلی دلیل یہ کہ مسلمان قبر پر جا کر سلام لے تو مردہ اس کے سلام کا سن کر جواب بھی دیتا ہے اس کا علمی جواب یہ ہے یہ حدیث منکر بلکہ مردود ہے لہذا استدلال باطل ہے۔ (روح المعانی)

۲- مذکورہ روایت کی سند میں ایک راوی ابن سمعان کذاب ہے متروک الحدیث اور وضاع الحدیث ہے (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۵)

۳- دوسرا راوی اس میں یحیٰی بن یمان بھی ہے اس کے بارہ میں یہ ہے

لیس بحجة، ذاهب الحديث ،ليس بالقوی وغیر محفوظ (میزان جلد ۲ ص ۵۹۷)

دوسری دلیل کے جوابات دوسری دلیل حضرت عائشہ ؓ والی کہ حضرت عمر ؓ کے دفن ہونے کے بعد باپردہ جایا کرتی تھیں۔

اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ پوری روایت سن لیں مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴ میں ہے۔
حضرت عائشہ ؓ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب میں اپنے گھر میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اکرم کو دفن کیا گیا تھا تو میں اپنی چادر اتار لیا کرتی تھی اور اپنے دل میں سوچتی کہ یہ میرے خاوند اور دوسرے (ابوبکر ؓ) میرے باپ ہی تو ہیں پھر جب حضرت عمر ؓ کو بھی ان کے ساتھ دفن کیا گیا۔

فو الله ما دخلته الا و انا مشدودة علی ثيابی حياء من عمر تو اللہ کی قسم حضرت عمر ؓ سے حیا کی وجہ سے ہمیشہ اپنی چادر لپیٹ کر ہی جاتی رہی۔ (مسند احمد)

کیوں جناب قادری صاحب پوری حدیث میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عمر ؓ قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتے ہوں یا حضرت عائشہ کی آواز سنتے ہوں یا کسی کی پکار کا جواب دیتے ہوں یا زندوں کی مشکلات حل کرتے ہوں یہ دلیل بھی مولوی صاحب کے دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ دعویٰ عام اور دلیل خاص اور حدیث ہذا سے

کسی طرح بھی سماع موتی کا جواز تک نہیں نکلتا بلکہ ابطال نکلتا ہے۔

دوسرا جواب مذکورہ حدیث میں الفاظ **حیاء من عمر** صاف موجود ہے حضرت عائشہ حیا اور احترام کی وجہ سے پردہ کیا کرتی تھیں یہ احترام بھی ذہنی طور پر تھا ورنہ خارج میں اس کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں کہ صاحب قبر اندر سے دیکھتا ہے۔

تیسرا جواب حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی تو شہید ہیں نماز فجر مدینہ کی مسجد نبوی میں شہید کر دیئے گئے تھے اور شہیدوں کی روحیں تو جنت میں سبز پرندوں کے قالب میں سیر کرتی اور جنت کے پھل کھاتی پھرتی ہیں ثابت ہوا کہ روح تو قبر میں ہے ہی نہیں اور بے روح جسم کچھ دیکھ نہیں سکتا لہذا حضرت عائشہ کا پردہ احتراماً اور ادباً تھا پھر اس میں حضرت عائشہؓ ام المومنین کا احترام بھی شامل ہے۔

چوتھا جواب حضرت عائشہؓ کا یہ عقیدہ ہرگز نہ تھا کہ حضرت عمرؓ قبر میں سے مجھ کو دیکھ رہے ہیں ورنہ جو مدفون (عمرؓ) شخص منوں مٹی کے نیچے دیکھ سکتا تو باریک کپڑے کی چادر اسکے دیکھنے سے کیسے رکاوٹ بن سکتی ہے لہذا بریلویت کا یہ استدلال سراسر باطل ہے۔

پانچواں جواب حضرت عائشہ صدیقہؓ کا عقیدہ نفی سماع موتی کا ٹھوس اور محکم تھا انہوں نے تو حضرت عمر اور رسول اللہ کی روایت سننے کے بعد قرآن کی دونوں آیتوں سے موزانہ کر کے (انك لا تسمع الموتى) وغیرہ فیصلہ عدم سماع موتی کا ہی دیا تھا۔

مولانا خلیل احمد قادری **نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد** سماع موتی کے اثبات پر مسلک بریلویت کی تائید میں چند مزید نئے دلائل سنئے بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب سرکار دو عالم جنگ احد سے واپس ہوئے تو شہدائے احد کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے ہاں زندہ ہو پھر صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ گا ہے گا ہے ان کی قبروں پر آ کر سلام کہا کرو **فوالذی نفسی بیده لا یسلم علیهم احد الا ردوا علیه الی یوم القیمة۔**

دوسری دلیل احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسلمان جب بھی قبرستان جائیں تو یہ دعا

پڑھیں **السلام علیکم یااھل القبور** (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور، سنن ترمذی)
خود سرکار مدینہ ﷺ جب بھی قبرستان سے گزرتے تو یہ دعا پڑھتے اور دوسرے مسلمانوں کو قبروں پر دعا پڑھنے کے لئے سکھلاتے تھے حضورؐ نے مردوں کے لئے بھی سلام کا وہی طریقہ بتلایا ہے جو زندوں کے لئے ہے سلام میں علیک جو خطاب کا صیغہ یہ سننے پر دلالت کرتا ہے اگر اس طرح کا خطاب نہ ہوتا تو اموات معدوم اور جمادات کی طرح ہوتے لہذا خطاب کا تقاضا یہ ہے کہ وہ لوگ (اہل قبور) جمادات کی طرح نہ ہوں بلکہ سنتے لکھتے ہوں۔

تیسری دلیل بخاری شریف میں ہے خلافت فاروقی میں جب قحط سالی ہوتی تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کو لے کر تمام لوگوں کے ہمراہ بارش کی دعا کرواتے اور کہتے یا اللہ تیرے نبی کے چچا کو ہم تیری بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں۔اس کے بعد فوراً بارش ہو جاتی اور زمین خوب سرسبز و شاداب ہو جاتی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نیک لوگوں اور صالحین کا وسلیہ جائز ہے اور استمد ادلغیر اللہ شرک نہیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی **نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اعوذ باللہ من الشیطن الرحیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین ۔**
(سورہ المومن:٦٠)

قادری صاحب نے ابھی تک اپنے دعویٰ کے مطابق ایک بھی صحیح اور ٹھوس دلیل پیش نہیں کی۔ باقی جو لوگ مردوں (قبروں میں مدفون) کو مافوق الاسباب امداد کے لئے پکارتے ہیں جیسے یا شیخ عبدالقادر جیلانی، اغثنی یارسول اللہ، یاعلی مدد وغیرہ یہ پکارنا صریحاً شرک ہے اور پکارنے والا مشرک ہے کیونکہ پکارنے والا اس مردہ بزرگ میں صفاتِ خداوندی تسلیم کرتا ہے اور یہی اس کی عبادت اور پرستش ہے کیونکہ یہ دعا (پکارنا) بھی بلا اختلاف عبادت ہے **الدعاء ھو العبادۃ** (مشکوٰۃ ص١٩٤) پکارنا (دعا کرنا یہ عبادت ہے اور جو میں نے قرآنی آیت تلاوت کی ہے اس میں پکار (دعا) کو عبادت کہا گیا ہے جس

میں **عن عبادتی** کے الفاظ قابل غور ہیں دوسری آیت سورہ یونس آیت ۲۹ میں صراحت ہے کہ قیامت کے دن یہ فوت شدہ بزرگ اولیاء اپنی عبادت سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے ہم تو ان کی عبادت و پکار سے بالکل غافل تھے **ان کنا عن عبادتکم لغافلین** یہاں بھی فوت شدہ علماء، صلحاء، اولیاء کو پکارنا عبادت فرمایا گیا ہے اس لئے استمداد لغیر اللہ شرک ہے کیونکہ پکار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

له دعوة الحق (سورہ رعد: ۱۴)

''سچی پکار (دعا) اسی اللہ کے لئے خاص ہے''

اور مومن مسلمان کو یہ حق صرف اللہ کے لئے ہی استعمال کرنا چاہئے دوسرے تمام انبیاء، اولیاء، صلحاء، شہداء، ہماری پکاروں سے سراسر بے خبر ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں یادرکھو! عبادت کی موٹی تین قسمیں ہیں قولی عبادت، مالی عبادت اور بدنی عبادت تینوں اقسام کی عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں اور پکارنا یہ قولی عبادت ہے پکارنے کو عربی زبان میں دعا کو کہتے ہیں یہ عبادت کی اعلیٰ ترین اور افضل ترین قسم اور یہی عبادت کا نچوڑ اور مغز ہے بلکہ عین عبادت ہے سورہ حٰم مومن میں اس کی وضاحت **فادعوا الله مخلصين له الدين** عبادت (پکار) خالص اللہ ہی کی کرو پھر چوتھی آیت میں فرمایا:

اجيب دعوة الداع اذا دعان (سورہ بقرہ: ۱۸۶)

''جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں (اللہ) اس کی پکار کو سنتا اور قبول کرتا ہوں اور پکار کا جواب دیتا ہوں''

ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ ہر مسافر، ہر مقیم ہر مریض ہر مضطر، ہر بے بس، ہر بے کس، ہر لاچار، ہر قیدی، ہر مجبور، ہر مظلوم کی پکار کو سننا قبول کرنا اور پھر جواب دینا صرف عرش والے کا خاصہ ہے باقی کوئی بھی نبی، ولی، غوث، قطب، ابدال، سالک

مجذوب، بزرگ، پیر، زندہ یا فوت شدہ مافوق الاسباب غائبانہ پکاروں کو نہ سنتا نہ جواب دیتا اور نہ مشکلات حل کرتا ہے بلکہ جو قصداً عمداً اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارے یا امداد طلب کرے اور توبہ نہ کرے تو قرآن کریم اس کو گمراہ اور مشرک کہتا ہے۔

سورہ احقاف میں ہے:

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ ''میرے پاس وقت نہیں ورنہ سارا قرآن اسی مضمون سے بھرا پڑا ہے حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ تک تمام انبیاء و مرسلین صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنی تمام مشکلوں، مصیبتوں اور دکھوں میں پکارتے تھے پوری زندگی انہوں نے اپنے سے پہلے کسی فوت شدہ نبی یا کسی قبر والے کو ہر گز نہ پکارا نہ سوالاکھ صحابہ کرامؓ میں کسی ایک نے کسی قبر پر گریہ زاری کی آج بھی پوری انسانیت کا داتا، غوث اعظم صرف اللہ ہی ہے۔

اب قادری صاحب کے پیش کردہ تینوں دلائل کے جوابات سنئے:

پہلی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم نے جنگ احد سے واپسی پر شہداء کی قبروں پر دعا فرمائی تھی کہ تم اللہ کے پاس زندہ ہو اور صحابہ کرامؓ کو کہا کہ تم بھی گاہے گاہے سلام کہا کرو۔

ا۔ پہلا جواب یہ ہے کہ مولوی صاحب یہ دلیل بھی دعویٰ کے مطابق نہیں دعویٰ عام اور دلیل خاص موقع کی ہے۔

۲۔ دوسرا جواب ہے کہ قرآن میں ہے کہ **بل احیاء عند ربھم یرزقون** ''کہ شہید اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (عالم برزخ میں'') ہمارا سوال ہے کہ دنیائے بریلویت کے علمائے مل کر دکھائیں کہ دنیا میں **(فی الدنیا)** زندہ ہیں کہ فوت شدہ اولیاء، انبیاء، شہداء دنیا میں ہمارے طرح زندہ ہیں عالم برزخ کی زندگی کے بارہ میں خود ہی فرمایا **ولکن لا تشعرون** جناب قادری صاحب برزخی زندگی کا دنیوی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں آپ نے جو دلیل یہ پیش کی ہے اس میں بھی یہی ہے کہ احد کے شہداء تو اللہ کے پاس زندہ ہیں۔

۳۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ تفسیر روح المعانی جلد ۲۱ ص ۵۷ پر لکھا ہے کہ حدیث ہذا ضعیف اور

منقطع ہے لہذا یہ دلیل باطل اور استدلال ڈبل باطل ہوا، اصل عبارت یہ ہے کہ انـــا لا نسلم صحته وتصحيح الحاكم محكوم عليه بعدم الاعتبار۔

دوسری دلیل کے جواب حضور اکرم اور صحابہ کرام ؓ کا قبرستان میں جاتے وقت اہل قبور سے خطاب کر کے السلام علیکم کہنا۔

پہلا جواب مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور میں ہے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مدینہ منورہ کے قبرستان سے گزرے آپ نے ان کی طرف توجہ فرمائی اور یہ دعا پڑھی **السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا و نحن بالاثر** (راوہ الترمذی)

''اے قبروں والو! تم پر سلامتی ہو اللہ ہم کو اور تم سب کو بخش دے تم ہم سے پہلے چلے آئے اور ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں''

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

دوسری دعا: جو کہ مسلم شریف میں ہے:

السلام عليكم اهل الديار من المومنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم للاحقون فنسئال الله لنا ولكم العافية۔ (رواہ مسلم)

''اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر و تم پر سلامتی ہو ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں''

حاضرین کرام ذرا غور و فکر کرو میں نے دونوں مسنون دعائیں باترجمہ تم کو سنا دی ہیں قبرستان میں پڑھنے والی دونوں دعاؤں میں کسی ایک لفظ میں مردوں کے سننے، سنانے، جواب دینے اور امداد کرنے کا اشارہ تک نہیں بلکہ اہل قبور کو خطاب کر کے ہم اپنے اور ان کے لئے سلامتی، مغفرت اور عذاب سے عافیت کی دعائیں اللہ کے آگے مانگتے ہیں۔

دوسرا جواب مسلمانوں کے قبرستان میں جانے کے تین مقاصد ہیں جو حدیث سے ثابت ہیں: (۱) اپنے اور مردوں کے لئے دعائے خیر کرنا (۲) موت کو یاد کرنا (۳) دنیا فانی سے بے

رغبت ہونا **یغفر اللہ لنا ولکم** میں اپنے لئے اور مردوں کے لئے دعا ہے **نحن بالاثر** میں موت کی یاد ہے (۳) اور اس کے ساتھ ہی دنیا سے بے رغبتی بھی اس میں موجود ہے ان تین غرضوں کے علاوہ جو بھی مقصد ہے وہ ناجائز اور فاسد ہے یا کفر اور شرک ہے اگر کوئی قبروں پر بطور تبرک جائے تو یہ مسجدوں کا مقام ہے قبروں کا نہیں اگر کوئی صاحب قبر سے اولاد یا رزق مانگے تو صریحاً شرک ہے اور اس کے ساتھ اگر صاحب قبر کو سجدہ کرے تو یہ ڈبل شرک ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے اور شرکیہ کاموں سے بچائے۔

تیسرا جواب بعض لوگوں کو (جیسے قادری صاحب) کو شبہ ہوتا ہے کہ اگر مردے سنتے نہیں تو پھر السلام علیکم کیوں کہتے ہیں اس کا جواب اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں یہ ہے کہ یہ تو دعا ہے اور دعا کے لئے حاضر اور غائب، سننے والا اور نہ سننے والا سب برابر ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ دعا کے لئے سماع (سننا) شرط نہیں قبر والوں کو سلام کہنا چاہیے ان کے لئے عذاب سے عافیت کی دعا کرنی چاہیے مردوں کے لئے عافیت عذاب قبر سے نجات ہے اور سلامتی کی دعا مردوں اور زندوں سب کے لئے برابر ہے۔

چوتھا جواب قادری صاحب آپ نے لفظ یا اور السلام علیکم سے سماع موتیٰ کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے حالانکہ شرح کافیہ میں ہے کہ خطاب کے لئے سماع اور حاضری شرط نہیں خواہ وہ خطاب زندہ کو ہو یا مردہ کو، ذوی العقول کو ہو یا غیر کو نزدیک یا بعید سے قرآن پاک میں متعدد آیات ایسی ہیں جہاں لفظ کم بولا گیا ہے لیکن سماع مقصود ہے ہی نہیں مثلاً سورۃ البقرہ میں **انعمت علیکم، فضلتکم اذنجینا کم، یسومونکم، ابناء کم نساء کم، من ربکم، وفی ذلکم، لعلکم تشکرون** سوچو یہ بار بار ضمیر کم سے خطاب ان کو کیا گیا ہے جو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے دور میں ہزاروں سال پہلے گزر چکے ہیں۔

پانچواں جواب لفظ یا کبھی غیر ذوی العقول اشیاء پر بھی بولا جاتا ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو خطاب فرمایا تھا اے پتھر تو صرف ایک پتھر ہے تو نہ نفع اور نقصان دے سکتا ہے اگر تجھے میرے رسول ﷺ نے بوسہ نہ دیا تو میں کبھی بوسہ نہ دیتا۔ (موطا، ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

چھٹا جواب حدیث رسول پاک ہے کہ جب بھی نیا چاند طلوع ہوتا تو رسول اعظم ﷺ یہ دعا پڑھتے: یا ھلال ربی و ربك الله- (مشکوۃ کتاب الدعوات)

مذکورہ حدیث میں بھی لفظ یا ہے اور حضور اکرم نے چاند کو مخاطب کیا بھی کیا ہے میں پوچھتا ہوں کیا چاند آپ کی آواز سن رہا تھا اور آج ہم مسلمان بھی یہ دعا پڑھتے ہیں تو کیا چاند کو سنانے کے لئے پڑھتے ہیں یا چاند سن کر جواب دیتا ہے، ہرگز نہیں سوال پیدا ہوتا ہے ہم پھر کیوں پڑھتے ہیں جواب یہ ہے کہ سنت رسول سمجھ کر پڑھتے ہیں مسنون طریقہ پر عمل کر کے ثواب حاصل کرتے ہیں ایسے ہی قبرستان میں سلام سنت سمجھ کر کہتے ہیں اور ثواب حاصل کرتے ہیں ورنہ نہ اہل قبور سنتے ہیں اور نہ ہم سنانے کے لئے پڑھتے ہیں یہ ان کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عذاب سے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

ساتواں جواب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ سلام کی دو قسمیں ہیں ایک سلام تحیہ دوسری سلام دعائیہ سلام دعائیہ میں نہ مقصد سنانا ہے اور نہ وہ جواب دیتے ہیں اور نہ ان پر جواب دینا لازم ہے بخلاف سلام تحیہ کے کہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض ہوتا ہے۔

تیسری قادری دلیل اور اس کے جوابات مولوی صاحب نے جو تیسری دلیل پیش کی ہے کہ حضرت عمرؓ قحط سالی کے دور میں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے دعا کرواتے اور بارش ہو جاتی (صحیح بخاری جلد اص ۱۳۷)

یہ دلیل بھی بریلویت کے سخت مخالف ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ کے طرز عمل سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی فوت شدہ شخصیت سے امداد نہیں مانگی اور نہ فوت شدہ کا وسیلہ ڈالا حتیٰ کہ قبر رسول سے استغاثہ نہیں کیا اس کا واسطہ، وسیلہ، طفیل نہیں ڈالا بلکہ چچا عباسؓ جو زندہ ہیں ان کو لے جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کروائی اصل الفاظ پر غور کریں اور عقیدہ باطلہ سماع موتی کے اثبات سے توبہ کریں وانا نتوسل الیك بعم نبینا مذکورہ حدیث سے خدا کی قسم توسل بالاموات کا ثبوت ہرگز نہیں ملتا زندہ آدمی سے اللہ کے آگے دعا کرنے والے کا جواز

ملتا ہے جسے ہم پہلے بھی تسلیم کرتے ہیں۔

جواب دوم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ ؓ فوت شدگان اور غائبانہ بزرگوں کا وسیلہ ہرگز روا نہ سمجھتے تھے ورنہ عمر فاروق ؓ حضرت عباس ؓ کی جگہ آپ کا وسیلہ پکڑتے اگر وفات کے بعد خاتم الانبیاء کا وسیلہ جائز تھا تو انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ توسل می بہ پیغمبر تو والحال توسل می کنیم بہ روح پیغمبر تو کہ یا اللہ پہلے ہم تیرے نبی کے واسطہ سے وسیلہ پکڑتے تھے اب ہم تیرے نبی کی قبر یا تیرے نبی کی روح کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں (حوالہ ابلاغ المبین فارسی ص ۱۶ طبع لاہور)

جواب سوم سماع موتی یا توسل بالاموات کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں کسی زندہ صالح آدمی کو اپنے ساتھ شامل کر کے اللہ سے دعا اور امداد طلب کی جا سکتی ہے جیسے حضرت عمر ؓ کے زمانہ میں بارش کے لئے صحابہ کرام ؓ نے دربار الٰہی میں دعا کروائی باقی وسیلہ تو جنت میں ایک اعلیٰ مقام کا نام ہے جو صرف کسی ایک بندے کو ملے گا تبھی تو رسول اللہ نے فرمایا تم اذان کے بعد میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وہی مقام طلب کیا کرو جس کا نام مقام محمود ہے جب اذان ختم ہو درود شریف کے بعد پھر یہ دعا پڑھو۔

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ ... محمدن الوسیلۃ ... وعدتہ (صحیح بخاری)

ثابت ہوا کہ امام الانبیاء کو بھی وسیلہ اور شفاعت کا اختیار نہیں ملا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رسول اکرم ؐ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ سوا لاکھ صحابہ ؓ میں سے کسی ایک بھی صحابی رسول نے کسی موقعہ پر رسول اللہ کی قبر کو وسیلہ واسطہ نہیں بنایا اس کے بعد تابعین تبع تابعین، ائمہ دین، اولیاء کرام اور فقہائے احناف میں سے کسی نے بھی کسی دکھ، کسی تکلیف، کسی بیماری کے دفاع کے لئے کسی فوت شدہ کو اپنی مدد کے لئے نہیں پکارا۔

ٹرن کے آخر میں پھر میں اپنے قابل احترام علماء کرام کو پرزور گزارش کروں گا کہ خدارا اپنے دعویٰ یا اپنے عقیدہ کے مطابق قرآن وحدیث سے زیادہ نہیں تو صرف ایک قوی، صحیح

السند، مرفوع حدیث پیش کر دیں جس میں یہ صراحت ہو کہ انبیاء، اولیاء، صلحاء فوت ہونے کے بعد ہمہ وقت ہر زندہ کی پکار سنتے جواب دیتے اور مشکلیں حل کر دیتے ہیں ورنہ اپنے عقیدہ باطلہ سے توبہ کریں اور عوام کالانعام کو گمراہی سے بچائیں ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔

مولانا خلیل احمد قادری | اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمین (سورہ انبیاء)

اس قرآن پاک کی آیت میں حضور اکرم نور مجسم کو عالمین کی رحمت کہا گیا ہے حضور تبھی ہر مسلمان کے لئے رحمت بن سکتے ہیں جبکہ آپ حیات ہوں اور امت مسلمہ کی مشکلات حل کریں دوسری دلیل ہر نمازی نماز میں السلام علیك ایھا النبی پڑھتا ہے اور آپؐ پر خطاب کے صیغہ سے سلام پڑھتا ہے نمازیں تمام دنیا میں مسلمان پڑھتے ہیں ہر ملک کا ہر نمازی تشہد میں سلام بھی آپؐ پر پڑھتا ہے۔

لہذا حیات النبی اور آپؐ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ ثابت ہو گیا یہ میری آخری ٹرن ہے جو کچھ دلائل میرے علم میں تھے وہ میں نے سنا دیئے اور پیش کر دیئے ہیں اور سامعین نے سن لئے باقی میں نے پہلے بھی کہہ دیا تھا کہ میں مناظر نہیں ہوں روپڑی صاحب واقعی عظیم اور تجربہ کار مناظر ہیں انہوں نے مناظرانہ اور محققانہ انداز میں میرے دلائل کو توڑ دیا ہے میں اس میدان میں نووارد ہوں اور پوری تیاری بھی نہیں کر سکا میرے صدر مفتی اعجاز والی صاحب وہ بھی مدرس اور مفتی آدمی ہیں مگر مناظر وہ بھی نہیں پھر جب کبھی زندگی میں موقع ملا تو ہم بھی مزید تیاری خوب کریں گے اور اپنے بریلوی مسلک کے مشہور اور معروف مناظر کو روپڑی صاحب کے مدمقابل لائیں گے اب ہمارا جانا ہی بہتر ہے زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتے سامعین جو اپنے دل و دماغ سے حق سمجھیں اس پر عمل کریں اب ہمیں کوئی نہ روکے بڑی مشکل سے یہ چند ٹرنیں ہم نے بیان کی ہیں اب ہماری جسمانی اور علمی قوت جواب دے چکی ہے سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

حافظ عبدالقادر روپڑی | نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یاایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذباباً ولواجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز ۔

مذکورہ بالا آیت مطہرہ میں خالق کائنات نے غیراللہ اور من دون اللہ کی مثال دے کر شرک اور مشرک کی سخت تردید کی ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ زندہ یا مردہ غیراللہ نہ حاجت روا نہ مشکل کشا اور نہ اللہ تعالیٰ کے اختیار پا سکتا ہے غیراللہ کی عبادت کرنے والوں اوران کے معبودوں کے بارے میں عجیب مثال تعبیر فرمائی فرمایا یہ سارے معبودان باطلہ مل کرایک متحدہ محاذ بھی اگر بنالیں تو ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے، عاجز ہو جائیں گے تم خالق کائنات کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کی عبادت کرتے ہو اس کی عاجز اور فوت شدہ مخلوق سے امدادیں طلب کرنا بہت بڑی حماقت اور سفاہت ہے آگے فرمایا اگر عاجز مکھی ان کی نذروں نیازوں، چڑھاووں، ختموں، کھیروں، حلووں سے کوئی معمول چیز اپنے پروں کے ساتھ اڑا کر لے جائے تو یہ سارے من دون اللہ اتنے عاجز ہیں اور وہ چیز چھڑا نہیں سکتے۔

اگر اس کے جواب میں کوئی مولوی اور مفتی انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامتوں کو بیان کرے تو اس کو ہمارا جواب سناؤ کہ معجزہ اور کرامت نبی اور ولی کے اپنے قبضہ واختیار میں نہیں ہوتا ثابت ہوا کہ جس طرح مکھی کی تخلیق اللہ تعالیٰ کا کام ہے ایسی ہی مکھی کا ارادہ اور اختیار بھی اصل اللہ ہی کے پاس ہے اس میں پوری دنیا کا کوئی بزرگ، پیر، قلندر ہرگز شریک وسہیم نہیں آگے فرمایا طالب اور مطلوب دونوں ہی کمزور ہیں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ طالب سے مراد مشرک اور مطلوب سے مراد معبود باطل ہے مطلب یہ ہے کہ جیسا عابد ویسا ہی معبود دونوں ہی ضعیف ہیں معبود تو ضعیف اس لئے کہ وہ مکھی کے پروں اور پاؤں سے شرینی نہیں چھڑا سکتے اور اس کی عبادت کرنے والا اس لئے کمزور ہے کہ وہ اپنی

عقل کا ماتم کرتا پھرتا ہے، کہ وہ ایسی چیز ی سے نفع کا امیدوار ہے جو اپنے چڑھاوے کی چیز کو مکھی تک سے چھڑا نہیں سکتا۔

قادری صاحب نے آخری ٹرن تک اپنے دعویٰ کے مطابق ایک بھی صحیح، مرفوع، غیر مجروح حدیث رسول پیش نہیں کی کہ انبیاء، اولیاء، صالحین فوت ہونے کے بعد اپنی قبروں میں زندوں کی فریادیں سنتے، جواب دیتے اور مشکلیں حل کرتے ہیں اب آگے مناظرہ کرنے سے دونوں علماء نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شرک و بدعت کا کل اسلحہ ختم ہو چکا ہے سماع موتی کے کچے، کمزور ضعیف، موضوع اور غیر مستند دلیلوں کا ڈپو تباہ ہو چکا ہے اور چلانے والے گفتار کے غازی فیل ہو چکے ہیں۔

مولوی صاحب کیا کوئی بزرگ، پیر، استاد، شیخ فوت شدہ یا زندہ مشکل کشا آپ کی اس میدان مناظرہ میں حاجت روائی کر سکتا ہے تو کرا لو مجھے کوئی اعتراض نہیں اب بغیر گھر والوں کی اجازت کے اور اہالیان محلّہ کے مشورہ کے دونوں علماء کھسک گئے اور بغیر روٹی کھانے کے بھاگ گئے لوگ بار بار روک رہے تھے کہ چلو اگر مناظرہ نہیں کرنا اور آپ کی دکان کا سودا ختم ہو چکا ہے تو کم از کم میزبانوں کا پکایا ہوا کھانا (دعوت طعام) تو کھالیں مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور جلدی جلدی میدان سے مع کتابوں کے بھاگ گئے تمام سامعین کی زبان پر یہی آیت تھی۔ ”**جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً**“

اب قادری صاحب کے دونوں دلائل کا جواب تمام لوگ اطمیان سے سن لیں دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بات سن کر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

قادری صاحب نے ایک دلیل تو یہ بیان کی کہ حضور اکرم رحمت للعالمین ہیں جیسے آنحضرت دونوں جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت کا ہر جگہ ہونا ہر مسلمان کے لئے مفید ہے اگر آپ زندہ نہیں اور حاضر و ناظر نہیں تو آپ رحمت للعالمین کیونکر ہوئے؟

میرا جواب یہ ہے کہ اس آیت کی یہ تفسیر صحابہ کرام، سلف صالحین علماء متقدمین کے صریحاً خلاف ہے اور حضور اکرم کی حدیث ہے کہ جس نے بھی قرآن تفسیر اپنی رائے سے کی

وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (مشکوٰۃ)

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف رسول کریم ہی رحمت نہیں بلکہ لفظ رحمت کلام پاک میں چودہ (۱۴) معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱:- اسلام: يختص برحمته من يشاء۔

۲:- ایمان: أتاني رحمة من عنده۔

۳:- جنت : ففي رحمة الله هم فيها خالدون۔

۴:- بارش :بشرىٰ بين يدى رحمته۔

۵:- نعمت : لولا فضل الله عليكم ورحمة۔

۶:- نبوت : ام عندهم خزائن رحمة ربك۔

۷:- قرآن : بفضل الله ورحمته۔

۸:-رزق : خزائن رحمة ربى۔

۹:-مدد وفتح: او اراد بكم رحمة۔

۱۰:-عافیت:او ارادني برحمة۔

۱۱:- مودت : رافة و رحمة۔

۱۲:- کشائش: تخفيف من ربكم ورحمة۔

۱۳:-مغفرت :كتب علىٰ نفسه الرحمة۔

۱۴:- عصمت : لا عاصم اليوم من امر الله الا من رحم۔

میں کہتا ہوں کہ جب قرآن مجید میں لفظ رحمت چودہ (۱۴) معنوں میں استعمال ہوا ہے تو پھر کیا رحمت کا ایک خودساختہ معنی (حیات النبی اور حاضروناظر) کرنا قرآن پر ظلم نہیں؟ اور پھر تمام مفسرین کے خلاف اپنی رائے سے تحریف معنوی کرنا حضور اکرم کی وعید کے مطابق دوزخی بننا نہیں تو اور کیا ہے اپنے من گھڑت خیالات اور خودساختہ عقائد باطلہ کو خواہ مخواہ قرآن کے ذمہ لگانا یہ ظلم بالائے ظلم ہے۔

جواب سوم کسی متقدم مفسر نے یہ ترجمہ نہیں کیا کہ ہم نے آپ کو حیات اور حاضر و ناظر تا قیامت بنا کر بھیجا ہے اصل مفہوم یہ ہے کہ آپ رحمت کرنے کے لئے نہیں بلکہ آپ تو خود رحمت ہیں یا رحمت والے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ تمام کائنات پر رحم فرمایا اور آپ کی نبوت کے ذریعہ اپنی مخلوق کو اپنا راستہ دکھایا آپ کی شان رحمت (شریعت محمدیہ) سب کے لئے ہے آپ رحمت خداوندی کا ذریعہ اور سبب ہیں اور اس رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** (بقرہ) اس بات کی ٹھوس دلیل ہے۔

دوسری قادری دلیل کے جوابات

قادری صاحب کی پیش کردہ دوسری دلیل السلام علیك ایها النبی سے سماع موتیٰ اور حیات النبی پر استدلال کرنا مولوی صاحب کی کم علمی کی واضح علامت ہے۔

پہلا جواب تشہد کے دوران السلام علیك ایها النبی کہنا سلام تحیہ ہے ہی نہیں۔ پوری زندگی اس سلام کا جواب نہ نماز میں اور نہ بعد میں حضور اکرم نے دیا صحابہؓ تشہد سیکھنے کے لئے اونچی آواز سے یہ سلام آپ کے سامنے پڑھتے تھے پھر بھی آپؐ نے اس کا جواب نہیں دیا۔

دوسرا جواب مولوی صاحب آپ کے دعویٰ کے ساتھ اس دلیل کی کوئی مطابقت نہیں کیونکہ یہ کلمات اللہ نے اپنے پیغمبر کو معراج کی رات ارشاد فرمائے تھے گویا یہ اللہ کا نبی پاک کو خطاب ہے پوری دنیا کے تمام نمازی اس تشہد میں اس حکایت کی نقل کرتے ہیں قرآن مجید میں ایسی کافی آیات موجود ہیں مثلاً (۱) **یایها الکفرون** (۲) **یٰیحییٰ خذ الکتب بقوة** (۳) **یفرعون مثبوراً** (۴) **یابلیس ما منعك** وغیرہ۔

تیسرا جواب نتیجہ نکلا کہ یہ سلام بطور دعا ہے جس کا سننے، سنانے اور جواب دینے سے کوئی تعلق نہیں تشہد میں سلام پڑھنے کے وقت ملائکہ سیاحین جو درود و سلام پہنچانے پر مقرر ہیں فوراً نمازیوں کا سلام آپؐ کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ (نسائی، دارمی، ابوداؤد)

چوتھا جواب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر آنحضرت زندہ اور موجود نہیں تو نمازی حاضر کے صیغہ سے پھر سلام کیوں پڑھتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سلام بطور خطاب ہوتا تو اس کا جواب دینا بھی ضروری ہوتا لیکن ظاہر بات ہے کہ نبی کریم کی زندگی میں جب صحابہ التحیات میں یہ سلام پڑھتے تو آپؐ جواب نہیں دیتے تھے نہ صحابہ کرام کے سنانے کا عقیدہ تھا اب آپ کی وفات کے بعد یہ عقیدہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے دعا کا صحیح طریقہ بھی وہی صحیح ہے جو خود نبی پاکؐ نے ہمیں سکھلایا ہے نہ اس سے ہمارا خود ساختہ طریقہ نکلتا ہے اور نہ فوت شدگان سے وسیلہ اور استمداد و استغاثہ کا ثبوت ملتا ہے۔

مولوی صاحب کی دونوں پیش کردہ مزعومہ دلیلوں کے جوابات الحمدللہ میں نے تفصیلی دے دیئے ہیں مگر مجھے افسوس ہی رہے گا کہ ان دونوں بریلوی علماء نے اپنے دعویٰ کے مطابق ابھی تک مناظرہ کے اختتام اور آخری ٹرن تک ایک بھی دلیل صحیح پیش نہیں کی دعویٰ یہ تھا کہ انبیاء و اولیاء شہداء و صالحین فوت ہونے کے بعد زندوں کی پکاروں کو سنتے جواب دیتے اور ان کی مشکلات حل کر دیتے ہیں آخر میں میں یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوں پوری بریلویت کے پاس اس دعویٰ کے مطابق پورے قرآن و حدیث کے ذخیرہ سے ایک بھی ٹھوس اور قوی صحیح السند دلیل ہے ہی نہیں ساری زندگی اگر چہ مگر چہ چونکہ چنانچہ پر ہی گزارہ کرتے ہیں۔

اب قرآن پاک میں تین ایسے واقعات بیان کرتا ہوں جن سے موت و حیات اور نوم و یقظہ (نینداور بیداری) کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے اور یہ مسئلہ **اظهر من الشمس** ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوری دنیا میں کوئی عالم الغیب نہیں ہے نہ کوئی نبی، نہ کوئی ولی، نہ کوئی علیؓ نہ صحابی، نہ تابعی، نہ تبع تابعی، نہ سالک، نہ مجذوب، نہ قلندر، نہ فقیر، نہ درویش، نہ جن، نہ فرشتہ، نہ زندہ اور نہ مردہ سنا سکتا ہے نہ سن سکتا ہے بلکہ نینداور موت کی آغوش میں چلے جانے کے بعد نائم اور میت خود اپنے گرد و پیش کے حالات سے بھی کلیۃً بے خبر اور لاعلم ہو جاتی ہے چہ جائیکہ دوسروں کے حال، احوال، کوائف، کردار اور پکاروں سے باخبر اور باعلم ہو۔

پہلا واقعہ حضرت عزیر پہلا واقعہ حضرت عزیر کا ہے بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کے شہر کو جلا کر تباہ کر دیا تھا تب اللہ پاک نے ان کی روح کو قبض کر لیا اور پوری ایک صدی تک میت ہی پڑے رہے سو سال کے بعد اپنی قدرت سے اللہ نے ان کو زندہ کیا تو شہر آباد تھا اور بنی اسرائیل بابل والوں کی غلامی سے آزاد ہو چکے تھے اور آپ کے گدھے کو جو گل سڑ کر پنجر بن چکا تھا اس کو بھی زندہ کیا پھر تب اللہ نے آپ کو خطاب کر کے پوچھا **قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مائة عام ..... علی کل شئی قدیر.**

مسلمانوں غور کرو یہ وہی پیغمبر ہیں جن کو یہودیوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا تھا اور ابن اللہ کہتے تھے لیکن خود پیغمبر کی یہ حالت ہے کہ سو سال طویل عرصہ تک فوت رہنے کے عرصہ کو ایک دن یا دن کا کچھ حصہ بتلا رہے ہیں سو سال کے عرصہ میں رات کی تاریکی اور دن کا طلوع بھی آتا ہوگا سردیوں اور گرمیوں کے موسم تبدیل ہوتے رہے کبھی بادل اور کبھی بارشیں برستی ہوں گی کبھی آندھیاں اور کبھی بجلیاں چمکتی ہوں گی، سورج اور چاند اپنی اپنی کرنیں پھیلاتے رہے ہوں گے مگر اللہ کا فوت شدہ پیغمبر ان تمام حالات، واقعات اور حادثات سے بے خبر اور بے علم رہا تبھی تو زندہ ہونے کے بعد ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرما رہے ہیں اگر دماغ میں معمولی عقل اور دل میں معمولی ایمان کی رتی ہو تو ہر مسلمان کے لئے دو مسئلے تو بالکل حل ہو گئے ایک عالم الغیب صرف اللہ ہے دوسرا اسماع موتی کا کہ ہر ہر وقت ہر زندہ کی ہر وقت ہر جگہ پکاریں سننے والا صرف اللہ ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت سلیمان جنات کے ہاتھوں مسجد بیت المقدس کی تجدید کروا رہے تھے جب علم ہوا کہ میری موت کا وقت شاید قریب پہنچا ہو تو جنوں کو نقشہ تعمیر دے کر خود ایک شیشہ کے مکان میں بند ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئے جیسا کہ آپ کی عادت تھی مہینوں حنوت میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے اس وقت آپ اپنے عصا کو لے کر اپنی ٹھوڑی سے لگا کر عبادت کر رہے تھے جنات یہ سمجھ کر کہ آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں برابر کاموں میں لگے

رہے جب ایک سال گزر گیا تو گھن (کیڑا) لگنے کی وجہ سے لاٹھی ٹوٹ گئی اور حضرت سلیمان کی لاش گر پڑی تو جنات کو پھر پتہ چل گیا کہ ارے یہ تو مرے ہوئے تھے اگر ہم پہلے ہی اس بات کو جان لیتے کہ ان کو موت آ چکی ہے تو مشقت کے کاموں میں کیوں لگے تھے جو ہمارے لئے باعث عذاب بنے ہوئے تھے **فلماخر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المهین۔** (سورہ سبا: ۱۴)

غور وفکر کرو تو مسئلہ بالکل صاف ہو گیا حضرت سلیمان لاٹھی پر ٹیک لگا کر عبادت کے لئے کھڑے ہیں اللہ تعالیٰ نے روح قبض کر لی جوں ہی مسجد کی تعمیر مکمل ہونے کے قریب ہوئی دیمک کے کیڑے نے لاٹھی کو کھانا شروع کر دیا جب لاٹھی کمزور اور بالکل کھوکھلی ہوگئی اور حضرت سلیمان کی نعش کا بوجھ برداشت نہ کر سکی تو حضرت سلیمان زمین پر گر پڑے رب العالمین نے پوری کائنات کو توحید اور سماع موتیٰ کا مسئلہ سمجھا دیا کہ جس پر موت وارد ہو جائے وہ خواہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو وہ اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتا وہ دوسری دنیا کے لوگوں کو کیسے سنبھال سکتا ہے؟ ثابت ہوا کہ پیغمبر کی لاش اس لئے نیچے گر پڑی کہ اس میں روح نہیں تھی جب زمین کے اوپر بغیر روح کے جسم اطہر نہ سن سکتا ہے نہ سنا سکتا ہے اور یہ جسم مقدس بغیر روح کے جب قبر میں دفن ہوگا تو پھر کیسے عالم الغیب اور مشکل کشا بن سکتا ہے؟

تیسرا واقعہ تیسرا واقعہ اصحاب کہف کا مشہور ہے جس کے نام پر سورہ کہف قرآن مجید میں موجود ہے ان کے دور میں بادشاہ اور پوری قوم مشرک تھی اور بتوں کی پوجاری تھی اس دور میں چند سلیم الفطرت نوجوان اصحاب کہف اٹھے اور کافر و مشرک بادشاہ کے دربار میں توحید کا نعرہ لگا دیا تب بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم جاری کر دیا اصحاب کہف نے ہجرت کی اور ایک غار میں چھپ گئے، اللہ تعالیٰ نے ان پر سکون واطمینان کی نیند غالب کر دی چنانچہ ۳۰۹ سال تک نیند کی حالت میں غار میں سوئے رہے۔

پھر اللہ نے اپنی قدرت سے ان کو اٹھایا اس طویل عرصہ میں ان کا ماحول بدل چکا تھا، بادشاہ، رعایا، حکومت قانون تبدیل ہو چکا تھا گردوپیش کر حالات سے اولیاء اللہ بے خبر

اور بے علم تھے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے **قالوا لبثنا یوماً او بعض یوم** کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ہم سوئے رہے۔

ثابت ہوا کہ ایک زندہ ولی جو سویا ہوا ہو، وہ ہرگز نہیں سنتا یا بیداری کی حالت میں کوئی ولی اللہ نصف میل کے فاصلہ پر موجود ہو اس کو تم اپنی آواز نہیں سنا سکتے، تو جو صالح، اولیاء سینکڑوں من مٹی کے نیچے قبروں میں دفن ہو چکے ہیں تو پھر وہ زندوں کی پکاریں، صدائیں کیونکر سن سکتے ہیں؟ ایک عام محاورہ مشہور ہے کہ سویا ہوا اور مرا ہرگز نہیں سن سکتے۔

سات اولیاء اللہ جن کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے انہیں اپنے سونے کی مدت کا پتہ نہ چل سکا تین سونو سال کے عرصہ کو ایک دن یا دن کا کچھ حصہ سمجھ رہے ہیں معلوم ہو گیا کہ ولی ہو اور زندہ ہو جب وہ سو جائے اسے زمانہ کے حالات وواقعات کا پتہ نہیں چل سکتا تو مرنے کے بعد قبور میں کسی پیغمبر، پیر، بزرگ، شہید یا امام کو دنیا کے حالات اور زندوں کی پکار کا کیسے پتہ چل سکتا ہے؟

وفات خاتم الانبیاء اور تاریخی خطبہ صدیقی امام الانبیاء علیہ السلام جب وفات پا گئے تو اصحاب نبوت جو سچے محبان رسولؐ تھے ان پر غموں اور پریشانیوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، فاروق اعظمؓ جیسا بہادر اور دلیر بھی آج ہمت ہار گیا ہوش ہواس ٹھکانے نہ رہے حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے حوصلے اور ہمت کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو ایک طوفان برپا تھا اور منبر نبوی پر جلوہ افروز ہوئے حمد وثنا کے بعد فرمایا:

ایھا الناس من کان منکم یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت (صحیح بخاری)

جب صدیق اکبرؓ نے فرمایا **ان محمداً قد مات** بے شک محمد علیہ السلام مر چکے ہیں اور مذکورہ آیت **(وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل)** (آل عمران: ۱۴۴) سے استدلال کیا تو سب صحابہؓ چونک اٹھے تب آنحضرتؐ کی وفات کا سب کو یقین ہو گیا تو بلا شبہ اس مسئلہ (عدم سماع موتی) پر بھی تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا۔

روپڑی صاحب نے جوش میں آکر مناظرانہ جوبن پر فرمایا: لوگو! سن لو اچھی طرح سن لو آج بعض مولوی اور لوگ کہتے ہیں کہ وہابی گستاخ رسول ہیں کیونکہ وہ نبی پاکؐ کو مردہ مانتے ہیں اور ہم مدینہ والی قبر (حجرہ عائشہؓ) میں زندہ سمجھتے ہیں میں ان سادہ لوح عوام اور کم علم مولویوں کو ببانگ دہل کہتا ہوں، کہ ہم اہلحدیث یا اہل توحید ہی مردہ نہیں سمجھتے عرش والے الہ نے بھی میت کہا ہے **انك ميت وانهم ميتون** خلیفہ اول صدیق اکبرؓ نے بھی مردہ ہی کہا **فان محمداً قد مات** یعنی اس عالم دنیا میں آپ وفات پا گئے باقی آگے عالم برزخ اور جنت الفردوس میں اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں آخری نبیؐ نے زندگی کے آخرت لمحات میں فرمایا **اللّٰھم اعنی علیٰ سکرات الموت.**

اس ٹرن کے آخر میں حنفی دوستوں کے لئے مناظرہ کے آخر میں آخری حوالہ میں امام ابوحنیفہؒ کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں شائد ان مولویوں کی قسمت جاگ پڑے اور دن رات ان کی تقلید کا شور مچانے والے ان کے فرمان عالیشان کو دل و جان سے قبول کر لیں۔

امام ابوحنیفہ اور عدم سماع موتی ایک خاص واقعہ امام ابوحنیفہ کا ملاحظہ ہو جس کو شاہ محمد اسحاق دہلوی کے ایک شاگرد رشید مولنا محمد بشیر الدین قنوجی (متوفی ۱۲۹۶ء) نے فقہ کی ایک کتاب ''**غرائب فی تحقیق المذاهب**'' کے حوالہ سے درج فرمایا ہے۔

امام ابوحنیفہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کی قبروں کے پاس آکر ان سے فریاد کر رہا تھا اے قبر والو! کیا تمہیں خبر بھی ہے اور کیا تمہارے پاس کچھ اثر بھی ہے کہ میں تمہارے پاس کئی مہینوں سے آ رہا ہوں اور تمہیں پکار رہا ہوں تم سے میرا سوال بجز دعا کرانے کے اور کچھ نہیں تم میرے حال کو جانتے ہو یا میرے حال سے بے خبر ہو؟ امام ابوحنیفہ نے اس کی یہ بات سن کر اس سے پوچھا ان قبر والوں نے تیری کسی بات کا جواب دیا؟ وہ کہنے لگا ہرگز نہیں تو امام صاحب نے فرمایا:

فقال له سحقاً لك و تربت يداك كيف تكلم اجساد لا يستطيعون جواباً ولا يملكون شيئاً ولا يسمعون صوتاً وقراً وما انت

بمسمع من في القبور (تفہیم المسائل)

''تجھ پر پھٹکار ہو، تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں تو ایسے (مردہ) جسموں سے بات کرتا ہے جو نہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کی آواز (فریاد) سن سکتے ہیں''

پھر امام صاحب نے یہ قرآن کی آیت پڑھی **وما انت بمسمع من في القبور**۔ (سورہ فاطر)

''اے پیغمبر تو ان کو ہرگز نہیں سنا سکتا جو قبروں میں مدفون ہیں''

آج بریلوی مولوی صاحبان کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ اگر واقعی امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں تو امام صاحب کا فرمان سن کے سماع موتیٰ کے سے دعویٰ دستبردار ہونا پڑے گا اگر عقیدہ سماع موتیٰ کا قائم رکھو گے تو امام صاحب کی تقلید سے کنارہ کش ہونا پڑے گا اب میں سامعین کو بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی مولوی صاحبان پر زور دیں کہ وہ جلد اعلان کریں کہ وہ امام صاحب کے کس مسئلہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کس کا انکار کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ رب العالمین صراط مستقیم کتاب وسنت کو دل و جان سے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين.

خداوند یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ سلطانی بھی عیاری ہے درویشی بھی عیاری

نوٹ: حنفی بریلوی مقلدین علماء اور چند حواری شکست خوردہ ہو کر آگے پیچھے قطار میں ہو کر مع کتب فرار ہو گئے باقی سارا مجمع اس طرح مطمئن ہو کر بیٹھا رہا سامعین کا ہر فرد حق و صداقت سے متاثر ہو کر روپڑی صاحب کو کہہ رہا تھا کہ یہ باطل علماء واقعی علماء حق کا میدان میں دلائل سے مقابلہ نہیں کر سکتے حجروں اور مریدوں میں بیٹھ کر جھوٹی بڑھکیں ہی مار سکتے ہیں آج زندگی میں پہلی دفعہ ہم نے یہ حق و باطل کا معرکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے

کانوں سے سنا ہے ہمارے سارے شکوک وشبہات آج دور ہو گئے۔

اس کے بعد روپڑی صاحب نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے مزید دلائل مناظرانہ انداز میں ''بریلویت کا پوسٹمارٹم'' کے طور پر پیش کئے۔ان براہین قاطعہ نے تو لوگوں پر سونے پر سہاگہ کا کام کیا الحمدللہ شرک وبدعت اوران کے پجاریوں کے بخئے ادھیڑ کر رکھ دیئے جو مندرجہ ذیل تھے یہ تمام دلائل علماء، خطباء، طلباء، ائمہ مساجد اور عوام وخواص کے لئے درج کئے جاتے ہیں۔

اکابرین علماء بریلویت اور عقائد کفریہ وشرکیہ

درمسئلہ سماع موتی

حوالہ (۱): اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔

(بہار شریعت از امجد علی ص ۵۸)

حوالہ (۲): مردے سنتے ہیں اور محبوبین کی وفات کے بعد ان کی امداد کرتے ہیں۔

(علم القرآن از مفتی احمد یار ص ۱۸۹)

حوالہ (۳): شیخ جیلانی ہر وقت دیکھتے ہیں اور ہر ایک کی پکار سنتے ہیں اولیاء اللہ کو قریب اور بعید سب برابر دکھائی دیتا ہے۔(انالۃ الضلالۃ از مفتی عبدالقادر ص ۷)

حوالہ (۴): مولانا احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں: ''مردے سنتے ہیں کیونکہ خطاب انہیں سے کیا جاتا ہے جو سنتا ہے'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۷)

حوالہ (۵): بزرگان دین نہ صرف یہ کہ مرنے کے بعد سنتے ہیں بلکہ کلام بھی کرتے ہیں (احکامات رضویہ ص ۵۷)

حوالہ (۶): یا علی یا غوث کہنا جائز ہے کیونکہ اللہ کے پیارے بندے عالم برزخ میں بھی سنتے ہیں۔(فتاویٰ نوریہ ص ۵۲۷)

حوالہ (۷:) مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ انبیاء' اولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نمازیں پڑھتے ہیں۔ (ملفوظات للبریلوی جز ۳ ص ۲۷۲)

حوالہ (۸): انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں وہ چلتے پھرتے کلام کرتے اور مخلوق کے معاملات میں تصرف فرماتے ہیں۔ (حیات النبی کاظمی ملتان ص ۳)

حوالہ (۹): حضور ﷺ کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں اپنی امت کو دیکھتے ہیں ان میں پوشیدہ نہیں (جاء الحق احمد یار مفتی ص ۱۵)

حوالہ (۱۰): تین روز تک روضہ شریف سے برابر پانچوں وقت اذان کی آواز آتی رہی۔
(ہدایۃ الطریق بیان التحقیق والتقلین دیدار علی ص ۸۶)

حوالہ (۱۱): جس وقت حضور ﷺ کی روح اقدس قبض ہو رہی تھی اس وقت بھی جسم میں حیات موجود تھی۔ (حیاۃ النبی للکاظمی ص ۱۰۴)

حوالہ (۱۲): اللہ کے ولی ہرگز مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں ان کی ارواح صرف ایک آن کے لئے خروج کرتی ہیں پھر اسی طرح جسم میں ہوتی ہیں جس طرح پہلے تھیں۔ (فتاویٰ نعیمیہ مفتی اقتدار ین مفتی احمد یار بریلوی ص ۲۴۵)

حوالہ (۱۳): اولیاء بعد الوصال زندہ ہیں اور ان کے تصرفات و کرامات پائندہ اور ان کے فیض بدستور جاری رہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۳۶ جلد ۴)

حوالہ (۱۴): مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں: اولیاء کرام اپنی قبروں میں پہلے سے زیادہ سمع و بصر رکھتے ہیں۔ (حکایات رضویہ ص ۴)

حوالہ (۱۵): انبیاء و اولیاء اور شہداء اپنے ابدان مع اکفان کے زندہ ہیں۔
(احکام قبور، رسائل رضویہ ص ۲۴۳)

حوالہ (۱۶): ایک بزرگ نے اپنے انتقال کے بعد فرمایا میرا جنازہ جلدی لے چلو حضور ﷺ جنازے کا انتظار فرما رہے ہیں۔ (حیات النبی کاظمی بریلوی ص ۴۶)

حوالہ (۱۷): احمد رضا آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں
(انوار رضا ص ۲۴۶)

حوالہ (۱۸): اہل بصیرت حضور ﷺ کو دوران نماز میں بھی دیکھتے ہیں۔

(تسکین الخواطر فی مسئلہ حاضر وناظر ص ۱۶)

حوالہ (۱۹): اولیاء اللہ ایک آن میں چند جگہ ہو سکتے ہیں اور ان کے بیک وقت چند اجسام ہو سکتے ہیں۔ (جاء الحق ص ۱۵۰)

حوالہ (۲۰): اولیاء اللہ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں جگہ جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات ص ۱۱۳)

حوالہ (۲۱): اولیاء اللہ کو یہ قدرت ملی ہے کہ چھوٹا ہوا تیر واپس کر لیں۔

(جاء الحق مفتی احمد یار ص ۱۹۷)

حوالہ (۲۲): اولیاء کو قبر کی مٹی تو کیا عالم پلٹ دینے کی طاقت ہے مگر توجہ نہیں دیتے۔

(جاء الحق ص ۳۰۲)

حوالہ (۲۳): اولیاء کرام مردے کو زندہ مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں۔

(حکایات رضویہ ص ۴۴)

حوالہ (۲۴): غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے اس کے بغیر زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

(رسول الکلام دیدار علی ص ۲۹ طبع لاہور)

بیس آیات قرآنیہ بر عدمِ سماعِ موتی

دلیل (۱):

والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ان تدعوھم لا یسمعوا دعاء کم ولو سمعوا ما ستجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئك مثل خبیر (سورہ فاطر: ع ۲)

دلیل (۲):

ان الذین من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان

كنتم صٰدقين (سورہ اعراف: ع ۲۴)

دلیل (۳):

ومن اضل ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له الىٰ يوم القيٰمة وهم عن دعائهم غافلون (سورہ احقاف)

دلیل (۴):

واذا حشر الناس كانوا لهم اعداء وكانوا بعبادتهم كافرين (سورہ احقاف: ۲)

دلیل (۵):

ويوم نحشرهم جميعاً ثم نقول للذين اشركوا مكانكم انتم وشركاء كم فزيلنا بينهم وقال شركاء هم ما كنتم ايانا تعبدون فكفىٰ بالله شهيداً بيننا و بينكم ان كنا عن عبادتكم لغافلين (سورہ یونس: ۳)

دلیل (۶):

ويوم نحشرهم ما يعبدون من دون الله فيقول ا انتم اضللتم عبادى هٰولاء ام هم ضلوا السبيل قالوا سبحانك ما كان ينبغى لنا ان نتخذ من دونك من اولياء ولكن متعتهم وأباء هم حتىٰ نسوا الذكر وكانوا قوماً بورا (سورہ فرقان: ۲)

دلیل (۷):

والذين تدعون من دون الله لا يخلقون شيئاً وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون (سورہ نحل: ۲)

دلیل (۸):

ويوم يجمع الله الرسل فيقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام الغيوب (سورہ مائدہ)

دلیل(۹):

واذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی والٰہی الٰھین من دون اللّٰہ قال سبحٰنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی (سورہ مائدہ)

دلیل(۱۰):

او کالذی مر علیٰ قریۃ وھی خاویۃ علیٰ عروشھا قال انیٰ یحیی ھٰذہ اللّٰہ بعد موتھا فاماتہ اللّٰہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام (سورہ بقرہ:۳۵)

دلیل(۱۱):

ولو ان قراٰناً سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتیٰ بل للّٰہ الامر جمیعاً (سورہ رعد)

دلیل(۱۲):

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللّٰہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور (سورہ فاطر:۲۲)

دلیل(۱۳):

ام لھم اٰلھۃ تمنعھم من دوننا لا یستطیعون نصر انفسھم ولا ھم منا یصحبون (سورہ انبیاء:۴۳)

دلیل(۱۴):

انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین (سورہ نحل:۸۰)

دلیل(۱۵):

مثل الذین اتخذوا من دون اللّٰہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت

بیتاً وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ان اللہ یعلم ما یدعون من دونہ من شیی وھو العزیز الحکیم (سورہ عنکبوت:۴۱)

دلیل(۱۶):

یایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب (سورہ حج:۷۳-۷۴)

دلیل(۱۷):

قالوا ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین فاعترفنا بذنوبنا فھل الیٰ خروج من سبیل (سورہ مومن:۱۱)

دلیل(۱۸):

قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احداً (سورہ جن:۲۰)

دلیل(۱۹):

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صدقین (سورہ اعراف:۱۹۵)

دلیل(۲۰):

والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون (سورہ اعراف:۱۹۷)

سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین
والحمد للہ رب العالمین